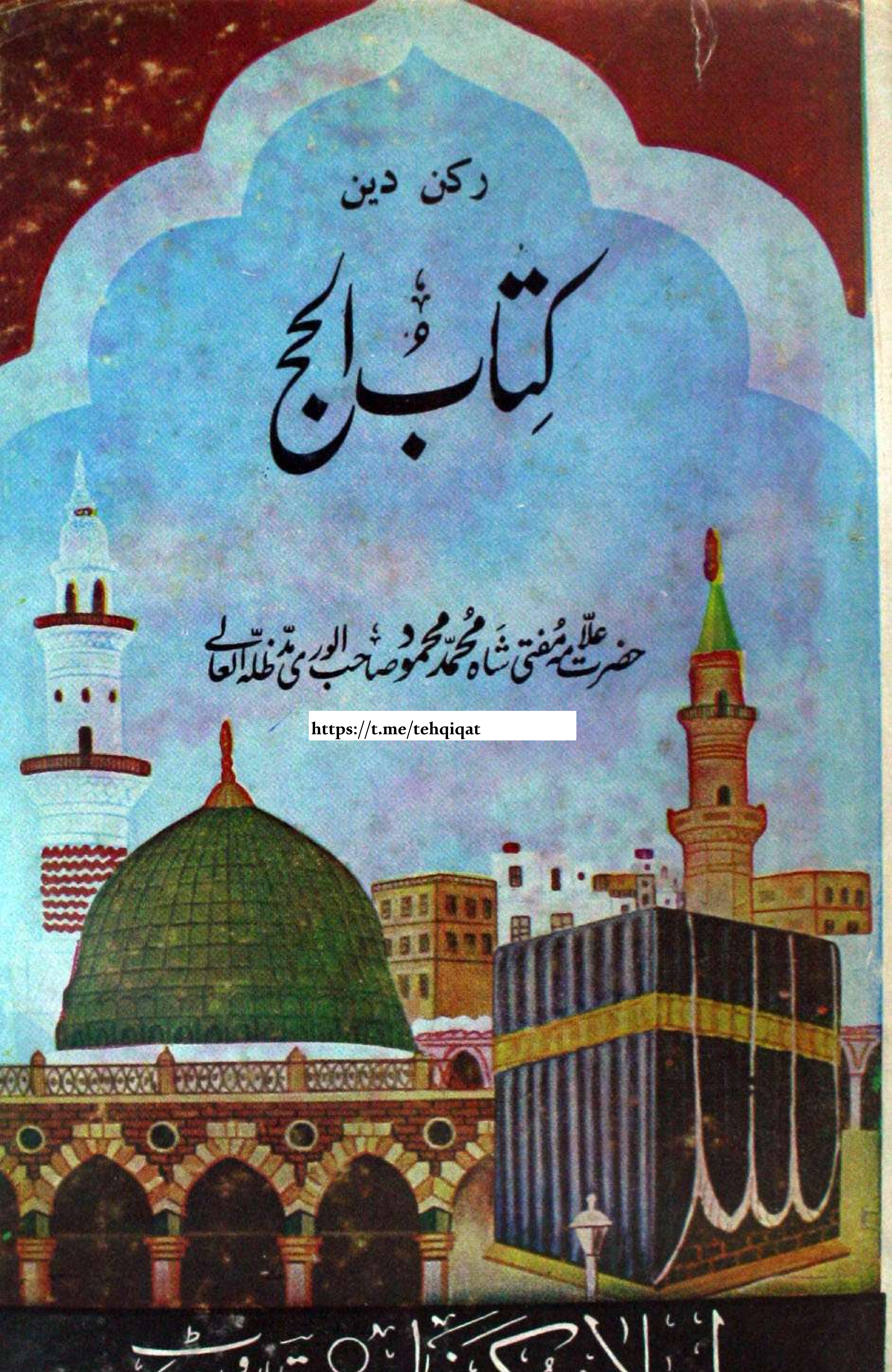

رکن دین

کتاب الحج

حضرت علامہ مفتی شاہ محمد محمود صاحب الوری مدظلہ العالی

https://t.me/tehqiqat

اسلامی کتب خانہ اقبال روڈ سیالکوٹ

For more books click on link below
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

خوشخبری

علماء اہلسنت کی کتب PDF میں
حاصل کرنے کیلئے
تحقیقات چینل ٹیلیگرام جوائن
کریں
https://t.me/tehqiqat
گوگل سے ڈاؤن لوڈ کرنے لئے
https://
archive.org/details/
@zohaibhasanattari

طالب دعا زوہیب حسن عطاری

وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا ○

کتاب الحج

رکنِ دین

نمبر ۵

مؤلف

شیخ الحدیث علامہ الحاج مفتی محمد محمود صاحب الوری مدظلہ

○

ناشر

مکتبہ نعمانیہ ○ اقبال روڈ ○ سیالکوٹ

for more books click on link below

https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ ہیں

مصنف ———— شیخ الحدیث علامہ مفتی محمد محمود صاحب الوری

کاتب ———— اللہ دتہ مجددآبادی

ناشر ———— مکتبہ نعمانیہ اقبال روڈ سیالکوٹ

طابع ———— ندرت پریس لاہور

اشاعت اول ———— شوال ۱۳۹۵ھ، اکتوبر ۱۹۷۵ء

اشاعت دوم ———— شوال ۱۳۹۹ھ، ستمبر ۱۹۷۹ء

اشاعت سوم ربیع الاول ۱۴۰۲ھ جنوری ۱۹۸۲ء

تعداد گیارہ سو

قیمت 300.-00 مجلد روپے

ملنے کے پتے

۱۔ جامعہ مجددیہ رکن الاسلام۔ متصل جامع مسجد آزاد میدان حیدر آباد

۲۔ مدینہ پبلشنگ کمپنی۔ ایم۔ اے۔ جناح روڈ۔ کراچی

۳۔ مکتبہ نبویہ۔ گنج بخش روڈ۔ لاہور

۴۔ مکتبہ نوریہ رضویہ گنج بخش روڈ۔ لاہور

for more books click on link below
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

مختصر فہرست کتاب الحج

مضامین	صفحہ	مضامین	صفحہ
مکہ مکرمہ اور مدینہ طیبہ دنیا میں سب سے اعلیٰ و اشرف اور محبوب مقامات ہیں	۱۷	حاجیوں کے قافلہ سے پیچھے رہ جانے والے مشتاقوں کا سلام و پیام	۵۷
حرمین شریفین کی حاضری سعادت اور اللہ و رسول کے قرب کا ذریعہ ہے	۲۱	حج پیدل افضل ہے یا سواری پر!	۶۲
حرمین شریفین کی حاضری ترقی ایمان و عرفان کا باعث ہے۔	۲۳	فوائدِ حج	۶۵
حرمین شریفین کی حاضری موجب مغفرت ہے۔	۲۹	اسرارِ حج	۷۰
حج رکن اسلام ہے۔	۳۲	احرام	۷۰
حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مبارک حج کی کیفیت	۳۴	لبیک	۷۲
سفرِ حج	۳۶	میقات	۷۲
مکتوب حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ	۳۹	غسل	۷۳
آدابِ سفر	۴۱	جماع	۷۳
گھر سے روانگی کے وقت کے اذکار	۴۴	حرم میں داخلہ	۷۴
بحری سفر میں غرق ہونے سے محفوظ رہنے کی دعا	۵۱	رؤیتِ کعبہ	۷۴
سواری کے ٹکراؤ (ایکسیڈنٹ) اور نقصان سے بچنے کی دعا۔	۵۲	حجرِ اسود	۷۵
		مسجدِ حرام اور خانہ کعبہ	۷۵
		طواف	۷۵
		رمل	۷۶
		پردۂ کعبہ اور ملتزم	۷۶
		مقامِ ابراہیم	۷۷
		صفا اور مروہ	۷۹
		منیٰ	

for more books click on link below
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

مضامین	صفحہ
مسجدِ خیف	۸۰
عرفات	۸۱
مزدلفہ	۸۲
رمی	۸۲
قربانی	۸۳
حلق	۸۴
فضائلِ حج	۸۴
فضیلتِ لبیک	۸۷
ختمِ لبیک	۸۸
حج کے اقسام	۸۹
حجِ افراد	۸۹
حجِ قران	۹۰
حجِ تمتع	۹۱
مکہ مکرمہ سے ماہِ حج میں باہر سفر میں جانا	۹۲
... حج میں عمرہ بھی کر سکتا ہے؟	۹۴
فضائلِ عمرہ	۹۴
عمرہ کو حج کے ساتھ ملا کر ادا کرنے کے فضائل	۹۵
حجِ مبرور اور عمرہِ مبرور	۹۷
حج اور عمرہ کی وجہ تسمیہ (حج کی وجہ تسمیہ	۱۰۲

مضامین	صفحہ
عمرہ کی وجہ تسمیہ	۱۰۴
حجِ اکبر، حجِ اصغر اور حجِ افضل	۱۰۵
حج اور سوال	۱۰۶
حج اور مالِ حرام	۱۰۷
تارکِ حج کے لیے سوءِ خاتمہ کا خوف	۱۰۸
حج اور موت	۱۱۰
خوفِ موت سے حج کو نہ جانا	۱۱۲
بیت اللہ شریف	۱۱۳
خانہ کعبہ کے قبلہ ہونے کی حکمتیں	۱۱۶
کعبہ اصلِ زمین ہے۔	۱۱۷
زمانۂ اقدس میں تعمیرِ نو اور حطیم	۱۱۹
حطیم کی حد	۱۱۶
واقعہ حجرِ اسود	۱۲۰
تعمیرِ کعبہ	۱۲۰
شاذروان یعنی پشتۂ کعبہ کی تحقیق	۱۲۲
بیت اللہ شریف کے فضائل	۱۲۳
مسجدِ حرام اور مسجدِ نبوی میں عبادات کا ثواب	۱۲۶
آدابِ مساجد اور دیگر فوائد	۱۲۸
حج اور عورت	۱۳۰
بچے کا حج	۱۳۶
حج اور والدین	۱۳۶

for more books click on link below
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

مضامین	صفحہ
میقات	۱۳۸
اَشہُرِ حج (حج کے مہینے)	۱۴۲
زمینِ حرم اور حِل - حرم	۱۴۴
حِل	۱۴۵
احرام	۱۴۶
فرائضِ احرام	۱۴۸
واجباتِ احرام	۱۴۸
سُنَنِ احرام	۱۴۸
مستحباتِ احرام	۱۴۹
محرماتِ احرام	۱۵۱
مکروہاتِ احرام	۱۵۲
احرام میں مباح اور جائز باتیں	۱۵۳
طریقۂ احرام	۱۵۴
طواف اور اس کے اقسام اور فضیلت	۱۵۵
طواف کے اقسام	۱۵۶
فرائضِ طواف	۱۵۹
مکانِ طواف اور مقامِ طواف	۱۵۹
واجباتِ طواف	۱۵۹
سُنَنِ طواف	۱۶۰
مستحباتِ طواف	۱۶۱
محرماتِ طواف	[illegible]

مضامین	صفحہ
مکروہاتِ طواف	۱۶۲
مباحاتِ طواف	۱۶۳
اضطباع	۱۶۳
رَمل	۱۶۳
سعی	۱۶۴
شرائطِ صحتِ سعی	۱۶۵
واجباتِ سعی	۱۶۵
سُنَنِ سعی	۱۶۶
مستحباتِ سعی	۱۶۶
مکروہاتِ سعی	۱۶۶
حج کے فرائض	۱۶۸
حج کے واجبات	۱۶۸
قاعدہ	۱۶۸
حج کی سُنتیں اور آداب	۱۶۹
شرائطِ حج	۱۶۹
شرائطِ صحتِ ادائِ حج	۱۷۰
حج اور عمرہ کا حکم	۱۷۰
استلام	۱۷۱
حج اور عمرہ میں فرق	۱۷۲
وقوفِ عرفات	۱۷۳
شرائطِ صحتِ وقوف	۱۷۳
واجباتِ وقوف	۱۷۳

for more books click on link below
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

مضامین	صفحہ
وقوف کی سنتیں	١٧٤
مستحبات وقوف	١٧٤
مکروہات وقوف	١٧٥
طریقۂ دعا - رفع یدین	١٧٥
وقوف مزدلفہ	١٧٦
شرائط صحت وقوف مزدلفہ	١٧٧
شرائط صحت طواف زیارت	١٧٧
واجبات طواف زیارت	١٧٨
رمی	١٧٨
شرائط صحت رمی	١٧٨
واجبات رمی	١٧٩
مکروہات رمی	١٧٩
اوقات رمی	١٨٠
رمی تیرہ تاریخ	١٨١
ادائیگی عمرہ اور ترکیب حج (از اول تا آخر)	١٨٢
عمرہ کی ادائیگی کا مختصر طریقہ	١٨٤
ترکیب حج (از اول تا آخر)	١٨٥
میقات سے لے کر مکہ مکرمہ میں داخل ہونے تک احرام کے آداب میں پانچ باتیں ہیں	١٨٥
مکہ مکرمہ میں داخلہ سے طواف تک چھ آداب	١٨٩

مضامین	صفحہ
کدا اور کدی	١٩١
طواف کے ذکر میں	١٩٤
پورے طواف میں ایک دعا	٢٠٠
طواف کے بعد مقام ابراہیم کی حاضری اور نماز	٢٠٢
ملتزم اور اس کی حاضری کا طریقہ	٢٠٤
چاہ زمزم اور اس کی حاضری کا طریقہ	٢٠٦
یہ طواف کونسا ہے؟	٢٠٧
صفا اور مروہ کے درمیان سعی	٢٠٧
سعی اور اس کے متعلق بیان	٢١٢
نماز سعی	٢١٢
حلق یا قصر	٢١٣
مکہ سے منیٰ کو روانگی	٢١٣
منیٰ میں قیام اور عبادت	٢١٦
منیٰ سے عرفات کو روانگی	٢١٧
جمعہ اور منیٰ	٢١٨
عرفات کا داخلہ اور وہاں کے اذکار و اعمال	٢١٩
عرفات میں وقوف کا طریقہ	٢٢١
عرفات کی دعائیں	٢٢٣
مادری زبان میں دعا	٢٢٧

for more books click on link below
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

مضامین	صفحہ
عرفہ کے دن کی فضیلت	۲۲۲
عرفات میں صادقین کے مختلف احوال	۲۲۴
عرفات سے مزدلفہ کو روانگی	۲۳۵
عرفات اور مزدلفہ میں جمع بین الصلاتین کا فرق	۲۴۱
منیٰ کو روانگی	۲۴۲
منیٰ اور اس کی عبادات	۲۴۳
منیٰ میں دس تاریخ ذی الحجہ کے مشاغل	۲۴۳
رمی	۲۴۴
قربانی اور اس کے احکام	۲۴۷
حلق کا بیان	۲۴۹
طواف زیارت	۲۵۲
منیٰ میں گیارھویں تاریخ اور اس کی عبادات	۲۵۶
رمی جمار	۲۵۶
جمرہ اولیٰ	۲۵۷
جمرہ وسطیٰ	۲۵۸
جمرہ عقبہ	۲۵۸
حکایت	۲۵۹
بارہ تاریخ اور اس دن کی عبادت	۲۵۹

مضامین	صفحہ
تیرھویں تاریخ	۲۶۰
دعا کے لیے چھ وقوف	
روانگی مکہ اور محصّب	۱
طواف وداع	۲۶۳
حج سے فارغ ہونے کے بعد عمرہ کی اجازت	۲۶۵
مکہ کا قیام اور متعدد کام	۲۶۵
داخلہ بیت اللہ شریف	۲۶۸
دعا کی قبولیت کے اوقات اور مقامات	۲۷۳
دعا کی قبولیت کے اوقات	۲۷۳
مکہ میں دعا کی قبولیت کے مقامات	۲۷۳
مدینہ شریف کے مقامات دعا	۲۷۴
مسجد حرام میں وہ گیارہ مقامات جہاں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے نمازیں پڑھی ہیں۔	۲۷۴
مکہ اور اس کے ارد گرد کے قابل زیارت مقامات	۲۷۵
جنایات یعنی جرائم اور انکی سزا	۲۸۵
مفسدات عمرہ اور حج	۲۹۰
ان جرموں کا بیان جن کے کفارہ میں بدنہ لازم آتا ہے۔	۲۹۱
وہ جرائم جنکے کفارہ میں قیمت لازم آتی ہے	۲۹۱

for more books click on link below
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

مضامین	صفحہ
سرزمین حرم کی جنایات اور انکا کفارہ	۲۹۲
جوں مارنے کی جنایات	۲۹۴
بغیر احرام کے میقات سے گزرنے کا جرم اور اس کا کفارہ	۲۹۵
خوشبو کا استعمال اور اس کا کفارہ	۲۹۵
سلے ہوئے کپڑے پہننے کا کفارہ	۲۹۷
بال دور کرنے کے کفارے	۲۹۸
ناخن کترنے کا کفارہ	۲۹۹
جماع اور بوس وکنار کی غلطی کا کفارہ	۳۰۰
طواف میں غلطیوں کا کفارہ	۳۰۰
سعی کی غلطیاں اور انکا کفارہ	۳۰۱
وقوفِ عرفات غلطیاں اور انکا کفارہ	۳۰۱
وقوفِ مزدلفہ کی غلطی اور اس کا کفارہ	۳۰۲
رمی کی غلطیاں اور انکا کفارہ	۳۰۲
قربانی اور حلق میں غلطی اور اسکا کفارہ	۳۰۲
احصار	۳۰۲
حج فوت ہونے کا بیان	۳۰۴
حج عن الغیر یعنی حج بدل	۳۰۵
مدینہ طیبہ کو روانگی	۳۰۹
روضۃ الجنۃ اور اسکے بعض ستون	۳۲۰
فائدہ	۳۲۴
زیارت بقیع	[illegible]

مضامین	صفحہ
بقیع سے باہر بہترین زیارت گاہیں	۳۳۸
آداب زیارۃ المقابر	۳۳۸
زیارت مدینہ۔ ذکر مساجد۔ مسجد قبا	۳۳۹
مسجد کبیر	۳۴۱
مسجد جمعہ۔ مسجد الفضیخ۔ مسجد بنی قریظہ	۳۴۲
مسجد ابراہیم۔ مسجد ظفر۔ مسجد الاجابت	۳۴۳
مسجد فتح	۳۴۴
مسجد بنی حرام۔ مسجد القبلتین	۳۴۵
مسجد السقیا۔ مسجد ذباب۔ مسجد صغیر	۳۴۶
مسجد البقیع۔ مسجد فاطمہ	
مسجد مصلی العید۔ مسجد ابوبکر۔ مسجد علی	۳۴۷
مسجد عنیس۔ مسجد الوادی	
احد اور مساجد احد	۳۴۸
کنوئیں جو آنحضرت کی طرف منسوب ہیں	۳۵۰
مساجد آنحضرت جو مکہ اور مدینہ کے درمیان ہیں۔	۳۵۴
ہدایات	۳۵۸
مدفن شریف	۳۶۲
زیارت خاتون جنت	۳۶۳
مدینہ شریف سے واپسی	۳۶۴
حاجی کا خیر مقدم	۳۶۷
کلمہ، تلبیہ اور درود شریف کے فضائل	۳۷۰

for more books click on link below
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

عرض ناشر

اللہ تعالیٰ کا خاص فضل وکرم ہے کہ اس نے اس ذرۂ بے مقدار کو اپنے دین اسلام کی صحیح ترجمانی کرنے والی کتابوں کی اشاعت کی توفیق بخشی، اور یہ صدقہ ہے اللہ کی نعمتوں کو تقسیم کرنے والے رحمۃ للعالمین (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم) کا۔ اور میرے شیخ ومرشد دامت برکاتہم العالیہ کی دعاؤں کا نتیجہ ہے۔

کتاب الحج رکن دین حصہ چہارم آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ مکتبہ ہذا میں اس سے پہلے مندرجہ ذیل کتب شائع ہو کر قبولِ عام حاصل کرچکی ہیں اللہ تعالیٰ اس کو بھی قبول فرمائے اور لوگوں کو اس سے زیادہ فائدہ اٹھانے کی توفیق بخشے۔ آمین۔

۱۔ شرح قصیدہ بردہ
۲۔ شرح قصیدہ امام اعظمؒ
۳۔ رکن دین توضیح العقائد
۴۔ رکن دین کتاب الصلوٰۃ
۵۔ رکن دین کتاب الزکوٰۃ
۶۔ رکن دین کتاب الصیام
۷۔ رکن دین کتاب الحج
۸۔ مظہر العقائد
۹۔ وصال احمدی
۱۰۔ تنویر الہدیٰ فی حیاۃ الانبیاء والشہداء
۱۱۔ روح الصلوٰۃ
۱۲۔ درود شریف کے فضائل
۱۳۔ نور ونکہت
۱۴۔ پنج قادری

آپ نے ہماری مطبوعات کے نام دیکھ کر اندازہ کرلیا ہوگا کہ اس قسم کی کتابیں شائع کرنا صرف کاروباری نظریہ پر قائم شدہ ادارہ کا کام نہیں۔ چونکہ ہمارے ادارہ کے قیام کا مقصد صرف خدمتِ دین ہے اس لیے ہمارے بنیادی اصول یہ ہیں:۔

(۱) خدمتِ دین اور عقائد اہل سنت کی تبلیغ واشاعت (۲) غیر اسلامی رسومات کیخلاف ایسی کتابیں شائع کرنا جن سے اصلاح ہوسکے (۳) اسلامی علوم پر لکھی ہوئی علمائے ربانی اور اہل اللہ کی کمیاب اور نادر کتابوں یا تراجم کی اشاعت (۴) کتابت اور طباعت معیاری اور کاغذ اچھا (۵) عام کاروباری اداروں سے قیمت کم

زیرِ نظر کتاب بھی اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے اور دوسری دفعہ شائع ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہماری سعی ...

محمد اشرف مجددی

for more books click on link below
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم ط

تعارفِ مصنف

اکثر قارئین کی دلی خواہش ہوتی ہے کہ جس کتاب سے استفادہ کیا جا رہا ہے اس کے مصنف کی شخصیت سے بھی آگاہی حاصل ہو لیکن مصنف موصوف اپنے حالات اور محاسن کی اشاعت پسند نہیں فرماتے اس لئے نہایت مختصر تعارف ہدیۂ قارئین ہے۔

پیدائش - آپ کی ولادت باسعادت ۵ ذی الحجہ ۱۳۲۳ھ شب جمعۃ المبارک الور میں ہوئی۔

تعلیم - آپ نے ابتدائی تعلیم گھر ہی پر اپنے والد محترم حضرت مولانا شاہ رکن الدین اور جدِ امجد حضرت فرید الدین (رحمہما اللہ) سے حاصل کی۔ اس کے بعد آپ اجمیر تشریف لے گئے اور وہاں مدرسہ معینیہ عثمانیہ میں صرف و نحو وغیرہ پڑھتے رہے۔ پھر دہلی تشریف لے گئے۔ وہاں مدرسہ عالیہ جامع مسجد فتحپوری میں مولانا برکات احمد ٹونکی مرحوم کے تلمیذ رشید مولانا عبد الرحمٰن مرحوم سے منطق و فلسفہ وغیرہ کی کتب پڑھیں۔ علم الفرائض کی تحصیل مفتی اعظم محمد مظہر اللہ دہلوی مرحوم سے کی۔ ایک عرصہ بعد آپ ہی سے علمِ توقیت بھی حاصل کی۔ اس کے بعد حضرت بھوپال تشریف لے گئے وہاں مولانا محمد حسین مرحوم سے حدیث کی مشہور کتابیں پڑھیں۔ پھر آپ دوبارہ اجمیر تشریف لائے اور یہاں منطق، ریاضی، ادب، علمِ کلام، اصولِ فقہ اور حدیث و تفسیر کی بڑی کتابیں مولانا معین الدین اجمیری مرحوم اور مولانا امجد علی مرحوم (صاحب بہارِ شریعت) اور دیگر جلیل القدر علماء سے پڑھ کر سندِ تکمیل حاصل کی۔

طب - علوم عقلیہ و نقلیہ سے فراغت کے بعد آپ پھر دہلی تشریف لے گئے اور حکیم اجمل خاں مرحوم کے اُستاد حکیم جمیل الدین مرحوم سے طب میں شرح موجز، کلیاتِ نفیسی، شرح حمیات القانون وغیرہ پڑھ کر سندِ تکمیل حاصل کی۔ پھر حکیم اجمل خاں مرحوم کے جانشین حکیم محمد ظفر خاں دہلوی مرحوم کے مطب میں عملی تجربہ کیا اور سند تجربہ بھی حاصل کی۔

وطن کو واپسی - الغرض حضرت مفتی صاحب مدظلہٗ نے بائیس تیئس سال تک کی عمر تحصیلِ علوم و فنون میں گزار کر غالباً ۱۳۴۵ھ میں دولت خانہ الور تشریف لائے۔ یہاں جامع مسجد میں تقریباً چھ سات سال تفسیرِ قرآن کا درس دیا اور قرآنِ پاک ختم فرمایا۔ علاوہ ازیں الور میں قیام کے دوران آپ اسلامی علوم سبقاً بھی پڑھاتے رہے اور بہت سے لوگوں نے فیض حاصل کیا۔

for more books click on link below
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

ہجرت۔ ۱۹۴۷ء میں تقسیم ہند کے وقت الور میں زبردست فساد پھوٹ پڑے تھے اس لئے آپ نے الور سے ہجرت فرمائی اور دہلی تشریف لائے۔ یہاں قیام کئے کچھ عرصہ نہ گزرا تھا کہ یہ سرزمین بھی فسادات کے شعلوں کی لپیٹ میں آگئی اور یہاں کی وسیع و عریض فضائیں مسلمانوں کے لیے تنگ ہو گئیں اس لیے آپ پاکستان تشریف لے آئے اور حیدرآباد میں قیام فرمایا۔

تبلیغ۔ ایک عرصہ حیدرآباد کی مرکزی مساجد میں درسِ قرآن کریم دیا جس نے قبولِ عام کا شرف حاصل کیا۔ اور آزاد میدان والی بڑی جامع مسجد آپ ہی کی سعی سے تعمیر ہوئی۔

جامعہ مجددیہ کا قیام۔ عرصہ ہوا مسجد آزاد میدان میں رکن الاسلام جامعہ مجددیہ کے نام سے ایک علمی ادارہ قائم کیا جہاں درسِ نظامی کی تعلیم کے علاوہ فنِ تجوید و قرأت کا بھی اہتمام کیا گیا ہے۔ سینکڑوں طلبہ مستفید ہو چکے ہیں اور ملک کے مختلف گوشوں کے بہت سے طلبہ اس وقت زیرِ تعلیم ہیں۔

تصانیف۔ حضرت مفتی صاحب مدظلہٗ کا بیشتر وقت چونکہ خدمتِ خلق میں گزرتا ہے اس لئے تصنیف و تالیف کے لئے بہت کم وقت ملتا ہے، لیکن اس کے باوجود چند کتابیں تصنیف فرمائی ہیں جو دیکھنے سے تعلق رکھتی ہیں۔

(۱) مصباح السالکین (حالات مولانا شاہ رکن الدین) مطبوعہ (انڈیا)

(۲) کتاب الصیام (رکنِ دین حصہ سوم) مطبوعہ سیالکوٹ

(۳) کتاب الحج (رکنِ دین حصہ چہارم) مطبوعہ سیالکوٹ

(۴) کتاب الزکوٰۃ (رکن دین حصہ پنجم) مطبوعہ سیالکوٹ

(۵) خلاصہ مثنوی۔ غیر مطبوعہ

محمد اشرف

خادم دارالعلوم مجددیہ سیالکوٹ

۲۵ شعبان المعظم ۱۳۹۸ھ

for more books click on link below
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

جامِ فیضِ کتاب الحج

۱۳۹۹ھ

محوِ فکرِ سالِ طبع تھا تو یہ عقدہ کھلا
۱۶۹ ۱۳۹۹ھ
"ہے کتاب الحج جامِ فیضِ رکنُ الدّین کا"
۱۸۰۰ + ۱۶۹ = ۱۹۶۹ء

○

کروں نثار میں اس پہ متاعِ قلب و جگر
کہ پُر ہے لعل و جواہر سے کانِ محمودی
سرِ ادب کو جھکا کر قمرؔ نے یوں لکھا
ہے اس کا سالِ طبعِ ارمغانِ محمودی"
۱
۱۴۰۰-۱=۱۳۹۹ھ

○

یہ تصنیفِ لطیفِ ابنِ رکنُ الدّین انصاری
کتاب الحج خزینہ ہے براہین و دلائل کا
میں غرقِ فکر تھا تو پیرِ صاحبدل نے فرمایا
۳۴۷
قمرؔ! کہہ دو، کتاب الحج مرقع ہے مسائل کا
۱۰۵۲ + ۳۴۷ = ۱۳۹۹ھ

○

ننگِ اغیار: قمر یزدانی
پنوانہ ضلع سیالکوٹ

۹ شوال المکرم ۱۳۹۹ھ
۲ ستمبر ۱۹۷۹ء

for more books click on link below
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

ماخذ کتاب

قرآن مجید
تفسیر خازن للعلامۃ الخازن
تفسیر جلالین للامامین الجلالین
تفسیر مظہری للقاضی ثناء اللہ
تفسیر عزیزی للمحدث دہلوی
تفسیر مہائمی للامام مخدوم علی مہائمی
ابوداؤد شریف للامام ابوداؤد
ابن ماجہ شریف للامام ابن ماجہ
ترمذی شریف للامام ترمذی
مشکوٰۃ شریف للشیخ ولی الدین
حصن حصین للامام الجزری
اذکار نووی للامام النووی
کنوز الحقائق للامام مناوی
القول البدیع للامام السخاوی
الحزب الاعظم لملا علی القاری
مرقات شرح مشکوٰۃ لملا علی القاری
اشعۃ اللمعات للشیخ عبدالحق دہلوی
انجاح الحاجۃ شرح ابن ماجہ للشیخ عبدالغنی مجددی
ارشاد الساری للامام القسطلانی
مواہب لدنیہ " "
زرقانی للعلامہ محمد بن عبدالباقی
شرح سفر السعادت للشیخ عبدالحق دہلوی
وفاء الوفاء
زاد المعاد للعلامہ ابن قیم
الفتوحات الربانیہ لمحمد عبدالعزیز
احیاء العلوم للامام الغزالی
زین العلم شرح عین العلم لملا علی القاری
لطائف المعارف لابن رجب حنبلی
الیواقیت والجواہر للامام الشعرانی
ہدایہ للبرہان الدین
فتح القدیر للامام ابن ہمام
فتاویٰ قاضی خاں للامام قاضی خاں
مکتوب امام ربانی مجدد الف ثانی
فتاویٰ شامی للعلامہ ابن عابدین شامی
عالمگیری لجماعۃ العلماء
درمختار لمحمد علاء الدین
طحطاوی علی مراقی الفلاح للسید احمد الحنفی
بحر الرائق للعلامہ ابن نجیم
تنویر الابصار لشمس الدین الغزی
حیات القلوب لمخدوم ہاشم سندھی

for more books click on link below
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

لباب
شرح لباب
مراقی الفلاح للعلامۃ الشرنبلالی
منسک لملا علی قاری
انوار البشارہ لاحمد رضا بریلوی
مکاتیب لحجۃ اللہ نقشبند ثانی
الفوائد لابن قیم

کشف المحجوب لعلی ہجویری
حضرات القدس للعلامہ بدرالدین سرہندی
نفحات الانس للعلامہ جامی
خزینۃ الاصفیاء لمفتی غلام سرور
جذب القلوب للشیخ عبدالحق دہلوی
صفۃ الصفوۃ للعلامہ ابن جوزی

(ادارہ)

for more books click on link below
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

لَبَّیْکَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ ط

میں حاضر ہوں اے اللہ میں حاضر ہوں

لَبَّیْکَ لَاشَرِیْکَ لَکَ

(ہاں) میں حاضر ہوں آپ کا کوئی شریک نہیں

لَبَّیْکَ ط اِنَّ الْحَمْدَ وَ

میں حاضر ہوں سب تعریفیں اور

النِّعْمَةَ لَکَ وَالْمُلْکَ

ساری نعمتیں آپ ہی کے لیے ہیں اور بادشاہی بھی

لَاشَرِیْکَ لَکَ ط

آپ کا کوئی شریک نہیں

for more books click on link below
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰهِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوۡلِهٖ مُحَمَّدٍ سَیِّدِ الۡمُرۡسَلِیۡنَ رَحۡمَةٍ لِّلۡعٰلَمِیۡنَ وَعَلٰی آلِهٖ وَاَصۡحَابِهٖ اَجۡمَعِیۡنَ۔

اَمَّا بَعۡدُ

احقر اس رسالۂ حج کو لکھ کر ناظرین کی خدمت میں پیش کر رہا ہے۔ یہ رسالہ بھی حضرت والدی و مرشدی مولانا شاہ رکن الدین رحمۃ اللہ علیہ (مصنف رسالہ رکن دین) کی وصیت کے مطابق مسائل حج پر تالیف کیا گیا ہے۔ کیونکہ آپ نے وصیت فرمائی تھی کہ ہم نے رکن صلوٰۃ پر رکن دین تالیف کر دیا، اس کی مقبولیت اور لوگوں کی علمی تشنگی کو دیکھتے ہوئے ضرورت محسوس ہوئی کہ باقی ارکان پر بھی قلم اٹھایا جائے لیکن اب ضعف پیری کے باعث ہم میں ہمت نہیں۔ لہٰذا اب اس کام کو تم انجام دینا۔ چنانچہ حضرت کی وصیت کے مطابق "کتاب الصیام" روزہ کے بارے میں چھپ چکی ہے اور حج کے بارے میں یہ کتاب ہدیۂ ناظرین ہے۔ یہ اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے۔ "کتاب الزکوٰۃ" بھی مکمل ہو چکی ہے۔ انشاء اللہ جلد چھپ کر سامنے آ جائے گی۔

اس کتاب میں احقر نے مسائل حج کیساتھ ساتھ کچھ اسرار، فوائد اور نکات حج بھی درج کر دیئے ہیں تاکہ عرفانی لذت کیساتھ یہ فریضہ پُر لطف طریقہ سے ادا ہو۔ اور حرمین شریفین کی حاضری کے فیوضات و برکات کامل طور پر حاصل کیے جا سکیں۔ احقر نے حتی الامکان مسائل کی تحقیق و تدقیق میں پوری کوشش کی ہے اگر پھر بھی کوتاہی نظر آئے تو فقیر کو بھی مطلع کر دیں، فقیر ممنون ہو گا۔

جو صاحب اس کتاب سے مستفیض ہوں وہ احقر اور مصنف رسالۂ رکن دین جنکے ارشاد پر یہ کتاب لکھی گئی ہے ان کو دعاؤں میں یاد رکھیں خصوصاً حرمین شریفین میں اوقات اجابت کے موقعہ پر فراموش نہ فرمائیں۔

دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کے لیے اس کتاب کو زیادہ سے زیادہ نفع بخش بنائے۔ آمین فقط

محمد محمود

آزاد میدان ۔ حیدرآباد

حیدرآباد (سندھ)

for more books click on link below
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

مکہ مکرمہ / مدینہ منورہ

دُنیا میں سب سے اعلیٰ واشرف اور محبوب مقامات ہیں

سوال:- ان مقامات کے اعلیٰ واشرف اور سب سے زیادہ محبوب ہونے کے متعلق بھی کچھ ارشاد فرمائیں؟

جواب:- مکہ مکرمہ اور مدینہ طیبہ کو اللہ (جل جلالہ) اور رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) سے نسبت ہے۔ اور ظاہر ہے کہ اللہ اور رسول سے کوئی شئے اعلیٰ اور اشرف نہیں۔ لہٰذا جن مقامات کو ان سے نسبت ہوگی۔ یقیناً وہ بھی سب سے اعلیٰ اور اشرف مقامات ہوں گے۔

اور اس میں بھی قطعاً شک نہیں کہ مسلمانوں کو اللہ اور رسول سے زیادہ کوئی محبوب نہیں۔ لہٰذا جن شہروں کو اللہ (جل جلالہ) اور رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) سے نسبت ہوگی مسلمان کو ان سے بھی زیادہ کوئی شہر محبوب نہ ہوگا۔ مجنوں جب سفر کی منزلیں طے کر کے لیلیٰ کے شہر میں پہنچا تو اس کے عشق ومحبت کا یہ عالم تھا کہ جھوم جھوم کر وہاں کے درودیوار کو چوم رہا تھا۔ اور کہتا جاتا تھا۔

أَمُرُّ عَلَى الدِّيَارِ دِيَارِ لَيْلَى ۔۔۔ أُقَبِّلُ ذَا الْجِدَارَ وَذَا الْجِدَارَا
وَمَا حُبُّ الدِّيَارِ شَغَفْنَ قَلْبِي ۔۔۔ وَلٰكِنْ حُبُّ مَنْ سَكَنَ الدِّيَارَا

میرا گزر میرے محبوب لیلیٰ کے شہر سے ہوتا ہے۔ تو اس کی کبھی اس دیوار کو چومتا ہوں اور کبھی اس دیوار کو چومتا ہوں۔ مجھے ان درودیوار سے بذاتہٖ محبت نہیں ہے۔ بلکہ اس ذات سے محبت ہے جو اس شہر میں ہے۔

اسی طرح مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ نے مثنوی شریف میں ایک اور واقعہ لکھا ہے۔

for more books click on link below
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

گفت معشوقے بعاشق کائے فتیٰ　　تو بغربت دیدہ ای بس شہرہا
پس کدامی شہر آں ہا خوش تر است؟　　گفت آں شہرے کہ دروے دل براست

یعنی معشوق نے اپنے ایک عاشق سے پوچھا کہ تو نے دنیا کے سفر میں بہت سے شہر دیکھے ہیں تجھے ان شہروں میں سے کونسا شہر پسند آیا۔ اس نے کہا کہ جس میں میرا محبوب دل رُبا تھا۔ وہ سب سے زیادہ حسین اور عمدہ نظر آیا۔

جس چیز کو محبوب سے نسبت ہوتی ہے۔ وہ شئے بھی محبوب ہو جاتی ہے۔ چونکہ مکہ مکرمہ اور مدینہ طیبہ ان دو شہروں کو اللہ اور رسول جیسے محبوب سے نسبت ہے۔ تو مسلمانوں کو یہ شہر تمام شہر سے زیادہ محبوب ہیں۔

یہ نسبت کیا چیز ہے؟ اس کی بزرگی کو قرآن کریم سے معلوم کیجئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

لَآ اُقْسِمُ بِھٰذَا الْبَلَدِ ۙ وَ اَنْتَ حِلٌّۢ بِھٰذَا الْبَلَدِ ۙ　　اے حبیب! مجھے قسم ہے اس شہر مکہ کی جس میں آپ تشریف فرما اور مقیم ہیں۔

(پ ۳۰ رکوع ۱۵)

اس آیہ کریمہ نے حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بلند و بالا مقام محبوبیت کو ظاہر کیا کہ آپ کے علاقہ اور نسبت سے شہر مکہ بھی ایسا محبوب ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ بھی اس محبوب شہر کی قسم کھاتا ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بارگاہ رسالت میں عرض کی۔ یا رسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان۔ آپ کی بندگی خدا کے ہاں اس حد کو پہنچی کہ اللہ تعالیٰ نے آپکی زندگی اور شہر کی قسم کھائی۔ شہر کی قسم کا حال تو معلوم ہو گیا۔ اور عمر مبارک کی قسم اس آیت میں ملاحظہ فرمائیے

لَعَمْرُكَ اِنَّهُمْ لَفِیْ سَكْرَتِهِمْ یَعْمَهُوْنَ ۝　　اے حبیب! تمہاری جان کی قسم کفار اپنے نشہ میں بھٹک رہے ہیں

(پ ۱۴ رکوع ۵)

ہمیشہ قسم عزیز اور محبوب ترین چیز کی کھائی جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضور کی جان اور زندگی کی قسم کھا کر ظاہر فرما دیا کہ اے حبیب ہم کو کائنات اور موجودات میں آپ کی جان سے

for more books click on link below
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

زیادہ کوئی شے عزیز اور محبوب نہیں۔ غالب نے اسی نکتہ کو ایک شعر میں یوں بیان کیا ہے

ہرکس قسم بدانچہ عزیز است می خورد سوگند کردگار بجانِ محمد است

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ تمام کائنات میں حضور سے بڑھ کر کوئی مکرم اور معظم نہیں۔ کبھی کسی نے نہیں سنا کہ اللہ تعالیٰ نے حضور کے سوا کسی کی جان یا عمر کی قسم کھائی ہو۔ آپ کے تعلق اور نسبت سے آپ کا شہر اور مکان ہی نہیں بلکہ آپ کا زمانہ بھی محبوب ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کی بھی قسم کھائی۔

وَالْعَصْرِ ۝ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ ۝ (پ۳۰۔ رکوع ۲۸) زمانہ کی قسم! بے شک انسان خسارہ میں ہے۔

بعض عرفاء نے کہا کہ اس زمانہ سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانۂ اقدس مراد ہے۔ اللہ تعالیٰ نے یوں فرمایا کہ اے حبیب، تمہارے زمانہ کی قسم (جو قیامت تک ہے) یہ وہ زمانہ ہے کہ جس میں موجود ہونے کی آرزو انبیاء نے کی۔ اور اللہ تبارک وتعالیٰ نے بغیر تمہاری آرزو کے تم کو محض اپنے فضل وکرم سے حضور کے زمانہ میں پیدا کیا۔ پھر اگر حضور پر ایمان نہ لائے اور عمل صالح نہ کئے تو اس مقدس وقت کو ضائع کرکے تم نے کس قدر عظیم نقصان اور خسارہ حاصل کیا۔ اسی مفہوم کو اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ سے ظاہر کیا گیا

اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ ۝ (پ۳۰۔ رکوع ۲۸) مگر ہاں وہ لوگ جو ایمان لائے اور عمل صالح کئے اور دوسروں کو بھی دین برحق پہنچایا۔ اور اس راہ میں پیش آنے والی مشکلات پر صبر کی تلقین کی وہ خسارہ میں نہیں۔

بلاشبہ ایسا شخص کامل بھی ہے اور مکمل بھی۔ کہ خود بھی نفع حاصل کیا۔ اور دوسروں کو بھی نفع پہنچایا۔ رشد وہدایت کا کام کارِ انبیاء ہے۔ جس کو بجالاکر عُلَمَاءُ اُمَّتِیْ کَاَنْبِیَاءِ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ (میری امت کے علماء بنی اسرائیل کے انبیاء کی مثل ہیں) کی صف میں داخل ہوگیا۔

for more books click on link below
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

جب یہ معلوم ہوگیا کہ حضور کی نسبت سے مکہ مکرمہ کو قسم کا شرف حاصل ہوا تو اس میں ذرا بھی شک نہیں کہ یہی افتخار مدینہ طیبہ کو بھی حاصل ہے۔ جس طرح آپ مکہ مکرمہ میں تشریف فرما تھے۔ مدینہ منورہ میں بھی تشریف فرما ہے اور اب تک ہیں۔ اگر مکہ مکرمہ کو اَنْتَ حِلٌّ کا شرف حاصل ہے تو مدینہ طیبہ کو بھی اَنْتَ حِلٌّ کا شرف حاصل ہے۔ وہ محل حضور ہے تو یہ بھی مقام نزول نور ہے۔ مکہ مکرمہ کو وحی اترنے کا شرف حاصل ہے۔ تو مدینہ طیبہ کو بھی وحی اترنے کا شرف حاصل ہے۔ اگر مکہ مکرمہ حضور کی پیدائش گاہ ہے تو مدینہ منورہ حضور کی ابدی آرام گاہ ہے۔ اگر مکہ میں مقام سیدنا حضرت ابراہیم علیہ السلام ہے تو مدینہ میں مقام سیدنا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ لہذا حرمین شریفین دونوں اعلیٰ و اشرف مقامات ہیں۔

اس سفر میں اگر ان مقدس زمینوں کا غبار بھی تمہارے سر پر پڑ جائے۔ تو یہ سعادت اور غبار آلود بندوں کے متعلق حضور نے فرمایا ہے۔ کہ بہت سے غبار آلود اور پراگندہ بال اللہ کے ایسے مقبول بندے ہوتے ہیں۔ کہ اگر وہ کسی بات پر قسم کھا بیٹھیں۔ تو اللہ ان کی قسم کو پورا کر دیتا ہے۔ کیا عجب ہے کہ یہاں کا غبار تم کو بھی اس مرتبہ قبولیت پر پہنچا دے۔ اللہ کو غبار آلود حاجی پسند ہے۔ یہاں کا غبار تو اور زیادہ محبوبیت کا باعث ہو گا۔ اور مدینہ کے غبار کے لئے یہ بھی فرمایا ہے کہ غبارِ مدینہ شفا ہے۔ لہذا یہاں حاضر ہو کر یہاں کے برکات حاصل کرو۔ یقیناً سعادت مند ہے وہ انسان، جس کو اللہ تعالےٰ ان مقاماتِ مقدسہ کی حاضری نصیب فرمائے۔

for more books click on link below
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

حرمین شریفین کی حاضری

سعادت اور اللہ و رسول کے قرب کا ذریعہ ہے

سوال: حرمین شریفین کی حاضری تَقَرُّب اِلَی اللہِ وَ اِلَی الرَّسُوْلِ کا ذریعہ کیوں ہے۔ اس کے متعلق بھی کچھ ارشاد فرمائیں۔

جواب: عشاق کے لئے محبوب کے قرب میں پہنچنا بڑی نعمت اور سعادت ہے۔ قرب محبوب سے بڑھ کر دنیا میں کوئی نعمت نہیں اور پھر مدارج کے لحاظ سے قرب کے بھی مراتب ہیں۔ اوّل محبوب کے شہر میں پہنچنا، پھر اس کے خاص کوچہ میں پہنچنا، پھر اس کے گھر میں داخل ہونا۔ ایک سے ایک اعلیٰ نعمت اور سعادت ہے۔ مجنوں ایک کُتے کو گلے سے لگا کر چوم رہا تھا اور کہتا جاتا تھا۔

قَالَ دَعُوا الْمَلَامَ فَاِنَّ عَیْنِیْ ۔۔۔ رَاَتْہُ مَرَّۃً فِیْ حَیِّ لَیْلٰی!

ترجمہ: اس نے کہا۔ لوگو! ملامت کو چھوڑ دو۔ اس کُتے کو میری آنکھوں نے ایک مرتبہ کوچہ لیلیٰ میں دیکھا تھا۔

تو پھر اللہ اور رسول کے محبوب شہروں میں حاضر ہونے کا کیا مقام ہے۔ علامہ زرقانی فرماتے ہیں

لَایَخْفٰی اَنَّ نَفْسَ نَعْتُوْنِ ۔۔۔ یہ بات پوشیدہ نہیں کہ ان مقامات کی صرف حاضری
بِتِلْکَ الْاَمَاکِنِ شَرَفٌ وَّعُلُوٌّ ۔۔۔ کو بھی شرف اور برتری و بلندی حاصل ہے

اس کے علاوہ یہ حاضری تَقَرُّب اِلَی اللہِ وَاِلَی الرَّسُوْلِ کا ذریعہ ہے۔ اس لئے کہ مکہ مکرمہ میں بیت اللہ ہے۔ اور خود مدینہ طیبہ کا نام بیت رسول اللہ ہے[1]۔ جب کوئی کسی کے گھر جاتا ہے تو اس کو گھر والے کا تقرب اور خصوصی توجہ حاصل ہوتی ہے۔ دیکھو نوح علیہ السلام نے دعا کی۔

رَبِّ اغْفِرْلِیْ وَلِوَالِدَیَّ وَلِمَنْ ۔۔۔ اے میرے رب میری اور میرے والدین کی بخشش

---

[1] جذب القلوب۔

for more books click on link below
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

دَخَلَ بَیْتِیَ مُؤْمِنًا (پ ۲۹ رکوع ۱۰) فرما اور اس شخص کی بھی مغفرت فرما جو میرے گھر میں ایمان اور اعتقاد کے ساتھ داخل ہوا۔

دیکھئے حضرت نوح علیہ السلام کا ان پر کتنا کرم ہے۔ جو آپ کے گھر حسنِ اعتقاد اور ایمان کے ساتھ حاضر ہوئے کہ ان کو خصوصی دُعا میں شامل فرمایا۔ درحقیقت حاضری بھی وہی نافع ہوتی ہے۔ جو حسنِ ارادت اور عقیدت کے ساتھ ہو۔ تو پھر ایمان اور قلبی احترام کے ساتھ اللہ اور رسول کے گھر حاضر ہونے والوں کو اللہ اور رسول کا تقرب کیا کچھ حاصل ہوگا۔ اور کیوں نہ وہ خصوصی کرم کے مستحق ہوں گے۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے بھی عرض کی تھی۔ اے اللہ! جو آپ کے بندے آپ کے گھر کی زیارت کے لئے آئیں گے۔ تو آپ ان کو کیا عطا فرمائیں گے۔ فرمایا۔ ہر زائر کا اس پر حق ہے۔ جس کی زیارت کو وہ جاتا ہے۔ مجھ پر زائرین کا یہ حق ہے کہ دنیا میں ان کو عافیت دوں گا۔ اور آخرت میں جب وہ مجھ سے ملیں گے۔ انکو بخش دوں گا۔ اور جتنا زیادہ قرب حاصل ہوتا جائے گا۔ کرم بھی زیادہ بڑھتا جائے گا۔ حدیثِ قدسی میں ہے۔ اللہ تعالٰے نے فرمایا جو مجھ سے ایک بالشت قریب ہوگا۔ میں اس سے ایک ہاتھ قریب ہوں گا اور جو مجھ سے ایک ہاتھ نزدیک ہوگا۔ میں اس سے ایک باع یعنی دو ہاتھ قریب ہوں گا اور جو میری طرف چل کر آئے گا۔ میں اس کی طرف دوڑ کر آؤں گا۔ یقین ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بھی اپنی طرف آنے والے کی طرف اسی خُلقِ عظیم کے ساتھ پیش آئیں گے۔ کیونکہ آپ اللہ تعالٰے کے اخلاق سے متصف ہیں۔ لہٰذا جانے والا جتنا اللہ و رسول سے قریب ہوتا جائے گا۔ اس سے زیادہ خدا اور اسکے رسول کا قرب اس کو حاصل ہوتا جائے گا۔ اور جس قدر شوق کے ساتھ اللہ اور رسول کی طرف آگے بڑھے گا۔ اس سے زیادہ شوق کا اظہار وہاں سے ہوگا۔ بعض اخبار میں ہے کہ اللہ تعالٰے نے فرمایا۔

طَالَ شَوْقُ الْاَبْرَارِ اِلٰی لِقَائِیْ وَاَنَا لَهُمْ لَاَشَدُّ شَوْقًا

یعنی میری مُلاقات کا شوق جتنا نیک اور ابرار لوگوں کو ہے ان سے زیادہ مجھے ان کی لقا کا شوق ہے۔
لہٰذا ایمان اور عقیدت کے ساتھ مکہ مکرمہ اور مدینہ طیبہ حاضر ہو۔ پھر اللہ اور رسول کے

for more books click on link below
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

عطف وکرم کو دیکھنا۔ اور یہاں کی حاضری کی سعادت پر شکر الٰہی بجا لانا۔ کہ کیسا انعام واکرام ہوتا ہے۔

زہے سعادت آں بندہ کہ کرد نزول
گہے بہ بیتِ خدا و گہے بہ بیتِ رسول

یعنی اس بندہ کی سعادت کا کیا کہنا ہے کہ کبھی وہ اللہ کے گھر کا مہمان ہوا اور کبھی وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مہمان خصوصی بنا۔ اور دونوں بارگاہوں میں مقرب ہوا۔

حرمین شریفین کی حاضری

ترقی ایمان وعرفان کا باعث ہے

سوال: حرمین شریفین کی حاضری ترقیٔ ایمان وعرفان کا کیوں باعث ہے۔ اس پر بھی روشنی ڈالیں۔

جواب: جن مقامات پر نزولِ وحی ہوا۔ اسلام کی نشوونما اور ترقی ہوئی۔ اور وہاں اللہ تعالےٰ کی قدرت کاملہ کی نشانیوں کی بھی زیارت ہو۔ تو ایسے مقامات کی حاضری کیوں نہ ایمان وعرفان کی ترقی کا موجب ہو۔ مکہ مکرمہ میں بیت اللہ شریف ہے۔ جس کو منہدم کرنے کے لئے ابرہہ نامی حاکم یمن ہاتھیوں کا لشکر لے کر چلا۔ اور راستہ میں جس جس عرب قبیلہ نے اس کا مقابلہ کیا۔ اس کو اس نے قتل کیا اور مارا۔ اس طرح آگے بڑھتا ہوا جب وادیٔ محسّر[1] میں پہنچا۔ تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دادا حضرت عبدالمطلب کو (جو اس وقت قریش کے سردار اور کعبہ کے متولی تھے) خبر ہوئی تو فرمایا کہ لوگو! اپنی حفاظت کی فکر کرو۔ کعبہ جس کا گھر ہے۔ اسکی حفاظت گھر والے کے اوپر چھوڑ دو۔ لہٰذا قریش اس کو خالی چھوڑ کر سب اِدھر اُدھر چلے گئے۔ مقابلہ کرنے والا کوئی نہ رہا تو اللہ تعالےٰ نے سمندر کی طرف سے سبز اور زرد رنگ کے پرندوں کے غول کے غول بھیجے جو فضا میں پھیل گئے جن کے پنجوں اور چونچوں میں چھوٹی چھوٹی کنکریاں تھیں۔ انہوں نے لشکر کے اوپر وہ کنکریاں برسانا شروع کیں۔ خدا کی قدرت سے اُن کنکریوں نے بندوق کی گولیوں کا کام کیا۔ جس پر

---

[1] یہ ایک جگہ کا نام ہے جو مزدلفہ سے بائیں جانب ہے۔

for more books click on link below
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

گریں۔ ایک طرف سے دوسری طرف آر پار ہو جاتی تھیں۔ اسی طرح یہ لشکر اسی وادیٔ محسّر میں عذاب الٰہی اور غیبی مار سے ہلاک ہؤا۔ اسی طرح اللہ نے کعبہ شریف کو دشمن کے ارادوں سے بچا کر کعبہ کی عظمت کو ظاہر کیا۔ سورہ اَلَمْ تَرَ میں اسی واقعہ کا بیان ہے۔

فَاعْتَبِرُوْا يَا اُولِي الْاَبْصَارِ۔ اس نشانی کو دیکھ کر اس کی کمالِ قدرت پر ایمان لاؤ۔ اور دیکھو کہ کس طرح ضعیف مخلوق سے اس گھر کی حفاظت کرائی ہے۔ وہ کیسا قادرِ مطلق ہے۔ یہاں پر اور بھی بہت سی قدرت کی نشانیاں ہیں۔ ان کو بھی دیکھو اور ایمان تازہ کرو۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔

فِيْهِ اٰيَاتٌ بَيِّنَاتٌ مَّقَامُ اِبْرَاهِيْمَ۔ (پ۴ رکوع ۱) کہ بیت اللہ میں حاضر ہو۔ اور خدا کی نشانیوں اور مقام ابراہیم کو دیکھ کر اپنے ایمان و عرفان کو تازہ کرو۔

مقام ابراہیم ایک پتھر ہے۔ کہ جس پر کھڑے ہو کر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے خانہ کعبہ کی تعمیر کی۔ جتنی خانہ کعبہ کی عمارت اونچی ہوتی جاتی تھی۔ یہ پتھر بھی خدا کی قدرت سے اونچا ہوتا جاتا تھا۔ اگر گارا اور پتھر لینے کے لئے آپ کو نیچا ہونے کی ضرورت ہوتی تھی۔ یہ پتھر بھی نیچا ہو جاتا تھا۔ یہ پتھر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے قدموں کے نیچے موم کی طرح سے اس طرح نرم ہو گیا کہ آپ کے قدم کا ٹخنہ تک نشان ثبت ہو گیا۔ صدیاں گزرنے کے بعد آج بھی یہ پتھر مکہ مکرمہ میں حرم شریف کے اندر رکھا ہوا ہے۔ اس پتھر کے ذریعہ خدا کی ایک اور عظیم قدرت ظاہر ہوئی۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام جب تعمیر بیت اللہ سے فارغ ہو گئے۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان کو حکم دیا۔

وَاَذِّنْ فِي النَّاسِ بِالْحَجِّ (پ۱۷ رکوع ۱۱) کہ آپ لوگوں میں اعلان کریں کہ اس گھر کے حج کے لیے آؤ۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے عرض کی۔ میری آواز سب لوگوں تک کیسے پہنچے گی۔ ارشاد ہوا۔ تعمیل حکم تم کرو۔ آواز پہنچانا ہمارا کام ہے۔ آپ نے اسی پتھر پر کھڑے ہو کر اعلان کیا۔ قدرت الٰہی سے یہ پتھر اس قدر بلند ہوا۔ کہ اس کے ماتحت سب مخلوق نظر آنے لگی۔ آپ نے اعلان فرمایا۔ اے لوگو! اللہ کے گھر کے حج کے لئے آؤ۔ اللہ تعالیٰ نے

for more books click on link below
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

ان کی آواز کو زمین اور آسمان کے درمیان کی مخلوق تک پہنچا دیا۔ باپ کی پشت اور ماں کے پیٹ تک آواز پہنچی۔ جس نے جواب میں لبیک کہا۔ وہی لبیک کہتا ہوا۔ سَمِعْنَا وَ اَطَعْنَا پڑھتا ہوا حج میں تعمیل حکم کے لئے حاضر ہوتا ہے۔ یہ پتھر کیا ہے۔ مظہر قدرت الٰہی ہے۔ خدا کی قدرت پر ایمان لاؤ۔ وہ چاہے تو پتھر کو بھی موم کر دے اور مطیع بنا دے۔

اس کے علاوہ مکہ مکرمہ میں صفا اور مروہ دو پہاڑیاں ہیں۔ ان کی بھی زیارت کرو۔ جن کے بارہ میں اللہ تعالےٰ نے فرمایا۔

اِنَّ الصَّفَا وَ الْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللّٰہِ ۔ (پ۲ رکوع ۳) صفا اور مروہ اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ہیں۔

یہاں بھی اللہ کی قدرت اور ربوبیت کا ظہور ہوا۔ یہ دو پہاڑیاں بھی اُس وقت کی علامت، نشانی اور یاد دلانے والی ہیں۔ جبکہ حضرت ہاجرہ علیہا السلام پیاس سے مضطرب ہو کر پانی کی تلاش میں یہاں دوڑی تھیں۔ اللہ نے ان کی مدد فرمائی۔ اور غیب سے چشمہ زم زم جاری کیا۔ اس کا واقعہ یہ ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت ہاجرہ اور ان کے شیر خوار صاحبزادے حضرت اسماعیل دونوں کو بحکم خدا اس جگہ پر جہاں اب خانہ کعبہ ہے۔ یہاں آباد کیا۔ اور ان کے پاس ایک تھیلا کھجور کا اور ایک مشکیزہ پانی کا رکھ کر آپ روانہ ہوئے تو آپ کے پیچھے حضرت ہاجرہ یہ کہتی ہوئی دوڑیں۔ کہ آپ ہمیں اس سنسان جنگل میں کس پر چھوڑے جاتے ہیں۔ جب انہوں نے کوئی جواب نہ دیا تو حضرت ہاجرہ نے کہا۔ کیا یہ سب کچھ آپ اللہ کے حکم سے کر رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ ہاں۔ تو کہا۔ اب اللہ ہم کو ضائع نہیں کرے گا۔ اگر یہ بحکم خدا ہے تو تنہا رہنا بھی عبادت ہے۔ خدا اپنی اطاعت کرنے والوں کو ضائع نہیں کرتا۔

حضرت ابراہیم نے روانگی کے وقت ایسے مقام پر کھڑے ہو کر جہاں سے آپ نظر نہ آئیں۔ رو بہ قبلہ ہو کر یہ دعا کی۔

رَبَّنَا اِنِّیْ اَسْکَنْتُ مِنْ ذُرِّیَّتِیْ بِوَادٍ غَیْرِ ذِیْ زَرْعٍ عِنْدَ بَیْتِکَ الْمُحَرَّمِ — اے ہمارے رب! میں نے اپنی کچھ اولاد ایک وادی میں جس میں کھیتی نہیں ہوتی۔ تیرے حرمت والے گھر

for more books click on link below
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

رَبَّنَا لِيُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ فَاجْعَلْ اَفْئِدَةً مِّنَ النَّاسِ تَهْوِیْ اِلَیْهِمْ وَارْزُقْهُمْ مِّنَ الثَّمَرٰتِ لَعَلَّهُمْ یَشْكُرُوْنَ (پ ۱۳ ع ۱۸)

کے پاس بسائی ہے۔ اے ہمارے رب اس لیے کہ وہ نماز قائم رکھیں۔ تو تُو لوگوں میں سے کچھ دل ان کی طرف مائل کر دے۔ اور انہیں کچھ پھل کھانے کو دے شاید وہ احسان مانیں

یہ دعا کرنے کے بعد حضرت ابراہیم روانہ ہو گئے۔ حضرت ہاجرہ علیہا السلام کے پاس جو پانی تھا۔ جب وہ ختم ہو گیا۔ یہ بہت پیاسی ہو گئیں۔ بچہ بھی پیاس میں تڑپنے لگا۔ آپ ان کی پیاس نہ دیکھ سکیں تو مضطرب ہو کر صفا پہاڑی پر چڑھیں۔ جو قریب ہی تھی۔ کہ شاید کوئی نظر آئے اور پانی کا سراغ لگے۔

یہاں سے اتر کر پھر مروہ پہاڑی کی طرف روانہ ہوئیں۔ نشیب میں آپ دوڑتی تھیں جہاں سے صاحبزادے اسمٰعیل آپ کی نظروں سے اوجھل ہو جاتے تھے۔

پھر صفا پہاڑی پر چڑھیں۔ آپ نے وہاں کھڑے ہو کر دُور تک نظر دوڑائی کہ شاید کوئی نظر آئے۔ یہاں سے اتر کر آپ پھر مروہ پہاڑی کی طرف دوڑیں۔

اسی طرح آپ نے سات پھیرے کئے۔ آخری مرتبہ جب آپ مروہ پہاڑی پر چڑھیں تو ایک آواز آئی تو آپ نے فرمایا۔ تو میری جان کا ارادہ رکھتا ہے یا کوئی غیبی مدد ہے۔ نظر اٹھا کر دیکھا تو ایک فرشتہ اس مقام پر کھڑا تھا۔ جہاں اب چاہ زمزم ہے[1]۔ اس نے زمین پر اپنی ایڑی ماری تو زمین سے پانی کا چشمہ ابل پڑا۔ حضرت ہاجرہ نے زمزم کہا یعنی ٹھہر ٹھہر۔ اور چاروں طرف اس کے مٹی وغیرہ سے دیوار سی بنا کر اس کو روکا تا کہ پانی بہہ نہ جائے۔ روک کر اس سے نفع حاصل کریں۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ام اسمٰعیل پر رحم فرمائے کہ اگر زمزم کو بغیر روکے ہوئے چھوڑ دیتیں۔ تو یہ ایک بہتا ہوا چشمہ بن جاتا۔ سبحان اللہ! جہاں کوئی مددگار نہ تھا۔ وہاں اللہ تعالیٰ نے اپنی مدد پہنچائی۔ معلوم ہوا اطاعت کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ ضائع نہیں کرتا[2]

تمہیں چاہیے کہ ان مقامات کی زیارت کرو۔ اور عرفان و ایمان کو تازہ کرو۔ کہ قدآن

---

[1] خازن ص۳۵۹ [2] خازن ص۳۵۹

for more books click on link below
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

اسباب کے وقت اللہ تعالےٰ نے اپنی ربوبیت کا جلوہ دکھلایا۔ لہٰذا اب بے اسبابی کے وقت گھبراؤ نہیں۔ غیبی مدد پر بھروسہ رکھو۔ اللہ تعالےٰ کو پکارو۔ سب کام درست فرمادے گا۔

یہ حضرت ہاجرہ کی خدا پرستی کی آزمائش تھی۔ اس آزمائش میں آپ پوری اُتریں۔

اب اس سنسان جنگل میں بستی کی بنیاد اس طرح پڑتی ہے۔ کہ تین چار دن کے بعد قبیلہ جرہم کے لوگ وہاں سے گزرے۔ انہوں نے غیر مترقبہ صورت میں پانی کا چشمہ دیکھا۔ تو حضرت ہاجرہ کی اجازت سے وہاں آباد ہو گئے۔

غرضیکہ حضرت ابراہیم کی دعا سے یہاں مکہ (امن والا شہر) بنا۔ جہاں آج بھی پھل فروٹ اور ہر قسم کی سبزی ترکاری کی کوئی کمی نہیں۔

اسی سرزمین پر اللہ تعالےٰ نے اپنی قدرتِ کاملہ کا ایک اور کرشمہ دکھایا۔ کہ حضرت اسماعیل کو چھری کے نیچے سے بچایا۔

اس کا واقعہ یہ ہے کہ جب خواب میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حضرت اسماعیل علیہ السلام کے ذبح کرنے کا حکم ہوا۔ اور اللہ کے حکم سے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو پچھاڑا۔ اور حلقوم فرزند پر تیز چھری رکھ کر بار بار چھری چلائی۔ تو اللہ کے حکم سے ایک بال تک بھی نہ کٹا[1] لہٰذا ثابت ہوا کہ جب اللہ کریم کی رحمت ظاہر ہوتی ہے۔ تو خود آشام اسباب بھی معطل ہو جاتے ہیں۔ اور بغیر اس کے حکم کے کوئی چیز بھی نقصان نہیں پہنچا سکتی۔

نظر برحمت او کن مخور فریب عمل　　چوں شد پدید مسبب معطل است سبب

خلیل ناز ببیں کرب گرشہ خلیل　　برائے قتل سر نہادہ بر حکم آں جلیل

یہاں لَا مُؤَثِّرَ فِی الْوُجُوْدِ اِلَّا اللّٰہُ پر ایمان پختہ ہوتا ہے۔ کہ مؤثر بالذات اور فاعل حقیقی صرف اللہ تعالےٰ ہے۔ اسباب نہیں۔ لہٰذا تمہارے خلاف کتنے بھی اسباب جمع ہو جائیں۔ ان سے خائف نہ ہو۔ چھری کو نہ دیکھو۔ چھری کے نیچے سے بچانے والے اللہ کو دیکھو۔ اور اس کے بھروسہ پر دل کو مضبوط رکھو۔ اور اس کی اطاعت میں مشغول رہو۔ بہرحال حضرت خلیل نے اپنی اطاعت دکھلائی اور اللہ تعالےٰ نے اپنی قدرت دکھلائی۔ آپ کی تعریف میں اللہ تعالےٰ

---

[1] تفسیر جلالین۔

for more books click on link below
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

نے فرمایا۔

قَدْ صَدَّقْتَ الرُّؤْيَا اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ۔ (پ ۲۳ رکوع ۷) — بے شک تو نے خواب سچ کر دکھایا۔ ہم ایسا ہی صلہ دیتے ہیں نیکوں کو۔

اسی طرح یہاں مکہ میں شعب ابی طالب کو بھی دیکھو۔ کہ جس گھاٹی میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے ساتھ بنی ہاشم کو دشمن قریش نے محصور رکھا۔ اور پھر ان ہی محبوس اور محصور انسانوں کو اللہ تعالےٰ نے وہ قوت بخشی کہ اس سرزمین کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر فتح کرایا۔ اس سرزمین پر کیسی کیسی قدرت کی نشانیاں ہیں کہ جہاں ایقان و ایمان تازہ ہوتا ہے۔ خوب دیکھو۔ اور زیارت کرو۔

اسی طرح مدینہ طیبہ ہے۔ یہاں حاضر ہو کر بھی ایمان و عرفان تازہ ہوتا ہے۔ یہی مدینہ طیبہ کی وہ سرزمین ہے کہ یہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قریش کے ظلم و ستم سے تنگ آ کر بحالت مظلومی و کمزوری ہجرت فرمائی۔ پھر یہاں اللہ تعالےٰ نے آپ کو وہ زور اور قوت عطا فرمائی کہ یہاں سے عساکر اسلامی کو لے کر مکہ مکرمہ معاودت ہوئے اور مکہ فتح کیا۔ مسلمان کتنی کمزور حالت میں مدینہ منورہ پہنچے تھے۔ یہاں اللہ تعالےٰ نے دین کو زور عطا فرما کر ایک ایک مسلمان کو کس طرح زوردار اور قوی بنایا اور کس طرح حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کو جانی دشمنوں سے بچایا۔ کہ اس پر دنیا کو حیرت ہے۔ لہٰذا مکہ اور مدینہ کی سرزمین کا ایک ایک حصہ اور ایک ایک چپہ اسلام کی فتح اور کفر کی شکست کو دکھلا کر خدا کی قدرت اس کے کرم اور مہربانی کو آشکارا کر رہا ہے۔ اللہ تعالےٰ نے دین کے زیر کرنے والوں کو بتلا دیا اور جتلا دیا کہ دین بہر حال بلند ہے۔ کسی کے زیر کرنے سے زیر نہیں ہوتا۔ ایک شاعر نے دین کی بلندی کو مدینہ کے نام میں نکتہ پیدا کر کے یوں ظاہر کیا ہے۔

در لفظ مدینہ بیں کہ نا مجاز ترچوں — مہ شق شدہ و گرفتہ دیں را بمیاں

اردو کے اندر بھی اسی مضمون کو ایک شاعر نے یوں ادا کیا ہے۔

معجزہ شق القمر کا ہے مدینے سے عیاں — مہ نے شق ہو کر لیا ہے دین کو آغوش میں

شاعر نے مدینہ کے نام میں نکتہ بیان کیا ہے کہ مدینہ کا اوّل حرف میم ہے اور آخر ہا۔ مجموعہ مہ ہوا۔ جس کے معنی چاند کے ہیں۔ جب مہ شق ہوا تو م ایک طرف گیا۔ اور ہ ایک طرف۔

for more books click on link below
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

ان دونوں کے بیچ میں دین موجود ہے۔ گویا چاند نے شق ہو کر اپنی آغوش میں دین کو دکھایا۔ کہ دین کو تو وہ رفعت اور بلندی حاصل ہے کہ چاند کے اندر بھی موجود ہے۔

مدینہ وہ مقام ہے کہ جس کیلئے حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے دُعا کی کہ اے اللہ! مدینہ کو بھی ہمارے لئے ایسا ہی محبوب بنا دے۔ جیسا کہ مکہ کو ہمارے لئے محبوب بنایا تھا۔ بلکہ اس سے بھی زیادہ۔ اللہ تعالےٰ نے آپ کی دعا کو قبول فرمایا۔ اور اتنی محبت حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کو عطا فرمائی کہ آپ نے فرمایا کہ مجھے اس زمین کی موت روئے زمین کی موت سے زیادہ محبوب ہے۔ جب حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم سفر سے واپس تشریف لاتے۔ اور مدینہ کے در و دیوار نظر آتے تو آپ اس کے شوق اور محبت میں اپنی سواری کو تیزی کے ساتھ حرکت دیتے تھے تاکہ جلدی مدینہ منورہ میں داخل ہوں۔

یہ تو مدینہ منورہ سے حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی محبت کا حال تھا۔ اب اس سے اللہ تعالےٰ کی محبت کا بھی حال معلوم کیجئے۔ حضور نے مکہ سے جدا ہوتے وقت اللہ تعالےٰ سے عرض کیا۔ اے اللہ آپ نے مجھے اس زمین (مکہ) سے جدا کیا جو مجھے سب سے زیادہ محبوب تھی۔ اب مجھے اس زمین کی رہائش اور سکونت عطا فرما جو آپ کو سب سے زیادہ محبوب ہو۔ اس کے بعد حضور کی مدینہ میں سکونت اور وفات نے ظاہر کر دیا کہ مدینہ کی یہ سرزمین اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ پیاری ہے۔ لہٰذا اس محبوب سرزمین کی زیارت کر کے ایمان و عرفان کو تازہ کرو۔ اس کے علاوہ لاکھوں نورانی ہستیوں کا اجتماع ہوتا ہے۔ ان کی زیارت سے بھی ایمان و عرفان تازہ ہوتا ہے۔

سوال:۔ یہاں کی حاضری بخشش اور مغفرت کا سبب کیوں ہے؟

جواب:۔ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے مکاتیب میں ایک مکتوب

for more books click on link below
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

ہے۔ جس کا حاصل یہ ہے کہ اپنے گناہوں کی کثرت پر نظر رکھتے ہوئے زیارت سید الانام علیہ الصلوٰۃ والسلام اور زیارت بیت اللہ الحرام کا مصمم ارادہ کر لیا ہے۔ کہ ان بارگاہوں کے سوا اپنے امراض روحانی کے لئے کوئی دارالشفاء نظر نہیں آتا ہے۔ حد اضطراب ہے کہ جلد سے جلد وہاں پہنچوں تاکہ اس بندہ شرمندہ کے جرموں کی معافی ہو۔ اگرچہ امراض بدنی اور کبرسنی مانع سفر ہے۔ مگر معنوی امراض اور عذاب اخروی کا دفعیہ ان ہی مقدس مقامات کی حاضری، دعا اور التجا میں ہی منحصر ہے۔ آخری عمر ہے۔ سمت اور قیامت درپیش ہے۔ گناہ بے شمار ہیں عذاب آخرت سخت ہے۔ نارِ جہنم کمال پرسش و خروش پر ہے۔ ناچار رخ بیت اللہ الحرام جو مکفر الذنب والآثام ہے۔ اور زیارت روضہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کر وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ جن کا مقام ہے۔ ان کی زیارت کو اپنے اوپر لازم جانا۔ اب شوقِ زیارتِ روضہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور طواف بیت اللہ اس درجہ غالب ہے کہ طاقت صبر نہیں۔ غلبہ شوق میں ایک ایک دن ایک ایک سال کے برابر گزر رہا ہے۔

کے بود یارب کہ رو در یثرب و بطحا کنم — گہ بہ مکہ منزل و گہ در مدینہ جا کنم

ترجمہ: وہ کب ہوگا یارب وہ وقت کہ میرا رخ یثرب و بطحا کی طرف ہو۔ کبھی مکہ مکرمہ منزل کروں۔ اور کبھی مدینہ منورہ میں اپنی جگہ بناؤں۔ (اس شعر میں یثرب کی جگہ طیبہ پڑھئے۔ کہ حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے اس کو پسند فرمایا ہے)

مکتوب گرامی اس شعر پر ختم ہوگیا۔ اس سے آگے مولانا جامی کے اشعار استلذاذ اور اظہار ذوق و شوق کے لئے احقر نقل کرتا ہے۔

بر در باب السلام آئیم گریم زار زار — گہ بباب جبرئیل از شوق واویلا کنم

ترجمہ: کبھی مکہ مکرمہ میں باب السلام کی چوکھٹ پر آکر زار زار روؤں۔ اور کبھی مدینہ طیبہ میں باب جبرئیل پر کھڑا ہو کر شوق سے واویلا کروں۔

گرد صحرائے مدینہ بوئیت آید یا رسول — جانِ خود را من فدائے خاکِ آں صحرا کنم

ترجمہ: یا رسول اللہ مدینہ کے جنگلوں کے چاروں اطراف سے آپ کی خوشبو اور مہک مشام جان کو معطر کر رہی ہے۔ میری جان اس صحرا کی خاک پر فدا اور قربان ہو۔

for more books click on link below
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

حضرت انس رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے مروی ہے کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جس گلی کوچہ سے گزر جاتے۔ وہ خوشبو سے مہک جاتا تھا۔

صحابہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم جہاں سے گزرتے تھے۔ وہ مقام خوشبوؤں سے مہک جاتا تھا۔ یہ نشان آنحضور کے گزرنے کا تھا۔

برکنارِ زمزم از دل برکشم یک زمزمہ ۔۔۔ وز دو چشم خوں فشاں آں چشمہ را دریا کنم

ترجمہ ۱۔ زمزم کے کنارہ پر بیٹھ کر دل سے نکلے ہوئے نغمے گاؤں اور روتے روتے خون فشاں آنکھوں سے نکلے ہوئے چشمہ کو آنسوؤں کا دریا بنا دوں۔

آرزوئے جنّت الماوی برون کردم زدل ۔۔۔ جنتم ایں بس کہ برخاکِ درت ماوی کنم

ترجمہ۔ میں نے اپنے دل سے جنت الماویٰ کی آرزو کو نکال دیا بلس میرے لئے تو آپ کا در ہی جنت ہے۔

اس کے بعد حضرت حجۃ اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اب ہم چند حدیثیں فضیلت حج اور طواف بیت اللہ اور زیارت سید الانام صلے اللہ علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والسلام کے بارہ میں لکھتے ہیں۔ حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ عرفہ کے دن اللہ تعالےٰ آسمان دنیا پر نزول فرماتا ہے۔ اور فخر کے ساتھ فرشتوں کے سامنے فرماتا ہے۔ میرے ان بندوں کو دیکھو۔ جو دور و دراز راہوں سے پراگندہ بال اور غبار آلود حالت میں لبیک کی آواز بلند کرتے ہوئے میرے پاس آئے ہیں۔ اے فرشتو! گواہ رہو کہ میں نے ان کو بخش دیا۔ فرشتے عرض کریں گے۔ اے پروردگار! ان میں تو فلاں مرد اور فلاں عورت بھی موجود ہیں۔ جنہوں نے فلاں فلاں گناہ کئے۔ ارشاد ہوگا۔ میں نے ان کو بھی بخش دیا۔ چنانچہ عرفہ سے زیادہ کوئی دن ایسا نہیں کہ جس میں اس دن سے زیادہ لوگوں کو آتش دوزخ سے آزاد کیا جاتا ہو۔

حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ جس کسی نے حج کیا۔ اور میری زیارت کو میری وفات کے بعد آیا۔ وہ اس شخص کی مانند ہے۔ جس نے میری زندگی میں میری زیارت کی۔ احقر العباد محمد محمود عرض کرتا ہے کہ خود اللہ تعالےٰ اپنے حبیب کے دربار میں اپنے گناہ گار بندوں

for more books click on link below
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

کو بیسیج کر گناہوں کی بخشش طلب کرنے کی راہ وکھلاتا ہے اور فرماتا ہے۔

وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا ۝ (پ۵ رکوع ۹)

اے حبیب! جو اپنی جانوں پر ظلم کرکے آپ کے پاس آئیں اور اللہ سے مغفرت چاہیں گے۔ اور آپ بھی ان کی سفارش کریں اور ان کے لیے دعائے بخشش کریں تو وہ اللہ تعالیٰ کو توّاب اور رحیم پائیں گے

اس آیہ کریمہ میں اللہ تعالےٰ نے جَآءُوْكَ فرماکر کسی زمانے کی قید سے مقید نہیں کیا۔ مطلقاً فرمایا۔ خواہ زمانہ حیات ہو۔ یا وفات کے بعد۔ جب بھی آئیں گے تو یہ حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس ہی کا آنا ہوگا۔ لہذا وفات شریف کے بعد کی حاضری بھی ایسی ہی ہے۔ جیسا کہ زندگی میں صحابہ حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے۔ اللہ تعالےٰ حرمین شریفین کی حاضری نصیب فرمائے۔ اور وہاں کی برکتوں اور رحمتوں سے بہرہ ور فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

حج رکنِ اسلام ہے

سوال:- حج ارکان اسلام میں سے کونسا رکن ہے۔

جواب:- پانچواں رکن ہے۔ حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے حدیث جبرئیل میں ارکانِ اسلام کی جو تفصیل بیان فرمائی ہے۔ اس کا حاصل یہ ہے کہ اسلام کا پہلا رکن کلمۂ شہادت کا اقرار ہے۔ دوسرا رکن نماز ہے۔ تیسرا رکن زکوٰۃ۔ چوتھا رکن روزہ اور پانچواں رکن صاحب استطاعت پر حج بیت اللہ ہے۔

حج پر ارکان دین اسلام تمام ہو جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے تکمیل کی بشارت ان الفاظ میں سنائی۔

اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ

آج میں نے تمہارے دین کو تمہارے لیے کامل کرکے اپنی نعمت کو تم پر تمام کردیا۔ اور میں نے تمہارے دین

for more books click on link below
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا آپ دکو ء ہ کے لیے اسلام کو پسند کرلیا۔

حاجی حج کے ذریعہ ارکانِ دین کی تکمیل کرتا ہے۔ کیونکہ نماز، زکوٰۃ اور روزے ادا کئے صرف حج باقی رہ گیا۔ پھر حج کی دولت بھی جس کو نصیب ہوگئی تو ارکانِ اسلام اس کے بحمداللہ تعداد میں پورے ادا ہوگئے۔ نعمت تمام ہوگئی۔ یہ خوشی مسلمان ہی محسوس کرسکتا ہے۔ اب وہ صرف حج ہی کے لئے نہیں جاتا بلکہ ارکانِ اسلام کی تکمیل کا شرف حاصل کرنے کے لئے جارہا ہے۔ اس کے علاوہ حج میں اسلام کی تکمیل اس معنی کو بھی شامل ہے کہ اسلام کا کمال حاصل ہوتا ہے کیونکہ اسلام نام ہے گردن برطاعت نہادن کا یعنی بغیر چون و چرا سرِ تسلیم خم کرنا بغیر عقل کے دخل دیئے احکامِ شرعیہ کے آگے جھک جانا یہی کمالِ اطاعت ہے۔ اور یہی اسلام کا کمال ہے جو حج میں حاصل ہوتا ہے۔

دیکھئے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ اے حجرِ اسود میں جانتا ہوں کہ تو ایک پتھر ہے۔ تو کسی کو نہ نقصان پہنچا سکتا ہے۔ نہ فائدہ۔ لیکن رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے تجھ کو بوسہ دیا ہے۔ اس لئے میں بھی تجھ کو بوسہ دیتا ہوں۔ جہاں عقل کا دخل نہیں محض متابعت ہے۔ ناقص عقل کے دخل نے شیطان کو تباہ کر دیا۔ اس نے دلیلِ عقلی خَلَقْتَنِیْ مِنْ نَّارٍ وَّخَلَقْتَهٗ مِنْ طِیْنٍ (پ ۸) تو نے مجھے آگ سے بنایا اور اسے مٹی سے بنایا سے حضرت آدم علیہ السلام پر اپنا تفوق ثابت کرکے اللہ کے حکم کی تعمیل کی جگہ پر عقل کو مقدم کیا تو شیطان مردود و تباہ ہوگیا۔ لیکن یہاں حج تمام تر عقل کا دخل ہی نہیں اسی طرح رمل و اضطباع وسعی کو دیکھئے انتباع ہی اتباع ہے۔ ان کے لئے صرف عشق و محبت درکار ہے۔ محبت سے اطاعت میں وہ لذت اور فرحت حاصل ہوتی ہے کہ ایک سجدہ کے ذوق کے آگے دولت دنیا ہیچ ہوجاتی ہے

ایک ذوق سجدہ پیشِ خدا — خوشتر زآید از دو صد دولت

حج میں اطاعت کا اور مزید منظر ملاحظہ فرمائیں۔

یہی نماز ظہر اور مغرب جن کو اپنے اپنے وقت میں پڑھنا فرض ہے اور چھوڑنا گناہ ہے مگر عرفات اور مزدلفہ میں ان ہی نمازوں کو ان کے اوقات میں پڑھنا معصیت ہے بلکہ

for more books click on link below
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

ثابت ہوا کہ اصل اطاعت ہے۔ حج تمام تر اسی بندگی اور اطاعت پر مبنی ہے۔ یہی تسلیم و انقیاد اسلام کی روح ہے۔ جس کا مظہر اتم حج ہے۔ یہی دین اسلام کا کمال ہے۔ جتنی محبت زیادہ ہوگی۔ اطاعت زیادہ ہوگی۔ حج کے تمام افعال عشق و محبت پر مبنی ہیں۔

بعض عرفا نے ارشاد فرمایا کہ حج کے لئے جس طرح ظاہری سرمائے کی ضرورت ہے۔ اسی طرح باطنی سرمائے کی بھی سخت حاجت ہے۔ وہ سرمایہ عشق و محبت ہے۔ اور محبت اہل محبت سے ملتی ہے۔ محبوب سبحانی حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے ایک شخص کے لئے فرمایا۔ کہ بیت المقدس سے ایک قدم میں میرے پاس اس لئے آیا ہے کہ مجھ سے طریقہ محبت سیکھے۔ ملاحظہ فرمایئے کہ کیسے صاحب کرامت ہیں۔ کہ ایک قدم میں آئے۔ مگر یہی عشق و محبت لینے کے لئے اللہ کے دوست کے مقدس آستانہ پر حاضر ہوئے۔ تمہیں بھی چاہئے کہ کسی باخدا صاحب عشق و نسبت ہستی کی خدمت میں رہ کر یہ عشق و محبت حاصل کرو۔ اگر ایسی باخدا ہستی کی معیت میں حج بھی ادا ہو تو کیا ہی کہنا ہے۔ اگر کسی تابع سنت بزرگ کے ساتھ حج ادا ہو تو آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حج کرنے کے مشابہ ہو جاتا ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے

مُبارک حج کی کیفیت

سوال :- براہ کرم حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے مُبارک حج کی کیفیت بھی مختصراً تحریر فرمائیں؟

جواب :- سنہ ۹ھ میں حج فرض ہوا۔ اور سنہ ۱۰ھ میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حج ادا کیا۔ حج سے قبل اعلان کر دیا گیا کہ سرکار حج کو جا رہے ہیں۔ یہ اعلان سنتے ہی ہر طرف سے انسانی سمندر امنڈ پڑا۔ حضور کی معیت اور اقتداء میں حج کرنے کے اشتیاق میں مشتاقوں کا ہجوم حضور کے ارد گرد جمع ہو گیا۔ ۲۵ تاریخ ذی القعدہ کو سرکار نے غسل کر کے بالوں میں کنگھا کیا۔ تیل لگایا۔ خوشبو لگائی۔ احرام کے کپڑے پہن کر باہر تشریف لے آئے۔ ظہر کی نماز پڑھ کر

for more books click on link below
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

مدینہ منورہ سے روانہ ہوئے۔ عصر کے وقت ذوالحلیفہ میں پہنچ کر عصر کی قصر نماز ادا کی۔ بعد نماز احرام باندھا یعنی لبیک کہا۔ اسی کو احرام باندھنا کہتے ہیں پھر قصواء نامی ناقہ پر سوار ہوئے جب ناقہ اٹھی تو دوسری بار لبیک کہا۔ پھر بلندی پر چڑھنے کے وقت لبیک کہا۔ حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ اس قدر آدمیوں کا ہجوم تھا۔ کہ آگے پیچھے دائیں بائیں جہاں تک نظر کام کرتی تھی۔ آدمی ہی آدمی نظر آتے تھے جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بلند آواز سے لبیک کہتے تھے۔ تو صحابہؓ بھی بلند آواز سے لبیک کہتے تھے۔ پہاڑ اور جنگل صدائے لبیک اور آوازِ توحید سے گونج اٹھتے تھے۔ پچیس ذی القعدہ کو ہفتہ کے دن حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ سے روانہ ہوئے۔ اور ۴ ذی الحجہ کو بوقت صبح مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے۔

شرح سفر السعادۃ میں روضۃ الاحباب کے حوالہ سے حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ ایک روایت کے مطابق ایک لاکھ چوبیس ہزار صحابہؓ حضور کے ہمراہ تھے۔ سب کے پیش نظر حضور کے اقوال و افعال تھے۔ سب آپ کی اتباع کے لئے ایک ایک بات کو محفوظ کر رہے تھے۔ کہ آپ نے مدینہ سے کس دن سفر کیا۔ وقت کیا تھا۔ ظہر کہاں پڑھی۔ عصر کہاں ہوئی احرام کہاں باندھا راستہ میں کس کس جگہ پڑاؤ کیا۔ کس راستہ سے مکہ میں داخل ہوئے۔ مکہ میں کتنے دن قیام کیا۔ پھر منیٰ کو کس راستے سے، کس تاریخ میں کس وقت روانہ ہوئے۔ منیٰ میں کتنی نمازیں پڑھیں۔ عرفات کو منیٰ سے کس کس راستہ سے روانگی ہوئی۔ منیٰ میں قربانی کس مقام پر کی۔ کس کس وقت میں کیا کیا عمل کیا۔ حتیٰ کہ طواف میں کیا رفتار تھی۔ صفا اور مروہ کے درمیان کیا چال تھی۔ کہاں کہاں خطبے دیئے۔ کیا کلمات تھے۔ لبیک کے کیا الفاظ تھے۔ غرضیکہ ہزاروں کان، ایک آواز مصطفیٰ ہزاروں نگاہیں، ایک ذات رسول صلی اللہ علیہ وسلم۔

سبحان اللہ! کیا محبوبیت اور عقیدت ہے۔ عالم ... عالم ... کوئی مقبول سا مقبول حتیٰ کہ کوئی نبی اور رسول دنیا میں ایسا نہیں ہوا۔ کہ جس کی ایک ایک بات کو اقتداء کے لئے محفوظ کیا گیا ہو۔ ہاں حضور اور صرف حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ گرامی ایسی ہے جن کی ہر بات کو محفوظ کیا گیا نہ صرف بسلسلہ حج، بلکہ حضور کی پوری حیاتِ طیبہ کا ایک ایک

for more books click on link below
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

گویا مخصوص کر دیا گیا تاکہ متبعین اتباع کر کے خدا کے ہاں محبوبیت کا مقام حاصل کریں۔ اللہ تعالیٰ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرمایا۔ کہ اے حبیب۔ اعلان کر دو۔

فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ (پ۳ رکوع ۱۲) میرا اتباع کرو تاکہ اللہ کے محبوب ہو۔

آپ کی تمام و کمال سیرت کتابوں میں محفوظ اور موجود ہے۔ جس میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم صاف نظر آ رہے ہیں۔ اور یہی نہیں کہ کتابوں میں موجود ہیں۔ بلکہ کاملین اہل اللہ اور متبعین نے اپنی زندگیوں میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کو لے کر حضور کا تمام و کمال جلوہ دکھلایا۔ جنہوں نے ان کو دیکھا گویا حضور ہی کو دیکھا۔ اللہ تعالیٰ تم کو بھی توفیق عطا فرمائے۔ کہ جس طرح تسبیح کے امام میں ایک نگ یعنی چھوٹا سا شیشے کا ایک ٹکڑا ہوتا ہے۔ اس کے اندر جب دیکھتے ہیں تو مدینہ نظر آتا ہے۔ اور تم کو جب کوئی دیکھے تو خود حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نظر آئیں۔ وہاں مدینہ کا نقشہ نظر آتا ہے۔ تو یہاں مدینہ والے کی تمام زندگی کا نقشہ نظر آئے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک ایک بات کا اتباع ہو۔ بلکہ ایک ایک غلام اپنے آقا کا جلوہ دکھلانے والا بن جائے۔ اور ایک ایک مرد مقبول اور اللہ کا محبوب ہو جائے۔ آمین۔

سفرِ حج

سوال:۔ کچھ سفر کے متعلق بھی تحریر فرمائیں؟

جواب:۔ اول سفر کے معنی بیان کرتا ہوں تاکہ حقیقتِ سفر معلوم ہو۔ بعد میں سفر کے آداب اور دعائیں بھی تحریر کروں گا۔

۱۔ سفر کا لفظ مرکب ہے۔ س ف ر سے۔ ان حروف سے مرکب لفظوں میں کشف اور ظہور کے معنی ہوتے ہیں۔ دیکھو سفیر کو سفیر اس لئے کہتے ہیں کہ سفارت کے ذریعہ وہ اپنی قوم اور ملک کے نظریات کو ظاہر کرتا ہے۔ اَسْفَرَ الصُّبْحُ۔ اس وقت بولتے ہیں جب صبح کی روشنی خوب ظاہر ہو جائے۔ سَفَرَتِ الْمَرْأَةُ۔ اس وقت بولتے ہیں جب

for more books click on link below
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

مسرت حجاب، و دیگر غبار اور کوڑے کرکٹ کو دور کرکے، کوڑے میں دبی ہوئی مخفی زمین کو ظاہر کردے۔

۲۔ اور سفر کو بھی سفر اسی لئے کہتے ہیں کہ یہ تعلقات ماسوا کے غبار کو قلب سے دور کر کے ماسویٰ میں دبے ہوئے اللہ تعالےٰ کے مخفی تعلق کو اُبھارتا ہے اور ظاہر کرتا ہے۔ تمام مالوف و مانوس چیزوں کو ہٹا کر عالم تجرید و تفرید میں تعلق باللہ والے اُنس کو قوی کرتا ہے۔ اکثر اہل اللہ نے اسی لئے سفر اختیار کئے کہ جنگلوں اور پہاڑوں میں تنہا اللہ تعالےٰ کے ساتھ رہ کر وَهُوَ مَعَكُمْ کے مراقبہ سے اس کی معیت کے تصور کو پختہ کریں۔ وہ سفر میں اللہ تعالےٰ کو اپنے ساتھ دیکھتے ہیں۔ کیونکہ قرآن کریم میں ہے۔

هُوَ الَّذِي يُسَيِّرُكُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ (پ۱۱ رکوع ۸) اللہ کریم وُہ ہے جو تم کو بحر و بر میں سیر کراتا ہے۔

لہٰذا اہل اللہ غفلت کو دور کرکے اللہ کی معیت اور رفاقت میں سفر کرتے ہیں۔ سفر بری بحری یا ہوائی ان کا سفر اللہ ہی کے ساتھ ہے۔ سفر میں طرح طرح کی مخلوق، سرسبز میدان، لق و دق صحرا، پہاڑوں، بہتے ہوئے پانی کے چشموں، قسم قسم کے چرندوں پرندوں، رنگ رنگ کے درختوں اور پتوں کو دیکھ کر اللہ کی معرفت حاصل ہوتی ہے۔ ایک ایک پتہ اُن کے لئے معرفت الٰہی کا دفتر ہوتا ہے۔ شیخ سعدی فرماتے ہیں۔

برگ درختان سبز در نظر ہوشیار ہر ورقے دفتریست معرفت کردگار

۳۔ اہل اللہ سفر میں معرفت کی منازل طے کرتے ہیں۔ خود اللہ تعالےٰ نے بھی سفر کا حکم دیا ہے۔ اور فرمایا ہے۔ سِيرُوا فِي الْأَرْضِ کہ سفر میں عجائب قدرت کو دیکھ کر میری معرفت حاصل کرو۔ عرب چونکہ جنگلوں میں بستے تھے۔ اور اونٹوں پہ سفر کرتے تھے۔ دور دور تک ان کی نظروں کے سامنے زمین و آسمان اور پہاڑوں کے سوا کچھ نہ ہوتا تھا۔ جنگل کی تنہائیوں میں آثار قدرت کو دیکھنے کا طبیعت پر زیادہ اثر ہوتا ہے۔ لہٰذا ان کو غور و فکر کی دعوت دی گئی۔ کہ اے اونٹ وغیرہ پر سوار ہو کر سفر کرنے والو۔ اپنے چاروں طرف جلال قدرت کو دیکھ کر معرفت الٰہی کی بھی سیر کرو۔ اور اپنے ظاہری سفر میں باطنی سفر کو بھی شامل کرلو۔ زمینی سفر کے ساتھ ساتھ عرفان الٰہی کے بھی منازل طے کرتے جاؤ۔ تاکہ معرفت خداوندی کی لذت سے

for more books click on link below
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

سمت حجاز، و دیگر غبار اور کوڑے کرکٹ کو دور کر کے ، کوڑے میں دبی ہوئی مخفی زمین کو ظاہر کر دے

۲۔ اور سفر کو بھی سفر اسی لئے کہتے ہیں کہ یہ تعلقات ماسوا کے غبار کو قلب سے دور کر کے ماسویٰ میں دبے ہوئے اللہ تعالےٰ کے مخفی تعلق کو اُبھارتا ہے اور ظاہر کرتا ہے۔ تمام مالوف و مانوس چیزوں کو ہٹا کر عالم تجرید و تفرید میں تعلق باللہ اور اس کے اُنس کو قوی کرتا ہے۔ اکثر اہل اللہ نے اسی لئے سفر اختیار کئے کہ جنگلوں اور پہاڑوں میں تنہا اللہ تعالےٰ کے ساتھ رہ کر وَھُوَ مَعَکُمْ کے مراقبہ سے اس کی معیت کے تصور کو پختہ کریں۔ وہ سفر میں اللہ تعالےٰ کو اپنے ساتھ دیکھتے ہیں۔ کیونکہ قرآن کریم میں ہے۔

ھُوَالَّذِیْ یُسَیِّرُکُمْ فِی الْبَرِّ وَالْبَحْرِ (پ ۱۱ رکوع ۴) اللہ کریم وُہ ہے جو تم کو بحر و بر میں سیر کراتا ہے۔

لہٰذا اہل اللہ غفلت کو دور کر کے اللہ کی معیت اور رفاقت میں سفر کرتے ہیں۔ سفر بری بحری یا ہوائی ان کا سفر اللہ ہی کے ساتھ ہے۔ سفر میں طرح طرح کی مخلوق، سرسبز میدان، لق و دق صحرا، پہاڑوں، بہتے ہوئے پانی کے چشموں، قسم قسم کے چرندوں پرندوں، رنگ رنگ کے درختوں اور پھلوں کو دیکھ کر اللہ کی معرفت حاصل ہوتی ہے ایک ایک پتہ اُن کے لئے معرفت الٰہی کا دفتر ہوتا ہے۔ شیخ سعدیؒ فرماتے ہیں۔

برگ درختاں سبز در نظر ہوشیار ہر ورقے دفتریست معرفت کردگار

۳۔ اہل اللہ سفر میں معرفت کی منازل طے کرتے ہیں۔ خود اللہ تعالےٰ نے بھی سفر کا حکم دیا ہے۔ اور فرمایا ہے۔ سِیْرُوْا فِی الْاَرْضِ کہ سفر میں عجائب قدرت کو دیکھ کر میری معرفت حاصل کرو۔ عرب چونکہ جنگلوں میں بستے تھے۔ اور اونٹوں پر سفر کرتے تھے۔ دور دور تک ان کی نظروں کے سامنے زمین و آسمان اور پہاڑوں کے سوا کچھ نہ ہوتا تھا۔ جنگل کی تنہائیوں میں آثار قدرت کو دیکھنے کا طبیعت پر زیادہ اثر ہوتا ہے لہٰذا ان کو غور و فکر کی دعوت دی گئی۔ کہ اے اونٹ وغیرہ پر سوار ہو کر سفر کرنے والو۔ اپنے چاروں طرف جمال قدرت کو دیکھ کر معرفت الٰہی کی بھی سیر کرو۔ اور اپنے ظاہری سفر میں باطنی سفر کو بھی شامل کر لو۔ زمینی سفر کے ساتھ ساتھ عرفان الٰہی کے بھی منازل طے کرتے جاؤ۔ تاکہ معرفت خداوندی کی لذت سے

for more books click on link below
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

حقیقی اور باطنی سیر و تفریح کا لطف بھی حاصل ہو جاتا ہے۔ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے۔

اَفَلَا يَنْظُرُوْنَ اِلَى الْاِبِلِ كَيْفَ خُلِقَتْ ۝ وَاِلَى السَّمَاۗءِ كَيْفَ رُفِعَتْ ۝ وَاِلَى الْجِبَالِ كَيْفَ نُصِبَتْ ۝ وَاِلَى الْاَرْضِ كَيْفَ سُطِحَتْ ۝

کیا تم نہیں دیکھتے اونٹ کو ... کیا عجیب الخلقت جانور ہے۔ کیا تم آسمان کو نہیں دیکھتے کہ کیسی رفعت والا ہے۔ کیا پہاڑوں کو نہیں دیکھتے کہ کس طرح نصب ہیں۔ کیا زمین کو نہیں دیکھتے کہ کیسا اس کا فرش بچھا ہوا ہے۔

(پ ۳۰ رکوع ۱۲)

اس آیت نے سبق دیا کہ مخلوق کو دیکھ کر خالق کو پہچانو۔ مصنوع کو دیکھ کر صانع کی معرفت حاصل کرو۔ پھر ایمان نہیں ہے تو ایمان لاؤ۔ اور ایمان ہے تو وجد میں آجاؤ۔ کہ کس قدر اس کی قدرت کا ظہور ہے۔ کہ تمام صحرا اور جنگل اس کے جمال سے منور ہیں۔ جدھر دیکھو بمصداق فَاَيْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ ہر طرف اُسی کے جلوے نظر آتے ہیں۔

۴۔ سفر کو اس لئے بھی سفر کہتے ہیں کہ خدا کی مخفی ہستی کو یہ سفر ایسا روشن اور ظاہر کر دیتا ہے۔ کہ کمال ظہور کے سبب اس کی ہستی میں کوئی خفا باقی نہیں رہتا۔ اور مقام احسان میں پہنچا کر مشاہدہ جمالِ الٰہی میں مستغرق کر دیتا ہے۔ ثابت ہوا کہ جنگلوں میں اللہ تعالیٰ سے اچھا اور مضبوط تعلق قائم ہوتا ہے۔ کیونکہ جنگل لامحدود اطلاقی تجلیات کا مظہر ہے۔ جہاں کوئی قید نہیں۔ اس لئے حج کے واسطے میدان عرفات مقرر ہوا۔ جنگلوں کی وسعتوں میں سے گزار کر اس مسافر کو عرفات کی وسعت میں لایا گیا ہے۔ تاکہ یہاں کی غیر مقید لامحدود تجلیات سے مستفیض ہونے کا اہل ہو جائے اور سفر میں معرفت حاصل کر کے عرفات کی لامتناہی معرفتوں سے لطف اندوز ہونے کے قابل ہو سکے۔

۵۔ سفر کو اس لئے بھی سفر کہتے ہیں۔ کہ مسافر کے قلبی جذبات کی سفارت کر رہا ہے۔ کہ اس کے قلب میں اللہ اور اس کے رسول کا کیسا قوی تعلق ہے اور اس کا دل ان کی محبت کیلئے لبریز ہے کہ سب کو چھوڑ کر اللہ اور رسول کی طرف جا رہا ہے۔ یہ سفر حاجی کے دل میں اللہ سے بے پناہ محبت، عشق و ارادت، عقیدت، جوش و خروش اور ذوق و شوق کو ظاہر کر رہا ہے۔ کہ اس نے ہی کے سبب احرام باندھ کر اپنی آزادی کو ختم کر کے تمام قیود ... قبول کیا۔ اور سفر کی تکالیف ... تو

for more books click on link below
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

راہِ محبوب میں خندہ پیشانی سے برداشت کر کے لطف و لذت اور معرفت حاصل کرنے کا وسیلہ بنایا ہے!

سفر میں اگرچہ تلخیاں ہیں۔ مگر محبت میں تلخیاں بھی شیریں ہو جاتی ہیں۔

از محبت تلخہا شیریں شود　　　　از محبت مسہا زریں شود

معلوم ہوا کہ عارف باخدا کے لئے سفر وسیلۂ ظفر ہے۔ ورنہ نمونۂ سقر ہے۔ سفر میں گرمی سردی دھوپ بارش کی تکلیفیں ہیں۔ جھگڑالو اور بد مزاج رفیقوں کی صحبت سے بعض اوقات بہت سی خلافِ مزاج باتیں بھی ظہور میں آتی ہیں۔ جو اس کے ایذاء اور تکلیف کا باعث ہوتی ہیں۔ لہٰذا اگر عشق ہے تو ساری تلخیاں دور ہو جاتی ہیں۔ ورنہ عذاب ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے۔

اَلسَّفَرُ قِطْعَةٌ مِّنَ الْعَذَابِ　　　　کہ سفر عذاب کا ایک ٹکڑا ہے۔

۹۔ یہ حقیقت ہے کہ سفر کو خوشگوار بنانے والا اللہ کا تعلق ہی ہے۔ ورنہ عذاب ہی عذاب ہے۔ سفر کو اس لئے بھی سفر کہتے ہیں کہ مسافر کا حال ظاہر ہو جاتا ہے کہ با خدا ہے یا "با ہوا"۔ بد معاملہ ہے یا نیک معاملہ۔ خوش خلق ہے یا بد خلق۔ کسی کی تعریف میں جلدی نہ کرو۔ جب تک کہ سفر کی کسوٹی پر نہ پرکھ لو۔ سفر اس کو اگر لائق تعریف ظاہر کرے تو بے شک یہ قابلِ تعریف ہے۔ ایک شخص نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے ذکر کیا۔ کہ میں اس شخص سے واقف ہوں، وہ قابلِ تعریف ہے۔ آپ نے پوچھا۔ تو اس کے ساتھ سفر میں رہا ہے کہ جس سے مکارم اخلاق معلوم ہوتے۔ اس نے عرض کیا۔ ایسا تو نہیں ہوا۔ تو آپ نے فرمایا۔ کہ میری دانست میں تو اس سے واقف نہیں۔ کیونکہ سفر سے آدمی کا حال ظاہر ہوتا ہے۔ جب تو اس کے ساتھ سفر میں نہیں رہا۔ تو تجھے اس کا حال کیا معلوم۔ بہر حال سفرِ حج موجب ترقیٔ درجات ہے۔ عشاق کو اس سفر میں کیا کیف و سرور حاصل ہوتا ہے۔ اس سلسلہ میں ایک مکتوب حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا پیش کرتا ہوں۔ ملاحظہ فرمائیں تاکہ مزید شوق اور رغبت کا باعث ہو۔

مکتوب حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی قدس اللہ سرہٗ

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے صاحبزادے نورالحق صاحب

for more books click on link below
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

کو تحریر فرمایا کہ میرے تم کو پہلے جو خطوط ارسال کئے تھے وہ مختصر تھے۔ اس لئے کہ تمہارے آنے کا انتظار تھا۔ کہ تم خود آ کر حالات سنو گے معارف و اسرار معلوم کرو گے۔ مگر بجائے تمہارے، تمہارا خط آیا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تمہارا ذوق اس وقت صفر اوی تھا جس میں شیرینی بھی تلخ محسوس ہوتی ہے۔ تجربہ ہے کہ اوقات کی تبدیلی سے فہم تقاصد میں بھی تبدیلی آجاتی ہے۔ تمہارا یہ لکھنا کہ اس سفر میں نقد وقت کیا حاصل ہے؟ ان کلمات سے ہم کو وحشت اور بے لطفی محسوس ہوئی۔ تمہارے ان کلمات سے طبیعت جوش پر آ گئی۔ وَ اَمَّا بِنِعْمَتِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ کے فرمان کے مطابق اس سفر میں جو نعمتیں فقیر کے حصہ میں آئی ہیں۔ ان کو ظاہر کرتا ہوں۔

اول تو یہی بہت بڑا انعام ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے کسی بندہ کو کسی بھی وقت۔ خَالِصًا لِوَجْهِ اللّٰہِ کسی نیک عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ چہ جائیکہ حج کے اتنے طویل سفر کی توفیق اللہ کی طرف سے عنایت ہو بڑا انعام ہے۔ یہ سفر ایک ریاضت ہے۔ جس میں سالکوں کا سلوک طے ہوتا ہے۔ جانا سَیْرٌ اِلَی اللّٰہِ کے مشابہ ہے۔ اور واپس آنا سَیْرٌ مِنَ اللّٰہِ کے مشابہ ہے۔ اور یہاں ٹھہرنا اور رہنا سَیْرٌ فِی اللّٰہِ کی مانند ہے۔ پہلے فقیر کی بھی یہ خواہش تھی جیسے کہ سب کی آرزو ہوا کرتی ہے کہ مکہ مکرمہ اور مدینہ طیبہ کی اقامت اختیار کر کے وہیں عمر گزار دے۔ لیکن اب یہ ذوق ہے کہ ممکن ہو تو پھر جاؤں اور حجر اسود کے اس مقام کو بوسہ دوں۔ جو بوسہ گاہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ اور عرفات میں اس مقام پر ٹھہروں جو موقف شریف ہے۔ مدینہ شریف جاؤں اور روضہ کی زیارت کے بعد واپس مڑوں۔ پھر سفر شروع کروں۔ احرام باندھ کر طواف کروں۔ مقام ابراہیم پر دوگانہ ادا کروں۔ آب زمزم پیوں۔ ایک ساعت حرم میں بیٹھوں۔ پھر معلیٰ جاؤں اور اپنے شیخ کی قبر کی زیارت کروں اور معارف سے ۔۔۔ کروں۔ عرفات جاؤں رات مزدلفہ میں گزاروں۔ منیٰ میں قیام کروں۔ طواف کعبہ کے لئے کعبہ جاؤں۔ اور پھر مدینہ کی حاضری دوں۔ مسجد شریف میں دو رکعت نفل ادا کروں۔ بارگاہ رسالت میں دست بستہ کھڑا ہوں۔ پھر بقیع اور اُحد کی زیارت کے بعد واپس ہو جاؤں۔ اے کاش۔ وہ اوقات گذشتہ پھر آ جائیں۔ کہ پانچ چھ مہینے میں پھر پہنچوں۔ پھر آؤں، کیا کہوں، جھجکوں

for more books click on link below
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

میں کیا ذوق حاصل ہوتا ہے؟ دل یہ چاہتا ہے کہ ابتدائے وقت سحر سے دوپہر یا ظہر تک ابھی ویرانوں میں گذار دوں۔ جمادات اور نباتات کی تسبیح و تحمید کے انوار سے تمام صحرا روشن نظر آتے ہیں۔ اگر دیگر مشاغل نہ ہوتے تو اسی میں مشغول رہتا۔ اور سرمایہ روزگار بناتا۔ اور اسی آنے جانے کو سلوک طریقت قرار دیتا

حضرت شیخ نے پیر مشائخ اور ان کی صحبتوں کا حال لکھا ہے۔ کہ کیسے اہل اللہ اور مشائخ کی زیارتیں نصیب ہوئیں کہ جن کے اندر ماسوا سے استغناء اور بے تعلقی، جن کا باطن اللہ کی یاد سے معمور، جن کا ظاہر اغیار سے دور، جن کے چہروں پہ اللہ کا نور، کیا کہوں۔ ان کی زیارتوں اور صحبتوں سے جو ذوق حاصل ہوا۔ بیان سے باہر ہے۔ مگر ان کے فیوضات سے مستفیض ہونے کے لئے ایسے سعادت مندوں کی ضرورت ہے جو عقل و دانش اور ہر قسم کے گھمنڈ کو توڑ کر ارادت اور عقیدت کی آنکھ سے ان کو دیکھیں اور مستفیض ہونے کی نیت سے حاضر ہوں۔ انکار و اعتراض سے خالی ہوں۔ پھر تو خوبی ہی خوبی نظر آئے گی۔

ہر چہ بیند ہمہ خوبی بیند ہر چہ یابد ہمہ احسان یابد

بہرحال یہ سفر سلوک ہے۔ اور بے حد ترقیات کا باعث ہے، قلب کو نور معرفت سے روشن کرتا ہے، اور اللہ کے تعلق کو قوی اور مضبوط کرتا ہے۔

آداب سفر

سوال: آداب سفر بھی تعلیم فرمائیں۔ تاکہ سفر میں اور زیادہ برکات حاصل ہوں؟

جواب: بسفر رفتنت مبارک باد

جب سفر حج شروع ہوتا ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں

حُجُّوْا تَسْتَغْنُوْا یعنی حج کرو غنی ہو۔

دوسرے مقام پر ہے۔

سَافِرُوْا تَصِحُّوْا سفر کرو، صحت مند ہو۔

لہ ۔ کنوز الحقائق، ملتان ص ۱۲۔

for more books click on link below
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

اب سفر کے آداب و سُنن لکھے جاتے ہیں تاکہ آداب و سُنن کے ساتھ سفر بجالاؤ۔ پھر سفر اگر فریضۂ حج کی ادائیگی کے لئے ہے تو یہ سفر بھی خود فرض ہے۔ ہر قدم پہ اس میں قربِ فرض حاصل ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيلًا (پ ۴ رکوع ۱) کہ راستہ چلنے کی استطاعت پر حج فرض ہے۔

لہٰذا حج کیلئے راستہ چلنا بھی فرض ہوا۔ اس لئے یہ سفر بھی بے حد ثواب اور قربِ خداوندی کا ذریعہ ہے۔ اور پھر اگر اس سفر کے اندر سنن و آداب کا بھی لحاظ رکھا گیا۔ تو نُورٌ علیٰ نُور۔ ان کی رعایت سے قربِ نوافل بھی حاصل ہوگا۔ لہٰذا ہر قدم پر اس سفر میں قربِ فرائض بھی ہے اور قربِ نوافل بھی۔

سوال:- سفر کے آداب بیان فرمائیں؟

جواب (۱) اگر اس امر میں تردد ہے کہ طریقہ سفر بحری اختیار کیا جائے۔ یا بری یا ہوائی تو اول استخارہ کر کے خدا سے خیر طلب کرو۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ابن آدم کی سعادت استخارہ اور رضا بالقضاء میں ہے[۱]۔ بہتر ہے کہ سات مرتبہ استخارہ کرو۔ اس کے بعد جو ارادہ ہو۔ اس کو منجانب اللہ سمجھ کر کر گزرو۔ بس اسی میں خیر ہے۔ اسی پر راضی رہو۔

۲۔ حج کا ارادہ پختہ ہو جائے تو تمام گناہوں سے توبہ کرو۔ اور جس جس کی جو جو چیزیں تمہارے پاس موجود ہیں۔ خواہ امانتاً ہوں یا غصباً وغیرہ سب کو ان کے مالک کے پاس پہنچا دو۔

۳ اگر قرضہ ذمہ ہے تو اس کو بھی ادا کردو۔ اگر اتنا مال نہیں ہے کہ قرضہ ادا کرو تو قرض خواہوں سے بھی اجازت لے لو۔

۴۔ اگر والدین اس کی خدمت کے محتاج ہیں۔ تو ان سے بھی اجازت لو۔ بغیر اجازت جانا مکروہ ہے۔ ہاں وہ اس کی خدمت سے بے نیاز ہیں تو پھر مکروہ نہیں۔ لیکن پھر بھی اجازت لینے کی کوشش کرو۔

۵۔ عورت کو شوہر سے بھی اجازت لینا ضروری ہے۔ وہ کوشش کرے۔ اگر اجازت نہ دے

---

[۱] فتح القدیر۔

for more books click on link below
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

تو حج کو چلی جائے۔ فرض حج کسی کی اجازت نہ دینے سے رُک نہیں سکتا۔ بشرطیکہ اس کیساتھ جانے کو کوئی محرم ہو۔ مگر نفل حج کے لئے بغیر اجازت شوہر نہ جائے۔

۶۔ رنجش اور جھگڑا کسی سے ہو تو اس سے، اور عزیزوں، دوستوں سے بھی اپنا قصور معاف کرالو۔ اور ان کو بھی لازم ہے کہ معاف کر دیں۔ حدیث شریف میں ہے کہ جس بھائی کے پاس اسکا مسلمان بھائی معذرت لائے۔ تو لازم ہے کہ اس کو قبول کرلے۔ خواہ وہ حق پر ہو یا ناحق پر۔ ورنہ حوض کوثر پر آنا نہ ملے گا۔

کرلے قبول اگر مجرم کا یار عذر
تاکردہ جرم جا کے کروں میں ہزار عذر

۷۔ حلال پیسے سے حج کرو۔ ورنہ حج مقبول نہ ہو گا۔ حلال پیسہ حج میں خرچ کرنا ثواب میں جہاد کے خرچ کرنے کے برابر ہے۔

۸۔ رفیق صالح کا بھی ساتھ ہونا ضروری ہے۔ جو موقع بہ موقع ضروری ہدایات دیتا رہے تکالیف میں ہمت بندھائے۔ اور صبر کی تلقین کرتا رہے۔

۹۔ رفاقت کے لئے عزیزوں کے مقابلہ میں غیر بہتر ہیں۔ تاکہ لڑائی بھڑائی میں قطعیت کے گناہ سے پاک رہو۔

۱۰۔ گاڑی یا قلی پر جتنا سامان رکھنا طے ہوا ہے۔ اس سے زیادہ نہ رکھو۔ حضرت عبداللہ بن مبارک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو وقت سفر کسی نے خط لکھ کر دیا۔ کہ فلاں شخص کو دے دیجئے گا۔ آپ نے فرمایا کہ گاڑی والے سے اجازت لو۔ میں نے اس کو سب سامان دکھلا دیا ہے۔ بات طے ہو چکی ہے۔ یہ زائد شئے ہے۔ لہٰذا اس کی اجازت کی ضرورت ہے۔ سبحان اللہ! کیا تقویٰ ہے۔

اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ (پ ۲۶ رکوع ۱۴)
تم میں سے زیادہ تقویٰ والے ہی خدا کے ہاں زیادہ مکرم ہیں۔

۱۱۔ بدخلق نہ بنو۔ چیزوں کے خرید و فروخت میں قیمتیں چکانے اور گھٹانے میں زیادہ تکرار

for more books click on link below
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

نہ کرو۔ چشم پوشی ہی کرو۔ خصوصاً قربانی کے جانور خریدنے میں۔[1]

۱۲۔ سفر کے لئے جمعرات کا دن رکھو۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ پسند تھا۔ جمعرات کو خمیس کہتے ہیں۔ اس کے معنی لشکر کے ہیں۔ انشاء اللہ خدا کے غیبی لشکر کی مدد میں ہو گے۔ یا پیر ہفتہ یا پیر کا دن رکھو۔ ہو سکے تو اوّل صبح کا وقت ہو کہ یہ وقت مبارک ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کو صبح کے کام میں دعائے برکت دی ہے آنحضرت نے ہفتہ کو حجۃ الوداع کیلئے سفر فرمایا۔[2] آغاز ماہ میں سفر کرو تو اور بھی اچھا ہے۔

۱۳۔ اہل و عیال ساتھی بندوں سے معافی طلب کر کے ان سے دعا کے خواستگار ہو۔ کہ ان کی دعا میں خیر و برکت ہے۔ خیر و برکت پاؤ گے۔[3]

۱۴۔ خود ان سے ملنے کے لئے جاؤ۔ واپسی پر لوگ حاجی سے ملنے کے لئے مکان پر آئیں۔[4]

۱۵۔ گھر میں بھی اور سفر پر جانے سے پہلے بھی صدقہ دو۔ وہ کم از کم پیٹ بھرنے کی مقدار ہو۔ یہ سلامتی کا سبب ہے۔[5]

گھر سے روانگی کے وقت کے اذکار

۱۶۔ لباس سفر پہن کر دو رکعت بہ نیت سفر پڑھو۔ اوّل رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد قُلْ یٰاَیُّھَا الْکٰفِرُوْنَ۔ دوسری رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد قل ہو اللہ احد پڑھو۔ یہ رکعتیں اس کے گھر کے لئے بہترین محافظ ثابت ہوں گی۔ سلام کے بعد آیت الکرسی اور لایلٰف پڑھو۔ انشاء اللہ واپسی تک کوئی امر مکروہ پیش نہ آئے گا۔[6] ہو سکے تو رقتِ قلب اور اخلاص کے ساتھ یہ دعا بھی پڑھو۔

اَللّٰھُمَّ بِکَ اَسْتَعِیْنُ وَعَلَیْکَ   اے اللہ میں آپ ہی سے مدد مانگتا ہوں۔ آپ

---

[1] شرح عین العلم [2] شرح سفر السعادۃ [3] فتح القدیر [4] فتح القدیر [5] فتح القدیر

for more books click on link below
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

اَتَوَكَّلُ اَللّٰهُمَّ ذَلِّلْ لِيْ صُعُوْبَةَ اَمْرِيْ وَسَهِّلْ عَلَيَّ مَشَقَّةَ سَفَرِيْ وَارْزُقْنِيْ مِنَ الْخَيْرِ اَكْثَرَ مِمَّا اَطْلُبُ وَاصْرِفْ عَنِّيْ كُلَّ شَرٍّ رَبِّ اشْرَحْ لِيْ صَدْرِيْ وَيَسِّرْ لِيْ اَمْرِيْ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْتَحْفِظُكَ وَاَسْتَوْدِعُكَ نَفْسِيْ وَدِيْنِيْ وَاَهْلِيْ وَاَقَارِبِيْ وَكُلَّ مَا اَنْعَمْتَ عَلَيَّ وَعَلَيْهِمْ بِهٖ مِنْ اٰخِرَةٍ وَّالدُّنْيَا فَاحْفَظْنَا اَجْمَعِيْنَ مِنْ كُلِّ سُوْءٍ يَا كَرِيْمُ

ہی پر میرا بھروسہ اور توکل ہے۔ اے اللہ میرے سخت کام کو نرم فرما دیجئے۔ اور میرے سفر کی مشقت کو مجھ پر سہل اور آسان کر دیجئے اور جتنی میں طلب رکھتا ہوں اس سے زیادہ مجھے خیر عطا فرمائیے۔ اور شر کو مجھ سے ہٹا دیجئے۔ میرا سینہ کھول دیجئے میرے کام کو میرے لیے آسان کر دیجئے۔ میں اپنے نفس اور دین اور اہل اور عزیز و اقارب اور آخرت اور دنیا کی ان تمام نعمتوں کو جو آپ نے مجھ پر انعام فرمائی ہیں آپ کی حفاظت میں دیتا ہوں۔ اے کریم۔ آپ ہم سب کو ہر برائی سے بچائیں۔ اور اپنی حفاظت میں رکھیں۔

۱۷۔ اگر راستہ میں دشمن وغیرہ کا خطرہ ہو تو اس وقت بھی لِاِیْلٰفِ قُرَیْشٍ پڑھو۔ انشاء اللہ خطرہ سے امن میں رہو گے۔ اسی طرح جلنے، ڈوبنے، بیماری اور درندوں کا خوف ہو تو بھی یہ پڑھو۔ غرضیکہ ہر برائی اور شر سے سورۃ لِاِیْلٰفِ قُرَیْشٍ کا پڑھنا سبب امن ہے۔ حِصْنِ حَصِیْن میں اس کو مُجَرَّب کہا معلوم ہوا یہ عمل لِاِیْلٰفِ قُرَیْشٍ ریت کا بیحد مجرب ہے۔

۱۸۔ پھر سفر کیلئے جب منزل سے اٹھو تو یہ پڑھو۔

اَللّٰهُمَّ بِكَ انْتَشَرْتُ وَاِلَيْكَ تَوَجَّهْتُ وَبِكَ اعْتَصَمْتُ عَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ اَللّٰهُمَّ اَنْتَ ثِقَتِيْ وَاَنْتَ رَجَائِيْ فَاكْفِنِيْ مَا اَهَمَّنِيْ وَمَا لَا اَهْتَمُّ بِهٖ وَمَا اَنْتَ اَعْلَمُ

الٰہی! میں آپ کے ساتھ چلتا ہوں یعنی سفر کے لیے منتشر ہوتا ہوں اور میں آپ کی طرف رخ کرتا ہوں اور آپ کی پناہ لیتا ہوں۔ اور آپ پر توکل کرتا ہوں۔ الٰہی آپ ہی میرا بھروسہ ہیں اور آپ ہی میری امید ہیں آپ میرے لیے کافی ہو جائیں اس سے جس نے کہ مجھ کو

for more books click on link below
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

بِهٖ مِنِّيْ عَزَّ جَارُكَ وَلَا إِلٰهَ غَيْرُكَ. اَللّٰهُمَّ زَوِّدْنِي التَّقْوٰى وَاغْفِرْ لِيْ ذُنُوْبِيْ وَوَجِّهْنِيْ لِلْخَيْرِ أَيْنَمَا تَوَجَّهْتُ. اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُ بِكَ مِنْ وَعْثَاءِ السَّفَرِ وَكَآبَةِ الْمُنْقَلَبِ وَالْحَوْرِ بَعْدَ الْكَوْرِ وَسُوْءِ الْمُنْقَلَبِ فِي الْأَهْلِ وَالْمَالِ[1]

غم میں ڈالا ہے ۔ اور جس کا میں تو اہتمام نہیں کر سکتا ہوں۔ اور میری اس حاجت کے لیے بھی آپ کافی ہوجائیں کہ جس کو آپ مجھ سے زیادہ جانتے ہیں. آپ کے جوار میں آنے والا عزت پانے والا ہے اور کوئی غیر آپ کے سوا معبود نہیں۔ الٰہی تقوےٰ کو میرا زاد یعنی توشۂ سفر بنا اور میرے گناہوں کو بخش دے. اور جہاں بھی میں جاؤں خیر کی طرف میرا رُخ پھیر دیجے

الٰہی! میں پناہ مانگتا ہوں سفر کی تکلیف سے اور سخت رنج و غم دینے والے انقلاب سے اور زیادتی نعمت کے بعد نقصان اور ہلاکت سے ۔ اور مال اور اہل و عیال میں بُرے منظر کے دیکھنے سے پناہ مانگتا ہوں ۔

۱۹۔ اب گھر والوں کو یہ کہہ کر رخصت کرو۔

أَسْتَوْدِعُكُمُ اللّٰهَ الَّذِيْ لَا يُضِيْعُ وَدَائِعَهٗ[2]

یعنی میں تم کو اس اللہ کی سپردگی میں دیتا ہوں۔ جو اپنی سپرد کی ہوئی امانتوں کو ضائع نہیں کرتا۔

ترمذی میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہما سے مروی ہے کہ میں نے حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ حضرت لقمان حکیم کا یہ قول ہے کہ اللہ کی سپردگی میں جس چیز کو دیدیا جاتا ہے۔ وہ اس کی حفاظت فرماتے ہیں[3]

فتوحات ربانیہ شرح اذکار نووی میں ایک واقعہ لکھا ہے کہ ایک شخص حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی خدمت میں اپنے بیٹے کے ساتھ آیا۔ آپ نے ان کو دیکھ کر کہا کہ میں نے ان باپ بیٹوں کے درمیان جتنی مشابہت دیکھی ۔ اس سے پہلے کبھی کسی اور میں نہیں دیکھی۔ باپ نے کہا۔ حضرت! اس بچہ کا عجیب واقعہ ہے ۔ میں سفر میں جانے لگا تو یہ بچہ ماں کے پیٹ میں تھا۔ بیوی نے کہا۔ تم نے اس کو کس کے سپرد کیا۔ میں نے کہا۔ میں نے اس کو اللہ کے سپرد کیا۔ جب واپس سفر سے آیا تو گھر کو مقفل پایا۔ معلوم ہوا کہ بیوی کا انتقال ہوگیا ہے ۔ میں اس کی قبر پر گیا۔ تو ایک روشن شعلہ قبر پہ

---

[1] فتاویٰ قاضی خاں صہ ۲۹ ۔ [2] اذکار نووی ۔ [3] فتح القدیر صہ ۱۱۹ ۔

دیکھا۔ میں نے کہا۔ بیوی تو نیک تھی یہ شعلہ کیسا؟ میں مزید قبر کو کھول کر دیکھوں گا۔ قبر کھولی تو کیا دیکھتا ہوں کہ اس میں ایک چاند سا بچہ موجود ہے جو مری ہوئی ماں کے ارد گرد اچھل کود کر کھیل رہا ہے۔ غیب سے آواز آئی۔ یہ وہ بچہ ہے جس کو تو نے سفر میں جاتے وقت ہمارے سپرد کیا تھا۔ لے امانت کو سنبھال۔ اگر بیوی کو بھی ہمارے سپرد کر جاتا تو وہ بھی تجھ کو مل جاتی [1]

۲۰۔ گھر والے اور دیگر رخصت کرنے والے حضرات اس مسافر کو یوں دعا دیکر رخصت کریں [2]

اَسْتَوْدِعُ اللّٰهَ دِيْنَكَ وَاَمَانَتَكَ وَخَوَاتِيْمَ عَمَلِكَ۔	میں تیرے دین اور امانت اور انجام عمل کو اللہ کے سپرد کرتا ہوں۔

حصن حصین میں ہے۔ مقیم مسافر سے مصافحہ کریں۔ اور مذکورہ بالا دعا پڑھ کر رخصت کریں۔ اور یہ بھی کہیں۔

فِيْ حِفْظِ اللّٰهِ وَكَنَفِهٖ زَوَّدَكَ اللّٰهُ التَّقْوٰى وَجَنَّبَكَ الرَّدٰى وَغَفَرَ ذَنْبَكَ وَوَجَّهَكَ اِلَى الْخَيْرِ اَيْنَمَا تَوَجَّهْتَ [3]	اللہ کی حفظ و امان میں رہو۔ خدا تجھ کو متقی رکھے اور سواری وغیرہ پر سے گرنے سے بچائے۔ اور تیرے گناہ کو بخشے۔ اور جہاں بھی تو جائے۔ تجھ کو اللہ تعالیٰ خیر کی طرف متوجہ رکھے۔

اور جب وہ پیٹھ پھیرے تو کہیں

اَللّٰهُمَّ اطْوِلَهُ الْبُعْدَ وَهَوِّنْ عَلَيْهِ السَّفَرَ [4]	اے اللہ اس کے لیے سفر کی دوری اور بعد کو لپیٹ دے۔ اور اس پر سفر آسان فرما دے۔

ان سب گھر والوں سے دعا لے کر دروازہ پر آؤ۔ دروازہ پر آکر سورۃ اِنَّا اَنْزَلْنَاهُ فِيْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ پڑھو اور یہ آیت بھی پڑھو۔

اِنَّ الَّذِيْ فَرَضَ عَلَيْكَ الْقُرْاٰنَ لَرَآدُّكَ اِلٰى مَعَادٍ (پ ۲۰ رکوع ۱۲)	بے شک جس نے قرآن تجھ پر فرض کیا ہے وہ ضرور تجھ کو واپس اس مقام پر لائے گا جہاں تجھ کو لوٹ کر آنا ہے

یہ عمل مجرب ہے۔ انشاء اللہ سفر سے واپس بخیر و عافیت آنا نصیب ہوگا۔

---

[1] الفتوحات الربانیہ ص۱۱ [2] فتح القدیر [3] فتح القدیر ص ۱۱۹/۲ [4] شرح عین العلم [5] فتح القدیر

۲۱۔ جب دروازہ سے باہر قدم رکھو تو یہ پڑھو۔

بِسْمِ اللّٰہِ تَوَکَّلْتُ عَلَی اللّٰہِ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ۔ بسم اللہ میں اللہ پر بھروسہ کرتا ہوں۔ بازگشت اور قوت نہیں ہے مگر اللہ کے ساتھ۔

پھر آسمان کی طرف نگاہ اٹھا کر یوں پڑھو۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ اَنْ اَضِلَّ اَوْ اُضَلَّ اَوْ اَزِلَّ اَوْ اُزَلَّ اَوْ اَظْلِمَ اَوْ اُظْلَمَ اَوْ اَجْھَلَ اَوْ یُجْھَلَ عَلَیَّ ۔ الٰہی پناہ مانگتا ہوں میں کہ گم گشتہ راہ ہو جاؤں یا گم کر دیا جاؤں یا لغزش کھاؤں یا لغزش دیا جاؤں یا ظلم کروں یا ظلم کیا جاؤں یا جہالت کا کام کروں یا میرے ساتھ کوئی جہالت کا برتاؤ کیا جائے۔

۲۲۔ سب سے رخصت ہونے کے بعد اپنی مسجد سے رخصت ہو لو۔ وقت کراہت نہ ہو تو اس میں دو رکعت نفل پڑھو۔

۲۳۔ علماء نے اس کو بھی مستحب لکھا ہے کہ مسافر کو رخصت کرنے کے لیے اس کے ساتھ کچھ دور تک پیدل چلو۔ اور اس کو دعاؤں کے ساتھ رخصت کرو۔ حضرت عبداللہ بن عباس سے مروی ہے کہ حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم ان کو بقیع الغرقد تک پہونچانے کیلئے تشریف لے گئے۔ اور یہ کہہ کر رخصت کیا۔

اِنْطَلِقُوْا عَلَی اسْمِ اللّٰہِ اَللّٰھُمَّ اَعِنْھُمْ تم جاؤ اللہ کے نام پر اے اللہ ان کی مدد فرما

۲۴۔ باہر اصحاب اور اقارب جو اس مسافر کو رخصت کرنے کے لئے کھڑے ہیں۔ وہ رخصت کرتے وقت اِنْطَلِقُوْا عَلَی اسْمِ اللّٰہِ۔ بھی پڑھیں اور اَسْتَوْدِعُ اللّٰہَ دِیْنَکَ وَ اَمَانَتَکَ وَ خَوَاتِیْمَ عَمَلِکَ یعنی میں تیرے دین اور تیری امانت یعنی تیرے گھر بار اور تیرے ہر کام اور اس کے انجام کو اللہ کے سپرد کرتا ہوں۔

حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم سے ایک شخص نے آپ کی خدمت میں حج کا ارادہ رکھتا ہوں۔ آپ اس کے ساتھ چلے اور یوں دعا دی۔

زَوَّدَکَ اللّٰہُ التَّقْوٰی وَوَجَّھَکَ فِی الْخَیْرِ اللہ بنائے تقوی کو تیرا زاد راہ بنائے تجھ کو اللہ خیر

سلہ زاد المعاد سلہ فتح القدیر

for more books click on link below
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

وَكَفَاكَ الْهَمَّ ۔ میں متوجہ رکھے ۔ اور اللہ تیرے ہر فکر اور غم کو کافی ہو ۔

جب وہ واپس آیا تو اس نے حضور کو سلام کیا ۔ آپ نے سر اونچا کر کے فرمایا ۔

تَقَبَّلَ اللّٰهُ حَجَّكَ وَغَفَرَ ذَنْبَكَ — اللہ تیرے حج کو قبول فرمائے اور تیرے گناہ بخشے
وَأَخْلَفَ نَفَقَتَكَ [1] — اور تیرے خرچہ کا تجھ کو نعم البدل عطا فرمائے ۔

۲۵۔ مسافر کو چاہیئے کہ اپنے مکان، عزیز و اقارب، اور سب چیزوں کو چھوڑتے وقت موت کو یاد کرے کہ موت کے دن بھی یہ سب چیزیں چھوٹیں گی ۔

حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس ایک آدمی آیا ۔ آپ نے پوچھا کہ تو کہاں سے آیا ہے ۔ اس نے کہا ۔ میں حج کو گیا تھا ۔ آپ نے فرمایا ۔ تو نے حج کیا ۔ بولا ۔ ہاں ۔ آپ نے دریافت کیا ۔ ابتداء میں جب تو گھر سے چلا تو نے تمام گناہ بھی ترک کر دیئے تھے ۔ اس نے عرض کیا ۔ نہ ۔ تو وطن سے کوچ نہیں کیا ۔ آپ نے پوچھا جب تو گھر سے روانہ ہوا تو کیا تو نے راہِ حق کے باطنی منازل بھی طے کئے ۔ اس نے کہا ۔ نہیں ۔ پھر تو نے منزلیں ہی قطع نہیں کیں ۔

PDF Reducer Demo

۲۶۔ جب سواری سامنے آئے تو اس کو شکل جنازہ سمجھو کہ وہ بھی ایک پر مرنے کے بعد سوار ہونا ہے ۔ جس کی طرف وَ اِنَّآ اِلٰی رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ میں اشارہ ہے ۔ جو اس دعا کا ایک جزء ہے جو آگے درج ہے ۔ جس کو مسافر سواری پر سوار ہوتے وقت پڑھتا ہے ۔ چونکہ سواری میں اکثر خطرات لاحق ہوتے ہیں ۔ لہٰذا موت اور سفر آخرت کو یاد رکھو ۔ لفظ رَاجِعُوْنَ سے رجوعیت اِلَى اللّٰهِ کا سبق دیا گیا ہے ۔ تاکہ رجوعیت کے ساتھ سفر کرو اور راہ میں غفلت نہ رہے ۔

۲۷۔ بسم اللہ کہہ کر سواری پر سوار ہو جاؤ ۔ جب سواری میں بیٹھ جاؤ ۔ تو پڑھو

اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ — اللہ سب سے بڑا ہے ۔ اللہ بہت بڑا ہے اللہ سب سے
سُبْحَانَ الَّذِىْ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَمَا — بڑا ہے ۔ پاک ہے وہ اللہ جس نے اس سواری

---

[1] اذکار نوویہ ۔

for more books click on link below
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

كُنَّا لَهٗ مُقْرِنِيْنَ ۝ وَاِنَّآ اِلٰى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ ۝
اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْئَلُكَ فِيْ سَفَرِنَا هٰذَا الْبِرَّ
وَالتَّقْوٰى وَمِنَ الْعَمَلِ مَا تَرْضٰى اَللّٰهُمَّ
هَوِّنْ عَلَيْنَا سَفَرَنَا هٰذَا وَاطْوِ عَنَّا بُعْدَهٗ اَللّٰهُمَّ
اَنْتَ الصَّاحِبُ فِي السَّفَرِ وَالْخَلِيْفَةُ فِي
الْاَهْلِ. اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ
مِنْ وَعْثَآءِ السَّفَرِ وَمِنْ كَاٰبَةِ الْمَنْظَرِ
وَسُوْءِ الْمُنْقَلَبِ فِي الْمَالِ وَالْاَهْلِ

ہمارے لیے مسخر کیا۔ اور ہم اس کو قابو میں لانے والے نہ تھے۔ اور بے شک ہم اللہ کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں۔ الٰہی ہم پر سفر آسان کر اور اس کے بُعد اور دوری کو ہم سے لپیٹ کر مختصر کر دے اے اللہ آپ ہمارے ساتھ سفر میں ہیں۔ اور خلیفہ ہیں اہل و عیال میں۔ اے اللہ میں پناہ مانگتا ہوں سفر کی مشقت کے سبب بُری ہیئت اور بدصورت ہونے۔ اور مال اور اہل و عیال میں بُرے انقلاب اور تبدیلیوں کے ظہور سے۔

... اس دعا کو اور شامل کر لے۔

...دُوْنَ لِرَبِّنَا

ہم رجوع ہونے والے توبہ کرنے والے۔ بندگی اور عبادت کرنے والے اور اپنے رب کی حمد کرنے والے ہیں۔

PDF Reducer Demo

...ہے کہ بِر اور تقویٰ مانگتا ہوں۔ بِر کے معنی نیکی اور احسان کے ... ی نام سے ... کے ہیں تو مطلب یہ ہوا کہ حج کے مبرور ہونے اور مقبول ہونے کی دعا کرتا ہے۔ جو بِر اور تقویٰ دونوں پر مشتمل ہوتا ہے۔

۲۸۔ سواری پر سوار ہو کر قُلْ يٰاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ سے قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ تک یہ پانچ سورتیں۔ سورۃ ... پڑھے۔ اس طرح پڑھو کہ ہر سورہ کے اوّل و آخر بسم اللہ پڑھو۔ سفر کی بے رونقی اور بدحالی لاحق نہ ہوگی۔ انشاء اللہ سب سے بہتر، خوشحال، کثیر المال، اور ... آلام سے رہو گے۔ حضرت جُبَیر کہتے ہیں۔ کہ جب سے مجھے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سورتیں تعلیم کی ہیں۔ میں ان کو پڑھتا ہوں۔ اب میں غنی اور خوشحال رہتا ہوں۔ ورنہ جب سفر کرتا تھا۔ تباہ حال ہو جاتا تھا۔ مال ضائع ہوتا۔ اور بے برکتی کے ... ساتھیوں میں بدحال، مفلس اور قلیل المال رہتا تھا۔

... ۲ اذکارِ نووی۔ ۳ حصن حصین، اذکار نووی۔

۱ ... زاد ...

for more books click on link below
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

۲۹۔ ہر بلندی پر چڑھتے وقت اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہو۔ اور ڈھال میں اترتے وقت سُبْحَانَ اللّٰہِ کہو۔

۳۰۔ جب کسی منزل پر اترو تو

اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ۔	اللہ کے ان کلمات کے ذریعہ (جو تاثیر میں کامل ہیں) میں ہر مخلوق کے شر سے پناہ مانگتا ہوں۔

پڑھو۔ انشاء اللہ ہر نقصان سے بچو گے [1]

۳۱۔ جب اس بستی پر نظر پڑے جس میں ٹھہرنا چاہتے ہو تو یہ پڑھو۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ مِنْ خَيْرِهَا وَخَيْرِ مَا فِيْهَا وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّهَا وَشَرِّ اَهْلِهَا وَشَرِّ مَا فِيْهَا۔	اے اللہ میں آپ سے اس مقام کا خیر اور جو کچھ اس میں ہے۔ ان سب کا خیر طلب کرتا ہوں اور اس بستی کے شر اور اس کے رہنے والے اور جو اس بستی میں ہے ان سب کے شر سے پناہ مانگتا ہوں۔

۳۲۔ منزل میں راستے سے ہٹ کر اترو۔ راستے میں پیشاب نہ کرو۔ کہ باعث لعنت ہے۔

۳۳۔

بحری سفر میں غرق ہونے سے محفوظ رہنے کی دعا

جب جہاز میں سوار ہو تو یہ پڑھو۔

بِسْمِ اللّٰهِ مَجْرٖهَا وَمُرْسٰهَا اِنَّ رَبِّيْ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ہ (پ ۱۲ رکوع ۴)	کشتی کا چلنا اور ٹھہرنا اللہ کے نام کے ساتھ ہے بے شک میرا رب غفور رحیم ہے۔
وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ وَالْاَرْضُ جَمِيْعًا قَبْضَتُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَالسَّمٰوٰتُ مَطْوِيّٰتٌ بِيَمِيْنِهٖ سُبْحَانَهٗ وَتَعَالٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ہ (پ ۲۴ ع ۴)	اللہ کی قدر کرنے کا حق جیسا کرنا چاہیئے لوگوں نے ادا نہیں کیا۔ قیامت کے دن تمام زمین اللہ کے قبضہ میں ہوگی۔ اور تمام آسمان تہ کیے ہوئے اس کے داہنے ہاتھ میں ہوں گے اللہ تعالیٰ شرک سے پاک ہے۔

اس دعا کو پڑھو۔ انشاء اللہ غرق ہونے سے محفوظ رہو گے۔

---

[1] حصن حصین [2] حصن حصین

for more books click on link below
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

ہوائی جہاز کے گرنے اور جلنے سے امن میں رہنے کی دعا

ہوائی جہاز میں سوار ہو کر تمام سابقہ دعاؤں کے ساتھ یہ بھی پڑھو۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنَ الْھَدْمِ وَاَعُوْذُبِکَ مِنَ التَّرَدِّیْ وَاَعُوْذُبِکَ مِنَ الْغَرَقِ وَالْحَرَقِ وَالْھَرَمِ ۱

اے اللہ! میں تیری پناہ چاہتا ہوں مکان کے گرنے سے اور میں تیری پناہ مانگتا ہوں بلندی سے گرنے سے۔ اور میں تیری پناہ طلب کرتا ہوں ڈوبنے اور جلنے اور بہت زیادہ بڑھاپے سے۔

بلند مقام سے گرنے کو تردی کہتے ہیں اور حرق جلنے کو کہتے ہیں۔ مسافر کو چاہیے کہ جہاز کے گرنے اور جلنے سے محفوظ رہنے کیلئے اس دعا کو پڑھے۔

سواری کے ٹکراؤ ایکسیڈنٹ اور نقصان سے بچنے کی دعا

سواری پر بسم اللہ کہہ کر سوار ہو۔ پھر اللہ اکبر تین بار الحمد للہ تین بار سبحان اللہ تین بار لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اَکْبَرُ سُبْحٰنَ الَّذِیْ سَخَّرَ لَنَا ھٰذَا وَمَا کُنَّا لَہٗ مُقْرِنِیْنَ وَاِنَّآ اِلٰی رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ ایک بار پڑھو۔ انشاء اللہ سواری کے نقصان اور ایکسیڈنٹ سے محفوظ رہو گے ۲۔

۴۴۔ جب کسی منزل پر اترو تو یہ کہو۔

رَبِّ اَنْزِلْنِیْ مُنْزَلًا مُّبٰرَکًا وَّاَنْتَ خَیْرُ الْمُنْزِلِیْنَ ۳

خداوندا مجھے مبارک منزل میں اتار اور آپ بہتر اتارنے والے ہیں۔

۴۵۔ سب مل کر بطور اتفاق مشترکہ طور پر کھانا نہ کھائیں اور ہر وقت ذاتی جھگڑا نہ رہے گا۔ اجتماع کی ایک بہترین شکل یہ ہے کہ تمام کسی ایک شخص کے کھانے پر آج جمع ہو جائیں دوسرے روز کسی دوسرے شخص کے کھانے پر تیسرے روز کسی تیسرے شخص کے کھانے پر۔ اس طرح یہ سلسلہ قائم رکھیں تو بہتر ہے ۴

---

۱ حصن حصین۔ اذکار نووی ۲ فتح القدیر ۳ فتح القدیر

for more books click on link below
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

۲۶۔ سفر میں اپنے دوستوں، عزیزوں، مسلمانوں اور اسلام کی سربلندی کے لئے دعا مانگتے رہو۔ کہ حاجی کی دعا گھر واپس آنے تک مقبول ہے۔ مشکوٰۃ شریف میں ہے کہ حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا۔ کہ پانچ دعائیں مقبول ہیں۔ مظلوم کی، حاجی کی گھر واپس آنے تک، مجاہد کی جہاد سے فارغ ہونے تک، اور بھائی کی دعا بھائی کے پیٹھ پیچھے، اور بیمار کی دعا اس کے اچھے ہونے تک۔

۲۷۔ نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلّم نے ارشاد فرمایا ہے کہ جب سفر میں تین آدمی ہوں تو چاہیئے کہ ایک کو امیر بنا دو۔ حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلّم نے ارشاد فرمایا ہے کہ

سَیِّدُ الْقَوْمِ فِی السَّفَرِ خَادِمُھُمْ فَمَنْ سَبَقَھُمْ بِخِدْمَۃٍ لَمْ یَسْبِقُوْہُ بِعَمَلٍ اِلَّا الشَّھَادَۃَ۔

سردارِ قوم سفر میں خادم ہوتا ہے۔ اگر وہ خدمت سے سب پر فوقیت لے گیا تو لوگ کسی عمل سے بھی اس پر سبقت نہیں لے جا سکتے، سوائے شہادت کے۔

اس لئے کہ کوئی عمل بھی فاضل تر خدمت سے نہیں ہے۔

ع کہ مرداں ز خدمت بجائے رسند

یعنی مردانِ خدا صرف خدمت سے کوئی مقام اور مرتبہ حاصل کر لیتے ہیں۔

۲۸۔ شہر میں جاؤ تو وہاں کے علمائے ربّانی اور فقراء کی خدمت میں باادب حاضر ہو، ادب سے ان کے قلب میں محبت پیدا ہو گی، تو ایک ساعت کی نظرِ محبت وہ کام کر جائے گی جو برسوں کی ریاضت سے بھی کام نہیں بن سکتا۔ حضرت امام ربّانی مجدد الفِ ثانی فرماتے ہیں "کلام ایشاں شفا است و نظرِ ایشاں دوا است" یعنی ان کا کلام شفا ہے۔ اور نظر دوا ہے حضرت نجم الدین کبریٰ رحمۃ اللہ علیہ نے ایک کُتّے پر نظر ڈالی۔ تو وہ اس مرتبہ پر پہنچ گیا کہ کتوں کا سردار بن گیا۔ جہاں وہ جاتا تھا۔ سب کُتّے اس کے ساتھ ہوتے جہاں بیٹھتا وہاں سب کتے حلقہ باندھ کر ارد گرد بیٹھ جاتے۔ جب اہل اللہ کی نظر جانوروں پر اثر کر جاتی ہے۔ تو انسانوں پر کیوں نہ اثر کرے گی۔ لہٰذا تم بھی جہاں زیارت کے لئے جاؤ۔ اہل اللہ کے منظورِ نظر بننے کی کوشش کرو۔ اور خدمت اور ادب سے جاذبِ نظر ہو۔

[illegible] مرد شوی

for more books click on link below
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

ترجمہ:۔ مولانا رومی فرماتے ہیں کہ حق تعالےٰ نے فرمایا، جہاں کہیں بھی جاؤ، مردانِ خدا کے طالب بن کر جاؤ۔ مولانا روم نے یہ شعر بھی کہا ہے۔

یک نظر فرما کہ مستغنی شوم زا بلکۂ جنس
سگ چوں شد منظورِ نجم الدین سگاں را سرور است [1]

غرضیکہ لِیَشْهَدُوْا مَنَافِعَ لَهُمْ (پ ۱۷ رکوع ۱۱) تاکہ وہ اپنے فائدے حاصل کریں کے ارشاد کے مطابق حرمین شریفین کی حاضری کے کثیر دینی اور دنیوی منافع کے ساتھ ساتھ اہلِ کمال اور علماء اور اولیاء اللہ کی صحبت کے منافع بھی شامل ہیں۔

حضرت نجیب الدین رحمۃ اللہ کو مسجد خیف میں دیکھا گیا کہ ایک ایک بزرگ کی نظر کے آگے جاتے ہیں اور سامنے بیٹھتے ہیں، کہ شاید کسی کی نظر سے بیڑا پار ہو جائے [2]

۲۹۔ سفر میں انسان غبار آلود ہوتا ہے۔ حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس کے قدم اللہ کی راہ میں غبار آلود ہوں۔ تو وہ قدم آتشِ دوزخ پر حرام ہیں۔

ایک صحابی نے حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم سے حاجی کی صفت پوچھی تو آپ نے فرمایا۔

اَلشَّعِثُ وَالتَّفِلُ
یعنی وہ پراگندہ بال، غبار آلود سر اور میلا کچیلا ہو

اس حال میں کہ اس پر سفر کی مٹی اور خاک پڑی ہوئی ہو۔ تاکہ اپنی شکستگی اور خاکساری کے سبب نظرِ سول کے قابل ہو۔ ایک چھینٹا بارانِ رحمت کا اس مشتِ خاک پر پڑ جائے تو سرسبز و شاداب ہو جائے۔ اور اس خاک پر علوم و معارف کے گلہائے رنگا رنگ کھلیں۔ مولانا روم نے کیا خوب فرمایا ہے۔

از بہاراں کے شود سرسبز سنگ
خاک شو تا گُل بروید رنگ رنگ

یعنی موسم بہار میں پتھر سرسبز نہیں ہوتا لہٰذا تو خاک ہو جا۔ تاکہ تجھ پر رنگ رنگ کے پھول کھلیں۔

یہاں رحمت کی بے انتہا بارش ہے۔ پھر خاک بھی مکہ مدینہ کی۔ جس کو ہوا اڑا

---

[1] خزینۃ الاصفیا جلد ۲ صفحہ ۲۵۹ [illegible] العلم لملا علی القاری صفحہ ۱۹

for more books click on link below
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

اڑا کر تم پر پڑ لے۔ تو پھر اس خاک میں آلود ہونا کتنا بڑا شرف ہے۔ بلکہ اس نیت سے مکہ سے منیٰ اور منیٰ سے عرفات تک پیدل حج کرو۔ کہ یہاں کی متبرک خاک سے غبار آلود ہو۔ مدینہ کے گلی کوچوں میں پھرو۔ اُحد وغیرہ تک پاپیادہ جاؤ۔ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ان گذرگاہوں میں چلنے پھرنے سے جو خاک سر پہ آئے گی۔ وہ حضور کے قدموں کے نیچے کی بابرکت خاک ہوگی۔ اس میں عشاق کیلئے عجب کیف و سرور ہے۔

۴۰۔ سفر عجب چیز ہے کہ پانی بھی سفر کرے تو پاک صاف اور لطیف ہو جاتا ہے۔ دیکھو، چشموں کا پانی چونکہ وہ سفر میں رہتا ہے۔ کیسا پاک صاف، ستھرا ستھرا اور لطیف تر ہوتا ہے۔ اور جو پانی کسی مقام پر ٹھیرا ہوا ہو وہ کثیف ہوتا ہے کسی نے کیا خوب کہا ہے۔

از آب لطیف تر نباشد چیزے ۔۔۔ یکجا کہ مقام کرد گندیدہ شود

لہٰذا سفر میں، اور خصوصاً سفر حج کے اندر راہِ خدا میں چلنے کے سبب تم کیوں نہ پاک صاف ہو گئے۔ تمہاری تمام کثافتیں دُور ہو جائیں گی اور سفر تمہاری لطافت اور طہارت کا باعث ہو گا۔ درحقیقت سفر ہی وہ سفر ہے۔ جو تم کو صفاتِ بشری سے صفات ملکی اور صفاتِ ذمیمہ سے صفاتِ حمیدہ کی طرف منتقل کر دے۔ اور لڑائی جھگڑے اور تمام برائیوں کی کثافتوں سے پاک کر دے۔ جب سفر میں اتنی خوبیاں ہیں تو اے مسافر راہِ آخرت! تجھ کو مثلِ نہرِ فیض رساں، ماسوی اللہ کے خس و خاشاک اور گناہوں کی کثافتوں سے لطیف اور پاک رہنا چاہئیے کیونکہ تو تو ہر وقت سفر میں ہے۔ بمثل آب نہر لطیف اور فیض رساں رہ۔ اور دوسروں کی کثافتوں کو بھی بہا کے لے جا۔

۴۱۔ جبکہ سفر میں ہو تو دعائے سفر ہر وقت پڑھتے رہو۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ فِیْ سَفَرِنَا هٰذَا الْبِرَّ وَالتَّقْوٰی۔	اے اللہ! میں آپ سے اس سفرِ حیات میں نیکی اور تقویٰ مانگتا ہوں۔

اے انسان جس وقت سے تو ہستی میں آیا ہے سفر ہی میں ہے۔ حضرت میر درد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔۔

for more books click on link below
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

ہستی ہے سفر عدم وطن ہے
دل خلوت و چشم انجمن ہے

حضرت غلام علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے ایک صاحب نے عرض کی کہ حضور مراقبہ کے اندر عدم میں نیست ہو جاتا ہوں۔ مگر گھڑی دو گھڑی یہ حالت رہتی ہے تب نے فرمایا کہ کوشش کرو کہ یہ حالت زائل نہ ہو۔ اگر عدم سے عدم مسلسل ملتا چلا جائے تو فناء اضطرار کا مرتبہ حاصل ہو جاتا ہے۔

وصل اعدام گر تواں کرد
کار مرداں و مرد مانی کرد

معلوم ہوا کہ عاشق کا سفر عدم اور نیستی کی طرف ہے۔

کہ عاشقاں را مذہب و دیں نیستی

حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

كُنْ فِي الدُّنْيَا كَأَنَّكَ غَرِيبٌ أَوْ عَابِرُ سَبِيلٍ دنیا میں مسافر یا راہ چلنے والے کی طرح رہ۔

جس طرح راہ چلنے والا سامان سے ہلکا رہنے کی کوشش کرتا ہے۔ تو بھی سامان دنیا سے ہلکا پھلکا رہنے کی کوشش کر۔ جس طرح مسافر رخصت ہونے کے وقت صاف دل ہو کر دعائیں لے کر چلتا ہے۔ تو بھی ہر وقت سب سے صاف دل رہ کر دعائیں لیتا رہ۔ کہ ہر ساعت ساعتِ رخصت ہے، اور جس طرح سفر میں کسی رفیق سفر کی ضرورت ہے۔ تو اسی طرح تو اپنی زندگی کے سفر کیلئے بھی کسی باخدا ہستی کی صحبت اور رفاقت تلاش کر۔ اس کو رفیق بنا۔ پڑوسیوں، دوستوں، عزیزوں سے اچھا رہ تاکہ تیری اچھی یاد بعد میں قائم رہے۔ عبادت اور ذکر اللہ میں مصروف رہ کر اپنے سفر زندگی کو پورا کر۔ یعنی زندگی کا ہر کام اللہ کی رضا کیلئے کر۔

اِنَّ صَلَاتِيْ وَنُسُكِيْ وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِيْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔ میری نماز میری قربانی میرا جینا میرا مرنا سب اللہ رب العالمین کے لیے ہے۔

۴۔ شوق لقاء رب میں وَ اِنَّآ اِلٰى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ پڑھ کر سفر کو تمام کر۔ اس زندگی میں کیا اچھا ذوق سفر ہے۔ گو ہر منزل پر مقام ہے۔ مگر تمہارا مقام تو ہر مقام سے آگے ہے۔ تمہارا سفر تو جب ختم ہوگا جب تم اپنے اصلی وطن پہنچو گے۔ اور اس سے

for more books click on link below
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

پہلے مسافر ہی ہو۔

ہر اک مقام سے آگے مقام ہے تیرا — حیات ذوق سفر کے سوا کچھ اور نہیں

حاجیوں کے قافلہ سے پیچھے رہ جانے والے مشتاقوں کا سلام و پیام

سوال:- جو مسلمان قدرت نہ ہونے کی وجہ سے بے تاب اور خانۂ محبوب سے دور ہیں۔ ان بیقرار مشتاقوں کے لئے بھی کچھ ہدایت فرمائیں؟

جواب:- دو باتیں ان کے لئے مناسب ہیں۔ اوّل یہ کہ جانے والے مسافر کو اپنے سلام کا امین بنا دیں۔ یہ کہہ کر کہ ہم دور افتادہ مسکینوں کی طرف سے حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ بے کس پناہ میں یہ ہزار عجز و نیاز سلام عاجزانہ پیش کر دیں۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالے عنہ کی طرف سے ایک قاصد سلام لے کر مدینہ طیبہ حاضر ہوتا تھا۔ اور بارگاہ حبیب خدا صلے اللہ علیہ وسلم میں پیش کرتا تھا۔ اس مسافر کو بھی چاہیئے کہ لوگوں کی اس امانت کو سرکار کی خدمت میں لے جائے۔ اور اس بارگاہ مقدس میں ان کا سلام پہنچا دے۔ پہلے اپنے صلوٰۃ و سلام سے فارغ ہو لے۔ پھر اُن کی جانب سے لے جا کر حضور کی بارگاہ میں ان الفاظ میں سلام پیش کرے۔

فُلَانُ بْنُ فُلَانٍ يُسَلِّمُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ۔ — یا رسول اللہ! فلاں بن فلاں نے آپ کی خدمت میں سلام پیش کیا ہے۔

یا یوں کہے۔

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مِنْ فُلَانِ بْنِ فُلَانٍ — یا رسول اللہ! فلاں بن فلاں کی طرف سے آپ کی خدمت میں سلام پیش ہے۔

بعض صالحین سے منقول ہے کہ جب حاجیوں کا قافلہ روانہ ہوا۔ تو وہ روتے تھے۔ اور بیٹھ کر کہا۔ وَا ضُعْفَاہُ! ہائے ہمارا عجز اور ضعف! اگر یہ نہ ہوتا۔ تو آج ہم بھی ان کے ساتھ ہوتے۔ اور یہ شعر پڑھا۔

فَاسَاقُوْا الْعَنْسَ تَوَقَّفُوْا وَاسْتَمِعُوْا — مِنِّيْ بِلُغَتِهٖ ۔۔ تَسَلَامَ عَلَيَّ

for more books click on link below
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

اے ساربان نرمی کر اور حضور کے ساتھ مجھ سے سُن، میری طرف سے میرے محبوب کی خدمت میں سلام پہنچا دے۔

يَقُوْلُ اَمَلْتُ بِاَنْ اَزُوْرَكُمْ فِيْ جُمْلَةِ الْوَفْدِ فَخَابَ ظَنِّيْ

اور یہ بھی عرض کر کہ وہ کہتا ہے کہ مجھے اُمید تھی کہ میں ان حاضر ہونے والوں کے ساتھ حاضر ہو کر زیارت کرتا۔ مگر ہائے افسوس میرا گمان ناکام ہوا۔

بہ بر ایں جان مشتاقم در آں جا
فدائے روضہ خیر البشر کن

اے میرے سلام کو لے جانے والے میری جان اگر لے جا سکتا ہو۔ تو لے جا۔ اور روضہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم پر نثار کر دے۔

دوسری بات یہ ہے کہ جانے والے مسافروں سے طالب دعا ہوں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمرؓ سے فرمایا جبکہ انہوں نے عمرہ کا ارادہ کیا

يَا اُخَيَّ اَشْرِكْنَا فِيْ دُعَائِكَ [1] (اے میرے چھوٹے بھائی۔ ہم کو بھی دعاؤں میں یاد رکھنا۔)

دوسرے موقع پر فرمایا۔ اے بھائی ہمیں نہ بھول جانا۔ یعنی ہم کو بھی دعاؤں میں یاد رکھنا لہٰذا تم بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے مطابق جانے والے حاجی سے کہو۔ اے بھائی ہم کو بھی دعاؤں میں شامل رکھنا۔ ان کی دعا اور یاد کے ذریعہ تم بھی ان کے ساتھ رہو گے۔ اور وہاں سے بد کا بعد تم تک پہنچتے رہیں گے۔

حضرت عبداللہ ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ ایک شخص کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے طواف کے اندر یہ کہتے سُنا۔ اے اللہ! فلاں بن فلاں کی بخشش فرما۔ آنحضرت نے دریافت کیا، یہ شخص کون ہے؟ عرض کیا یہ ایک شخص ہے کہ جس نے مجھے اس امر پر آمادہ کیا تھا۔ کہ رکن اور مقام کے درمیان اس کے لئے دعا کروں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اس دعا کے سبب اللہ تعالےٰ نے تمہارے صاحب کی بخشش کر دی۔

غزوہ تبوک میں جو لوگ ناداری اور تنگی کی وجہ سے نہیں جا سکے تھے۔ انکے لئے حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

مَا سِرْتُمْ مَسِيْرًا وَّقَطَعْتُمْ وَادِيًا
تم کسی مقام پر نہیں چلے۔ اور نہ کسی وادی کو قطع کیا۔

---

[1] [illegible] ۲۵۳ ۔ [illegible] ن ص ۲۵۳

for more books click on link below
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

اِلَّا هُوَ مَعَكُمْ ۔ مگر وہ لوگ جو پیچھے رہ گئے ہیں۔ تمہارے ساتھ ہیں۔

بعض اکابر نے کہا ہے کہ اگر تم کسی اور شہر میں رہ کر اس حال میں ہو کہ تمہارا دل مکّہ مکرّمہ کا مشتاق ہو۔ اور خانہ کعبہ سے متعلق رہے۔ تو یہ اس سے بہتر ہے کہ تم مکہ میں رہ کر اس سے اکتاؤ۔ اور دوسرے شہر میں تمہارا دل ہو۔

ایک معیت یعنی ساتھ رہنا بدن سے ہوتا ہے۔ ایک معیت دل سے ہے، لہذا اسے قافلہ والو۔ اگرچہ پیچھے رہ جانے والے تمہارے ساتھ بدن سے نہیں ہیں۔ لیکن شوق میں دل و جان کے ساتھ وہ آپ لوگوں کے ساتھ ہیں۔ مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

تن گرچہ صد منزل دوراست زکعبہ جان طواف کناں گرد حریم حرم اوست

ترجمہ:۔ اگرچہ میرا بدن کعبہ سے سو منزل دور ہے لیکن میری جان اور روح حرم کے گرد طواف کر رہی ہے۔ بعض صالحین نے خواب میں دیکھا کہ عرفہ کی شام کو کوئی کہنے والا کہہ رہا ہے کہ فلاں شخص اگرچہ اپنی ناداری کی وجہ سے نہیں آسکا۔ مگر وہ یہاں حج میں شریک ہے۔ اپنی روحانی اور قلبی شرکت کی وجہ سے وہ بھی یہاں موجود ہے۔ لہذا ان لوگوں کا حال جو گھر بیٹھے رو رہے ہیں۔ ان لوگوں کا سا ہے۔ جو غزوہ تبوک میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں لشکرِ اسلام کے ساتھ جانے کی قوت نہیں رکھتے تھے۔ لشکر کے روانہ ہونے کے بعد جب یہ پیچھے رہ گئے تو یہ دل شکستہ لوگ روتے ہوئے گھروں کو واپس ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے ان کے حزن و ملال کا قرآن کریم میں یوں ذکر فرمایا۔

تَوَلَّوْا وَّاَعْيُنُهُمْ تَفِيْضُ مِنَ الدَّمْعِ حَزَنًا اَلَّا يَجِدُوْا مَا يُنْفِقُوْنَ ۔ (پ ۱ رکوع ۱۸)

پیچھے رہ جانے والے اس حال میں گھروں کو پھرے کہ ان کی آنکھوں سے آنسو بہ رہے تھے۔ اس غم میں کہ ساتھ جانے کے لیے ان کے پاس کچھ خرچ نہ تھا۔

ان کا رونا اور غمگین ہونا یہ وہ فضیلت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے

for more books click on link below
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

قرآن میں ذکر کرکے ان کو اپنی یاد سے نوازنا کیونکہ یہ حزن و ملال مقتضائے ایمان تھا۔ جو قابل تعریف ہے۔ قیامت کے روز اللہ کے حضور دو شخص پیش ہوں گے ایک فقیر دوسرا غنی۔ دونوں آپس میں اللہ کے لیے محبت رکھتے تھے۔ ایک ہی جگہ بیٹھتے تھے۔ لیکن آخرت میں فقیر اپنے غنی دوست کو دیکھے گا کہ وہ بلند درجہ پر ہے۔ وہ اللہ سے دریافت کرے گا کہ آپ نے اس کو کیوں اونچا درجہ عطا فرمایا۔ اللہ تعالےٰ فرمائے گا۔ مالی حیثیات میں یہ تم سے زیادہ اونچا تھا۔ یہ عرض کرے گا۔ اے رب! آپ جانتے ہیں۔ کہ اگر مجھ کو بھی آپ مال عطا فرماتے تو میں بھی وہ کام کرتا۔ جو اس نے کیئے ہیں۔ اللہ فرمائے گا۔ سچ ہے۔ اچھا جاؤ۔ اس کو بھی اس کے ساتھی کے پاس بلند درجہ میں پہنچا دو۔ بلند درجہ پانے والوں سے محبت رکھنے والے بھی انہی کے ساتھ ہوں گے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ۔ انسان اسی کے ساتھ ہوگا جس سے کہ وہ محبت کرتا ہے۔

لہٰذا ثابت ہوا کہ ایمانی رنج و غم، نیکوں سے تعلق اور ان کی نیکیوں سے تعلق اور ان کی نیکیوں سے محبت رکھنا، یہ بھی بلند مقام پر پہنچنے کا سبب ہے۔ جب حج کا موسم آتا ہے۔ تو اللہ تعالےٰ کی رحمت اس حد تک پہنچ جاتی ہے کہ حج کے لئے جانے والوں پر بھی رحمت، اور غم و اندوہ میں پیچھے رہ جانے والوں پر بھی رحمت۔ سبحان اللہ! کیا لطف و کرم ہے۔

یہ وہ غم ہے کہ اللہ تعالیٰ صاحب دل، ایمان والوں کو عطا فرماتا ہے۔ جو بڑی دولت ہے اور نشانِ ایمانی ہے۔ پھر اللہ تعالےٰ کا کرم یہ ہے کہ وہ عشرہ ذی الحجہ جس میں حاجی حج کرنے گیا ہے۔ اس کو حاجی اور غیر حاجی سب پاتا ہے یہ کیسا اللہ کا انعامِ عام ہے۔ جو حج سے عاجز ہیں۔ وہ ماہِ حج میں اپنے وطن ہی میں رہ کر نیک اعمال میں سرگرم ہو جائیں۔ حدیث شریف میں ہے کہ اللہ تعالےٰ کو جتنے زیادہ اس عشرہ میں نیک عمل محبوب ہیں۔ کسی اور دن میں نہیں۔

for more books click on link below
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

لہٰذا اس عشرہ میں اگر حاجی حج ادا کر رہا ہے۔ تو خدا کی رحمت سے یہ عشرہ تمہارے پاس بھی موجود ہے۔ تم بھی اس کی برکات حاصل کرو۔ اور نیک اعمال میں خوب کوشش کرو اور ہر نماز کے بعد ۳۳ مرتبہ سُبْحَانَ اللّٰہِ ۳۳ مرتبہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اور ۳۴ مرتبہ اَللّٰہُ اَکْبَرُ کو وظیفہ میں رکھو۔ مالی عبادت سے محروم رہنے والوں کو آنحضرت نے یہ وظیفہ تلقین فرمایا[1] اور حاجی کیلئے حرمین شریفین کے برکات کے ساتھ واپس بخیریت لوٹ آنے کی دعا مانگتے رہو۔

اِذَا رَاَیْتَ الْوَدَاعَ فَاصْبِرْ وَلَا یُھَمَّنَّکَ الْبُعَادُ
وَانْتَظِرِ الْعَوْدَ عَنْ قَرِیْبٍ فَاِنَّ قَلْبَ الْوَدَاعِ عَادُوْا[2]

ترجمہ: وداع کے وقت صبر کر اور دوری تجھ کو ہرگز غم میں نہ ڈالے۔ عنقریب عافیت کے ساتھ اس کے عود کرنے یعنی واپس ہونے کا انتظار کر کیونکہ وداع کا اُلٹ عادوا ہے۔ اس میں نیک فال ہے کہ انشاء اللہ وہ جلدی ہی لوٹ کر آئیں گے۔ آج تم وداع کر رہے ہو۔ غم میں ہو۔ وقت دور نہیں کہ جب وہ لوٹ کر آئیں گے تو عادوا کے مصداق ہوں گے۔ پھر تم خوش ہو گے۔

بہر حال یہ کہہ کر حاجی کو اللہ کے سپرد کر دو۔

آں دم کہ ترا است بادہ در جوش از خشک لباں مکن فراموش

حاجی کو چاہیئے کہ تمام عالم اسلام کو اماکنِ اجابت میں شریکِ دعا رکھے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو اس دعا سے زیادہ کوئی دعا محبوب نہ تھی۔

اَللّٰھُمَّ ارْحَمْ اُمَّۃَ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رَحْمَۃً عَامَّۃً۔ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِاُمَّۃِ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَغْفِرَۃً عَامَّۃً۔

الٰہی! اُمتِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر عام رحمت اور مغفرت فرما۔

کیمیائے سعادت میں ہے کہ حضرت معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ کہ جو آدمی روزانہ تین مرتبہ یہ دعا مانگے وہ نیکو کاروں میں لکھا جائے گا۔

---

[1] مواہب لدنیہ صہ۱۱ [2] مواہب لدنیہ۔

for more books click on link below
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

اَللّٰھُمَّ اَصْلِحْ اُمَّۃَ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ — اے اللہ! اُمتِ محمدی کی اصلاح فرما۔

اَللّٰھُمَّ ارْحَمْ اُمَّۃَ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ — اے اللہ! اُمتِ محمدی پر رحم فرما۔

اَللّٰھُمَّ فَرِّجْ عَنْ اُمَّۃِ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔ — اے اللہ! اُمتِ محمدی کی مشکلات اور تکالیف دُور فرما۔

حج پیدل افضل ہے یا سواری پر

سوال:- حج کے لئے پاپیادہ جانا بہتر ہے۔ یا سواری پر جانا بہتر ہے۔

جواب:- قرآن کریم میں ہے۔

وَاَذِّنْ فِی النَّاسِ بِالْحَجِّ یَاْتُوْكَ رِجَالًا وَّعَلٰی كُلِّ ضَامِرٍ یَّاْتِیْنَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِیْقٍ لِّیَشْهَدُوْا مَنَافِعَ لَهُمْ (پ۱۷ رکوع ۱۱)

تمہارے پاس حاجی پاپیادہ چل کر بھی آئیں گے۔ اور دُور دراز کشادہ راہوں سے سوار ہو کر بھی آئیں گے۔ ایسی سواریوں پر کہ جو دُوری اور بُعدِ راہ کی وجہ سے دُبلی ہو گئی ہوں گی۔ تاکہ حاجی لوگ دینی اور دُنیوی منافع کی جگہوں پر حاضر ہوں[1]

اس آیت سے چند فوائد معلوم ہوئے۔

۱۔ اللہ تعالیٰ نے پیادوں کا ذکر سواروں پر مقدم فرمایا۔ اس سے معلوم ہوا کہ پیدل چلنے والوں کا درجہ مقدم ہے۔ تو ان کا ثواب بھی زیادہ ہے۔ فتح القدیر میں ہے پیدل چلنا سواری سے افضل ہے۔ بشرطیکہ اس کا تحمل ہو۔ کج خلقی اور بدمزاجی پیدا نہ ہونے پائے۔

۲۔ حضرت مغیرہ بن حکیم صنعانی یمن سے پیدل چل کر حج کرتے تھے۔ اثنائِ راہ میں رات کو کسی مقام پر کھڑے ہو کر ثلث قرآن (یعنی دس پارے) پڑھتے۔ پھر نماز سے فارغ ہو کر قافلے سے جا ملتے تھے۔ حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پچیس حج پاپیادہ کئے۔ حالانکہ سواری آپ کے ساتھ ہوتی تھی[2]

---

[1] مظہری جلد ۶ ص۲۸۶ [2] صفۃ الصفوۃ

for more books click on link below
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

۳۔ اگرچہ حج سواری کی استطاعت ہی پر فرض ہو گا۔ مگر پیدل چلنے کا ثواب زیادہ ہے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے صاحبزادوں کو موت کے وقت وصیت کی کہ اے بیٹو۔ پیدل حج کرو۔ کیونکہ پیدل حج کرنے والوں کو ہر قدم پہ سات سو حرم کی نیکیوں کا ثواب ملتا ہے۔ ان سے عرض کیا گیا۔ حرم کی نیکیاں کیا ہیں۔ فرمایا ایک نیکی ایک لاکھ کے برابر ہے[1] تو گویا ہر قدم پہ سات کروڑ نیکیاں ہوئیں خصوصاً مکہ سے عرفات تک اور عرفات سے منیٰ تک پیدل چلنے میں زیادہ فضیلت ہے۔[2] بشرطیکہ پیدل چلنے پر قدرت ہو۔

۴۔ حضرت مجاہد وغیرہ علماء نے فرمایا۔ جب حاجی سوار ہو کر آتے ہیں۔ تو ملائکہ سلام اور مصافحہ کرتے ہیں۔ لیکن حاجی مکہ میں پیدل چل کر داخل ہوتا ہے فرشتے اس سے معانقہ بھی کرتے ہیں۔[3]

۵۔ حج پیدل اس لئے بھی افضل ہے۔ کہ حاجی کے لئے مستحب ہے کہ وہ پراگندہ بال اور غبار آلود ہو۔ تو پیدل چلنے میں زیادہ غبار آلود ہو گا۔ حضرت امام حسن کے پاس عمدہ گھوڑے ہوتے تھے۔ مگر اس کے باوجود پاپیادہ ثواب حاصل کرنے کے لئے خود پیدل چل کر حج کرتے تھے اگر کوئی یوں کہے کہ اگر پیدل چلنا افضل ہوتا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی پاپیادہ حج کرتے ؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم اس لئے سواری پہ سوار ہوئے تاکہ بلند مقام سے آپ کے تمام افعال کو بخوبی سب دیکھ سکیں۔ چونکہ تعلیم اور ضعفاء امت پہ شفقت مقصود تھی۔ بہرحال کوئی بہ نیت پیروی نہ بطور تفاخر سوار ہو کر بھی چلے تو یہ بھی بہتر ہے خصوصاً جبکہ پیدل چلنے میں بدخلقی اور چڑچڑا پن پیدا ہو تو سواری ہی بہتر ہے۔

۶۔ اللہ تعالےٰ نے دور دراز سے آنے والوں کے لئے سواری کا بھی ذکر فرمایا۔ سواری بھی اللہ تعالےٰ کی ایک نعمت ہے۔ اس نے کیسی کیسی، قسم قسم کی، سواریاں ہماری آسانی کے لئے يَخْلُقُ مَا لَا تَعْلَمُونَ کے مصداق ظاہر فرمائی ہیں جن کا ہمیں علم بھی نہ تھا۔ اللہ کریم کی بڑائی بیان کرتے ہوئے شکریہ کے ساتھ ان سواریوں پہ سوار ہو کر چلیے۔ اور دیکھو

---

[1] شرح عین العلم ص ۲۰۳ [2] احیاء العلوم ص ۲۴۱ [3] شرح عین العلم لملا علی قاری۔

for more books click on link below
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

ان کو ہوا، پانی اور خشکی کی راہوں کو طے کرنے کے لئے کس طرح ہمارے نفع کی خاطر ہمارے لئے مسخر کر دیا ہے۔ لہذا سنت ہے کہ بِسْمِ اللہِ پڑھ کر سواری پر پیر رکھو اور جب سواری پر سوار ہو جاؤ تو پڑھو۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ سَخَّرَ لَنَا ھٰذَا وَمَا کُنَّا لَہٗ مُقْرِنِیْنَ ہ وَ اِنَّا اِلٰی رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ ہ

(پ ۲۵ رکوع ۷)

سب تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جس نے اس کو ہمارے لیے مسخر کیا۔ ورنہ ہم اس کو قابو میں لانے والے نہ تھے۔ اور ہم سب اپنے رب کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں۔

پھر تین دفعہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہو۔ پھر تین دفعہ اللہ اکبر کہہ کر اس کی کبریائی اور بڑائی بیان کر کے پھر کہو۔

سُبْحَانَکَ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ فَاغْفِرْ لِیْ اِنَّہٗ لَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ۔

اے اللہ! ہر عیب اور ہر برائی سے پاک ہے تیری ذات، اور بیشک میں نے اپنے نفس پر ظلم کیا۔ آپ میری مغفرت فرمائیں کہ آپ کے سوا کوئی گناہوں کو بخشنے والا نہیں۔

یہ کہہ کر یہ خیال کرو کہ مجھ گنہگار ظالم کو اللہ تعالیٰ نے سواری پر بیٹھنے کی عزت عطا فرمائی۔ یہ اس کا کرم اور مہربانی ہے[1] یہ دعا قدرے اختلاف الفاظ کے ساتھ مذکور ہے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کیلئے سواری لائی گئی تو آپ نے بسم اللہ کہہ کر رکاب میں پیر رکھا۔ جب اس کی پشت پر سوار ہو گئے تو اوپر والی دعا پڑھی۔ یہ دعا پڑھ کر آپ ہنسے۔ آپ سے ہنسی کی وجہ دریافت کی گئی تو آپ نے فرمایا میں نے جو کچھ کیا ہے حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے اتباع میں کیا ہے۔ آپ بھی اس موقع پر ہنسے تھے۔ اور میں نے بھی حضور سے ہنسنے کی وجہ دریافت کی تھی۔ تو آپ نے فرمایا تھا۔ کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندے سے راضی ہوتا ہے۔ جس وقت وہ رَبِّ اغْفِرْلِیْ کہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ بندہ جانتا ہے کہ میرے سوا کوئی گناہ بخشنے والا نہیں ہے۔ حضور نے فرمایا۔ کہ میں اللہ کے خوش ہونے سے خوش ہوا اور ہنسا۔ حضور اکرم

---

[1] حصن حصین

for more books click on link below
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے فرمانے اور خوش ہونے سے ہنسے اور مولا علی کرم اللہ وجہہ حضور کے اتباع میں ہنسے۔ تم بھی سواری پر سوار ہوتے وقت یہ دعا پڑھ کر اتباع میں ہنسو۔ موجب اجر و ثواب ہوگا۔ اور ان شاء اللہ خوش و خرم رہو گے۔ اس موقع پر بخشش کی دعا اس لئے ہے کہ سواری محل خطر ہے۔ موت کو یاد کر کے استغفار پڑھ کر موت کے لئے تیار اور مستعد رہو۔

فوائدِ حج

سوال :۔ فوائد حج بھی تحریر فرمائیں؟

جواب :۔ حج میں دینی، دنیوی، روحانی اور جسمانی تمام فوائد موجود ہیں۔ حق تعالیٰ نے انسان کو ایسی وضع پر پیدا کیا ہے کہ علوم و فنون اور کمالات انسانیہ اختلاط اور صحبت سے حاصل ہوتے ہیں۔ اسی لئے بادیہ نشین، صحرا نشین اور خانہ بدوش لوگ علوم و کمالات سے عاری اور خالی رہ جاتے ہیں۔ لہٰذا عین حکمت ہے کہ مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ نے ایک وقت میں ایک جگہ پر جمع ہونے کا حکم دیا۔ بلکہ یہ اجتماع عظیم الشان ہے متنوع اور فوائد کا حامل ہوا، جیسا کہ قرآن کریم سے اوپر ثابت ہوا۔

حج کے چند فوائد مندرجہ ذیل ہیں۔

۱۔ ایک دوسرے سے افادہ اور استفادہ۔ ۲۔ صنعت و حرفت، علم و فن کو ترقی[1]

۳۔ ملکوں کے کمالات ایک دوسرے میں منتقل ہونا۔

۴۔ علماء اور اولیاء کی زیارت۔ ان کی محبت اور صحبت کے برکات حاصل ہونا۔

۵۔ بلند ہمت لوگوں سے (جنہوں نے اپنے کاروبار اللہ کے لئے چھوڑے) مل کر بلند ہمتی پیدا ہونا۔

۶۔ اہل طاعت کو دیکھ کر شوقِ اطاعت پیدا ہونا۔

۷۔ اس عظیم الشان ایمانی نورانی اجتماع کی نورانیت سے قلوب کا روشن ہونا۔ یہاں نور اس طرح پھیلتا ہے جس طرح چراغوں کی کثرت سے خوب روشنی پھیلتی ہے۔ اسی طرح لاکھوں روشن دل اہل

---

[1] تفسیر عزیزی۔

for more books click on link below
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

ایمان کی روشنی سے زمین بقعۂ نور بن جاتی ہے۔ یہاں حاضر ہو کر ان محترم و مکرم حضرات کے ایمان و عرفان کے نور سے دلوں کو روشن کرو۔

۸۔ اس اجتماع میں شریک ہونا اچھوں کے ساتھ بروں کی قبولیت کا بھی سبب ہے۔ دیکھئے، موتیوں کی لڑی میں جو خراب سا دانا موجود ہے۔ وہ بہت ہی کم قیمت اور کم حیثیت ہے۔ مگر اچھے اور سچے موتیوں کے ساتھ اس کو بھی خریدنے کے وقت قبول کر لیا جاتا ہے۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے۔

بے پذیر و حیاں ما بطفیل نیکاں ‏ رشتہ والیں نہ دہد ہر کہ گہرے گیرد

شاعر کہتا ہے کہ نیکوں کے طفیل بروں کو بھی قبول کر لیا جاتا ہے جس طرح موتیوں کے ساتھ تاگے کو قبول کر لیا جاتا ہے۔ رد نہیں کیا جاتا۔ اسی طرح اللہ تعالے کے ہاں جب نیک اور اچھے بندوں کو قبول کیا جائے گا۔ تو ہم گنہگاروں کو بھی ان کے ساتھ قبول کر لیا جائے گا۔ بشرطیکہ ان نیکوں کے ساتھ رشتۂ عقیدت و محبت میں منسلک رہیں۔ یہ کیا ایک مسئلہ ہے کہ گندم جس میں جو ملے ہوئے ہوں۔ اگر کسی نے اس کو خریدا تو اختیار ہے کہ اگر قبول کرتا ہے تو تمام کو قبول کر لے یا رد کرتا ہے۔ تو تمام کو رد کر دے یہ نہیں ہو سکتا کہ چن چن کر جو کو رد کر دے اور اچھے گندم کو رکھ لے۔ اور اللہ تو کریم و رحیم ہے۔ اس کے کرم کا تقاضا بھی یہ ہو گا کہ جب اچھے برے سب خلط ملط ہوئے ہوں۔ تو اچھوں کو چھانٹ کر قبول کر لے۔ اور بروں کو رد کر دے۔ انشاء اللہ اچھوں کے ساتھ بروں کو بھی قبول کر لیا جائے گا۔

بداں ما بطفیل نیکاں ببخشد کریم

۹۔ روئے زمین کے مسلمانوں کا یہ اجتماع جذبۂ اخوتِ دینی کو ابھارتا ہے اور عملاً یکسوئی کو دکھلاتا ہے کہ سب بھائی بھائی ہیں۔ جو ایک ہی لباس اور ایک ہی حالت میں نظر آتے ہیں۔ کوئی دوئی نہیں ملتی۔ حج نے رنگ، نسل، زبان، جگہ اور مکان کے تمام امتیازات دور کر دیئے۔ سب کو ملا کر بھائی بھائی بن کر رہنا بھی سکھلایا۔ تعصب کو ختم کیا۔ اور اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ۔ کا نقشہ پیش نظر کر دیا۔

۱۰۔ حج اللہ کی راہ میں تکلیف برداشت کرنے کا خوگر بناتا ہے۔

for more books click on link below
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

۱۱۔ حج احرام وغیرہ کی قیدوں میں مقید رکھ کر حاجی کو آداب سے مودّب اور مہذّب ہونا سکھلاتا ہے۔ اور اس ذمہ داری کا احساس ابھارتا ہے۔ کہ بندہ خدا کے احکام میں مقید ہے۔ وہ اپنی خواہشات کے پورا کرنے میں مطلق العنان نہیں۔ حتیٰ کہ سیر و تفریح اور شکار میں بھی۔ اللہ کے حکم کا پابند ہے۔ بندہ کو وَالْحَافِظُونَ لِحُدُودِ اللّٰہِ کا مصداق بنا کر اللہ تعالیٰ کی معرفت کا مستحق بناتا ہے۔

۱۲۔ حج، دنیائے فانی کے تجمل اور زینت، بناؤ اور سنگار سے دل کو ہٹا کر انسان کو آخرت کی طرف راغب کرتا ہے۔ اور تَوَجُّہ اِلَی اللّٰہِ کو قوی کرتا ہے۔

۱۳۔ حج خوشبو وغیرہ دنیاوی لذات کی طرف سے رُخ ہٹا کر طاعت و عبادات کی لذت کو تری کرتا ہے۔

۱۴۔ حج ان اسلاف اور بزرگوں کی یاد کو تازہ کرتا ہے۔ جنہوں نے اللہ کی اطاعت میں بڑے بڑے کارنامے انجام دئے۔ ان کی تعظیم اور احترام نسلوں میں باقی رکھتا ہے۔ لِنُثَبِّتَ بِهٖ فُؤَادَكَ ۔ کے فرمان کے مطابق ان کی یاد سے ایمان پختگی اور دل میں جماؤ پیدا ہوتا ہے جس قوم میں اپنے اسلاف کی محبت۔ ان کی یاد اور عقیدت نہ ہو وہ قوم مفلس ہے۔

۱۵۔ حج کے ذریعہ ان مقامات متبرکہ کی حاضری اور زیارت بھی مقصود ہے۔ جہاں مقربین پر انعام اور خیر و برکت کا نزول ہوا۔ اور ان پر وہاں اللہ کی بے پردہ ربوبیت و قدرت جلوہ گر ہوئی۔ جیسے زمزم، مقام ابراہیم وغیرہ۔ اللہ تعالیٰ نے آیہ کریمہ فِيهِ اٰيَاتٌ بَيِّنَاتٌ مَّقَامُ اِبْرَاهِيمَ کے ذریعہ ان نشانیوں اور مقامات کی زیارت کی ہم کو ترغیب دی۔ کیونکہ مکانوں اور جگہ کے مشاہدات کو وقائع گذشتہ کی تذکیر میں دخل عظیم ہے۔ ایسے تاریخی مقامات قوم کا سرمایہ ہوتے ہیں۔ ان کی زیارت اور ان سے وابستہ وقائع کی یاد میں ایمانی منافع مضمر ہیں۔

۱۶۔ حج یہ سبق سکھلاتا ہے۔ کہ لوگوں کے رسوم و عادات کی اس طرح اصلاح کرو۔ کہ ان کا رُخ خدا کی طرف ہو جائے۔ تَعَمُّقْ فِي الدِّينِ کو کام میں لا کر ان کو بالکل فنا نہ کر دو۔ دیکھو۔ منیٰ میں بازار لگتے تھے۔ ایک کا نام سوق عکاظ تھا۔ دوسرے کا نام مجنہ اور ذوالمجاز تھا۔ جاہلیت کے زمانہ میں یہاں میلے لگتے تھے۔ تجارت ہوتی تھی۔ آباؤ اجداد کے فخریہ فضائل بیان کئے جاتے

for more books click on link below
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

تھے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے منیٰ کے اس اجتماع کو بحال رکھا۔ اور بجائے آباء و اجداد کے ذکر کے اللہ کے ذکر کو قائم کرکے عبادت کا رنگ چڑھا دیا۔ جیسا کہ اس آیۂ کریمہ سے معلوم ہوا۔

فَإِذَا قَضَيْتُم مَّنَاسِكَكُمْ فَاذْكُرُوا اللَّهَ كَذِكْرِكُمْ آبَاءَكُمْ أَوْ أَشَدَّ ذِكْرًا ؕ (پ ۲ رکوع ۹)

جب تم مناسک ادا کر و تو پھر اللہ کا بہت ذکر کرو بجائے اپنے آباء و اجداد کے ذکر کے۔

اس آیۂ میں اسی اصلاحِ رسم کا بیان ہے۔ یعنی جب تم اپنے مناسک حج ادا کر لو۔ تو تم اللہ کا ذکر کرو۔ جیسا کہ تم آباء و اجداد کا ذکر کرتے تھے۔ بلکہ اس سے بھی زیادہ اور شدت کے ساتھ ذکر کرو۔

حضرت شاہ ولی اللہ فرماتے ہیں کہ نظام معاشرت کو قائم رکھنے میں اسی جلیل القدر فائدہ کو مدِ نظر رکھنا چاہیے۔ اسی طرح ذکر کی تبدیلی کی اصلاح کے ساتھ مزدلفہ کے اجتماع کو بھی قائم رکھا۔ اس کے علاوہ یہاں کے قیام میں لوگوں کے آرام کی مصلحت کو بھی پیش نظر رکھا گیا۔ کہ عرفات میں دیر تک ٹھہرے رہنے کے سبب تنگ جانے والے اب زیادہ دور نہ جائیں۔ اس سے یہ بھی سبق ملا کہ اجتماعات میں لوگوں کے آرام کا بھی زیادہ خیال رکھنا چاہیے۔

۱۰۔ حج نے اللہ والوں سے فی الجملہ مشابہت پیدا کرنا سکھلا دیا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اللہ کے حکم سے اپنے فرزند کی گردن پر چھری چلائی۔ ہم کو حکم دیا کہ ہم جانوروں کی گردن پہ چھری چلائیں۔ یہ تعمیل حکم بھی ہے۔ اور فی الجملہ مشابہت بھی۔ جو اللہ تعالےٰ کو پسند ہے۔

مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ

جس نے جس قوم کے ساتھ مشابہت پیدا کی وہ انہی میں سے ہے۔

۱۸۔ حج یہ دکھلاتا ہے کہ صحبتوں کے اثر سے جگہ اور مقام بھی متاثر ہوتے ہیں۔ صالحین کی جگہ محل نزول رحمت ہے۔ اور طالحین کی جگہ محل نزول غضب۔ مثلاً بطن وادیٔ محسّر میں جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم داخل ہوتے تو تیز چل کر آپ نے یہاں سے جلد نکلنے کی کوشش

for more books click on link below
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

فرمائی۔ یہ کہہ کر کہ اصحاب فیل پر اس وادی میں عذاب نازل ہوا ہے۔ سب یہاں ہلاک ہوئے۔ ایسے مقام سے جلد گزرنے کی کوشش کی جائے۔ بمقابلہ اس کے کہ منیٰ، عرفات، صفا اور مروہ ان مقامات کو صالحین سے تعلق ہے یہ محل نزول رحمت ہیں۔ تم کو بھی حکم دیا گیا کہ یہاں طلب رحمت میں خوب سعی کرو۔ لہٰذا بروں کی صحبت سے تو در کنار، ان کی جگہ سے بھی بھاگو اور صالحین کی جگہ سے بھی برکات حاصل کرو۔ جب صحبت کا اثر جگہ پر ہوتا ہے تو انسانوں پر بھی صحبت کا اثر پڑنا لازمی ہے۔ انسان کو چاہئے کہ نیک اور اچھی صحبت میں رہے۔ بری صحبتوں سے بھاگے۔

۱۹۔ حج حاجی کے عشق و محبت پر گواہ ہے۔ کیونکہ جب آدمی خلوص نیت کے ساتھ محض ایمان کی بنا پر اس کے وعدوں کو سچا مان کر تکلیف اٹھاتا ہے تو وہ اپنے ایمان کے صدق پر اللہ کے حضور اس عمل کو بطور دلیل اور شہادت پیش کرتا ہے۔ حتیٰ کہ اس کی صداقت سے متاثر ہو کر خود حجر اسود بھی قیامت کے روز اس کے خلوص کی شہادت دے گا کہ اس کو اللہ سے سچا عشق تھا۔ جبھی تو اس نے تکالیف کو جھیلا۔ گھر بار خویش و اقارب کو چھوڑا۔

عجز و بے خویشی و دردیشی و دل ریشی و درد

ایں ہمہ بر دعویٔ عشقت گواہ آوردہ ام

۲۰۔ حج میں وقت اور تاریخ کے تعین سے کام لیا گیا ہے لہٰذا مقدس یادوں کو قائم رکھنے کی بہترین صورت یہ ہے کہ ان کو زمان و مکان کے ساتھ مقید کر دیا جائے۔ اس طرح زیادہ قیدوں میں مقید کرنے سے نفس میں توجہ اور تنظیم پیدا ہوتی ہے۔

۲۱۔ پہلے زمانے میں اللہ تعالیٰ تک اس وقت تک رسائی نہیں ہو سکتی تھی۔ جب تک کہ خلق سے تنہا ہو کر پہاڑ کی چوٹیوں پر جا کر نہ بیٹھتے۔ لیکن ہماری شریعت میں رہبانیت نہیں۔ بلکہ اس کی جگہ حج اور سیاحت ہے۔ اس میں مخلوق اور گھر بار سے جو علیحدگی اور تنہائی حاصل ہوتی ہے۔ وہ رہبانیت کے قائم مقام ہو جاتی ہے۔ کیونکہ اس میں گھر بار، وطن، دوست۔ احباب سب علائق سے انفصال ہے۔ اور اللہ تعالیٰ سے اتصال ہے۔

اتصال بے تکیف بے قیاس   ہست رب الناس را با جان ناس

for more books click on link below
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

۲۲۔ بعض گناہ ایسے ہیں جن کا کفارہ سوائے وقوف عرفات کے کوئی اور نہیں لہذا توبہ کی تکمیل کا سبب ہے۔

۲۳۔ حج خود پرستی اور خود بینی کو دور کرتا ہے بموجب اس آیۂ کریمہ کے۔

اَفِیْضُوْا مِنْ حَیْثُ اَفَاضَ النَّاسُ (پ ۲ رکوع ۹) جہاں سے لوگ روانہ ہوتے وہاں سے تم روانہ ہو۔

خدا پرست اور خدا بین بناتا ہے۔ کیونکہ قریش عام خودی کو برقرار رکھنے کیلئے مزدلفہ میں ہی قیام کرتے تھے اور عرفات میں جا کر عام کے ساتھ شرکت کو پسند نہیں کرتے تھے اور مزدلفہ ہی سے واپس لوٹ کر روانہ ہو جاتے تھے۔ اسلئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تم بھی عرفات جاؤ اور شریک جماعت ہو کر جہاں سے سب لوٹیں تم بھی لوٹو۔

۲۴۔ حج شکر نعمت ہے۔ جیسا کہ آیۂ کریمہ وَمَنْ کَفَرَ الآیۃ کے بیان میں مذکور ہے۔ کہ حج نہ کرنا کفران نعمت ہے۔ اور حج شکر نعمت ہے۔ تو گویا حج ظاہری اور باطنی نعمتوں کی زیادتی کا سبب ہے۔ کیونکہ شکر ہے۔ اور شکر سے نعمت زیادہ ہوتی ہے۔ لَئِنْ شَکَرْتُمْ لَاَزِیْدَنَّکُمْ۔

اسرارِ حج

احرام

۱۔ احرام تکبیر تحریمہ کی مثل ہے۔ تکبیر تحریمہ کے بعد التفات ما سوا سے بچنے کا حکم دیا گیا ہے۔ حضور نے فرمایا ہے۔ اِیَّاکَ وَالْاِلْتِفَاتَ لہذا اس طرح حالت احرام میں بھی چاہئے کہ اغیار کی طرف سے نظر پھیر کر متوجہ الی اللہ ہو جائے۔

۲۔ مرد پر احرام میں سلا ہوا کپڑا حرام ہے۔ عورت پر نہیں۔ اس لئے کہ عورت مرکب ہے۔ اسکی ترکیب مرد سے ہے۔ مرد کسی سے مرکب نہیں۔ وہ بسیط ہے۔ اس لئے اس کے لئے بسیط کپڑا رکھا گیا ہے۔

۳۔ احرام میں دو چادریں ہیں۔ ایک ازار، ایک رداء۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے لئے بھی ان دو کپڑوں کا ذکر فرمایا ہے۔

[illegible]

for more books click on link below
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

اَلْکِبْرِیَاءُ رِدَائِیْ وَالْعَظَمَۃُ اِزَارِیْ بڑائی میری چادر ہے اور عظمت میری ازار۔

لباس میں غیر کی سمائی کہاں، لہٰذا تو اپنے وجود کو مٹا کر تجلیات اور نورِ حق میں ایسا گم ہو جا کہ اس لباس میں نورِ حق کے سوا کچھ نہ ہے۔

تا تو مباش اصلاً کمال ایں است و بس

۴۔ احرام مثلِ کفن ہے۔ جس طرح بیت اللہ کی زیارت کیلئے بے سلے کپڑوں میں جا رہا ہے۔ اسی طرح مرنے کے بعد کفن کے بے سلے کپڑوں میں اللہ کے پاس جائے گا۔ لہٰذا احرام پہننے کے بعد موت کو یاد کر کے اپنی آخرت کی درستی اور اصلاح کے لئے دعا مانگو۔ اور نیکیوں کا سرمایہ جمع کرنے میں مصروف ہو جاؤ ازار اور رداء لباسِ عظمت ہے۔ اس لباس میں انشاء اللہ جہاں بھی ہوگے۔ اللہ تعالےٰ کے ہاں عزت کے لباس میں ہوگے۔ خواہ حج میں ہو یا مرنے کے بعد قبر میں۔

۵۔ احرام کیوں باندھا ہے؟ اس لئے کہ خالق سے ان کپڑوں میں ملاقات نہیں کرنا چاہتا۔ جن کپڑوں میں مخلوق سے ملاقات کر کے خدا سے غافل رہا ہے۔ لہٰذا اس لباس غفلت کو دور کر کے درباری لباس پہن کر دربار میں حاضر ہو رہا ہے۔ تاکہ اللہ تعالیٰ کے یہاں قربِ خاص میں حضوری کا شرف حاصل ہو۔ لِبَاسُ التَّقْوٰی ذٰلِکَ خَیْرٌ ط

چیست دنیا و لباسِ دنیوی از خدا غافل شدن اے مولوی

۶۔ احرام میں بے سلا کپڑا کیوں ہے؟ ایک وجہ تو وہ ہے۔ جو اوپر بیان کی گئی۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ سلائی میں کپڑا اس طرح ایک دوسرے سے ملا ہوا اور پیوند ہے۔ جس طرح کہ تعلقات کے ذریعہ انسان بھی ایک دوسرے سے متعلق اور منسلک ہے۔ تو اس لباس کے اتار دینے کے یہ معنیٰ ہیں کہ کونین کے تعلقات سے جن میں کہ جکڑا ہوا اور سلا ہوا ہے۔ ان سب سے علیحدہ ہو کر کلیتاً خدا کی طرف متوجہ ہو جا۔

تعلق حجاب است و بے حاصلی چوں پیوندہا بگسلی واصلی

اس میں یہ بھی نکتہ ہے کہ وہ تمام تدابیر جن میں تو منسلک رہتا ہے۔ ان سے علیحدہ ہو کر عبادت کیلئے یکسوئی حاصل کر۔

رشتہ تدبیر ز سوزن بکش خلعت سوزن زدہ از تن بکش

یعنی سلے ہوئے لباس کو اتار کر ان تدابیر سے مجرد ہو جا۔ جو تجھ کو خدا سے غافل کر رہی ہیں۔

for more books click on link below
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک شخص سے پوچھا۔ جب تو نے احرام باندھا تو کیا بشری تعلقات سے تو اس طرح علیحدہ ہو گیا۔ جس طرح سلے ہوئے کپڑے سے تو علیحدہ ہو گیا۔ اس نے عرض کیا۔ نہیں۔ تو آپ نے فرمایا کہ پھر تو تو نے احرام ہی نہیں باندھا۔

لَبَّیْكَ

۱۔ لبیک کے معنی ہیں۔ میں حاضر ہوں۔ حاضر ہوں۔ ہر مقام قرب سے اُدْنُ مِنِّیْ کی صدائے حق سنتا جا۔ جواب میں "میں حاضر ہوں میں حاضر ہوں۔" یعنی لبیک کہتا ہوا قرب میں آگے بڑھتا جا۔

اے بلا دیدہ نہایت ورنہ نہایت
ہر چہ بر دیدہ ہے رسی بر دے ایستہ

۲۔ لبیک کے ذریعہ رغبت اور طاعت کا اظہار ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ کی منادی، حضرت ابراہیم علیہ السلام کی نداء پر لبیک کہتا ہوا بہ تمام شوق حاضر ہو گیا۔

مِیْقَاتْ

میقات معین وقت اور معین جگہ کو کہتے ہیں۔ حج میں جگہ اور وقت دونوں معین ہیں تعیین اس لئے فرمائی گئی کہ غیر معین وقت اور لامحدود جگہ میں انسان عبادت کرنے سے عاجز ہوتا ہے۔ معین وقت اور جگہ سے مانوس ہو کر انس کے ساتھ عبادت کے لئے مستعدی پیدا ہو جاتی ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کیلئے اللہ تعالےٰ نے فرمایا۔

وَلَمَّا جَاءَ مُوْسٰى لِمِيْقَاتِنَا (پ ۹ رکوع ۷) یعنی جب حضرت موسیٰ ہمارے میقات پہ حاضر ہوئے

حضرت موسیٰ علیہ السلام جب اللہ کا کلام سننے کیلئے میقات پر حاضر ہوئے۔ یعنی معین وقت اور متعین جگہ پر حاضر ہوئے تو آپ نے طہارت کر کے پاکیزہ لباس پہنا۔ روزہ رکھ کر طور سینا پہ حاضر ہوئے۔ تو اس وقت اللہ تعالےٰ نے ایک ابر نازل فرمایا۔ جس نے پہاڑ کو ہر طرف سے بقدر چار فرسنگ ڈھانک لیا۔ شیاطین اور زمین کے جانور حتیٰ کہ ساتھ رہنے والے فرشتے بھی وہاں سے علیحدہ کر دیئے گئے۔ پھر آپ کے لئے آسمان کھول دیا گیا۔ تو آپ نے ملائکہ کو ملاحظہ فرمایا کہ ہوا میں کھڑے ہیں۔ اور آپ نے عرش الٰہی کو صاف دیکھا۔ اللہ تعالےٰ نے آپ کو قریب بلا

for more books click on link below
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

کر کلام فرمایا۔ اور حضرت موسیٰ بھی مناجات الٰہی میں مصروف ہو گئے۔ کلام الٰہی کی حلاوت سے متاثر ہو کر دیدارِ الٰہی کا اشتیاق رَبِّ اَرِنِیْ کہہ کر ظاہر کیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ لَنْ تَرَانِیْ۔ اے موسیٰ تم مجھ کو نہیں دیکھ سکو گے۔ لیکن مزید طلب پر اللہ تعالیٰ نے اپنی ایک تجلی دکھلائی تو موسیٰ علیہ السلام بے ہوش اور پہاڑ ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا۔ جب موسیٰ علیہ السلام سے کلام الٰہی ہوا تو جبرئیل علیہ السلام ساتھ تھے۔ مگر ہمارے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جس مقام قرب میں پہنچے وہاں حضرت جبرئیل بھی نہ تھے[۱]

لہٰذا جس طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام کو میقات آنے کے وقت ابرِ رحمت نے ڈھانک لیا تھا۔ اور مخلوق کو دور کر کے تجلیات کے لئے خلوت میں لے لیا تھا۔ دعا کرو کہ اسی طرح تم کو بھی میقات پر آتے ہی رحمت کی بدلیاں ڈھانک لیں۔ اور اللہ تعالیٰ تمہارے قلب سے اغیار کو دور کر کے تم کو اپنی تجلیات میں بے خود کر دے۔ خودی حجاب ہے۔ جب بے خودی پیدا ہوئی تو خودی کا حجاب چہرۂ معشوق کے سامنے سے ہٹ گیا۔ اور بے حجاب محبوب کا دیدار حاصل ہو گا۔

رفتم از خویش نگارم آمد بے خودی طرفہ بکارم آمد

غسل

۱۔ غسل میں اربابِ قلوبِ صافیہ جلائے قلب محسوس کرتے ہیں۔ اللہ کی راہ میں غسل سے غفلت کا میل کچیل آئینۂ قلب سے دھل جاتا ہے۔ اور مشاہدۂ رب کے قابل ہو جاتا ہے[۱]

۲۔ جس طرح غسل میں میل کچیل سے بدن پاکیزہ ہو جاتا ہے۔ اسی طرح گناہوں اور ماسوی اللہ کے میل کچیل سے بھی صاف اور پاک ہو جاتا ہے۔ کیونکہ اطاعت اور تقرب الی اللہ کی نیت سے غسل کرنا ظاہر اور باطن دونوں کو پاک اور صاف کرتا ہے۔

جماع

جماع وغیرہ بحالتِ احرام منع ہے۔ اس میں تنبیہ ہے کہ اب دل کو اللہ کے حسن و جمال سے لگانے کا

۱۔ [illegible] ۱۲۵ [illegible]

for more books click on link below
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

وقت ہے۔ لہٰذا اب غیر سے لذت حاصل کرنے کا وقت نہیں۔

حرم میں داخلہ

۱۔ حرم کی سرزمین میں ادب سے داخل ہونا چاہئے۔ تاکہ مَنْ دَخَلَهٗ كَانَ اٰمِنًا کے تحت عذاب ابدی سے امن میں رہنے کی بشارت سنو۔

۲۔ یاد رکھو کہ حرم خاص میں غیر کے داخل ہونے کی گنجائش نہیں ہوتی۔ تو بھی غیر ہے۔ جب تک تو تو ہے۔ اللہ کے حرم میں تیری رسائی کی گنجائش نہیں۔

ایک عاشق نے محبوب کے دروازہ پر دستک دی۔ محبوب نے کہا۔ کون ہے؟ عاشق نے جواب دیا کہ میں ہوں۔ معشوق نے کہا کہ جا، چلا جا۔ من و تو دوئی کے فرق کو ظاہر کرتا ہے۔ دوئی غیریت ہوتی ہے۔ اور غیر کا داخلہ حرم میں ممنوع ہے۔ ایک عرصہ تک ہجر و فراق کی آگ میں جلتا رہا۔ جب اس کا انا یعنی "میں" اور خودی آتش فراق میں سوخت ہو گئی۔ تو ایک عرصہ کے بعد وہ دروازہ پر گیا اور دستک دی۔ محبوب نے کہا۔ کون ہے؟ عاشق نے جواب دیا آپ ہی ہیں۔ اب مجھ میں "میں" نہیں رہا انا فنا ہو گیا۔ آپ ہی کے تصور اور جلووں سے پُر ہوں۔ اب آپ ہی آپ ہیں۔ محبوب نے کہا آ اب حرم میں داخل ہو جا۔

ہیچ کس را تا نہ گردد او فنا — نیست رہ در بارگاہِ کبریا

امیر مینائی فرماتے ہیں۔

طریقِ عشق میں گم ہو کے ہم پہنچے ہیں منزل پر
نیا یہ راستہ سوجھا ہمیں اپنی رسائی کا!

رؤیتِ کعبہ

رؤیت کعبہ کے وقت کعبہ حجاب نہ بن جائے۔ بلکہ معبود نظر آنا چاہئے۔ جب جسم خانۂ کعبہ کا طواف کر رہا ہو تو روح رَبُّ الْبَيْت کے طواف میں مشغول ہو[۱]

---

[۱] احیاء العلوم۔

for more books click on link below
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ پہلی مرتبہ میں نے حج میں خانہ کعبہ کے سوا کچھ نہ دیکھا۔ دوسری بار گھر کا مالک یعنی رب البیت بھی دیکھا۔ اور بیت اللہ کو بھی دیکھا تیسری مرتبہ گھر کے مالک یعنی صرف اللہ تعالیٰ کو دیکھا بیت اللہ کو قطعاً نہ دیکھا۔ یعنی اللہ کے نور میں بیت اللہ بھی چھپ گیا۔ نور ہی نور رہ گیا۔ پردہ اور کعبہ دونوں مستور ہو گئے

حجرِ اسود

حدیث شریف میں ہے۔

اَلْحَجَرُ الْاَسْوَدُ یَمِیْنُ اللّٰہِ — حجر اسود اللہ کا دایاں ہاتھ ہے۔

اس ہاتھ کے ذریعہ اللہ سے مصافحہ کرو۔ اور اللہ کے ہاتھ پر بیعت کرو۔ اور اس ہاتھ کو بوسہ دو۔

مسجدِ حرام اور خانہ کعبہ

مسجد حرام کعبہ کے چاروں طرف مثل صحن ہے۔ خانہ کعبہ بیچ میں ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے۔ جیسے کوئی حسین مہ جبین محبوب کالے لباس میں سامنے ہے اسی مضمون کو شاعر نے یوں ظاہر کیا ہے۔

رو بہ حرم کن و در آں خوش حریم — ہست سیاہ پوش نگارِ مقیم
صحن حرم روضۂ خلد بریں — او بہ چناں صحن مربع نشیں

ترجمہ:۔ چہرہ حرم کی طرف کرلے کہ اس کے بہترین اور عمدہ احاطہ کے اندر ایک نگار یعنی محبوب سیاہ پوش مقیم ہے۔ صحنِ حرم، خلد بریں کا باغ ہے۔ اس صحن میں وہ جلوہ افروز ہے۔

طواف

خانہ کعبہ کے ارد گرد چکر لگانے کا نام طواف ہے طواف کے سات شوط یعنی سات پھیرے ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی صفات بھی سات ہیں۔ سات پھیروں میں ان سات صفات میں گم ہو کر فنا اور بقا حاصل کر کے صفات کا کمال حاصل کرنا ہے۔

for more books click on link below
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

حضراتِ القدس میں حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ کے ملفوظات میں ہے۔

"فنا اتم کے بعد جب عارف اسم الٰہی جل سلطانہٗ کے ساتھ بقا پیدا کرتا ہے۔ تو وہ اسم الٰہی اس سالک میں متصرف ہوگا۔ اور وہ سالک اس کے وصف سے متصف اور آراستہ ہو جاتا ہے۔ حیات، علم، قدرت، ارادہ، سمع، بصر، کلام سے متصف ہو کر حی، عالم، قدیر، مرید، سمیع بصیر ہوگا[1]۔ گویا ان صفات سے متصف اور متحقق ہو کر ان صفات کے کمالات کے رکھنے کے قابل ہوگا۔"

رمل

رمل سے مراد ہے۔ طواف میں اکڑ کر سینہ تان کر چلنا۔ مکّہ کے کفار نے زبانِ طعن کھولی تھی کہ مدینہ کی آب و ہوا نے مسلمانوں کو کمزور کر دیا۔ مسلمانوں نے ان کے سامنے بحکم نبی صلی اللہ علیہ وسلّم اس رفتار سے چل کر ان کو جواب دیا۔ کہ ہم اللہ کے حکم کی ادائیگی میں کمزور نہیں ہیں، جہاں بھی ہیں۔ قوی اور مضبوط ہیں۔ یہ حکم اب بھی باقی ہے کہ دور دراز کے سفر کی تکالیف اٹھانے کے باوجود مسلمان عبادات کی طرف راغب، مستعد اور چست ہے، کمزور اور ملول نہیں۔

۲۔ دوسرے یہ حکمت بھی اس میں ہے کہ نوعمر کے بعد امن کی نعمت یاد کر کے اللہ کے کرم پر شکر ادا کرتے ہوئے ناز کے ساتھ سینہ تان کر چلا جائے[2]۔ یہ دکھانا ہے کہ کسی حال میں بھی مسلمان عبادت سے نہیں تھکتا۔ خصوصاً قربِ محبوب اور اس کی یاد سے اور بھی زیادہ طاقتور ہو جاتا ہے

ہر چند پیر و خستہ دل و ناتواں شدم ہرگاہ کہ یاد روئے تو کردم جواں شدم

یعنی اللہ کے قرب اور اسکی یاد سے محبت کی وہ حرارت پیدا ہوتی ہے۔ کہ کتنا ہی ضعیف و کمزور ہوں، مگر جوان ہو جاتا ہوں۔

پردۂ کعبہ اور مُلتزَم

۱۔ خانہ کعبہ کی شرقی دیوار کا وہ حصہ جو حجرِ اسود سے کعبہ کے دروازہ تک ہے۔ ملتزم کہلاتا ہے۔

---

[1] حضراتِ القدس دفتر دوم صفحہ ۲۵۴۔ [2] حضراتِ القدس دفتر دوم صفحہ ۲۵۹، شرح لباب صفحہ ۱۲۰۔

for more books click on link below
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

حاجی اس دیوار سے لپٹتے ہیں۔ ان کو اس لپٹنے میں یہ نیت کرنی چاہیئے کہ محبت اور شوق میں محبوب کے گھر کی دیوار سے لپٹ کر برکتیں حاصل کر رہا ہوں۔ اور جو بدن کعبہ سے مس ہوگا۔ وہ انشاءاللہ آتشِ دوزخ سے محفوظ رہے گا۔

۲۔ غلافِ کعبہ پکڑتے کے وقت یہ بھی خیال کرے کہ رحمت کا دامن ہاتھ میں ہے۔ اور میں مغفرت کیلئے درخواست کر رہا ہوں۔ جیسے کوئی قصوروار غلام دامنِ آقا سے لپٹ کر عاجزی اور انکساری کے ساتھ عرض کرتا ہے کہ میرا ملجاء اور ماویٰ آپ کے سوا کوئی نہیں۔ دامن نہ چھوڑوں گا۔ جب تک کہ خطا معاف نہ فرماویں گے۔

۳۔ اسی طرح حاجی یہ بھی سمجھے کہ میں گڑگڑا کر اللہ سے اپنی بخشش طلب کر رہا ہوں۔ اور کعبہ کے غلاف کو اس وقت چھوڑوں گا جب مغفرت ہو جائے گی۔

مقامِ ابراہیم

۱۔ مقامِ ابراہیم کے پیچھے کھڑا ہو کر دو رکعت نمازِ طواف ادا کرے۔ اس طرح کہ حاجی اور بیت اللہ کے درمیان مقامِ ابراہیم ہو۔ جس طرح کہ بیت اللہ اور حاجی کے درمیان امام ہوتا ہے۔ گویا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی امامت قائم ہے۔

اب تم یہاں مقامِ ابراہیم کے پیچھے کھڑے ہو۔ تو گویا تم متقیوں کے زمرہ میں شامل ہو۔ اور حضرت ابراہیم علیہ السلام تمہارے امام ہیں۔

۲۔ اللہ تعالیٰ نے مقامِ ابراہیم کے بارے میں ہم کو حکم دیا ہے کہ

وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهٖمَ مُصَلًّی (پ ا، رکوع ۱۵) مقامِ ابراہیم کو مصلیٰ بنا کر نماز پڑھو۔

جب یہاں نماز پڑھ چکو تو اس جگہ دعا بھی مانگو۔ کہ اے اللہ حضرت ابراہیم علیہ السلام جیسے عالی صفات پیغمبر کے صفات سے ہم کو بھی فیض پہنچا۔ وہ آہ و زاری کرنے والے، بردبار، ہر حکمِ الٰہی کے آگے سرِ تسلیم خم کرنے والے اور شکر گزار بندے تھے۔ اے اللہ! ان کے تمام اوصاف سے ہم کو بھی حصہ کامل عطا فرما۔ اطمینان اور عین الیقین مرحمت فرما۔ لِیَطْمَئِنَّ قَلْبِیْ ۔ کا مصداق بنا۔

for more books click on link below
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

۳۔ اس مقام پر نماز کے ذریعہ اس ذاتِ حق کی طرف متوجہ ہوتا ہے جو ربِّ ابراہیم ہے۔ جس کی محبت اور رضا میں حضرت ابراہیم نے جان، مال اور فرزند سب کچھ قربان کر دیا۔ یہاں اس عہد کو مستحضر کرنا ہے کہ اللہ تعالیٰ جان و مال میں سے جو بھی مانگے، ہم بھی اس کی قربانی میں دریغ نہیں کریں گے۔

۴۔ مقامِ ابراہیم ایک پتھر ہے۔ اس پتھر پر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے قدم کا نشان نقش ہے۔ ہم کو چاہئے کہ اللہ تعالیٰ سے دعا مانگیں کہ جانے کے بعد ہمارے ایسے روشن نشانِ قدم باقی رہیں کہ ان پہ چلنے والے بھی اللہ کی رضا اور خوشنودی حاصل کریں۔

۵۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا مقام خُلّت، تسلیم و رضا کا مقام ہے۔ یہ پتھر خانہ کعبہ کی تعمیر کے وقت آپ کے کھڑے ہونے کا مقام تھا مگر حقیقت میں آپ کا مقام، مقامِ خُلّت و تسلیم و رضا اور احکامِ الٰہی سے ایسی موافقت ہے کہ حکمِ الٰہی کے خلاف نفس کے اندر کوئی تزلزل پیدا نہ ہوا۔ دل نے بھی موافقت کی۔ یہی موافقت انسان کی زندگی کو جنت بنا دیتی ہے۔ تم بھی اللہ تعالیٰ کے احکامِ تشریعیہ و تکوینیہ پر خوشی دل سے اطاعت و تسلیم و رضا اور موافقت اگر۔ تمہاری زندگی بھی باغ و بہار بن جائے گی۔

۶۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام توحید کے اس بلند مقام پر پہنچے کہ ان کی نظر میں نہ کوئی غیر تھا اور نہ اس کی طرف التفات۔ حتیٰ کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام اس وقت حاضر ہوئے جبکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈالا جا رہا تھا، اور حاضر ہو کر اپنی خدمت پیش کی اور عرض کی کہ کیا مجھ سے آپ کو کوئی حاجت ہے۔ آپ نے فرمایا۔

اَمَّا اِلَیْکَ فَلَا — حاجت ہے لیکن تم سے نہیں

انہوں نے عرض کی پھر جس سے حاجت ہے۔ اس حاجت روا کے سامنے اپنی حاجت پیش کیجئے آپ نے فرمایا۔

حَسْبِیْ عِلْمُہٗ بِحَالِیْ — مجھ کو کافی ہے اس کا میری حالت سے واقف ہونا اور جاننا۔

میں نے اپنے وجود کو پوری طرح سے اللہ کے سپرد کر دیا۔ جو چاہے کرے میں اس کی مراد میں راضی ہوں۔ اَسْلَمْتُ لِرَبِّ الْعَالَمِیْنَ۔

فَوَّضْتُ اِلَی الْمَحْبُوْبِ اَمْرِیْ کُلَّہٗ — فَاِنْ شَاءَ اَحْیَانِیْ وَاِنْ شَاءَ اَتْلَفَا[1]

---

[1] مرقات اسیہ ۵

for more books click on link below
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

اللہ بھی ان سے ایسا مانوس ہوا کہ آخر آگ کو بھی ان کے لئے باغ بنا دیا۔ یہ ہے حضرت ابراہیم کے کمالات کا مقام۔ مقام ابراہیم کے پیچھے نماز پڑھ کر تم بھی اللہ تعالیٰ سے دعا مانگو۔ اور اس اونچے مقام کا فیض طلب کرو۔ تاکہ تم بھی رضا اور تسلیم کے پیکر بن جاؤ۔ کامل موحد ہو جاؤ۔ اپنے تمام امور میں خواہ قلیل ہوں یا کثیر، رب جلیل کو اپنا خلیل اور وکیل بناؤ۔ اور مخلوقات سے طمع اور توقع کا قلع قمع کر دو۔

صفا اور مروہ

۱۔ یہ دو پہاڑیاں ہیں۔ جن پر حضرت ہاجرہ پانی اور خدا کی رحمت کی تلاش میں کبھی چڑھتی تھیں۔ اور کبھی اتر کر ان دونوں کے درمیان نشیبی زمین میں دوڑتی تھیں۔ جب تم بھی صفا پر چڑھو۔ تو اللہ سے صفائی قلب کی دعا مانگو کہ قلب غیر کے التفات، اعتماد اور شرک خفی تک سے پاک ہو جائے نیز تیری نگاہ کے سامنے ہر ایک چیز مثل آئینہ ایسی مجلیٰ اور مصفیٰ ہو جائے۔ کہ اس میں اللہ ہی اللہ نظر آئے۔ حضرت میر درد فرماتے ہیں۔

آہن ہو یا سنگ ہے سب جلوہ گاہ یار ۔۔۔ جیسی آئینہ ہر ایک گذر میں صفا کو دیکھ

۲۔ جب مروہ (پہاڑی) پر جاؤ تو دعا مانگو۔ الٰہی مروّت اور انسانیت کے بلند مقام پر فائز فرما۔ بہیمیت اور حیوانیت کی پستی سے نکال۔ اللہ کے حکم کی تعظیم اور خلق خدا پر شفقت سے اس بلند مقام پر پہنچنے کی سعی کرو۔ یہ دو پہاڑیاں شعائر اللہ ہیں اور یہ نشان ہیں خدا کی اس معیّت خاصہ کا جو حضرت ہاجرہ علیہا السلام کو یہاں حاصل ہوئی تھی۔ جس کی بدولت اس سنسان جنگل میں ان پیاسوں کے لئے زمزم کا غیبی چشمہ ظاہر ہوا۔ تم بھی خدا کی غیبی مددوں کا اپنے کو مستحق بناؤ اور انسان کامل بنو۔

۳۔ جب تم دونوں پہاڑیوں کے درمیان نشیبی اور پست زمین پر دوڑو تو یہ نیت کرو کہ میں پستی میں گرانے والے رذائل اور گناہ سے دور بھاگ رہا ہوں۔ ہر مسلمان کو ایسا ہی ہونا چاہئے کہ پستی سے بھاگے اور طاعت و تقویٰ کے بلند مقام پر فائز ہونے کی کوشش کرے۔

۴۔ سعی میں بار بار دوڑنا کیوں ہے؟ اس لئے کہ اس میں اضطراب اور بیقراری کا اظہار ہوتا ہے۔ اور اضطراب قبولیت کا نشان ہے۔

for more books click on link below
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

اَمَّنْ یُّجِیْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاہُ (پ ۲۰ رکوع ۱) خدا کے سوا کون ہے جو مضطر کی دعا کرے۔

دو بامداد گر کسے آید بخدمت شاہ — سوم بر آئینہ در دے کند بلطف نگاہ

یعنی اگر دو صبح یعنی دو مرتبہ کوئی بادشاہ کی خدمت میں آئے اور وہ توجہ نہ کرے۔ تو تیسری مرتبہ تو وہ ضرور ہی نگاہ لطف و کرم کے ساتھ دیکھے گا۔ بنا سعی اور دوڑ دھوپ کرنا اور بار بار ایسا کرنا مقصد میں کامیاب ہونے کا وسیلہ ہے۔

منیٰ

۱۔ یہ ایک مقام ہے جو کہ مکہ مکرمہ سے تقریباً دو تین میل کے فاصلہ پر ہے۔ یہاں پانچ وقت کی نمازیں پڑھ کر عرفات کو حج کیلئے جاتا ہے۔ یہاں تمام تمناؤں اور خواہشوں کو دل سے نکال دو۔ صرف ایک تمنا باقی رہ جائے کہ لبیک اللہم۔ اب جلد حج مبرور نصیب فرما۔ عرفات کے قرب کی وجہ سے حجاج کی آتشِ شوق تیز تر ہو گئی۔

۲۔ یہاں شہر کے ہنگاموں سے قرب حال اور اس کی تجلیات کے لئے استعداد پیدا کرنی ہے۔ تاکہ عرفات میں قرب الٰہی کی تجلیات کے تحمل ہو سکنے کے لئے دل قوی ہو جائے۔ یہاں تمام ماسوی اللہ کی آرزوئیں اور تمناؤں کو دل سے نکال کر متوجہ الی اللہ ہو کے عرفات جانے کے لئے مستعد ہو جاؤ۔

۳۔ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک حاجی سے پوچھا۔ جب تو منیٰ میں آیا تو کیا تیری تمنائیں اور ماسوا کی آرزوئیں تجھ سے علیحدہ ہو گئی تھیں۔ اس نے عرض کیا۔ نہیں۔ آپ نے فرمایا تو پھر تو منیٰ میں نہیں گیا[1]

مسجدِ خیف

یہاں خوفِ الٰہی کو ایسا قائم کرو کہ ساری دنیا کے خوف سے بے خوف ہو جاؤ۔ اللہ کے سوا کسی سے نہ ڈرو۔ جو اللہ سے ڈرتا ہے۔ وہ کسی سے نہیں ڈرتا۔ یہ ہی لوگ اولیاء اللہ ہیں۔ جن کے بارہ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

---

[1] کشف المحجوب۔

for more books click on link below
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

اَلَاۤ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَاخَوْفٌ عَلَیْہِمْ وَلَاھُمْ یَحْزَنُوْنَ۔ (پ ۱۱ رکوع ۱۲)
بے شک اولیاء اللہ وہ ہیں کہ جن پر نہ خوف ہے نہ غم۔

ولی اللہ بن کر عرفات میں جاؤ۔ تاکہ اولیاء اللہ پر جو تجلیات اور فیضِ خاص وارد ہوتا ہے۔ وہ تم پر بھی وارد ہو۔

عرفات

۱۔ عرفات ایک وسیع میدان ہے۔ جو حرم کی زمین سے باہر ہے۔ گویا کہ یہ خدا کے گھر کے آگے وسیع اور کشادہ صحن اور میدان ہے۔

۲۔ یہاں کا وقوف ۹ ذی الحجہ کو ہوتا ہے۔ جو حج کا ایک اعلیٰ اور عظیم رکن ہے۔ یہاں لاکھوں انسان خشوع و خضوع کے ساتھ رو رو کر، گڑگڑا کر، ہاتھ پھیلا کر اپنے کریم کے آستانہ اور گھر کے سامنے دعا میں مصروف ہیں۔

۳۔ یہاں کتنے ہی اولیاء، صلحاء اور علماء موجود ہوتے ہیں۔ سب پوری ہمت کے ساتھ ہاتھ پھیلائے ہوئے دعائیں مانگ رہے ہیں۔ عفو اور بخشش مانگ رہے ہیں۔ اور رحیم و کریم اللہ سے اس کے لطف و کرم کو طلب کر رہے ہیں۔ عفو اور بخشش مانگ رہے ہیں۔ یہ وقتِ قبولیت ہے۔ اس وقت یہ گمان کرنا بہت بڑا گناہ ہے۔ کہ میری مغفرت نہیں ہوگی۔

۴۔ اس وقت خدا کی رحمت کا ایسا زور ہو رہا ہے۔ جیسا موسلا دھار بارش کا زور۔ تمام میدان پر خدا کی رحمت اور انوار کی موسلا دھار بارش ہو رہی ہے۔ ہر شخص کے آنسو جاری ہیں۔ آنکھوں سے سیلابِ اشک بہہ رہے ہیں۔ اس وقت یہ معلوم ہوتا ہے کہ درمیان سے پردے ہٹے ہوئے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کو بلا حجاب ہر شخص مشاہدہ کر رہا ہے۔ وہ اپنی عام بخشش و رحمت اور اپنے عفو و کرم کے ساتھ اپنے بندوں کے سامنے جلوہ گر ہے۔ عبد و معبود کے درمیان کوئی پردہ نہیں رہا۔

اَنْ تَعْبُدَ اللّٰہَ کَاَنَّکَ تَرَاہُ (مشکوٰۃ)
اللہ کی تو ایسی عبادت کرے کہ گویا کہ تو اسے دیکھ رہا ہے۔

کے مصداق ہر شخص اپنے معبود کو گویا کہ دیکھ رہا ہے۔ تمام بندے شرمسار ہو کر، ہاتھ پھیلا کر، اپنی خطائیں معاف کرا رہے ہیں۔ چیخ و پکار، گریہ و بکا کا ایک کہرام مچا ہوا ہے۔ اتنے عظیم جمِ غفیر کا ایک وقت اور ایک جگہ میں جمع ہو کر خشوع اور خضوع کے ساتھ اللہ تعالیٰ کو رحمت و مغفرت

for more books click on link below
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

کیلئے پکارنا یقیناً نزولِ رحمت کے لئے وسیلہ اور ذریعہ ہے۔ اور حاجات طلب کرنے کا بہترین وقت اور مقام ہے۔

۵۔ شیطان لعین کو اس سے زیادہ کسی مقام پر ذلیل نہیں دیکھا گیا۔ اس کی تمام گمراہ کرنے کی محنت بیکار گئی۔

۶۔ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک شخص سے کہا کہ جب تو میدان عرفات میں کھڑا ہوا تھا۔ تو کیا تجھے کشفِ حق نصیب ہوا؟ اس نے کہا۔ نہیں۔ تو آپ نے فرمایا۔ پھر تو عرفات میں نہیں کھڑا ہوا۔ گویا آپ نے یہ فرمایا کہ تجھے علم کی حد تک تو علم الیقین تھا ہی۔ مگر یہ مقام تجلیاتِ الٰہی کا مشاہدہ کر کے عین الیقین حاصل کرنے کا تھا۔ بلکہ انوار میں گم ہو کر حق الیقین کے اعلیٰ درجات میں پہنچنے کا محل اور وقت تھا۔[1]

مزدلفہ

۱۔ یہ ایک مقام ہے۔ یہاں عرفات سے پہنچ کر رات کو قیام کیا جاتا ہے۔ مغرب اور عشا کی نمازیں جمع کر کے پڑھی جاتی ہیں۔ مزدلفہ، ازدلاف یعنی اقتراب سے بنا ہے۔ چونکہ نماز مغرب اور عشاء کو ایک دوسرے سے قریب اور جمع کر کے پڑھا جاتا ہے۔ اسی لئے بھی اس کو مزدلفہ کہتے ہیں اور اس لئے بھی کہتے ہیں کہ یہ اللہ تعالیٰ سے مزید قرب اور منزلت حاصل کرنے کا مقام ہے۔ کیونکہ وقوف عرفات کے ساتھ یہاں کا وقوف جمع ہو کر مزید تقرب الی اللہ کا باعث ہو گا۔ تفسیر مدارک میں ہے

لِاَنَّ النَّاسَ يَزْدَلِفُوْنَ اِلَى اللّٰهِ   لوگ یہاں بھی وقوف کر کے مزید تقرب الی اللہ حاصل کرتے ہیں
اَيْ يَتَقَرَّبُوْنَ بِالْوُقُوْفِ

۲۔ یہاں صبح کی نماز اوّل وقت میں ادا کر کے ذکر اور دعا کیلئے وقوف ہوتا ہے۔ یہاں پر تجلیاتِ خاصہ کا نزول ہوتا ہے۔ حاجیوں کو عرفات میں گناہوں سے پاک کر کے تجلیات کی جنت کے قریب پہنچا دیا گیا۔ وَاُزْلِفَتِ الْجَنَّةُ لِلْمُتَّقِيْنَ غَيْرَ بَعِيْدٍ ۔

رمی

۱۔ مزدلفہ سے منیٰ تقریباً دو میل ہے۔ یہاں تین مقاموں پر شیطان کے نام کے مینار سے بنے ہوئے

---

[1] کشف المحجوب

for more books click on link below
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

ہیں۔ ان پر کنکریاں ماری جاتی ہیں۔ جب ان مقامات پر سے حضرت ابراہیم علیہ السلام حضرت اسماعیل علیہ السلام کو بحکمِ خدا ذبح کرنے کے ارادہ سے لیکر چلے ہیں۔ تو ان مقامات پر آپ کی راہِ اطاعت میں شیطان حائل ہُوا۔ آپ نے کنکریاں مار کر اسے دور کیا۔ اس سنت ابراہیمی پر آج تک عمل ہے

۲۔ حضرت امام غزالیؒ سے ایک شخص نے پوچھا کہ یہاں یہ وسوسہ پیدا ہوتا ہے کہ یہاں شیطان کون سا حاضر اور موجود ہے۔ جس پر کنکریاں ماری جائیں۔ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے جواب دیا کہ یہ وسوسہ ڈالنا بھی اسی کا کام ہے۔ لہٰذا وہ حاضر اور موجود ہُوا۔ اس کے دور کرنے کی نیت سے کنکریاں مار کر اللہ سے التجا کرو کہ اللہ اس کے وساوس اور ایمان دشمن نظریات اور معتقدات سے بچائے۔ اس کے علاوہ جمار سے لئے کنکریاں مارنے میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی متابعت بھی پیش نظر رہنی چاہیئے۔ یہ تزکیۂ نفس کے لئے بے حد مُفید ہے۔ اگرچہ کوئی نکتہ نہ ملے۔

۳۔ ہر حکم میں بعض لوگ نکتہ کی تلاش میں رہتے ہیں۔ کوئی نکتہ نہیں ملتا تو کہتے ہیں۔ مزہ نہیں آیا۔ اس صورت میں وہ فعل مزے کے لئے ہُوا۔ اطاعت میں خالص اطاعت ہی اطاعت ہے۔ اس میں حظِ نفس نہیں۔ اور اسی میں عبدیت کاملہ کا اظہار ہے۔

۴۔ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک حاجی سے پوچھا کہ تو نے رمی کے وقت میں نفسانی خواہشات پر رجم کیا۔ اس نے جواب دیا۔ نہیں۔ تو آپ نے فرمایا۔ تو پھر تو نے کنکریاں بھی نہیں پھینکیں[1] اس لئے لازم ہے کہ رمی سے شیطانی نظریات اور ناروا اعمال کو دور کرنے کی نیت کرے۔ اور اتباعِ سنت بھی ملحوظ ہے۔

قربانی

۱۔ قربانی کر کے یہ عہد کرنا ہے کہ خدا کی خوشنودی اور رضا کے لئے مسلمان ہر چیز کو قربان کرنے کے لئے تیار ہے۔ خواہ وہ وقت عزیز ہو۔ یا کوئی اور عزیز اور محبوب شے۔

۲۔ یہ قربانی اللہ کی نعمت کا شکریہ ہے۔ کہ اس نے حج اور عمرہ دونوں نعمتیں عطا فرمائیں۔ اس موقع پر عاشق اس قربانی کو اپنے نفس کے قربان کرنے کے قائم مقام سمجھے۔ گویا یہ اپنی جان ہی قربان کر رہا ہے۔

---

[1] کشف المحجوب

for more books click on link below
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

گر بر کوئے عشق ما کشتہ شوی — شکرانہ بدہ کہ خوں بہائے تو منم

محبوب کہتا ہے کہ جو عشق کے کوچے میں کشتہ ہوتا (قتل کیا جاتا) ہے۔ وہ شکرانہ ادا کرے کہ اس کے خون کی قیمت میں ہوں۔ یعنی شہید ہونے کے بعد میرا وصل اس کو حاصل ہوگا۔

حلق

اہ یہ احرام سے باہر نکلنے کا طریقہ ایسا ہی ہے جیسا کہ سلام نماز سے باہر ہونے کا طریقہ ہے

ہ بالوں کو صاف کرنے کا مطلب یہ ہے کہ دماغ کے فضلات یعنی فضول خیالات اور وساوس سے دماغ صاف کرکے دعا کرتا ہے کہ اے اللہ! اسی طرح آئندہ بھی ہمیشہ فضول خیالات اور افکار سے پاک رکھ۔

فضائل حج

سوال:۔ حج کے فضائل بھی تحریر فرمائیں، تاکہ مزید شوق اور رغبت کا باعث ہو۔

جواب:۔ اہ حج کے فضائل میں سے ایک فضیلت یہ ہے کہ اس سے مسلمان تمام گناہوں سے پاک ہو جاتا ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جس نے کسی اور غرض کے لئے نہیں۔ صرف اللہ کے لئے حج کیا۔ اور اس میں اس نے کوئی فحش بات اور گناہ نہ کیا ہو۔ تو وہ گناہوں سے ایسا پاک ہو کر آتا ہے۔ گویا وہ آج ہی اپنی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا ہے۔ حدیث شریف کے الفاظ یہ ہیں۔ مَنْ حَجَّ لِلّٰهِ فَلَمْ يَرْفُثْ وَلَمْ يَفْسُقْ رَجَعَ كَيَوْمِ وَلَدَتْهُ أُمُّهُ ۔ اس حدیث میں لَمْ يَرْفُثْ ہے۔ کہ جس نے رفث نہیں کیا۔ رفث کے معنی جماع اور اُن فحش باتوں کے ہیں۔ جو عورتوں کو مخاطب کرکے جنسی میلان کو ہیجان میں لانے کیلئے کی جاتی ہیں۔ لَمْ يَفْسُقْ کے معنی ہیں کہ فسق و فجور اس حج میں نہ کیا ہو۔ فسق کے معنی ہیں حد شرع سے باہر ہوکر کوئی کام کرنا یعنی گناہ کرنا۔ قرآن کریم میں ان دونوں کے ساتھ جدال کا بھی ذکر ہے۔

لَا رَفَثَ وَلَا فُسُوقَ وَلَا جِدَالَ فِي الْحَجِّ ۔ (پ ۲، رکوع ۹) — حج میں رفث، فسق و فجور اور جنگ و جدال نہیں۔

اہ مشکوٰۃ شریف ۔

for more books click on link below
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

اس آیت نے یہ شرط بھی لگا دی کہ لڑائی جھگڑا بھی نہ ہو۔ جیسا کہ بعض حاجیوں کی عادت ہوتی ہے کہ رفیقوں، خادموں اور دیگر لوگوں یعنی بیوی بچوں سے ہر وقت لڑائی جھگڑا رکھتے ہیں بدمزاجی اور غصہ سے پیش آتے ہیں۔ اس بدمزاجی سے بھی حج پاک ہو۔ ثابت ہوا کہ وہ حج موجب مغفرت ہے جو جماع اور تذکرہ جماع، فسق و فجور اور لڑائی جھگڑے سے خالی ہو۔ ایسے حج سے گناہ معاف ہوتے ہیں اور ایسا حج موجب مغفرت ہے۔

۲۔ میدانِ عرفات میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دعائے مغفرت کی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا، بندوں پر ظلم کے سوا ہم نے تمام گناہ بخش دیئے۔ پھر حضور نے عرض کی مظلوموں کو کچھ دے کر راضی کر دیجئے۔ اور ظالموں کے بھی گناہ بخش دیجئے۔ کچھ جواب نہ ملا۔ مزدلفہ میں صبح کے وقت اللہ تعالیٰ نے اس دعا کو بھی منظور فرمالیا۔ اب سب گناہ معاف ہو گئے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہنسے اور فرمایا، دشمن شیطان نے جب دیکھا کہ میری دعا قبول ہو گئی اور امت بخشی گئی تو واویلا اور شور مچا رہا ہے۔ اور اپنے سر پر خاک ڈال رہا ہے[1]

معلوم ہوا کہ عرفات اور مزدلفہ دونوں کی حاضریوں سے حاجیوں کے تمام گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کچھ امت کے لئے مانگا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کو رد نہیں کیا۔ بلکہ اس کو قبول کیا۔ مولانا جامی فرماتے ہیں۔

ہر چہ کند التماس در حقِ امت　　حق نہ کند رد التماسِ محمد

۳۔ حدیث شریف میں ہے کہ حاجی کو اپنے گھر والوں میں سے چار سو کی شفاعت کا حق دیا جائے گا[2]

۴۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حج مبرور کی جزا جنت ہے۔ حدیث شریف میں ہے۔ اَلْحَجُّ الْمَبْرُوْرُ لَیْسَ جَزَاءُہٗ اِلَّا الْجَنَّۃُ۔

۵۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حج کرنے والے کی یہ صفت بیان فرمائی کہ وہ پراگندہ بال، غبار آلود اور میلا کچیلا ہو۔ دوسری حدیث میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بہت سے لوگ پراگندہ بال اور غبار آلود ایسے ہیں، کہ جن کو دروازوں سے دھکے دے دیئے جائیں۔ لیکن اگر وہ کسی امر پر قسم کھا بیٹھیں تو اللہ اس کو پوری فرما دے۔ سبحان اللہ! کیا عالم ہے۔ ظاہر کیسا ہے۔ اور باطن کیسا ہے۔

---

[1] مشکوٰۃ شریف ... [illegible]

for more books click on link below
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

لہذا غبار آلود ہستیوں میں ان سے زیادہ کون قابل قدر ہو گا۔ کہ جن کے اوپر اس پاک سرزمین کا غبار ہو۔ جو حضور کے مبارک قدموں کے نیچے مس ہوئی ہے۔

۶۔ حدیث شریف میں ہے ایک شخص گزرا تھا اور اس نے سوال کیا کہ کونسا حج افضل ہے آپ نے فرمایا وہ ہے جس میں

اَلْعَجُّ وَالثَّجُّ

یعنی لبیک کو بلند آواز سے کہنا اور قربانی کا خون بہانا ہو

حدیث شریف میں ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب مسلمان لبیک کہتا ہے۔ تو اس کے دائیں بائیں انتہائے زمین تک جتنے پتھر درخت ڈھیلے ہیں وہ سب لبیک کہتے ہیں۔ سبحان اللہ! کیا فضیلت ہے کہ حاجی کے ذکر میں کتنی چیزیں شریک ہیں۔

۷۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اہل عرفات پر اللہ تعالیٰ فرشتوں کے آگے فخر کرتا ہے۔ اور فرماتا ہے کہ میرے بندوں کی طرف دیکھو۔

اَتَوْنِیْ شُعْثًا غُبْرًا مُنَکِّبِیْنَ مِنْ کُلِّ فَجٍّ عَمِیْقٍ۔

کہ وہ میرے پاس پراگندہ بال اور غبار آلود حالت میں لبیک کی آوازیں بلند کرتے ہوئے دور دراز راہوں سے آئے ہیں۔

فرشتے عرض کریں گے اے رب! فلاں فلاں مرد عورت گنہگار بھی موجود ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ قَدْ غَفَرْتُ لَهُمْ

میں نے سب کی بخشش کر دی۔

عرفہ کا دن وہ رحمت والا دن ہے کہ اس دن جتنے افراد دوزخ سے آزاد کئے جاتے ہیں کسی اور دن نہیں ہوتے۔[1]

۸۔ حج کی فضیلت یہ بھی ہے کہ ذی الحجہ کے عشرہ میں حج ادا ہوتا ہے۔ جس میں عمل صالح بجالانا اللہ تعالےٰ کو بہت ہی پسند ہے۔ پھر اگر جمعہ کا دن بھی آجائے تو نُوْرٌ عَلٰی نُوْرٍ۔ کیونکہ اس میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے موافقت کی فضیلت بھی ہے۔

۹۔ بعض گناہ وہ ہیں جو وقوف عرفات سے ہی معاف ہوتے ہیں۔ ان کا کفارہ ہی عرفات کا وقوف ہے[2]

---

[1] مشکوٰۃ شریف صـ۲۶۲ [2] احیاء العلوم صـ۲۹۳

for more books click on link below
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

لبیک

سوال :۔ لبیک کی فضیلت اور اس کے کلمات بیان فرمائیں؟

جواب :۔ حدیث شریف میں ہے کہ جب مسلمان لبیک کہتا ہے تو داہنے بائیں جو بھی درخت مٹی ڈھیلا منتہائے زمین تک ہے۔ سب لبیک کہتے ہیں[1]۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام کے بارہ میں ارشاد فرمایا۔

سَخَّرْنَا مَعَ دَاوٗدَ الْجِبَالَ يُسَبِّحْنَ وَالطَّيْرَ وَكُنَّا فٰعِلِيْنَ ۝ (پ ۱۷ ع ۶)

ہم نے داؤد علیہ السلام کے ساتھ پہاڑ اور پرندوں کو مسخر کر دیا۔ وہ داؤد کے ساتھ تسبیح پڑھتے ہیں۔

اس آیہ کریمہ سے معلوم ہوا کہ حضرت داؤد علیہ السلام کے لئے پہاڑوں کے پتھروں اور پرندوں کو مسخر کر دیا تھا۔ کہ وہ ان کے ساتھ تسبیح میں موافقت کرتے تھے اور الحمدللہ! کہ حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے صدقہ میں آپ کی امت کو بھی یہ بزرگی حاصل ہوئی کہ ان کے ساتھ منتہائے زمین تک پتھر اور درخت موافقت کرتے ہیں اور سب لبیک کہتے ہیں۔ لبیک کے کلمات یہ ہیں۔

لَبَّيْكَ اللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ ط لَبَّيْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ لَبَّيْكَ ط اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ ط

خداوندا! میں حاضر ہوں۔ میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوں آپکے حکم کی بجا آوری میں بار بار حاضر ہوں۔ کوئی آپکا شریک نہیں۔ آپکی حضوری میں حاضر ہوں۔ بیشک تمام تعریفیں آپ ہی کیلئے ہیں بادشاہی آپ کے لئے مخصوص ہے۔ کوئی آپ کا ساجھی نہیں

اِنَّ کے ہمزہ کو کسرہ کے ساتھ پڑھا جانا بہتر ہے۔ جہاں وقف ہے وقف کرو جلا ملا نہ پڑھو میں مواطن صلاۃ یعنی درود بھیجنے کے مقام میں یہ بھی لکھا ہے کہ جب لبیک کہہ چکو۔ تو حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجو۔ یہ مستحب ہے۔

سوال :۔ لبیک کب کہے؟

جواب :۔ جب احرام باندھے تو سنت احرام کا دوگانہ ادا کرنے کے بعد حج اور عمرہ کی نیت کے

---

[1] مشکوٰۃ شریف

for more books click on link below
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

ساتھ لبیک کہو۔ اس سے احرام میں داخل ہو گیا۔ احرام میں داخل ہونے کے دو ہی طریقے ہیں۔
۱۔ یا تو نیتِ حج یا نیتِ عمرہ کے ساتھ لبیک کہو۔
۲۔ دوسرا طریقہ یہ ہے کہ حج کی نیت کر کے ھدی (قربانی کے جانور) کو ساتھ لے جاؤ۔

احرام باندھنے کے وقت پہلی بار لبیک کہنا۔ احرام میں داخل ہونے کے لئے ضروری اور فرض ہے۔ اور اس کے بعد پھر لبیک کہتے رہنا مستحب ہے۔ محرم کو چاہئے کہ اکثر وقت لبیک پڑھتا رہے۔ خصوصاً نمازوں کے بعد اگرچہ نفل نماز ہو، صبح و شام، بلندیوں پر چڑھنے اترنے کے وقت، پیدل یا سوار قافلوں کے ملنے کے وقت اسی طرح سے اپنے ہی قافلہ والوں میں ایک دوسرے سے ملنے کے وقت، سحر کے وقت، رات کے آخری چھٹے حصہ میں، جو قبولیت دعا کا وقت ہے، کھڑے ہونے کے وقت، بیٹھنے کے وقت، غرضیکہ ایک حال سے دوسرے حال میں منتقل ہونے کے وقت پڑھنا مستحب ہے۔ ان احوال میں لبیک کہنا ایسا ہی ہے۔ جیسا کہ نماز میں ایک حال سے دوسرے حال کے انتقال کے وقت اللہ اکبر کہنا ہے۔ لبیک کو بلند آواز سے کہنا مسنون ہے۔ کیونکہ حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اَفْضَلُ الْحَجِّ اَلْعَجُّ وَالثَّجُّ — افضل حج وہ ہے جس میں لبیک پکار کر کہنا اور قربانی پر خون بہت بہا کر دے۔ لہذا جیسا کہ علماء لکھتے ہیں۔ اور جب بھی لبیک کہے تو مستحب ہے کہ تین دفعہ لبیک کہے۔ اور پے در پے کہے یاد رہے کہ لبیک منٰی میں اور عرفات میں سب جگہ پڑھے۔ لیکن طواف میں اور (عمرہ) سعی میں نہ پڑھے۔

ختم لبیک

سوال:۔ لبیک کہنا کب موقوف کرے؟

جواب:۔ عمرہ کرنے والا لبیک کو حجرِ اسود کے بوسہ دینے تک کہتا رہے گا پھر ختم ہے۔ اور حج کرنے والا رمی جمرہ عقبہ تک کہتا رہے گا۔ یعنی دسویں ذی الحجہ کو رمی جمرہ عقبہ کے شروع کرنے سے پہلے ختم کر دے گا۔ پھر نہیں کہے گا۔

سلہ لباب صد ۷

for more books click on link below
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

حج کے اقسام

سوال:۔ حج کی کتنی قسمیں ہیں؟

جواب حج کی تین قسمیں ہیں۔ ۱۔ اِفراد ۲۔ تمتُّع ۳۔ قِران

۱۔ اگر عمرہ کو نہ ملایا۔ فقط تنہا حج کیا۔ اور اسی کا ہی احرام باندھا تو اس حج کو حج افراد کہتے ہیں

۲۔ دونوں کو ملایا۔ مگر عمرہ اور حج دونوں کو الگ الگ دو احراموں سے ادا کیا تو اس کو حج تمتُّع کہتے ہیں۔

۳۔ اگر عمرہ کو حج کے ساتھ ملایا۔ اور دونوں کو ایک احرام کے ساتھ ادا کیا۔ تو اس کو حجِ قِران کہتے ہیں۔

ہم حنفیوں کے نزدیک ان اقسام میں سب سے بہتر قسم قِران ہے۔ اس کے بعد بلحاظ سہولت و آرام تمتُّع ہے۔ دونوں کو اللہ کی رضا اور خوشنودی کے لئے ادا کرو۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

وَ اَتِمُّوا الْحَجَّ وَ الْعُمْرَةَ لِلّٰهِ یعنی حج اور عمرہ کو حصول ثواب کے لئے پورا پورا ادا کرو۔ (پ ۲ ۔ ع ۸)

یعنی صرف اللہ کے واسطے ہو۔ یعنی لِلّٰہ ہو۔ کوئی غرض نہ ہو۔ مزید تفصیل کیلئے ہر ایک کا علیحدہ علیحدہ بیان لکھا جاتا ہے۔

حجِ اِفراد

سوال:۔ حج افراد کسے کہتے ہیں، اسکو مختصراً بیان فرمائیں؟

جواب:۔ حج افراد تنہا حج کرنے کو کہتے ہیں۔ یعنی اس کے ساتھ حج کے مہینوں میں عمرہ نہ ملائے۔ صرف حج کی نیت سے احرام باندھے۔ اگر عمرہ حج کے مہینوں سے پہلے، یا بعد کیا تب بھی حج مفرد ہی کہلائے گا۔ تیسرے درجہ کا حج ہے، اول درجہ کا قِران ہے۔ دوسرے درجہ کا حج تمتع اور تیسرے درجہ کا یہ حج افراد ہے۔ جب یہ شخص میقات سے احرام باندھ کر مکہ میں داخل ہوگا، اور طواف کرے گا تو یہ طواف، طواف قدوم ہوگا۔ اسی احرام سے یہ حج کرے گا۔ اور یہ احرام حج سے فارغ ہو کر ہی کھلے گا۔

for more books click on link below
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

حج قران

سوال:- حج قران کے متعلق وضاحت کے ساتھ بیان فرمائیں کہ حج قران کسے کہتے ہیں؟

جواب:- حج کے مہینوں میں عمرہ اور حج دونوں کو ایک احرام کے ساتھ ادا کرنے کو کہتے ہیں۔ دونوں کے درمیان احرام سے باہر نہیں ہوگا۔ بلکہ عمرہ سے فارغ ہو کر قارن احرام باندھے رہے گا۔ اور اسی احرام سے پھر حج ادا کرے گا۔ دونوں باتوں کو اسی ایک احرام سے ادا کر کے حج کی قربانی کے بعد حلق کرا کے احرام کھولے گا۔ اس حج کو قران کہتے ہیں۔ اور اس حاجی کو قارن کہتے ہیں۔ بظاہر ایک احرام ہے مگر حکماً دو احرام ہیں۔ لہٰذا اس حاجی سے اگر کوئی قصور ہوا تو دو قصور شمار ہوں گے۔ دو جرموں کی سزا واجب ہوگی۔ مگر چند صورتیں مستثنیٰ ہیں۔ بخلاف تمتع اور افراد کے کہ ان میں ایک ہی جرم شمار ہوگا کیونکہ ایک ہی احرام ہے۔

اب احرام میں داخل ہو گیا۔ احرام کی تمام قیود کی پابندی اس پر لازم ہو گئی۔ اس احرام سے مکہ پہنچ کر طواف کرے گا۔ جس میں اضطباع اور رمل دونوں ہوں گے۔ یہ طواف عمرہ ہوا۔ اس کے بعد ایک اور طواف کرنا ہوگا۔ وہ طوافِ قدوم ہے۔ جو واجب ہے۔ پھر اسی احرام پر باقی رہے گا۔ یہاں تک کہ حج کے تمام افعال اسی احرام سے ادا کرے گا۔ رمی جمرہ عقبہ کے بعد اس پر قربانی کرنا واجب ہے۔ اگر قربانی نہیں کر سکتا ہے تو ماہِ حج میں ہی عرفہ تک تین روزے رکھے گا۔

for more books click on link below
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

اور سات روزے ایام تشریق گذرنے کے بعد رکھے۔ ان کو خواہ مکہ میں رکھے یا وطن جاکر رکھے ہر طرح اختیار ہے۔ یہ روزے مسکین کے لئے بجائے قربانی کے ہو جائیں گے۔

قران کے عمرہ کے لئے شرط یہ ہے کہ یہ عمرہ اشہر حج میں واقع ہو۔ اگر اس سے پہلے ہوگا۔ تو قران نہ ہوگا۔ قران آفاقی کے لئے ہے۔ مکہ میں رہنے والے کیلئے نہیں۔ لہٰذا مکی کو اشہر حج میں عمرہ کرنے کی اجازت نہیں۔ بشرطیکہ اس سال حج کا ارادہ ہو۔ ورنہ عمرہ کے ساتھ قران جمع ہو جائیگا۔ جو مکہ والے کو جائز نہیں۔

ہاں اگر حج کا ارادہ نہ ہو۔ تو مکہ والا فقط عمرہ کر سکتا ہے۔ اور حج کا ارادہ ہو تو فقط حج کرے۔ عمرہ نہ کرے۔ حج کے مہینوں میں عمرہ اور حج دونوں کو جمع کرنے کی اجازت صرف آفاقی کو ہے۔ یعنی باہر سے آنے والے کو ہے۔ مکہ والوں کو نہیں۔ کیونکہ حج کے مہینوں میں عمرہ اور حج کا جمع ہو جانا قران اور تمتع ہے۔ اور تمتع اور قران مکہ والے کو جائز نہیں قارن عمرہ کرکے حلال نہیں ہوگا۔ یعنی حلق نہیں کرائے گا۔ اسی احرام میں اور اس کی قیود میں رہے گا۔ اسی احرام سے حج کرے گا۔ پھر حلق کے بعد حلال ہوگا۔

حج تمتع

سوال:۔ حج تمتع کس کو کہتے ہیں؟

جواب:۔ قران کی طرح یہ بھی دو عبادتوں کا مجموعہ ہے۔ یعنی عمرہ اور حج۔ مگر حاجی ہر ایک کو علیحدہ علیحدہ احرام کے ساتھ ادا کرے گا۔ لہٰذا حج اور عمرہ کو حج کے مہینوں میں علیحدہ علیحدہ دو احراموں کے ساتھ ادا کرنے کو تمتع کہتے ہیں۔ عمرہ کرنے کے بعد یہ احرام اتار دے گا۔ اور آٹھویں تاریخ یا اس سے پہلے حج کا احرام باندھے گا۔ ان دونوں احراموں کے درمیان۔ اس پر وہ سب چیزیں حلال ہو جائیں گی۔ جو احرام سے حرام ہو گئی تھیں۔ تمتع کے معنی نفع اٹھانے کے ہیں۔ کیونکہ ممنوعات احرام سے بیچ میں نفع اٹھانا جائز ہو جاتا ہے۔ اسی لئے اس حج کو تمتع کہتے ہیں[1]

---

[1] ان کے ادا کرنے کا طریقہ حج کی ترکیب میں دیکھئے۔

for more books click on link below
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

اب مکہ میں قیام کرو اور صرف نفل طواف ادا کرتے رہو۔ کہ یہ عبادت دوسری جگہ نہیں۔ پھر آٹھویں ذی الحجہ کو یا اس سے پہلے حج کا احرام باندھ کر حاجیوں کے ساتھ حج ادا کرو تمتع میں یہ بھی شرط ہے کہ عمرہ حج کے مہینوں میں اور وہ بھی حج سے پہلے ادا ہو، جیسا کہ قرآن شریف میں بھی مذکور ہے۔ تمتع کے لئے پانچ شرطیں ہیں۔

(۱) حرم کے رہنے والوں میں سے نہ ہو۔ جو حاجی رمضان شریف میں آیا۔ اور عید کا چاند اس کو مکہ میں نظر آگیا۔ وہ بھی مکہ کے رہنے والوں کے حکم میں ہے۔ وہ بھی تمتع نہیں کرے گا (۲) عمرہ کو حج سے پہلے ادا کرے (۳) عمرہ کو حج کے مہینوں میں ادا کرے۔ ان مہینوں سے پہلے یا پیچھے نہ ہو۔ (۴) ایک ہی سفر میں دونوں ادا ہوں۔ لہٰذا عمرہ ادا کرنے کے بعد وطن نہ جائے ورنہ پہلا سفر ختم ہو جائے گا۔ اگر وطن سے پھر واپس آ کر حج کیا۔ تو یہ حج دوسرے سفر میں شمار ہوگا پہلے سفر میں عمرہ واقع ہوا۔ حالانکہ تمتع کے لئے عمرہ اور حج ایک ہی سفر میں ادا ہونے ضروری ہیں۔ لہٰذا تمتع نہ ہوگا۔ اگرچہ دونوں حج کے مہینے میں ادا ہوئے مگر سفر کی وحدت نہ رہی۔ وطن جانے سے پہلا سفر ختم ہوگیا۔ وحدت سفر دو قسم پر ہے۔ ایک وحدت حقیقی دوسرے وحدت حکمی عمرہ کے بعد اصلاً گھر نہ جائے۔ یہ حقیقتاً واحد سفر ہے۔

دوسرے گھر تو آیا۔ مگر ایسی حالت میں کہ مکہ کی طرف اس کے ذمہ لوٹ کر جانا ضروری ہے مثلاً قربانی کا جانور یعنی ہدی ساتھ ہے۔ کہ اس کی قربانی اس کو حرم میں کرنا ضروری ہے۔ اسکے بعد حلق کرکے حلال ہوگا۔ تو ابھی احرام میں ہے۔ بحالتِ احرام وطن آیا۔ تو نہ آنے کے برابر ہے۔ لہٰذا اس کا سفر ختم نہیں ہوا۔ یہ حکماً واحد سفر متصور ہوگا۔ ایسی صورت میں وطن سے واپس ہو کر پھر حج کرے گا تو تمتع ہو جائے گا کیونکہ عمرہ اور حج حکماً دونوں ایک ہی سفر میں شمار ہونگے وحدت سفر حکماً باقی رہی۔ اگرچہ صورتاً دو سفر ہو گئے۔

اور اگر عمرہ کے بعد حرم میں سر منڈا کر گھر آیا۔ یا ہدی کو نہ لے گیا تھا۔ تو قطع تعلق کر لینے سے وہ پہلا سفر ختم ہوگیا۔ جس میں اس نے عمرہ کیا تھا۔ جب وطن سے دوبارہ جائے گا۔ تو دوسرا سفر شمار ہوگا۔ اس میں حج کرے گا۔ تو دوسرے سفر میں حج ہوگا۔ لہٰذا تمتع نہیں ہوگا۔ کیونکہ پہلے سفر میں عمرہ ہوا۔ دوسرے سفر میں حج ہوا۔ اور یہ دونوں ایک سفر میں ادا نہ ہوئے۔

for more books click on link below
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

سوال:- ایک شخص باہر سے آیا وہ رمضان المبارک سے مکہ میں مقیم ہے حتیٰ کہ شوال المکرم کا چاند نظر آگیا۔ تو یہ مکی کے حکم میں ہوگیا، اور مکی کو تمتع جائز نہیں تو اب یہ کیا طریقہ اختیار کرے کہ وہ تمتع اور قران کر سکے؟

جواب:- اس شخص کو اب تمتع یا قران کی اجازت نہیں مل سکتی صرف حج افراد ادا کرسکتا ہے۔ ہاں اگر اس ماہ میں مدینہ شریف وغیرہ چلا جائے اور وہاں سے تمتع کے عمرہ کا احرام باندھ کر آئے تو حج تمتع صاحبین کے نزدیک کرسکتا ہے۔ مگر حج تمتع کرنے کے قصد اور ارادہ سے یہ سفر نہ ہو کہ اس کے لئے یہ حیلہ کرنا منع ہے اور امام اعظم کے نزدیک اس حیلہ کی ضرورت ہی نہیں پہلا عمرہ اس کا باقی ہے اب یہ صرف احرام حج باندھ کر مکہ میں داخل ہو جائے۔

ماہِ حج میں مکہ مکرمہ سے سفر کرنے کا بیان

سوال:- کیا متمتع اور قارن کا عمرہ کر کے حج سے پہلے مکہ مکرمہ سے مدینہ طیبہ یا کسی اور مقام پر باہر سفر میں جا سکتا ہے؟

جواب:- جا سکتا ہے۔ مگر اختلاف ہے کہ اس سفر سے پہلا سفر ختم ہو جاتا ہے یا نہیں۔ امام اعظم فرماتے ہیں کہ صرف وطن جانے سے سفر ختم ہوتا ہے۔ وطن کے علاوہ کسی اور مقام کے سفر سے یہ سفر ختم نہیں ہوتا۔ لہٰذا عمرہ جس پر تمتع کی بنیاد ہے وہ قائم ہے۔ سفر سے جب واپس ہو، تو اب صرف حج کے احرام سے مکہ میں داخل ہو۔ کیونکہ یہ ایک ہی سفر شمار ہوگا۔ عمرہ اور حج دونوں اسی ایک ہی سفر میں واقع ہونے کے سبب تمتع ہو جائے گا۔

اور صاحبین کے نزدیک مکہ مکرمہ سے جہاں کا بھی سفر ہوگا، یہ دوسرا سفر شمار ہوگا۔ لہٰذا

for more books click on link below
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

پہلا عمرہ باطل ہو گیا۔ یہ صرف عمرہ مفرد ہو کر رہ جائے گا۔ اب۔ مدینہ طیبہ سے از سرِ نو اس کو عمرہ تمتع یا قران کا احرام باندھ کر مکہ مکرمہ میں آنا ہو گا۔ بہر حال بہتر یہی ہے۔ کہ اشہرِ حج میں حج سے پہلے مکہ سے باہر نہ جائے۔ بلکہ مفرد کرے۔ انتظار میں حج تک مکہ مکرمہ ہی میں رہے۔ اور کثرت سے طواف کرتا رہے۔

کیا ماہِ حج میں بھی عمرہ کر سکتا ہے؟

سوال :- کیا ماہِ حج میں عمرے کئے جا سکتے ہیں؟

جواب :- مکہ مکرمہ میں رہنے والوں کے لئے یہ حکم ہے کہ اگر اس سال حج کریں تو عمرہ نہ کریں۔ چونکہ قارن اور متمتع مکی کے حکم میں ہیں۔ پہلا اور چونکہ ان کو حج کرنا ہے۔ لہذا یہ ناجائز عمرہ نہ کریں اگرچہ ملا علی قاری شرح لباب میں اجازت دیتے ہیں۔ اس بنا پر یہ کہا جائے گا کہ حج کا تعلق پہلے عمرہ سے قائم ہو گیا۔ بعد میں جو عمرے ہوں گے۔ وہ حج سے علیحدہ مفرد عمرے کہلائے جائیں گے۔ ان کا حج سے کوئی تعلق نہیں لہذا مفرد عمرے جائز ہیں۔ لیکن عمرے اور حج صورتاً تو مزید جمع ہیں۔ جو ناپسند ہیں لہذا بہتر ہے کہ قارن اور متمتع کے سوائے پہلے عمرہ کے۔ ماہِ حج میں اور کوئی عمرہ نہ کریں۔ پہلے عمرہ پر قناعت کریں۔ مدینہ شریف میں معمر علماء میں سے بعض سے ملاقات ہوئی۔ تو یہ ہی فرمایا کہ ہم نے جید علماء کو ماہِ حج کے مہینوں میں عمرہ کرتے ہوئے نہیں دیکھا۔

فضائلِ عمرہ

سوال :- عمرہ کے فضائل بھی کچھ بیان فرمائیں؟

جواب :- ۱۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ایک عمرہ دوسرے عمرہ تک کے گناہوں کا کفارہ ہے۔

۲۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رمضان میں عمرہ کرنا حج کے برابر ہے۔ دوسری روایت میں ہے کہ میرے ساتھ حج کرنے کے برابر ہے۔

for more books click on link below
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب حج کا ارادہ فرمایا تو ایک خاتون نے اپنے شوہر سے کہا کہ مجھے بھی حضور کے ساتھ حج کرا دو۔ لیکن انہوں نے سواری نہ ہونے کا عذر پیش کیا۔ مجبوراً وہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حج نہ کر سکیں۔ ایک روز ان کے شوہر نے حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنی بیوی کا سلام پیش کر کے یہ عرض کیا کہ اب حضور کے ساتھ حج نہ کرنے کی تلافی کیسے ہو سکتی ہے؟ آپ نے ارشاد فرمایا کہ ہماری طرف سے ان کو سلام پہنچا کر کہو۔ رمضان شریف میں عمرہ کرنا میرے ساتھ حج کرنے کے برابر ہے[۱]

۳۔ حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے چار عمرے ادا کئے ہیں۔ سوائے ایک عمرہ کے جو ذی الحجہ میں آپ نے حج کے ساتھ ادا کیا۔ باقی تمام عمرے ذی قعدہ کے مہینہ میں آپ نے ادا فرمائے۔

۴۔ تین عمرے ایک حج کے برابر ہیں۔

۵۔ رمضان میں ایک عمرہ ایک حج کے برابر ہے۔ (جیسا کہ ابھی معلوم ہوا) اور وہ بھی حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حج ادا کرنے کے برابر ہے۔

عمرہ کو حج کیساتھ ملا کر ادا کرنیکے فضائل

سوال:۔ اب تک تنہا حج اور تنہا عمرے کے فضائل لکھے گئے۔ اب دونوں کو ساتھ ادا کرنے (جن کو تمتع اور قران کہتے ہیں) کے فضائل تحریر فرمائیں؟

جواب: فضائل مندرجہ ذیل ہیں، جو کہ تمتع اور قران دونوں کو شامل ہیں۔

۱۔ حج اور عمرہ ملا کر ادا کرنا حاجی کو مالدار بناتا ہے۔ اور گناہوں سے پاک کرتا ہے۔ نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے۔

تَابِعُوْا بَیْنَ الْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ فَاِنَّهُمَا یَنْفِیَانِ الْفَقْرَ وَالذُّنُوْبَ كَمَا یَنْفِی الْكِیْرُ خَبَثَ الْحَدِیْدِ وَالذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَلَیْسَ لِلْحَجَّةِ الْمَبْرُوْرَةِ ثَوَابٌ اِلَّا الْجَنَّةُ

یکے بعد دیگرے حج اور عمرہ کرو۔ یہ دونوں فقر اور گناہوں کو ایسا دور کرتے ہیں جیسے بھٹی لوہے چاندی اور سونے کے میل کو دور کرتی ہے۔

فقر دو قسم کا ہوتا ہے فقر ظاہری اور فقر باطنی۔ لہذا فقر دور ہونے کا ایک مطلب تو یہ ہوا کہ فقر ظاہری دور ہو کر ہاتھ غنی ہو جائے گا اور دوسرا مطلب یہ بھی ہوگا۔ فقر باطن دور ہو کر دل بھی غنی ہو جائے گا۔ یعنی ماسوٰی کی حاجتوں سے قلب مستغنی ہو جائے گا۔ یہاں دونوں غنی مراد ہیں۔ انشاء اللہ ہاتھ کا بھی غنی ہوگا۔ اور دل کا بھی غنی۔ یہ شخص کسی کا محتاج نہ ہوگا۔ اللہ تعالیٰ زیادہ مال بھی دے گا۔ اور دل بھی غنی کرے گا۔ ورنہ اگر مال ہے۔ اور دل غنی نہیں تو ہو کا فقیر ہے۔ معلوم ہوا کہ حج میں خرچ کرنے سے فقیر نہیں بلکہ غنی ہوتا ہے۔

۲۔ ایک حدیث میں ہے کہ جتنا خرچ ہوگا۔ اللہ تعالیٰ اس سے سات گنا زیادہ عطا فرمائے گا۔[۱] بلکہ قرآن کریم میں ہے۔

وَاللّٰهُ يُضٰعِفُ لِمَنْ يَّشَاءُ — اللہ تعالیٰ جس کو چاہے اس سے بھی زیادہ عطا

وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ۝ — فرمائے اور اللہ تعالیٰ وسعت والا اور علم والا ہے

۳۔ انجاح حاشیہ ابن ماجہ کے بھروسے حج اور عمرہ کرنے کا یہ طریقہ بتلایا ہے کہ پہلے عمرہ کرو، پھر پیچھے حج ادا کرو۔ یا پہلے حج کر لیا ہے۔ تو بعد میں عمرہ کرو۔ یہی حج اور عمرہ کے جمع کرنے کی قران اور تمتع کے انسب ہی تاکید ہے کہ پہلے عمرہ ہوتا ہے پھر حج۔ تو یکے بعد دیگرے عمرہ اور حج ہونے کی یہ فضیلت بحمد اللہ قران اور تمتع کرنے والوں کو بھی حاصل ہو گئی۔ لہذا قارن اور متمتع حاجی کو یہ مژدہ ہے کہ انشاء اللہ اس کا فقر بھی دور ہوگا اور گناہوں سے بھی پاک ہوگا۔ دوسری صورت یہ ہے کہ حج سے فارغ ہو کر عمرہ کرے۔ اس شکل کو بھی اختیار کر لیا جائے تو اور بہتر ہے۔ یعنی حج سے فارغ ہو کر بھی عمرہ کر لو۔ تاکہ دونوں قسم کی متابعت کا شرف حاصل ہو جائے۔ چنانچہ ایک روایت میں ایسا آیا ہے کہ حج کے ساتھ ساتھ عمرہ کرنے سے عمر میں برکت ہوتی ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ

اَلْحُجَّاجُ وَالْعُمَّارُ وَفْدُ اللّٰهِ اِنْ دَعَوْهُ اَجَابَهُمْ وَاِنِ اسْتَغْفَرُوْهُ غَفَرَ لَهُمْ۔[۲]

حج اور عمرہ کرنے والے اللہ کے وفد ہیں۔ اگر وہ اللہ تعالیٰ سے دعا کریں گے تو اللہ ان کی دعا قبول فرمائیگا اور اگر اس سے بخشش طلب کریں گے۔ تو اللہ ان کی بخشش فرمائے گا۔

---

[۱] لطائف المعارف۔ [۲] مشکوٰۃ ابن ماجہ ۔۔۔ ۲۲۹ ۔۔۔ صفحہ ۲۱۳

سُنن ابن ماجہ میں دوسری روایت یوں ہے۔

دَعَاهُمْ فَاَجَابُوْهُ یعنی اللہ تعالیٰ نے انکو بلایا اور انہوں نے دعوت قبول کی۔

معلوم ہوا کہ یہ بلائے ہوئے جا رہے ہیں تو پھر ان کے لئے رب کریم جیسے میزبان کے گھر کس چیز کی کمی ہے۔ ان کی ہر حاجت پوری ہوگی کیونکہ وہ اس کے مہمان خصوصی ہیں۔ جن کو دعوت دے کر مدعو کیا گیا ہے۔ تو یہ بھی کس ذوق و شوق کے ساتھ خدا کے بلانے پر سب کچھ چھوڑ کر حاضر ہو گئے۔ امید ہے مرنے کے وقت بھی خدا کے بلاوے پر سب کچھ چھوڑ کر لبیک کہتے ہوئے انشاء اللہ بخوشی تمام جان و دل کے ساتھ اللہ کے حضور حاضر ہو جائیں گے اور جنت میں بھی اللہ کے مہمان خصوصی بنیں گے۔ حج اور عمرہ کرنے والوں کیلئے دعا کی قبولیت، بخشش و مغفرت اور خاص لطف و کرم کی بشارت ہے۔

۴۔ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کل رات میں نے عجیب واقعات دیکھے۔ ان میں سے ایک واقعہ حضور نے یہ بیان فرمایا کہ ایک شخص جس کے آگے پیچھے، دائیں بائیں، اوپر نیچے، ظلمت ہی ظلمت تھی۔ اس کا حج اور عمرہ آیا۔ اور انہوں نے اس کو ظلمت اور اندھیریوں سے نکال کر نور میں داخل کر دیا[۱]۔ لہذا حج اور عمرہ تاریکیوں سے نکال کر روشنی اور نور میں داخل کرنے والے ہیں۔ انشاء اللہ امید ہے کہ قبر میں بھی یہ نور اور روشنی پہنچائیں گے۔

۵۔ حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حج مبرور اور عمرہ مبرور افضل اعمال سے ہیں۔

مذکورہ بالا احادیث حج اور عمرہ کی فضیلت میں ہیں۔ جو علیحدہ علیحدہ حج اور عمرہ کرنے والوں پر بھی صادق آتی ہیں۔ اور عمرہ اور حج کو ملا کر ادا کرنے والوں پر بھی صادق آتی ہیں۔ یعنی حج تمتع اور قران کو بھی شامل ہیں۔

حج مَبْرُور اور عُمرہ مَبْرُور

سوال: جب یہ ارشاد ہے کہ حج اور عمرہ مبرور ادا کرو تو ضروری ہوا کہ مبرور کے معنی بھی معلوم ہوں۔ تو براہِ کرم یہ بیان فرمائیں کہ مَبْرُور کسے کہتے ہیں؟ حاجی کو دعا بھی یہ دی جاتی ہے کہ

---

[۱] القول البدیع فی صلوٰۃ علی حبیب الشفیع، للسخاوی ص ۱۲۵ ۔

for more books click on link below
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

اللہ تجھے حج مبرور عطا فرمائے۔ لہٰذا مبرور کے معنی وضاحت سے بیان فرمائیں؟

جواب:۔ مبرور اس حج اور عمرہ کو کہتے ہیں کہ جس میں خیر اور بھلائی ہو، کوئی گناہ نہ ہو، دکھلاوا سنانا نہ ہو[1]، لوگوں کے ساتھ احسان کرنا، کھانا کھلانا، نرم کلام کرنا، سلام پھیلانا، خوش خلقی سے پیش آنا۔ یہ سب وہ چیزیں ہیں جو حج کو مبرور بناتی ہیں۔ جبکہ کھانا کھلانا بھی حج مبرور میں داخل ہے تو حاجت سے زیادہ توشہ ساتھ ہو۔ تاکہ رفیقوں کی مدد اور فقیروں پر تصدق بھی کرتے چلو۔ اصل میں مبرور بِرّ سے بنا ہے جس کے معنی اس طاعت اور احسان کے ہیں۔ جس سے خدا کا تقرب حاصل کیا جاتا ہے[2]۔ قرآن کریم نے ایک آیت میں چھ چیزوں کو بِرّ فرمایا۔ وہ آیہ کریمہ یہ ہے۔ اس پر عمل کرو۔ انشاء اللہ حج مبرور ہوگا۔ وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ (پ ۲، ر ۶) الآیہ

اس آیت میں بِرّ کی چھ قسمیں بیان کی گئی ہیں۔ جس نے حج میں ان چھ قسم کی بھلائیوں کو حاصل کر لیا۔ اس نے بِرّ اور بھلائی کو مکمل کر لیا۔ اور وہ چھ چیزیں یہ ہیں۔

۱۔ اوّل اس آیۂ کریمہ میں اصل الاصول ایمان مفصل کا ذکر ہے۔ کہ ایمان کو پہلے مضبوط کرو۔ نظریات بد عقیدات کفریہ سے توبہ کرو۔ ایمان کو درست کرکے پھر عمرہ اور حج کو جاؤ۔ ایمان نام ہے اللہ اور رسول سے کامل محبت کا۔ لہٰذا اللہ اور رسول سے کامل محبت پیدا کرکے ایمان کامل لے کر جاؤ۔ جتنا ایمان کامل ہوگا۔ تو پھر ہر مقام کی زیارت سے لطف بھی کامل حاصل ہوگا۔ ایمان کی جڑ دل میں قائم ہوتی ہے۔ ایمان سے ہی قلب کی اصلاح ہوتی ہے۔ اسی سے دونوں جہان کی سعادتیں حاصل ہوتی ہیں۔ معرفت الٰہی توحید و خشیت، امید و رجا، محبت و انابت، اور توکل علی اللہ یہ سب ایمان کے ثمرات ہیں۔

۲۔ دوسرے اس آیت میں ذوی القربیٰ، یتامیٰ، مساکین، مسافروں، سائلین اور گردنوں کے آزاد کرنے (گردن چھڑانے میں یہ بھی شامل ہے کہ کسی کی گردن قرض سے چھڑا لی جائے یعنی اس کا قرض ادا کر دیا جائے) ایسے اعلیٰ مصارف میں مال خرچ کرنے کو بِرّ اور احسان بتلایا گیا ہے۔ لہٰذا حاجی اللہ کی راہ میں ان مصارف میں خوب خرچ کرتا جائے۔ ہر قسم کے مستحق کو دے۔ بخل نہ کرے۔ حرمین شریفین کے یتامیٰ مساکین، فقراء اور اہل حرمین کے چلنے والے مسافروں کو مقدم رکھے۔ تو اور بھی بہتر ہے۔ یاد رکھنا کسی بخیل کو اپنے ساتھ سفر میں نہ رکھنا۔ وہ بخل کی ہی تعلیم دے گا۔ بخیل نہ خود خرچ کرے گا، نہ

---

[1] اشعۃ اللمعات۔ [2] مرقاۃ ص۳۵۔

for more books click on link below
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

رتے دے گا۔ اور تم ہر مقام پر حالی تقرب الی اللہ سے محروم ہوتے چلے جاؤ گے۔

۳۔ تیسرے وہ بات جس کو اس آیت میں پڑ اور بتلائی فرمایا وہ نماز ہے جو رکن اسلام ہے۔ حاجی پر لازم ہے کہ نمازوں کا بھی پورا خیال رکھے۔ خصوصاً اس مقدس سفر میں، سفر ہو یا حضر کہیں بھی نماز کو نہ چھوڑے۔ مسجد حرام میں ایک لاکھ نمازوں کا ثواب ہے۔ اور مسجد نبوی میں پچاس ہزار نمازوں کا، یہ ثواب دوسری جگہ کہاں؟ لہٰذا ان مساجد میں نماز با جماعت کی ادائیگی کا پابندی سے اہتمام رکھنا، مساجد میں داخل ہی بہ نیت اعتکاف ہونا، ختم قرآن اور ہر نیکی کو بجالانے کی کوشش کرنا، حضر میں ہو یا سفر میں ادائیگی نماز کا پختہ ارادہ رکھنا، اللہ تعالیٰ اس ارادہ کو پورا کرے گا۔ اور اس کی مدد فرمائے گا ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ ایک روز سورج نکلنے کے قریب ہو گیا، میں نے بہت غل شور مچایا۔ لیکن قافلہ نہ ٹھہرا۔ آخر سواری پر سے میں کود پڑا۔ مجھے یہ علم تھا کہ اب قافلہ چاشت کے وقت تک کہیں نہیں ٹھہرے گا۔ اس وقت تک پیدل ہی چلنا پڑے گا۔ مگر میں اترا اور بڑے اطمینان سے نماز پڑھی نماز پڑھ کر روانہ ہوا کہ قافلہ سے ملوں۔ تھوڑی دور ہی چلا تھا کہ کیا دیکھتا ہوں کہ قافلہ رکا ہوا ہے۔ میں اس کو اللہ کی غیبی مدد سمجھ کر سواری پر بیٹھ گیا مجھے یقین کامل ہو گیا کہ جو کوئی اللہ کا حکم بجالائے گا۔ اللہ تعالیٰ اس کا معین اور مددگار ہوگا۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰہَ یَنْصُرْکُمْ — تم اللہ کی مدد کرو۔ وہ تمہاری مدد کرے گا یعنی احکام الٰہی بجالاؤ۔ اللہ تمہاری مدد فرمائے گا۔ (پ۲۶ رکوع ۵)

یہ وعدہ برحق ہے۔ غرضیکہ نماز اس سفر میں ہرگز فوت نہ ہو۔ اس کا بہت اہتمام رکھنا۔ حتیٰ کہ بعض جگہ قافلہ یا سواری نہ ٹھہرے تو ملا کر ادا کر لو۔

انوار بشارۃ میں لکھا ہے کہ مدینہ طیبہ کے سفر میں بعض مرتبہ دیکھا ہے کہ بہت سے حجاج نماز کی طرف بالکل التفات نہیں کرتے۔ تھوڑی تکلیف پر نماز چھوڑ دیتے ہیں۔ حالانکہ شریعت مطہرہ نے جب تک آدمی ہوش میں ہے۔ نماز ساقط نہیں کی۔ مدینہ طیبہ کے سفر میں بعض مرتبہ قافلہ نہ ٹھہرنے کے باعث بمجبوری ظہر و عصر ملا کر پڑھنی پڑتی ہے۔ اس لئے لازم ہے کہ ظہر کے فرضوں سے فارغ ہونے سے پہلے یہ ارادہ کر لو کہ اس وقت عصر بھی پڑھوں گا۔ اور فرض ظہر سے فارغ ہونے کے بعد فوراً عصر کی نماز پڑھ لو۔ یہاں تک کہ بیچ میں ظہر کی سنتیں بھی نہ پڑھو۔ اسی طرح

for more books click on link below
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

مغرب کے بعد عشا بھی ان شرطوں کے ساتھ ملا کر پڑھنا جائز ہے۔ اور اگر ایسا موقع ہو کہ عصر کے وقت ظہر یا عشا کے وقت مغرب پڑھنی ہے۔ تو صرف اتنی شرط ہے کہ ظہر و مغرب کے وقت میں وقت نکلنے سے پہلے یہ ارادہ کر لو۔ کہ ان کو عصر اور عشا کے ساتھ پڑھوں گا۔

۴۔ چوتھے اس آیت میں جس بِرّ اور بھلائی کا ذکر فرمایا ہے۔ وہ زکوٰۃ ہے۔ یہ بھی حرمین شریفین کے فقراء پر تقسیم ہو تو بہتر ہے۔

۵۔ پانچویں اس آیت میں وہ بھلائی جس کو "بِرّ" فرمایا گیا، وفائے عہد ہے۔ کرایہ وغیرہ میں جو کچھ ٹھہرایا ہے، اس کو پورا پورا ادا کر دو۔ سواری پر جتنے وزن کا سامان رکھنا یا آدمی بٹھانا طے پایا اس سے زیادہ سامان نہ رکھو۔ اور نہ زیادہ آدمی بٹھاؤ۔

۶۔ چھٹے اس آیت میں جس کو بِرّ اور بھلائی بتلایا ہے۔ وہ تکلیف اور نقصانوں پر صبر کرنا ہے۔ لہٰذا حاجی پر لازم ہے کہ تکالیف سے گھبرائے نہیں۔ موسم کی شدت یا کسی کے مزاج کی گرمی اور غصہ کو برداشت کرتا رہے۔ خصوصاً حرمین شریفین کے رہنے والے حضرات کو واجب التعظیم سمجھے۔ ان پر طعن اور تشنیع کرنا اپنا مشغلہ نہ بنائے۔ اگرچہ مرتکب فسق و فجور میں ان کو دیکھے۔ اور تجھ کو ان سے ایذاء اور تکلیف پہنچے تو صبر کر۔ ان کو قرب و جوار کا شرف حاصل ہے۔ ان کے زیرِ قدم آنکھیں بچھاؤ۔ اور اس کو سعادت جانو۔ لہٰذا حاجی پر لازم ہے کہ ان مذکورہ بالا تمام نیکیوں کی حفاظت کر کے عمرہ اور حج کو ادا کرے۔ انشاء اللہ حج اور عمرہ مبرور اور مقبول حاصل ہوگا۔ افسوس کہ لوگ دولت خرچ کر کے حج کرنے جاتے ہیں۔ مگر حج میں لڑائی جھگڑا، فحش کلامی، اور بدمزاجی کو نہیں چھوڑتے بات بات میں غصہ کرتے ہیں۔ گناہوں کے مرتکب ہوتے ہیں۔ خرچ میں بخل کرتے ہیں۔ نمازوں کو چھوڑتے ہیں۔ بدعہدی کرتے ہیں۔ حج کو خراب کر کے غیر مبرور اور غیر مقبول بنا لیتے ہیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ۰

اسبابِ قبولیت درج کر دیے گئے ہیں۔ ان کو بار بار پڑھ کر عمل کرو۔ انشاء اللہ مقبولیت حاصل ہوگی اور حج مبرور کے ذریعہ جنت نصیب ہوگی۔ اشعۃ اللمعات میں ایک قول یہ بھی ہے کہ حج مقبول کا نشان یہ ہے کہ جیسا گیا تھا۔ اس سے بہتر ہو کر لوٹے۔ آخرت کی طرف رغبت ہو۔ گناہوں سے نفرت ہو۔ حج تم کو ایسا بنا دے کہ فسق و فجور سے، بیہودہ کلامی، غصہ، لڑائی جھگڑا

for more books click on link below
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

کچھ باقی نہ ہے۔ اس آیۂ کریمہ میں بھی اسی طرف اشارہ ہے۔

لَا رَفَثَ وَ لَا فُسُوْقَ وَ لَا جِدَالَ فِی الْحَجِّ ۔ (پ ۲ رکوع ۹)

حج میں نہ فحش ہے، نہ بے ہودہ باتیں، نہ فسق و فجور اور نہ لڑائی جھگڑا۔

کیونکہ ان چیزوں کی ممانعت بطور نفی ہے۔ جس میں اشارہ ہے کہ حاجی اس طرح ان برائیوں کو دور کرے کہ حاجی میں ان کی نفی ہو جائے۔ حج حاجی کو ہمیشہ کیلئے بہترین انسان بن جانے کی تعلیم دیتا ہے۔ حج اور عمرہ میں تمام نیکیوں کو بجا لاؤ۔ تاکہ حج اور عمرہ مبرور ہو۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ جس میں یہ تین خصلتیں نہ ہوں۔ یعنی ورع نہ ہو جو حرام سے روکے، علم نہ ہو جو جہالت سے روکے، حسن سلوک نہ ہو۔ جو اپنے رفیقوں کے ساتھ بدسلوکی سے روکے تو ایسے حج کی اللہ تعالٰے کو کوئی حاجت نہیں ہے۔[1]

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کسی نیکی کو حقیر مت سمجھو۔ اگرچہ تم اپنے ڈول سے کسی پیاسے کے برتن میں پانی ہی ڈالو۔ رسی یا جوتے کا تسمہ کسی کو دو۔ راستہ سے کسی ایذاء کی چیز کو ہٹا دو۔ اپنے بھائی کے ساتھ خندہ پیشانی کے ساتھ ملو۔ حاصل کلام یہ ہے کہ بہتر انسان وہ ہے جو دوسروں کو نفع پہنچائے۔ اور لوگوں کی تکلیفوں پر صبر کرے۔ خصوصاً سفر میں اپنے رفیقوں کے ساتھ احسان کرنا بہت ہی زیادہ پسندیدہ ہے۔

ایک سفر میں سخت گرمی کے موسم میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کچھ لوگ روزہ دار تھے۔ روزہ دار بے طاقت ہو کر گر گئے۔ اور افطار کرنے والے کھڑے رہے۔ انہوں نے خیمے نصب کئے۔ جانوروں کو پانی پلایا۔ اور دیگر کام کئے تو اُس دن حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

ذَهَبَ الْمُفْطِرُوْنَ الْيَوْمَ بِالْاَجْرِ۔[2]

آج افطار کرنے والے اجر و ثواب حاصل کرنے میں سبقت لے گئے۔

ایک سفر سے اصحاب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم لوٹے۔ تو انہوں نے ایک شخص کی یوں تعریف کی کہ جب بھی ہم نے اس کو دیکھا تو قرآن پڑھتے اور نماز پڑھتے دیکھا۔ حضرت ابو قلابہ نے دریافت کیا کہ اس کے سامان کی حفاظت کون کرتا تھا۔ اس کے جانور کو گھاس کون چراتا تھا۔

---

[1] لطائف المعارف ص ۲۴۹ [2] لطائف المعارف۔

انہوں نے جواب دیا کہ ہم۔ حضرت ابوقلابہ نے کہا۔ تم اس سے بہتر ہو۔ کیونکہ تمہارا نفع دوسروں کو پہنچا۔

ایک سفر میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو روزہ دار پایا۔ آپ نے اس سے پوچھا کہ تجھے سفر میں روزہ رکھنے پر کس چیز نے آمادہ کیا۔ اس نے عرض کی کہ میرے ساتھ دو بیٹے ہیں۔ وہی مجھ کو اٹھاتے بٹھاتے ہیں۔ اور وہی میری تمام خدمت کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ وہ دونوں تجھ پر فضیلت لے گئے۔[1]

حضرت عبداللہ بن مبارک سفر میں خود روزہ سے ہوتے تھے مگر دوسروں کو علاوہ کھانے کھلاتے تھے۔ اللہ تعالیٰ ہم کو بھی ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے نیکیوں اور بھلائیوں کے ذریعہ ہمارے حج اور عمرہ کو مقبول اور مبرور بنائے اور اس کی بھی توفیق عطا فرمائے کہ ساتھیوں اور رفیقوں کی خدمت اور کام کرنے سے دل تنگ نہ ہو۔ کیونکہ دوسروں کو نفع پہنچانے میں زیادہ ثواب ہے۔

حج اور عمرہ کی وجہ تسمیہ

حج کی وجہ تسمیہ

سوال:۔ حج کو حج کیوں کہتے ہیں؟

جواب:۔ حج کے معنی شے معظم کی طرف قصد اور ارادہ کے ہیں۔ حج نے یہ بتلایا کہ حج کیلئے جانے کا مستحق ارادوں میں وہی ارادہ اور قصد ہے۔ جو اللہ جیسے خالق اور محبوب کے گھر کا ہو گویا اس کے آگے تمام ارادے اور قصد کالعدم ہیں۔ کسی کے گھر کی طرف جانا گھر والے کی زیارت کے لئے ہوتا ہے تو درحقیقت یہ قصد بیت نہیں، بلکہ قصد رب البیت ہے۔ مقصود صرف اللہ اور اس کی رضا ہے۔ نہ تجارت ہے۔ نہ سیر و تفریح، نہ ریا پیش نظر ہے، نہ سمعہ۔ ہاں ضمناً چیزوں کی خرید فروخت بھی ہو جائے تو حرج نہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

---

[1] لطائف المعارف۔

for more books click on link below
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَبْتَغُوْا فَضْلًا مِّنْ رَّبِّكُمْ . (پ۲ رکوع ۹) اگر تم اپنے رب کا فضل چاہو تو کوئی حرج نہیں ۔

بہر حال حج جس کے معنی قصد کے ہی ہیں ۔ اگر اس سے مقصودِ اعظم اللہ نہیں ۔ تو حج بھی حج نہیں ۔ اور اگر زندگی کے ہر فعل و عمل سے اللہ اور اسکی رضا کا قصد ہو تو تمام زندگی مثل حج ہے ۔ ہر وقت ان کا مقصود ان کے پاس موجود ہے ۔ اور جنہوں نے حج سے بھی اللہ کا قصد نہیں کیا ۔ بلکہ طلب غیر اور تجارت کا ارادہ کیا ۔ تو ان کے لئے کسی ولی کامل نے کہا ہے ۔

اے قوم بحج رفتہ کجائید کجائید معشوق ہمیں جاست بیائید بیائید

یعنی اے حج کرنے والو ! تم کہاں ہو ؟ معشوق جو کہ حج سے مقصود ہونا چاہئے وہ تو یہاں میرے پاس موجود ہے ۔ یہاں آؤ ۔ تم نے غیر کو مقصود بنا لیا ہے ۔ میرے پاس آؤ ۔ میں تم کو توحید کا فیض پہنچاؤں ۔ سینہ سے غیر اور اسکے قصد کو نکالوں ۔ خدا تعالیٰ کی خالص طلب پیدا کروں ، ورنہ غیر کے قصد اور ارادہ سے نجات ملنا مشکل ہے ۔ ریا وغیرہ ، شرکِ خفی اس طرح قلب میں پوشیدہ ہوتے ہیں ۔ جیسا کہ تسبیح کے دانوں میں تاگا ۔ حضرت میر درد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ۔

زاہدا شرکِ خفی کی بھی خبر ٹک لینا ساتھ ہر دانۂ تسبیح کے زنار بھی ہے

بعض کام بظاہر خالص اللہ کیلئے ہوتے ہیں ۔ مگر ان میں بھی غیر کا تعلق مخفی نکل آتا ہے ۔ ایک بزرگ صفِ اوّل میں نماز پڑھتے تھے ۔ ایک روز ان کو پیچھے کی صف میں جگہ ملی ۔ ان کو شرم محسوس ہوئی ۔ اس روز ان کو معلوم ہوا کہ صفِ اوّل میں بیٹھنا بھی مخلوق کے دیکھنے کے لئے تھا ۔ کامل توحید شرکِ خفی کے قلب سے نکلنے کے بعد حاصل ہوتی ہے ۔

اگر جانا ہے تو اللہ کے لئے تیرا جانا ہو ۔ اور درِ کعبہ سے توحیدِ کامل کا فیض لینے حاضر ہو ۔ کہیں وہاں پہنچ کر یہ حال نہ ہو ۔ جو اس شعر میں ہے ۔

کعبہ میں درد آپ کو لایا ہوں کھینچ کر دل سے گیا نہیں خیالِ بتاں ہنوز

بلکہ دل سے تمام آرزوئیں نکل جائیں ۔ سوائے اللہ کی رضا اور خوشنودی کے تیرا اور کوئی مقصد نہ ہو ۔ بعض لوگوں کی طرح حج اور عمرہ کی آڑ میں صرف تجارت کے قصد سے نہ جائے بلکہ اس کا مقصود و مطلوب صرف خدا اور اسکی رضا ہو ۔ یہ ہی زندگی کا مقصد ہے ۔

for more books click on link below
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

گذشتم از سر مطلب تمام شد مطلب
نقاب چہرہ مقصود بود مطلب ما

شاعر کتا ہے کہ اے سوئی اللہ یہی جو بھی تیرا مقصود اور مطلوب ہے۔ وہی حجاب رخ یار ہے۔ سب مطالب کو دل سے دور کر دیا۔ تو پھر لا حجاب مشاہدہ محبوب حاصل ہو گیا اور اب مقصود مل گیا۔

اِلَیْکَ یَا مُنْیَتِیْ حَجِّیْ وَ مُعْتَمَرِیْ
اِنْ حَجَّ قَوْمٌ اِلٰی تُرْبٍ وَّ اَحْجَارٖ

ترجمہ:۔ اگر کسی قوم نے مٹی اور پتھر کا حج کیا ہو تو ہو، مگر میرے دل کی آرزو، میرا حج اور عمرہ تو آپ ہی کی طرف ہے۔ یعنی آپ ہی مقصود ہیں۔

لَبَّیْکَ لَبَّیْکَ یَا سَیِّدِیْ وَ مَوْلَائِیْ
لَبَّیْکَ لَبَّیْکَ یَا مَقْصِدِیْ وَ مَعْنَائِیْ

لہٰذا ہر کام میں قصد اللہ ہی کی رضا اور خوشنودی کا ہو۔ اور حج بھی اللہ ہی کے لئے ہو۔

عمرہ کی وجہ تسمیہ

سوال:۔ عمرہ کو عمرہ کیوں کہتے ہیں؟

جواب:۔ ۱۔ لغت میں عمرہ کے معنی زیارت کے ہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ یہ عمارت (آبادی) سے مشتق ہے۔ عمرہ میں یہ دونوں معنی موجود ہیں۔ کیونکہ حج کے بعد عمرہ کے ذریعہ مسجد حرام کی "آبادی" بھی ہے۔ اور بیت اللہ کی مزید "زیارت" بھی۔ پھر زیارت بھی ایک دفعہ نہیں۔ بلکہ سال میں متعدد عمرے کر کے متعدد بار زیارت کر سکتے ہو۔ کیونکہ احناف کے نزدیک عمرہ کی کثرت منع نہیں ہے جتنے چاہیں عمرے کیجئے اور زیارت بیت اللہ کا شرف حاصل کیجئے۔

۲۔ عمرہ حج پر ایسی زائد شے ہے۔ جیسے فرض نماز پر نفل۔ نفل اللہ کی محبت اور رغبت ہی سے ادا ہو سکتے ہیں۔ تو گویا اس کی عمارت محبت پر قائم ہوئی۔ نیز اس شوق اور محبت کے ذریعہ مسجد حرام کی بھی تعمیر و تنظیم ہے۔

۱۔ مکتوبات امام ربانی ص ۵۹ جلد اوّل دفتر اوّل۔

for more books click on link below
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

حج اکبر، حج اصغر اور حج افضل

سوال:۔ کیا حج اکبر اس حج کو کہتے ہیں۔ جو جمعہ کے دن واقع ہو؟

جواب:۔ نہیں، بلکہ حج جس دن بھی ہوگا۔ خواہ منگل کو ہو یا بدھ کو۔ اس کو بھی حج اکبر ہی کہیں گے۔ حج اصغر عمرہ کو کہتے ہیں۔ اس کے مقابلہ میں حج کو اکبر کہتے ہیں۔ لہذا حج کی دو قسمیں ہو گئیں۔ ایک حج اکبر اور ایک حج اصغر۔ حج معروف ہر حال میں اکبر ہے۔ یہ عمرہ کے مقابلہ میں ہے کہ جو حج اصغر ہے۔ مگر اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ جمعہ کے دن کے حج کو کوئی فضیلت نہیں۔ بلکہ یہ بہت بڑی فضیلت والا افضل حج ہے۔

سوال:۔ جمعہ کے دن واقع ہونے والے حج افضل کے بھی کچھ فضائل بیان فرمائیں؟

جواب:۔ سنئے، وہ حج جو جمعہ کے دن واقع ہوتا ہے۔ بے حد فضیلت والا حج ہے۔ اس کے افضل ہونے میں کوئی شبہ نہیں ہے[1]

اس میں بہت سی فضیلتیں جمع ہیں۔ مثلاً

۱۔ جمعہ کے دن واقع ہونے کی فضیلت ہے۔ کیونکہ اس دن کے حج میں دو افضل دن جمع ہو گئے ہیں۔ عرفہ کا دن جو تمام سال کا بہترین دن ہے۔ اور جمعہ کا دن جو ہفتہ کے تمام دنوں کا افضل دن ہے۔ حدیث شریف میں ہے۔ جس بہترین دن پر سورج چمکتا ہے، وہ جمعہ کا دن ہے۔ اور تیسری چیز میدان عرفات ہے۔ جو اعلیٰ اور افضل جگہ ہے۔ لہذا اس حج کو مکان اور جگہ کی فضیلت کے ساتھ ساتھ زمانی یعنی جمعہ کے دن کی فضیلت بھی حاصل ہے۔

۲۔ اس حج کو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے حج کے دن سے موافقت کی اور مشابہت کی بھی فضیلت حاصل ہو گئی۔ کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حج وداع جمعہ کو واقع ہوا تھا۔

۳۔ جمعہ کے دن کا حج ستر حج کے برابر ہے۔[2]

۴۔ جمعہ کے دن حج واقع ہو تو بغیر کسی واسطہ اور وسیلہ کے تمام اہل موقف کی بخشش ہو جاتی ہے۔ خود بلا واسطہ اللہ تعالیٰ بخشش فرماتا ہے۔ اور غیر جمعہ کے حج میں بعض مقبول اور صالحین

۱۔ شرح سفر السعادۃ ۔ ۲۔ مراقی الفلاح

for more books click on link below
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

بندوں کے واسطے سے بھی اللہ تعالیٰ بخشش فرماتا ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ حاجی اور غیر حاجی جو بھی موقف میں موجود ہوں۔ ان سب کی بخشش ہو جاتی ہے۔ اگرچہ محدثین نے اس حدیث میں کلام کیا ہے۔ مگر خدا کی بے پناہ رحمت کی وسعت میں کوئی کلام نہیں۔ وہ کیف اور حال پیدا ہوتا ہے کہ قال گم ہے۔

۵۔ اہل عرفہ کی عید عرفہ کے دن ہے۔ اور عالم اسلام کی عید جمعہ کے دن ہے۔ اس حج میں یہ دونوں عیدیں جمع ہو گئیں۔

۶۔ قیامت بھی جمعہ کے دن ہو گی۔ لہٰذا جمعہ کے دن عرفات کے عظیم اجتماع کو قیامت کے عظیم اجتماع سے مشابہت اور موافقت پیدا ہو جائے گی۔ لہٰذا اس موقف میں قیامت کے ہول اور دہشت سے بچنے کی دعائیں مانگو۔ اور قیامت کے دن کو خوب یاد کرو۔

۷۔ جمعہ کا دن یوم مزید ہے۔ اہل جنت کے لئے مشک کے ٹیلوں پر موتی، سونے چاندی اور زبرجد کے منبر نصب کئے جائیں گے۔ جن پر یہ جنتی بیٹھے ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ ان پر تجلی فرمائے گا۔ کھلی آنکھوں سے اللہ کا دیدار ہو گا۔ حج کے دن اگر جمعہ واقع ہو جائے تو اس دیدار اور تجلی کے ملنے میں عجب نہیں کہ اہل نظر کو خاص تجلیات محسوس ہوں۔

۸۔ جمعہ کے دن ایک ساعت دعا کی قبولیت اور اجابت کی ہے۔ کہ اس میں جو دعا کرے گا۔ اللہ اس کو قبول فرمائے گا۔ اکثر علماء اس ساعت کی تعیین میں اس طرف گئے ہیں کہ وہ عصر کے بعد کی پہلی ساعت ہے اور عرفات میں یہی وقت دعا اور زاری کا ہے۔ لہٰذا جمعہ کے دن حج واقع ہونے میں جمعہ کی یہ ساعت اجابت بھی مل جاتی ہے۔

حج اور سوال

سوال:۔ ایک شخص غریب اور نادار ہے۔ جذبۂ شوق میں اس درجہ مغلوب ہے کہ وہ بغیر زاد راہ کے چل پڑا۔ اور اس نے یہ فیصلہ کر لیا ہے کہ میں اپنی ضروریات سوال سے پوری کرتا رہوں گا۔ اس کے لئے کیا حکم ہے؟

جواب:۔ یہ شخص اس طرح حج کو نہ جائے۔ کیونکہ حج اس پر فرض نہیں۔ سوال کرنا منع ہے

for more books click on link below
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

لَيْسَ لِلْمُؤْمِنِ اَنْ يُّذِلَّ نَفْسَهٗ ۔ — مسلمان کو یہ لائق نہیں کہ وہ اپنے آپ کو سوال کی ذلت میں ڈالے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ اہل یمن حج کرتے تھے اور زادِ راہ اپنے ساتھ نہیں لیتے تھے۔ اور کہتے تھے کہ ہم متوکل ہیں۔ جب مکہ میں آتے تو لوگوں سے سوال کرتے، اس پر اللہ نے یہ آیت اتاری۔

وَتَزَوَّدُوْا فَاِنَّ خَيْرَ الزَّادِ التَّقْوٰی (پ۲ رکوع۹) — زادِ راہ لے کر چلو (سوال سے بچو) تقویٰ بہترین زادِ راہ ہے۔

جب سوال منع ہے تو سوال کا پیسہ بھی حلال نہیں۔ اور جو سوال کے پیسوں سے حج کریگا وہ بھی مقبول نہ ہوگا۔ کیونکہ حج مقبول کے لئے ضروری ہے کہ حلال پیسے سے حج ہو۔ لہذا کوئی فائدہ نہیں انسان سوال کی ذلت بھی اختیار کرے اور حج بھی مقبول نہ ہو۔ سوال کی ممانعت میں اس قدر اہتمام ہے کہ فقہاء نے یہاں تک لکھا ہے کہ احرام باندھنے سے پہلے غسل کے وقت اپنے بدن پر خوشبو لگاؤ۔ بشرطیکہ اس کے پاس ہو۔ اگر اس کے پاس نہ ہو تو کسی سے طلب نہ کرے کہ یہ بھی سوال ہے۔[1]

حج اور مال حرام

سوال:- مال حرام سے حج کرنے والے کے متعلق بھی کچھ فرمائیں!

جواب:- جو شخص مال حرام سے حج کرے گا۔ اس کا حج مقبول نہ ہوگا۔ اگرچہ فرض ساقط ہو جائے گا۔ اس حج پر اس کو آخرت میں کوئی ثواب نہ ملے گا۔[2] خود اللہ پاک ہے۔ اس کی راہ میں بھی پاک مال لے کر چلو۔ اور پاک مال خرچ کرکے اس کا تقرب حاصل کرو۔ پھر ایک ایک درہم سات سات سو کے برابر ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمر فرماتے ہیں کہ حاجیوں میں سے افضل وہ ہے جس کی نیت خالص نفقہ پاکیزہ اور یقین عمدہ ہو۔[3] احیاء العلوم میں ہے جو ناجائز مال سے حج کرتا ہے۔ تو اللہ

---

[1] شامی جلد دوم صفحہ ۲۱۶۔ [2] فتح القدیر صفحہ ۱۱۹۔ [3] احیاء العلوم صفحہ ۳۲۱۔

for more books click on link below
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

فرماتا ہے۔

لَا لَبَّیْکَ وَلَا سَعْدَیْکَ یعنی تیرا لبیک اور سعدیک کہنا قبول نہیں۔

جب تک حرام اور دوسروں کی وہ چیزیں جو ظلماً تیرے قبضہ میں ہیں۔ ان کو اپنے ہاتھ سے رد نہ کرے۔ مقبول نہیں۔[1] بعض اسلاف سے منقول ہے کہ خود کو حرام سے روکنا نفلی حج سے افضل ہے۔ اور ایک دانگ یعنی چھ رتی کی مقدار بھی کسی ایسی چیز کو ترک کر دینا۔ جو مکروہ ہو۔ اور اللہ تعالیٰ کو ناپسند ہو۔ پانچ سو نفل حجوں سے بہتر ہے۔[2] کیونکہ ایسی چیزوں کا چھوڑنا نفس پر زیادہ شاق ہے۔ لہٰذا اس کا ثواب بھی زیادہ ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ حلال پیسے سے حج نصیب فرمائے۔ تاکہ حج مقبول ہو۔ اور حج مقبول کے برکات حاصل ہوں۔

حضرت ام سلمہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم صبح کی نماز کے بعد یہ پڑھا کرتے تھے۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ عِلْمًا نَّافِعًا وَّ عَمَلًا مُّتَقَبَّلًا وَّ رِزْقًا طَیِّبًا۔[3] اے اللہ! میں آپ سے علم نافع، عمل مقبول اور پاک رزق مانگتا ہوں۔ (حرام سے بچا)

لہٰذا اس دعا کو آپ بھی اپنے وظیفہ میں رکھیں۔ تاکہ نماز اور حج ہمارا مقبول ہو۔ سود کے مال میں حج ادا کرنے کی تدبیر یہ ہے کہ کسی سے حلال پیسہ قرض لے لو۔ اس سے حج ادا کرو۔ اپنے مال سے قرض کی ادائیگی کرتے رہنا۔[4]

تارکِ حج کیلئے سوءِ خاتمہ کا خوف

سوال:۔ حج ترک کرنے والے کے لئے کیا وعید ہے؟

جواب:۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص اس قدر زادِ راہ کا مالک ہے۔ کہ وہ اس کو بیت اللہ تک پہنچا دے۔ پھر اس نے حج نہ کیا تو

فَلَا عَلَیْہِ اَنْ یَّمُوْتَ یَھُوْدِیًّا اَوْ کوئی فرق نہیں کہ وہ یہودی ہو کر مرے یا

---

[1] احیاء العلوم صفحہ ۳۲۷۔ [2] لطائف المعارف صفحہ ۲۹۵ [3] مشکوٰۃ شریف۔ [4] عالمگیری

for more books click on link below
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

لَا نَضُرُّ اِنّیاً ہ … نصرانی ہو کر۔

یعنی اللہ تعالیٰ کو پرواہ نہیں کہ یہ بحالتِ کفر نصرانی ہو کر مرے یا یہودی ہو کر۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

وَلِلّٰہِ عَلَی النَّاسِ حِجُّ الْبَیْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَیْہِ سَبِیْلًا۔ ط (پ۴ رکوع۱) — اللہ کے لئے، ان لوگوں پر حج بیت اللہ فرض ہے، جنہیں راستہ کی استطاعت ہو۔

.... اور اس سے آگے یہ ہے۔

مَنْ کَفَرَ فَاِنَّ اللّٰہَ غَنِیٌّ عَنِ الْعَالَمِیْنَ۔ (پ۴ رکوع۱) — اور جس نے کفر کیا یعنی حج نہیں کیا (تو وہ اچھی طرح سُن لے) بیشک اللہ سارے جہان سے غنی ہے۔

خدا کو کسی کے حج اور عبادت کی حاجت نہیں۔ ترکِ حج سے بندے نے اپنا ہی نقصان کیا۔ اس میں قابلِ غور یہ چیز ہے کہ جس نے حج نہیں کیا۔ اس کے لئے اللہ نے یہ ارشاد نہیں فرمایا کہ اس نے حج نہیں کیا۔ بلکہ مَنْ کَفَرَ فرما کر ارشاد فرمایا کہ جس نے کفر کیا۔ تفسیر مظہری میں ہے۔ مَنْ لَمْ یَحُجَّ کی جگہ مَنْ کَفَرَ کہنے میں تاکید وجوب کی طرف اشارہ ہے۔ کہ حج کے وجوب اور فرضیت میں اس درجہ شدت ہے کہ اس کے ترک کو کفر کہا گیا۔ اور اس لئے بھی ترکِ حج کو کفر کہا گیا کہ یہ طرزِ کفار کا ہے۔ لہٰذا یہ طریقۂ کفر ہے۔

اگر کفر کو کفرانِ نعمت یعنی ناشکری سے بنایا جائے تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ جبکہ اللہ تعالیٰ نے ایمان، عافیت، صحت اور دولت عطا فرمائی اور اس نے حج نہ کیا۔ تو اس نے ناشکری کی۔ اللہ کی دی ہوئی نعمتوں کو اللہ کی راہ میں کام میں نہ لانا ناشکری اور کفرانِ نعمت ہے۔ لہٰذا معلوم ہوا کہ حج شکرِ نعمت ہے۔ اور شکر سے نعمت زیادہ ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

لَئِنْ شَکَرْتُمْ لَاَزِیْدَنَّکُمْ (پ۱۳ رکوع۱۳) — تم شکر کرو۔ میں تم کو زیادہ دوں گا۔

لہٰذا حج ظاہری اور باطنی نعمتوں کی زیادتی کا باعث ہے نیز اوپر حدیث گزر چکی ہے کہ حج اور عمرہ سے افلاس و تنگدستی دور ہوتی ہے اور مال میں زیادتی ہوتی ہے۔ فرصت کو غنیمت سمجھو۔ اور

for more books click on link below
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

ہمت کرکے حج کا پختہ ارادہ کرلو۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔
مَنْ اَرَادَ الْحَجَّ فَلْيَتَعَجَّلْ ۔ جس کا ارادہ حج کا ہو، اُسے چاہئے کہ جلدی کرے کہ تاخیر میں آفات ہیں۔ بعض لوگ روئے زمین کی سیاحت کراتے ہیں۔ مگر افسوس کہ ان کو حرمین شریفین کا سفر نصیب نہیں ہوتا۔ اللہ اور رسول کا تعلق اور ایمان ان میں اس درجہ کمزور ہو چکا ہے کہ ہو سکتا ہے کہ رفتہ رفتہ حج کی اہمیت اور عظمت ہی دل سے نکل جائے۔ اور یہ شخص حج میں پیسہ لگانے کو پیسہ ضائع کرنا سمجھے جب اس قدر ایمان پر پیسے کی محبت غالب آگئی تو پھر سوءِ خاتمہ کا اندیشہ ہے۔ اللہ اس سے بچائے اور احکام اسلام کی عظمت عطا فرمائے۔

حج میں لاکھوں انسانوں کو مصروف عبادت دیکھ کر عبادت کی رغبت پیدا ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ کی پرستش معبودیت اور مسجودیت کی عجب شان نظر آتی ہے۔ لاکھوں انسان بیک وقت سجدہ میں گرتے ہیں۔ تو بے اختیار کلمہ شہادت زبان پر آتا ہے۔ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ ۔

زہد و جہاد و حج و زکوٰۃ و صلوٰۃ و صوم ۔ بنگر چہ دلفریب نظام محمد است

نیز ضعف ایمان کی قوت کے لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے در پر حاضری دوائے نافع ہے ۔

چارۂ صدق خود نمی دانم ۔ جز دوائے تو یا رسول اللہ !

حج اور موت

سوال :- حج میں موت کے متعلق بھی کچھ ارشاد فرمائیں ؟

جواب :- اگر کوئی آدمی حج اور عمرہ ادا کرنے سے پہلے ہی مر گیا۔ تو اس کا اجر و ثواب اس کے نامۂ اعمال میں لکھ دیا گیا۔ قرآن مجید میں ہے کہ

مَنْ يَّخْرُجْ مِنْ بَيْتِهٖ مُهَاجِرًا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ثُمَّ يُدْرِكْهُ الْمَوْتُ فَقَدْ وَقَعَ اَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ (پ۵ رکوع ۱۱)

جو اپنے گھر سے اللہ اور رسول کی طرف ہجرت کرکے جا رہا تھا، پھر اس کو موت آگئی تو اس کا اجر اللہ پر ہے۔

for more books click on link below
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

بڑا خوش نصیب ہے وہ شخص جو اللہ کی راہ میں مرے۔ قیامت تک اس کے نامۂ اعمال میں حج لکھا جاتا رہے گا۔ ایک روایت میں آیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو حج یا عمرہ کے ارادہ سے نکلا۔ اور مرگیا۔ تو قیامت تک اس کو حج اور عمرہ کا ثواب ملتا رہے گا۔ دوسری روایت میں ہے کہ جو بحالتِ احرام مرا وہ قیامت کے روز لبیک کہتا ہوا اُٹھے گا۔[1]

حضرت عائشہ سے مروی ہے کہ جو حرمین میں سے کسی ایک حرم میں مرے گا۔ وہ حساب کیلئے پیش نہ ہوگا۔ اور نہ ہی اس سے حساب لیا جائے گا۔ اور اس سے کہا جائے گا۔ جا۔ جنت میں داخل ہو جا۔[2]

حضرت عبداللہ ابن عمر سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ جو مدینہ میں مرسکے۔ اس کو چاہیے کہ مدینہ میں مرے۔ کہ وہاں مرنے والوں کی میں شفاعت کروں گا۔[3] یہ خصوصی شفاعت ہوگی۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو دونوں حرموں میں سے کسی ایک حرم میں مرا۔ اس کے لئے میری شفاعت واجب ہوگی۔ اور قیامت کے دن وہ امن والوں میں سے ہوگا۔[4] یعنی عذاب اور گھبراہٹ سے امن میں ہوگا۔

مشکوٰۃ شریف میں ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ مجھے اپنی قبر کے لئے روئے زمین میں مدینہ سے زیادہ کوئی حصہ محبوب نہیں۔ اس کو تین مرتبہ فرمایا۔[5] ایک شخص کو جواب دیتے ہوئے آپ نے ارشاد فرمایا تھا۔

لَا مِثْلَ الْقَتْلِ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ

مدینہ میں مرنا قتل سبیل اللہ کی مثل نہیں ہے۔ بلکہ اس سے بھی اعلیٰ اور افضل ہے۔

غور کرو مدینہ میں مرنے اور دفن ہونے کو کس قدر فضیلت حاصل ہے۔ یہ وہ مقدس سرزمین ہے کہ جس کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دفن ہونے کے لئے پسند فرمایا اور یہاں مرنے کو شہادت

۱؎ فتح القدیر ص ۳۱۹ ج ۲ ۔ ۲؎ شرح عین العلم ص ۲۰۶ ۔ ۳؎ احیاء العلوم ص ۲۹۴ ۔ ۴؎ مشکوٰۃ ص ۲۴۱ ۔
۵؎ مشکوٰۃ شریف ص ۲۲۴ ۔ ۶؎ اشعۃ اللمعات ص ۳۲۹

for more books click on link below
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

فی سبیل اللہ سے بڑھ کر فرمایا ۔[1]

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہمیشہ یہ دعا مانگتے تھے ۔ الٰہی مجھے بلد رسول میں موت دے ۔ نوش بخت ہے وہ جو کہ مدینہ میں دفن ہو ۔ یہاں کی خاک کی اللہ تعالیٰ نے قسم کھائی اور جس کو اَنْتَ حِلٌّ کا شرف حاصل ہے ۔

خوف موت سے حج کو نہ جانا

سوال :- بعض لوگ سفر حج میں مرنے سے ڈرتے ہیں ۔ اس لئے حج نہیں کرتے ۔ ان کے متعلق بھی کچھ ارشاد فرمائیں ؟

جواب :- موت کا ایک وقت معین ہے ۔ اس میں مرنا ہے ۔ خواہ وہ سفر میں ہو یا حضر میں گھر میں بیٹھا موت کو نہیں ٹال سکتا ۔ پھر کیوں بزدل بنتے ہو ۔ بہادر ایک بار مرتا ہے ۔ بزدل ہر وقت خطرہ کے خیال سے مرتا رہتا ہے ۔ لہٰذا قلب کو مضبوط رکھو ۔ اور حج ادا کرو ۔ پھر کیا موت کے متعلق آپ نے یہ حدیث نہیں سنی ۔

تُحْفَةُ الْمُؤْمِنِ الْمَوْتُ ۔ مومن کا تحفہ موت ہے ۔

پھر موت کے بعد حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ملنا ہو گا ۔ کیا یہ خوشی نہیں ۔ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیماری میں ان کی حرم نے کہا ۔

— وَاحَزَنَاهُ ہائے تباہی — تو آپ نے اُٹھ کر کھول کر فرمایا ۔

— وَاطَرَبَاهُ ہائے خوشی

غَدًا اَلْقَی الْاَحِبَّةَ مُحَمَّدًا وَّ حِزْبَهٗ کہ کل میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور اصحاب محمد سے ملوں گا ۔

پھر شوق لقائے رب سے بھی ہر وقت مسرور رہنا چاہئے ۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے کہ جو میرا اشتیاق ہے ۔ تو مجھے اس سے زیادہ اس سے ملنے کا شوق ہے ۔

حضرت حذیفہ نے بوقت نزع فرمایا ۔ کہ کال انتظار میں میرا محبوب میرے پاس آ رہا ہے ۔

---

[1] اشعۃ اللمعات ص۲۴۲

یعنی موت کا وقت قریب آرہا ہے۔

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رستم کو لکھا کہ میرے ساتھ وہ لوگ ہیں:
جو موت کو اس طرح محبوب رکھتے ہیں۔ جس طرح عجمی لوگ شراب کو محبوب رکھتے ہیں[1] لہٰذا
بخوشی اور مسرتوں کے ساتھ حج ادا کرو۔ اگر اللہ کی راہ میں موت آجائے تو اللہ کی راہ میں مرنا
بھی خوش قسمتی ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سب سے پہلے میں اس کی شفاعت
کروں گا۔ جو مدینہ میں دفن ہوا۔ پھر اہل مکہ کی، پھر اہل طائف کی شفاعت کروں گا[2] اور مرنا
بھی ضروری نہیں ہے۔ انشاء اللہ واپس بھی بخیریت آجاؤ گے۔

سوال:۔ اگر بحالتِ احرام موت واقع ہو تو تجہیز و تکفین مُحرِم کی طرح ہو یا غیر مُحرِم کی طرح؟

جواب:۔ غیر مُحرِم کی طرح اس کو کفن دیا جائے گا۔ جس سے سر اور منہ ڈھانکا جائے گا۔
اور خوشبو بھی اس کے لئے منع نہیں۔ کافور اور بیری کے پانی سے بھی نہلا سکتے ہیں[3]

بیت اللہ شریف

سوال:۔ بیت اللہ شریف کے متعلق بھی کچھ ارشاد فرمائیں؟

جواب:۔ اس کے شرف اور بزرگی کے لئے یہ کافی ہے کہ اللہ نے طَھِّرَا بَیْتِیَ فرما کر اس
گھر کو اپنی جانب نسبت دی۔ اور فرمایا کہ میرا گھر ہے۔ لہٰذا یہ اللہ کا گھر ہے۔ اور محبوب کے گھر
کی طرف محبت کو قدرتاً کشش ہوتی ہے۔ مقناطیس میں لوہے کو کھینچنا اور جذب کرنا اتنا قوی
نہیں ہے۔ جتنا عظیم جذب اور کشش مسلمانوں کے دلوں میں بیت اللہ شریف کے لئے ہے۔

جب موسم حج آتا ہے تو عالم اسلام میں لوگوں کے دل اس کی طرف کھنچنے شروع ہو
جاتے ہیں۔ اسی لئے قرآن نے اس گھر کے بارہ میں فرمایا کہ یہ لوگوں کے لئے "مَثَابَۃً" یعنی جائے
رجوع اور امن کی جگہ ہے۔ (مَثَابَۃً لِّلنَّاسِ وَ اَمْنًا)

مَثَابَۃً ثوب سے بنا ہے۔ جس کے معنی رجوع کے ہیں۔ اور اس کی کشش کے باعث

---

[1] تفسیر عزیزی ص ۲۴۳ [2] جذب القلوب [3] لباب ص ۳۲۹۔

for more books click on link below
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

دل اس کی طرف رجوع رہتے ہیں۔ ایک بار اس کی طرف آنے سے طبیعت سیر نہیں ہوتی۔ بلکہ پہلی سے جانے اور رخصت ہونے کے بعد شوق اور اُبھر آتا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس فرماتے ہیں۔ کہ اللہ نے اس گھر کی زیارت کا شوق لوگوں کے دلوں میں ڈال دیا ہے۔ اس کو دیکھنے اور طواف کرنے سے دل بھرتا نہیں۔ تجربہ ہے کہ جو ایک بار حج کرتا ہے اور اس گھر کو دیکھ آتا ہے۔ وہ مدت العمر اس گھر کی مراجعت کا مشتاق رہتا ہے۔ یہ کشش ہی بڑا اضافت ہے۔ نہ معلوم یہ اضافت کس کس کے دل کو کھینچتی ہے۔ اور کون کون بیت اللہ کے ارد گرد گھومتا ہے اور اس کی تعظیم بجا لاتا ہے۔ راوی کہتا ہے کہ ایک دن ہم حضرت عبداللہ بن عمر کے ساتھ خانہ کعبہ میں بیٹھے ہوئے تھے۔ جب آفتاب بلند ہو گیا تو مسجد سے اٹھے۔ ناگاہ ایک روشنی مسجد کے دروازہ سے ظاہر ہوئی۔ دیکھا تو ایک سانپ آیا تھا۔ وہ سیدھا خانہ کعبہ کی طرف گیا۔ اور سات مرتبہ چکر لگایا۔ پھر طواف کے بعد دو رکعت نماز، مقام ابراہیم پر ادا کی۔ حضرت عبداللہ بن عمر اس کے قریب گئے۔ اور فرمایا کہ تم آدمیوں کی نظر سے پوشیدہ رہو۔ ایسا نہ ہو کہ کوئی تم کو ایذا پہنچائے یہ کلام سنتے ہی اس نے اپنا سر دم میں لپیٹا اور آسمان کی طرف اڑ گیا۔ یہاں تک کہ نظر سے غائب ہو گیا۔[1] حضرت ابو طفیل سے روایت ہے کہ ایک نوجوان صالح جو جنوں میں سے تھا۔ موضع ذی طویٰ میں رہتا تھا۔ اکثر سانپ کی صورت میں خانہ کعبہ کے طواف کے لیے آتا تھا۔ اس کی ماں جنات میں سے تھی۔ وہ اس کو منع کرتی تھی۔ اور ڈراتی تھی کہ کہیں کوئی سانپ جان کر تجھے مار نہ ڈالے۔ ایک روز بنو سہم کی ایک جماعت نے اس کو مارا۔ مارنے کے بعد ہی ایک غبار عظیم اٹھا۔ اور ایک گروہ سا بنو سہم کی اس جماعت کے گھروں میں گھس گیا۔ جنوں نے کہ اس سانپ کو قتل کیا تھا۔ اس کے بعد وہ سب قاتلین مردے ملے۔[2]

بہر حال اللہ کی مخلوق نہ جانے کس کس بھیس اور لباس میں یہاں حاضر ہوتی ہے۔ اس کو اللہ ہی جانے۔ حیوانات بھی اس گھر کی تعظیم کرتے ہیں۔ چنانچہ ایک اونٹ کا واقعہ ہے کہ [illegible] میں ایک اونٹ اپنے مالک کے پاس سے بھاگا۔ اس نے سیدھا مکہ معظمہ کا قصد کیا۔ یہاں پہنچ کر مسجد حرام میں داخل ہو گیا۔ لوگ اس کے ارد گرد دوڑتے تھے۔ چاہتے تھے کہ اس کو پکڑیں۔ مگر اس نے

---

[1] تفسیر عزیزی۔ [2] تفسیر عزیزی۔

for more books click on link below
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

کسی کی طرف بھی التفات نہ کیا۔ وہ اونٹ خانہ کعبہ کے گرد سات مرتبہ پھرا۔ اور حجر اسود کو بوسہ دیکر میزاب رحمت کے مقابلہ میں کھڑا ہو کر اس نے رونا شروع کیا۔ یہاں تک کہ آنسو اسکی آنکھوں سے بہنے لگے۔ وہ اسی حال میں زمین پر گر گیا۔ اور اپنی جان جانِ آفریں کے سپرد کی۔ لوگوں نے اس کو صفا اور مروہ کے درمیان دفن کیا۔[1]

اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے۔

جَعَلْنَا الْبَیْتَ مَثَابَةً لِّلنَّاسِ وَ اَمْنًا ط (پ۱ رکوع ۱۵)
ہم نے اس گھر کو لوگوں کیلئے رجوعیت اور امن کا مقام بنایا۔

یہ مقام رجوعیت الی اللہ حاصل کرنے کا ہے۔ رو بہ کعبہ ہو کر لوگ نماز میں اللہ کی طرف رجوع ہوتے ہیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

خَیْرُ الْمَجَالِسِ مَا اسْتُقْبِلَ بِهِ الْقِبْلَةَ۔
بہترین نشست وہ ہے جو قبلہ رو ہو۔

اس لئے کہ اس نشست میں اس کو رجوعیت الی اللہ حاصل ہو گی۔ کعبہ شریف پر اللہ تعالےٰ تجلی ہے۔ یہ مثل نقطہ اور مرکز کے ہے اور اس کے چاروں طرف عالمِ اسلام مثل دائرہ کے ہے مرکز کو محیط سے یکساں علاقہ ہے۔ لہٰذا جو بھی رو بہ قبلہ ہو کر عبادت کرے گا اور متوجہ ہو گا۔ تجلیات اس کے قلب کو روشن کریں گی۔ کیونکہ مرکز کے انوار دائرہ کی ہر طرف سب کو برابر پہنچتے ہیں۔ جو کوئی بھی اسکی طرف متوجہ ہو گا۔ انشاء اللہ فیضانِ الٰہی اس کو پہنچے گا۔ یا مَثَابَةً لِّلنَّاسِ کو اس نے فرمایا کہ یہ ثوب سے مشتق ہے۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ یہ جائے ثواب ہے۔ یہاں عبادت کا وہ ثواب حاصل ہوتا ہے جو کسی دوسری جگہ نہیں۔ یہاں ایک نماز پڑھنے پر ایک لاکھ نمازوں کا ثواب حاصل ہوتا ہے۔ بلکہ تمام دنیا کی نمازوں اور ان کے ثواب کا سرچشمہ یہ ہے۔

چونکہ ہر وقت اور ہر ساعت کی نمازیں بھی اسی کے ذریعہ قائم ہیں۔ کوئی ساعت وقت نماز سے خالی نہیں۔ کیونکہ زمین گردی شکل پر ہے۔ کوئی سا وقت فرض کرو۔ اگر ایک قوم کی فجر ہے۔ تو اسی وقت دوسری قوم کی ظہر ہے۔ تیسری کیلئے عصر اور چوتھی کیلئے مغرب ہے اور پانچویں کے لئے عشاء ہے۔ لہٰذا کعبہ شریف کے ذریعہ تمام عالم کی عبادات، ان کا ثواب، اور اللہ کی

---

[1] نفحۃ عزیز۔

for more books click on link below
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

طرف ربوبیت دوامی شکل میں قائم ہے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔
ھُدًی لِلْعٰلَمِیْنَ ۔ (پ ۴ ۔ رکوع ۱) کہ اس کے ذریعہ ایک عالم کو عبادت پر ہدایت اور ربوبیت الی اللہ حاصل ہو رہی ہے۔

یہ قبلۂ عالم ہے۔ اس کی تعظیم اور توقیر اس درجہ ہے کہ اس کی طرف رُخ یا پشت کر کے بول و براز کرنا بھی منع ہے۔ قبولیت اس سمت کی توجہ میں منحصر ہو چکی ہے۔ اس گھر کو قبلہ اس لئے بنایا گیا کہ اس کو کسی مخلوق کی طرف نسبت اضافت نہیں۔ خالص خدائے واحد کی طرف نسبت ہے۔ اور یہ جگہ مخلوق کے علاقہ کی شرکت سے پاک ہے۔ یہ خالص بیت التوحید ہے۔

خانہ کعبہ کے قبلہ ہونے کی حکمتیں

سوال :- خانہ کعبہ کو قبلہ عبادت بنانے میں کیا حکمتیں ہیں ؟

جواب :- مندرجہ ذیل حکمتیں ہیں۔

۱۔ ایک تو یہ ہے کہ جس کا ابھی بیان ہوا کہ اس کی اضافت خالق کی طرف ہے۔ کسی مخلوق کی طرف نہیں۔ لہٰذا یہ خالص بیت توحید ہے۔ جس میں شائبہ شرک تک نہیں۔

۲۔ دوسری حکمت یہ ہے کہ انسان اصل میں خاکی ہے۔ اور زمین کی اصل بھی وہ نقطہ خاک ہے۔ جہاں خانہ کعبہ موجود ہے۔ یہاں سے ہی تمام زمین پھیلائی گئی۔ لہٰذا اصل زمین کو قبلہ بنانے میں انسان خاکی اپنے اصل نقطہ کی طرف متوجہ ہو جائے۔ تو روح بھی اصل کائنات کی طرف متوجہ ہو جائے گی، جو اللہ تعالیٰ کی ذاتِ گرامی ہے۔

۳۔ تیسرے یہ حکمت ہے کہ یہاں حضرت اسماعیل اور حضرت ہاجرہ کے سلسلہ میں بے پردۂ اسباب ظاہر اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کا ظہور ہوا۔ یعنی غیب سے چشمۂ زمزم ظاہر ہوا۔ یہاں قبلہ عبادت اس لئے مقرر کیا کہ ربوبیت مدنظر رہے اور فقدان اسباب کے وقت گھبرائے نہیں۔ مَنْ لَهُ الْمَوْلٰى فَلَهُ الْكُلُّ

۴۔ عشاق کے قبلہ توجہ بننے کے لئے اور محبت میں دیوانوں کے طواف کے لئے ایک محبوب کا گھر چاہئے تھا۔ لہٰذا وہ گھر تجویز ہوا۔ جہاں محبوب کی تجلیات ذات کا ظہور ہے۔

for more books click on link below
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

ہ ۔ کیونکہ بیت اللہ اصل زمین پر واقع ہے ۔ یہی وجہ ہے کہ جب سب طرف سے طبیعت ہٹ جاتی ہے تو طبیعت اپنے اصل کی طرف رجوع ہوتی ہے ۔ بے اختیار انسان مکہ شریف میں قیام کرنے پر راغب ہو جاتا ہے ۔ اور جب کوئی مصیبت پیش آتی ہے تو روبہ قبلہ ہو کر نماز میں معروف ہو جاتا ہے ۔ تاکہ غم و فکر سے طبیعت ہٹ کر اپنے اصل اللہ کی طرف متوجہ ہو جائے ۔ اصل تک پہنچانے میں اس مقام کا خاصہ ہے ۔ لہٰذا اس کو قبلہ توجہ بنایا ۔

کعبہ اصل زمین ہے

سوال :۔ مقام کعبہ کے اصل زمین ہونے کا کچھ بیان فرمائیں ؟

جواب :۔ کعبہ کے اصل زمین ہونے کا واقعہ یہ ہے ۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ۔ زمین و آسمان سے پہلے عرش اور پانی تھا ۔ یہ پانی عرش کے زیر سایہ تھا ۔ اللہ تعالیٰ نے اس پانی پر جلال اور ہیبت کی نظر ڈالی ۔ بعض روایت میں ہے کہ ایک جوہر تھا ۔ اس پر نظر ڈالی تو وہ پانی ہو گیا ۔ بہر حال یہ پانی دریا کا نہ تھا ۔ یہ عرش کے سایہ کے نیچے کوئی چیز تھی ۔ جس کو پانی سے تعبیر کیا گیا ۔ نظر جلال اور ہیبت کی تجلی سے اس میں جوش اور تلاطم پیدا ہوا ۔ اس سے سفید رنگ کے جھاگ اٹھنے شروع ہوئے ۔ وہ سب ایک جگہ جمع ہو گئے ۔ جہاں بیت اللہ شریف ہے ۔ یہی اصل زمین ہے ۔ اسی کے نیچے سے تمام زمین کو بچھایا گیا ۔ اس کو ناف زمین بھی کہا جاتا ہے ۔ جس طرح ناف کے ذریعہ بچہ کو پیٹ میں غذا پہنچتی ہے ۔ اسی طرح اس مرکز سے تمام زمین پر برکتیں پھیلتی ہیں ۔ اور اس طرف متوجہ ہونے والوں کو روحانی غذا یعنی توجہ الی اللہ حاصل ہوتی ہے ۔

عبادت کا بھی اہتمام دیکھئے ۔ کہ ابھی انسان پیدا بھی نہیں ہوا تھا ۔ کہ عبادت کے لئے قبلہ کا سنگ بنیاد رکھ دیا گیا ۔ بنیاد کعبہ وہی سفید جھاگ تھے ۔ جو پانی میں پیدا ہوئے ۔ پھر پانی میں تلاطم سے دھوئیں کی شکل میں بخارات پیدا ہوئے ۔ اسی سے آسمان بنے ۔ اس کے بعد اصل زمین کے نیچے سے ساری زمین کو پھیلایا گیا ۔ لہٰذا سب سے اول بنیاد کعبہ ظاہر ہوئی ۔ اور اسی بنیاد

لہ تفسیر مظہری جلد دوم ص ۹۲

پر خانہ کعبہ ہے۔ جس کو اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں ذکر فرمایا ہے۔

إِنَّ أَوَّلَ بَيْتٍ وُضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِي بِبَكَّةَ مُبَارَكًا وَهُدًى لِّلْعَالَمِينَ ۔ (پ۴ رکوع ۱)

بیشک سب سے پہلا گھر جو لوگوں کی عبادت کیلئے بنایا گیا۔ وہ مکہ میں ہے، برکت والا ہے۔ اور تمام جہانوں کے لئے ہدایت ہے۔

حضرت آدم علیہ السلام جب دنیا میں اترے تو تنہائی سے وحشت ہوئی۔ آپ نے اللہ تعالیٰ سے اس کی عبادت کے لئے جگہ مانگی۔ حکم ہوا جس مقام پر ہم نشان دیں۔ اس جگہ کو نماز اور طواف کے لئے معین کرو۔ چنانچہ حضرت جبریل علیہ السلام حضرت آدم کو کعبہ معظمہ کی جگہ لے گئے۔ پھر جب حضرت جبریل نے اپنا ایک پر ہلایا تو چاروں طرف سے گہری (نیویں) موجود ہو گئیں۔ پھر فرشتوں نے اس کو پتھروں سے بھر کر اوپر تک بنیادوں کو بلند کر دیا۔ جن پر اللہ کے حکم سے بیت المعمور اوپر سے لا کر رکھ دیا گیا۔ اور حضرت آدم علیہ السلام کو حکم دیا گیا کہ اس کے ارد گرد طواف کرو۔ اور اسی طرف رخ کر کے نماز پڑھو۔ حضرت نوح علیہ السلام کے طوفان تک یہ بیت المعمور دنیا میں رہا۔ طوفان کے وقت آسمانوں پر اٹھا لیا گیا اور خانہ کعبہ کی جگہ ایک بلند سا ٹیلہ ممتاز صورت میں قائم رہا۔ شاہ عبدالعزیز فرماتے ہیں۔ کہ ابھی تک اس مقام پر کوئی عمارت تعمیر نہ ہوئی تھی۔ اس کے بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بنائے کعبہ کا حکم دیا گیا۔

وَإِذْ يَرْفَعُ إِبْرَاهِيمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَيْتِ وَإِسْمَاعِيلُ (پ۱ رکوع ۱۵)

یاد کرو اس وقت کو کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام دونوں بیت اللہ شریف کی بنیادوں کو بلند کر رہے تھے۔

اللہ تعالیٰ نے بنیادوں کو بلند کرنے کا حکم دیا۔ اسی سے معلوم ہوا کہ اصل بنیادیں پہلے سے قائم تھیں۔ اور یہ وہی بنیادیں تھیں۔ جو حضرت آدم علیہ السلام کے زمانہ میں فرشتوں نے قائم کیں۔ مزید اہتمام کے لئے ایک ابر کا ٹکڑا حضرت ابراہیم کی رہبری کے لئے اس مقام پر آ کر سایہ فگن ہوا اور حکم ہوا اس سایہ کے کنارہ پر خط کھینچ کر بنیادوں کے لئے زمین کھودنا شروع کرو۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے تعمیل حکم کی۔ یہاں تک کہ حضرت آدم علیہ السلام کے زمانہ کی بنیاد نمودار ہو گئی ان بنیادوں پر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے گھر کی شکل پر کعبہ کو تعمیر کیا۔ اس سے پہلے کبھی اس شکل

for more books click on link below
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

میں اللہ کا گھر نہیں بنا تھا۔ حضرت ابراہیم نے چار دیواری اور چھت ڈال کر گھر کی شکل میں اس کو بنایا۔ اور اس طور پر اوّلیت کا شرف حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حاصل ہوا۔[لہ] پھر مدت کے بعد عمالقہ، پھر جرہم، پھر قصی بن کلاب نے کعبہ کی بنا کی اور قصی نے اس کی چھت چوب مُقل کی بنائی۔

زمانہ اقدس میں تعمیرِ نو اور حطیم

پھر خانہ کعبہ کی تعمیر اس وقت ہوئی جبکہ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عُمر مبارک پینتیس ۳۵ سال تھی۔ اس وقت سیلابِ عظیم آنے سے کعبہ کی دیواریں شق ہو گئی تھیں۔ تو قریش نے اس کو منہدم کر کے اسکی از سرِ نو تعمیر کی۔ اور یہ قرار پایا کہ سوائے مالِ حلال کے اس میں ہرگز کوئی اور مال نہ لگایا جائے۔ (یعنی اس میں مالِ حرام ہرگز استعمال نہ کیا جائے) کام شروع ہوا۔ لیکن خرچ کم ہو گیا۔ تو خانہ کعبہ کی کچھ زمین ایک طرف باہر چھوڑ کر عمارت کو مکمل کر دیا۔ اس باہر چھوٹی ہوئی زمین کا نام حطیم ہے۔ اس سے خانہ کعبہ کی مکمل زمین پر ہر شخص کو آسانی سے نماز پڑھنا۔ اور عبادت کرنا نصیب ہو جاتا ہے۔

حطیم کی حد

دیوارِ کعبہ سے چھ یا سات ہاتھ کعبہ شریف کی زمین باہر ہے۔ اس کو حطیم کہتے ہیں۔ طواف میں حطیم کے اندر سے نہیں گزرنا چاہیئے۔ کیونکہ طواف خانہ کعبہ کے باہر ہوتا ہے۔ اور حطیم کعبہ کا اندرونی حصہ ہے۔ لہذا اس کو چھوڑ کر اس سے باہر طواف کرنا لازمی ہے۔ یہاں دیوار کھینچ کر ایک نصف دائرہ سا بنا دیا ہے۔ یہ دیوار حطیم میں داخل نہیں۔ اس کے اوپر سے بھی کوئی طواف کرے تو جائز ہے۔[ستہ] مگر امام شافعی کا اختلاف ہے۔ اختلاف سے دور رہنے کے لئے اس سے بچو۔ اور شاذروان یعنی پشتہ کعبہ کی طرح اس دیوارِ حطیم سے بھی دور رہو۔ طواف میں نہ تو اس پر ہاتھ رکھو۔ اور نہ ہی اپنے جسم کا کپڑا لگنے دو۔ امام شافعی نے فرمایا حطیم کی دیوار سے طواف کرنے والے کا بدن یا کپڑا مس ہو گا تو اس کا طواف باطل ہو جائے گا۔ لہذا ہم کو بھی احتیاط لازم ہے۔[ستہ]

ص ۹۸ ۔

for more books click on link below
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

واقعہ حجرِ اسود

زمانہ تعمیر میں قریش کے درمیان اس امر پر اختلاف ہوا کہ حجرِ اسود کو اٹھا کر رکن کعبہ پر لگانے کا شرف کون حاصل کرے۔ ہر قبیلہ اس شرف اور بزرگی کو حاصل کرنا چاہتا تھا۔ آخر یہ طے پایا کہ اس کا فیصلہ کل وہ شخص کرے جو سب سے پہلے باب السلام سے حرم میں داخل ہو۔ حسن اتفاق سے وہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہی تھے۔ جو سب سے پہلے داخل ہوئے۔ لہٰذا اس امر کے فیصلہ کے لئے آپ کو منتخب کیا گیا۔ آپ نے ایک چادر بچھا کر اس کے اوپر حجرِ اسود کو رکھا۔ اور تمام قبائل کو فرمایا کہ اس کے کنارے سب پکڑ لو۔ اور اس طرح سب اس کو اٹھا کر خانہ کعبہ تک لے چلو۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ جب دیوار کعبہ کے قریب پہنچے تو آپ نے اپنے دست مبارک سے اٹھا کر حجرِ اسود کو دیوار میں لگا دیا۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرح اپنی خداداد قابلیت سے ایک خون ریز فتنہ کا انسداد کر دیا۔

تعمیر کعبہ

اس عمارت میں قریش نے چند ترمیمیں بھی کیں۔ جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی تعمیر سے مختلف تھیں۔

۱۔ دروازہ زمین سے اونچا رکھا۔ تاکہ جس کو چاہیں آنے دیں، جسے چاہیں نہ آنے دیں۔ حضرت ابراہیمؑ نے دروازہ کو زمین سے متصل رکھا تھا۔

۲۔ خانہ کعبہ کے اندر دو صفیں ستونوں کی رکھیں۔ ہر صف میں تین تین ستون رکھے۔

۳۔ خانہ کعبہ کی بلندی کو دوگنا کر دیا۔ حضرت ابراہیمؑ نے نو گز بلندی رکھی تھی۔ قریش نے اٹھارہ گز بلندی کر دی۔

۴۔ اندرونِ خانہ رکن شامی کے قریب ایک زینہ بنا دیا جو کعبہ کی چھت تک پہنچتا تھا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے زمانہ میں زینہ نہ تھا۔

for more books click on link below
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

۵۔ حطیم کو انہوں نے بنائے کعبہ سے باہر کر دیا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے زمانہ میں یہ حصہ کعبہ کے اندر تھا۔

اس کے بعد حضرت عبداللہ بن زبیر نے اس کعبہ کو پھر بنایا۔ جاہلیت کی تمام ترمیموں کو مٹا دیا۔ اور بیت اللہ کو پھر شکل اوّل (ابراہیمی صورت) پر کر دیا۔ جاہلیت کی تمام بدعات کو بھی مٹا دیا۔ یعنی حطیم کو خانہ کعبہ میں داخل کیا اور خانہ کعبہ کے دو دروازے بنائے۔ ایک غرب کی جانب رکھا۔ ایک شرق کی جانب۔ جیسا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ارادہ ظاہر فرمایا تھا۔ چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ اگر تمہاری قوم کے اسلام لانے کا زمانہ قریب نہ ہوتا۔ تو میں بنیاد ابراہیم پر خانہ کعبہ کی تعمیر کراتا۔ اور حطیم کو خانہ کعبہ کے اندر داخل کرتا۔ اس کا دروازہ نیچا کر کے زمین سے متصل کرتا۔ اور جانب غربی میں ایک اور دروازہ نکالتا۔ تاکہ آنے جانے والوں کو آسانی ہوتی۔

سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کے اس بیان کردہ نقشہ کے مطابق حضرت عبداللہ بن زبیر نے اپنے وقت میں خانہ کعبہ کی تعمیر کرائی۔ مگر حجاج نے پھر پہلی صورت قریش پر تبدیل کر دیا۔ لیکن اس نے اس میں صرف یہ ترمیم کی کہ خانہ کعبہ کی شامی جانب کو منہدم کرا کے بنیاد قریش پر دیوار کو تعمیر کیا۔ اور حطیم کو پھر کعبہ کی تعمیر سے باہر نکال دیا۔ غربی دروازہ کو بند کر دیا۔ شرقی دروازہ کو بلند کر دیا۔ غرضیکہ کعبہ کی عمارت کو قریش ہی کی سابقہ وضع قطع پر قائم کر دیا۔ البتہ حجاج نے بھی جنوبی دیوار کی ترمیم کی طرف اپنا رُخ نہ کیا۔ اس نے بھی جنوبی دیوار کو اپنی اصلی حالت یعنی حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بنیادوں پر قائم رکھا۔ چنانچہ اب تک اس دیوار کے دونوں کونے بنیاد ابراہیمی پر قائم رہنے کا شرف رکھتے ہیں۔ جن کا نام رکنِ اسود اور رکنِ یمانی ہے۔ ان میں سے رکنِ اسود کو دو فضیلتیں حاصل ہیں۔

۱۔ ایک یہ کہ بنیاد ابراہیمی پر ہے۔ ۲۔ دوسرے یہ کہ اس میں حجرِ اسود ہے۔

اس لئے بحالتِ طواف یہاں بوسہ دینا اور مس کرنا دونوں جائز ہوئے اور اس جنوبی دیوار کا دوسرا رکن یعنی رکنِ یمانی صرف ایک ہی فضیلت رکھتا ہے۔ یعنی بنیاد ابراہیمی پر واقع ہے۔

for more books click on link below
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

لہذا یہاں بوسہ نہیں۔ یہاں صرف ہاتھ سے چھونا اور مس کرکے برکت حاصل کرنا ہے۔ لیکن بوسہ دینا منع بھی نہیں۔ اگر چاہو تو بوسہ بھی دے سکتے ہو۔ البتہ شمالی دیوار کو حجاج نے منہدم کراکر اس کو قواعد ابراہیمی پر نہیں رکھا۔ لہذا اس دیوار کے دونوں کونوں پر نہ مس ہے نہ بوسہ دینا۔ پھر ۱۰۴۰ھ میں سلطان مراد نے تجدید عمارت کی، سوائے حجرِ اسود کے مگر اس نے بھی حجاج کی وضع کو قائم رکھا۔ اس کے علاوہ مرمتیں جزوی طور پر تو اور بھی ہوئی ہیں۔ سعودی زمانہ میں بھی چھت کی کچھ مرمت ہوئی ہے۔ لیکن تمام خانہ کعبہ کو منہدم کرکے تعمیر جدید اب تک نہیں ہوئی ہے۔

شاذوران یعنی پشتہ کعبہ کی تحقیق

یہ یاد رہے کہ حجاج نے کعبہ کی کسی دیوار کو نہ چھیڑا۔ صرف حطیم والی دیوار کو منہدم کرکے پیچھے کرا دیا۔ اور کعبہ شریف کی اندر والی زمین کو مثل سابق باہر لے لیا۔ جس کو حطیم کہتے ہیں۔ لہذا اس دیوار کے دونوں کونے قواعد ابراہیمی پر باقی نہیں رہے۔ ان کو رکنِ عراقی اور رکنِ شامی کہتے ہیں۔ اس لئے دونوں کا استلام ہمارے نزدیک یعنی احناف میں جائز نہیں۔ باقی دیواریں قواعد ابراہیمی پر مثل سابق قائم ہیں۔ جس طرح حضرت عبداللہ بن زبیر نے دیواروں کو قائم کیا تھا۔ اسی حالت پر ہیں۔ حضرت عبداللہ نے تمام دیواروں کو گرا کر اتنی گہری بنیادیں کھدوائیں کہ قواعد ابراہیمی ظاہر ہو گئی تھیں۔ اس پر کعبہ کی دیواروں کو قائم کیا۔ ان دیواروں سے باہر کعبہ کی زمین کا کوئی حصہ نہیں تمام صحابہ اور بڑے بڑے تابعین کے روبرو ان بنیادوں پر کعبہ کی عمارت تعمیر ہوئی۔ لہذا اجماع ہو گیا کہ دیواریں قواعد ابراہیمی پر ہیں۔ ان سے باہر کعبہ کا کوئی حصہ نہیں۔

اس اجماع کے بعد اب یہ سوال پیدا نہیں ہوتا کہ پشتہ دیوار کے نیچے کعبہ کی زمین ہے پشتہ سے اس کو محفوظ اور مستور کیا گیا ہے: ایسا نہیں ہے۔ مگر امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ یہ فرماتے ہیں کہ پشتہ کعبہ کی زمین پر ہے اور طواف میں اس پر سے نہ گزرنا چاہئے۔ کیونکہ طواف کعبہ کے باہر سے ہوتا ہے۔ نہ کہ کعبہ کی زمین پر۔ لہذا وہ ہدایت کرتے ہیں کہ پشتہ کو چھوڑ کر طواف کرو۔ بدن کا کپڑا تک بھی اس سے مس نہ ہو۔ ہم کہتے ہیں۔ اس پر طواف جائز ہے۔ یہ کعبہ کی زمین نہیں۔

for more books click on link below
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

بہرحال رفع اختلاف کے لئے ہم بھی کہتے ہیں کہ طواف کرنے والے کو اس سے دور رہنا چاہیے۔ حتیٰ اگر طواف کرنے والے کا کپڑا بھی اس سے مس نہ ہو۔ یہ مستحب ہے۔

ہاں حطیم کا حصہ بالاتفاق خانہ کعبہ کی زمین ہے۔ لہٰذا سب بالاتفاق اس کے اندر سے طواف کے دوران گزرنے کو منع کرتے ہیں۔ بہرکیف، موجودہ خانہ کعبہ کی وضع قطع اب بعینہٖ وہی ہے۔ جو قریش کے تعمیر کردہ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کے زمانہ اقدس میں تھی۔ زیارت کرو اور برکت حاصل کرو

بیت اللہ شریف کے فضائل

سوال:۔ بیت اللہ شریف کے کچھ فضائل تحریر فرمائیں؟

جواب:۔ ۱۔ قرآن نے اس کو مَثَابَةً لِّلنَّاسِ فرمایا۔ علامہ رازی فرماتے ہیں کہ مثابۃ ثوب سے بنا ہے۔ ثوب کے معنی رجوع کے ہیں۔ ثَابَ الْمَاءُ اس وقت بولتے ہیں۔ اِذَا رَجَعَ اِلَی النَّهْرِ جب پانی نہر کی طرف رجوع کرے۔ جس طرح پانی نہر میں مل کر گم ہو جاتا ہے۔ اور پانی کا تمام شور ختم ہو جاتا ہے۔ اس طرح زائرین بھی انوارِ کعبہ میں پہنچ کر گم ہو جاتے ہیں۔ شور ختم ہو جاتا ہے۔ شور تو فراق اور جدائی میں ہے۔ جب اپنی اصل سے مل گیا تو وصل ہو گیا۔ فراق اور جدائی کہاں!

ع عشرت قطرہ ہے دریا میں فنا ہو جانا

بحرِ توحید میں فنا اور گم ہونا یہ ہی وصل ہے۔

۲۔ بیت اللہ شریف کو دیکھنا ایک سال کی عبادت کے برابر ہے۔

۳۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر دن اور ہر رات میں ایک سو بیس رحمتیں نازل فرماتا ہے۔ ساٹھ اس کے طواف کرنے والوں کے لئے چالیس نماز پڑھنے والوں کے لئے اور بیس اس کے دیکھنے والوں کے لئے۔

۴۔ بعض روایتوں میں خانہ کعبہ کو دیکھنے کے ثواب میں یہ بتلایا گیا ہے۔ کہ اس کا دیکھنا ہمیشہ روزہ رکھنے، رات کو عبادت کرنے، اور اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والوں کی عبادت سے افضل ہے[1] اور کیوں نہ ہو۔ اصل عبادت تو مشاہدہ محبوب ہے۔ اسی لئے سرکار صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

---

[1] تفسیر مظہری، صہ ۱۵۹۔

for more books click on link below
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

اَلنَّظَرُ اِلَى الْكَعْبَةِ عِبَادَةٌ۔ کعبہ شریف کی طرف نظر کرنا بھی عبادت ہے۔

بیت اللہ تجلیات الٰہی کے انوار سے معمور ہے۔ ظاہر اس کا استار مجاہب ہے۔ اور باطن اس کا اسرار اور انوار ہے۔ لہٰذا خانۂ کعبہ کا دیکھنا محض کعبہ کا دیکھنا نہیں۔ بلکہ تجلیات محبوب کا مشاہدہ کرنا ہے۔

تفسیر مظہری میں ہے کہ بیت اللہ چھت اور دیوار پتھر اور مٹی کا نام نہیں ہے۔ یہ تو صرف صورت کعبہ ہے۔ دراصل حقیقت کعبہ ایک لطیفۂ ربانیہ ہے۔ وہ محل تجلیات ذاتیہ ہے جو آئینہ وجوب ہے اور اس محل کے ساتھ خاص ہے۔ یہ مقام ذات مسجود و معبود کی ہے نہایت تجلیات کا مظہر ہے۔ اگر یہاں کوئی بھی عمارت نہ ہوتی۔ تب بھی یہ تجلیات ذاتیہ کا محل ہے اور ان تجلیات کے انوار میں فنا اور بقا حاصل ہوتی ہے۔

۵۔ خواجہ عبید اللہ احرار فرماتے ہیں کہ جب دل سے غیر حق نکل جائے۔ تو یہ دلیل ہے کہ تیرا دل ذات حق کی تجلیات کا مظہر ہو گیا۔ اس وقت غیر از غیر، غیر کا شعور تک بھی باقی نہیں رہتا۔ یہ وصول و شہود کا مقام ہے۔ کعبہ کا فیضان یعنی تجلیات ذاتیہ کا حصہ اس کو پہنچ گیا۔ جب تم یہ کعبہ کر نماز پڑھو۔ کہ منہ میرا طرف کعبہ شریف کے۔ تو فیضان کعبہ کی طرف متوجہ ہو جاؤ۔ پھر سوائے ذات حق کے نماز میں غیر کا التفات بھی نہ رہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اِيَّاكَ وَالْاِلْتِفَاتَ [1] التفات سے بچو۔

یعنی مشاہدہ ذات میں ایسے مستغرق ہو جاؤ کہ کسی کی طرف التفات بھی نہ رہے۔

۶۔ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ جب قیامت کا دن ہو گا۔ تو کعبہ کو فرشتے زیب و زینت کے ساتھ آراستہ کر کے میدان حشر میں لائیں گے اثنائے راہ جب وہ میری قبر سے گزرے گا۔ تو کعبہ بزبان فصیح کہے گا۔

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مُحَمَّدُ! میں جواب میں کہوں گا۔

وَعَلَيْكَ السَّلَامُ يَا بَيْتَ اللّٰهِ

میری اُمت نے تیرے ساتھ کیا سلوک کیا اور تو اس کے ساتھ کیا سلوک کرے گا۔ کعبہ کہے گا۔

---

[1] نفحات الانس۔

for more books click on link below
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

اے محمدؐ ! جو کوئی آپ کی امت میں سے میری زیارت کے لئے آیا ۔ میں آج اس کے لئے کافی ہوں میں اسکی شفاعت کروں گا ۔ اس کی طرف سے آپ مطمئن اور فارغ البال رہیں ۔ اور جو میری زیارت کے لئے نہیں آیا ۔ اس کے لئے آپ ہیں ۔ اور آپکی شفاعت ہےؒ

۷ ۔ اس تجلی گاہ سے فیضان حاصل کرنے والوں کے قلوب بھی رب البیت کے تجلیات ذاتیہ سے ایسے روشن ہو جاتے ہیں کہ کسی چراغ کی حاجت نہیں ۔ ان دلوں میں اللہ ہی اللہ ہے ۔ یعنی اس کا نور ہے ۔ غیر نہیں ۔ اسی کے نور سے روشن ہیں ۔

اِنَّ بَیْتًا اَنْتَ سَاکِنُہٗ غَنِیٌّ مُحْتَاجٍ اِلَی السُّرُجِ

ترجمہ جس گھر میں ساکن ہے ۔ اس کو چراغ کی حاجت نہیں ۔

اب انسان کا دل بھی بیت اللہ ہو گیا ۔ خدا کے سوا اس گھر میں کوئی نہیں ۔ ان کا دیکھنا اور صحبت میں بیٹھنا بھی عبادت ہے ۔ جس طرح کعبہ کو دیکھنا عبادت ہے ۔ چنانچہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ۔ کہ حضرت علی کو دیکھنا عبادت ہے ۔

ان کا گھر بھی فیضان کے صدقہ میں مَثَابَةً لِّلنَّاسِ وَاَمْنًا یعنی مرجع انام ، رجوعیت الی اللہ اور امن کا ایک مقام بن جاتا ہے ۔ حدیث پاک میں ان کی تعریف یوں کی گئی ہے ۔

جب ان کی زیارت کی جائے تو اللہ یاد آتا ہے

یہ انوارِ خدا سے اس قدر روشن ہیں کہ ان کا دیکھنا اللہ کے نور کو دیکھنا ہے ۔

ہر کہ خواہد ہم نشینی با خدا او نشیند در حضورِ اولیاء

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ ! اولیاء اللہ نے ہوا اور ہوس کے بتوں سے اپنے خانۂ دل کو پاک کر دیا ہے ۔ ان کا دل بیت التوحید بن گیا ۔ انہوں نے فیضانِ توحید حاصل کر کے شرک کے عذاب سے امن حاصل کر لیا ہے ۔ مَثَابَةً لِّلنَّاسِ وَاَمْنًا کے مطابق یہ بھی مخلوق کے لئے " مامن " جائے امن بن کر ملجا و ماوٰی انام بن گئے ہیں ۔ لہٰذا بیت اللہ سے واپسی کے بعد ایسی بزرگ ہستیوں کو تلاش کرو ۔ جو بیت اللہ کے انوارِ توحید سے روشن ہو کر کعبۂ صدق بن چکے ہیں ۔ اور جو اس شعر کے مصداق ہوں

چوں مرادیدی خدا را دیدہ ای گردِ کعبۂ صدق برگردیدہ ای

ؒ نفر و نزہہ ص ۵۹

تاکہ ان کی صحبت میں وہ فیوضات اور برکات جو تم کعبہ سے لیکر آئے ہو وہ قائم رہیں۔ یہی حج مقبول کا نشان ہے۔ کہ اچھی صحبت اختیار کرو۔ بُری صحبتوں کو چھوڑ دو۔

بیت اللہ شریف وہ قبلہ ہے کہ جس زمانہ میں بیت المقدس کی طرف نمازیں پڑھی جا رہی تھیں۔ اس زمانہ میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ خواہش تھی کہ بیت اللہ ہی مسلمانوں کا قبلہ ہو جائے آپ بار بار انتظارِ وحی میں آسمان کی طرف رُخ مبارک اٹھا کر دیکھتے تھے۔ چنانچہ یہ آیہ کریمہ اتری۔

قَدْ نَرٰى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَآءِ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضٰهَا۔ (پ ۲ رکوع ۱)

اے حبیب! ہم دیکھ رہے ہیں۔ آپ کا طلب وحی میں بار بار آسمان کی طرف رُخ کرنا۔ سو ہم آپ کو حکم دیتے ہیں کہ آپ اس قبلہ کی طرف اپنا رُخ پھیرلیں۔ جس کو آپ پسند کرتے ہیں۔

دیکھو۔ اللہ تعالیٰ کو کس قدر رضائے حبیب منظور ہے۔ کہ حضور کی رضا اور خوشنودی کے لئے کعبہ کو قبلہ بنا دیا۔ لہٰذا تمام اہل قبلہ کے پیش نظر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا کی اہمیت رہنی چاہئے تاکہ ہر کام میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا اور خوشنودی قبلۂ توجہ رہے اور وہ کام جو حضور کے پسندیدہ ہوں۔ تم سے ظہور میں آئیں۔

مسجد حرام اور مسجد نبویؐ میں عبادات کا ثواب

سوال :- مسجد حرام اور مسجد نبوی میں نماز اور عبادت کرنے کے فضائل بیان فرمائیں؟

جواب :- حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

صَلٰوةٌ فِيْ مَسْجِدِيْ هٰذَا خَيْرٌ مِّنْ اَلْفِ صَلٰوةٍ فِيْ مَا سِوَاهُ اِلَّا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ۔

میری اس مسجد میں ایک نماز دوسری مسجدوں میں ایک ہزار نمازوں سے بہتر ہے۔ سوائے مسجد حرام کے۔

ابن ماجہ میں ایک روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری مسجد میں نماز پڑھنا دوسری مسجدوں میں پچاس ہزار نمازوں سے افضل ہے۔ اور مسجد حرام میں نماز پڑھنا

for more books click on link below
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

دوسری مسجدوں میں ایک لاکھ نماز پڑھنے سے افضل ہے ۔

مسجد اقصیٰ کے بارہ میں ایک روایت میں آیا کہ یہاں ایک نماز دوسری مسجدوں میں پانچ سو نمازیں پڑھنے سے بہتر ہے۔ اس کثرت ثواب کی وجہ سے ان تینوں مسجدوں کے لئے سفر کرنا جائز ہوا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسجدوں کی طرف سفر نہ کرو۔ سوائے ان تین مسجدوں کے۔ مسجد حرام، مسجد نبوی اور مسجد اقصیٰ۔

مسجد نبوی میں نماز پڑھنے کے متعلق ایک اور بھی فضیلت وارد ہوئی ہے۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ جس نے چالیس فرض نمازیں مسجد نبوی میں اس طرح پڑھیں کہ ایک نماز بھی فوت نہ ہو۔ تو اس کے لیے آگ کے عذاب اور نفاق سے براءت لکھ دی گئی ۱؎

ایک روایت میں ہے کہ حضرت ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر بیت المقدس جانے کی اجازت چاہی۔ تو آپ نے دریافت فرمایا کیا تجارت کا قصد ہے۔ عرض کیا۔ نہیں۔ صرف مسجد اقصیٰ میں نماز پڑھنے کے لئے جا رہا ہوں۔ آپ نے فرمایا۔ میری مسجد کی ایک نماز وہاں کی ہزار نمازوں سے بہتر ہے۔ جبکہ بیت المقدس کی ایک نماز پانچ سو کے برابر ہے۔ جیسا کہ اوپر گزرا تو ایک ہزار نماز برابر ۵ لاکھ نمازوں کے ہوئی تو مسجد نبوی میں ایک نماز ۵ لاکھ نمازوں سے بہتر ہوئی۔ اللہ تعالیٰ ان مقدس مقامات کی عبادات کے اجر و ثواب سے ہم گنہگاروں کو بھی بہرہ ور فرمائے۔

سوال :- یہ بات تو ثابت ہو گئی کہ مسجد حرام میں ایک لاکھ نمازوں کا اور مسجد نبوی میں پچاس ہزار نمازوں کا ثواب ہے۔ مسجد حرام کو یہ عددی فضیلت حاصل ہے۔ اور مسجد نبوی کو یہ فضیلت حاصل نہیں۔ حالانکہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک مدینہ، مکہ سے افضل ہے؟

جواب :- علمائے کرام نے فرمایا ہے کہ فضیلت کا انحصار صرف کثرت ثواب میں نہیں دیکھو مثلاً ذی الحجہ کی آٹھ تاریخ کو مکہ سے نکل کر منیٰ میں نماز پڑھنا افضل ہے۔ نویں تاریخ کو عرفات میں نماز پڑھنا افضل ہے۔ پھر دسویں تاریخ کو مکہ سے طواف کر کے مکہ سے منیٰ میں واپس آ کر بعض کے نزدیک نماز پڑھنا افضل ہے۔ آخر وہ کیا فضیلت ہے کہ ایک لاکھ کے کثیر ثواب کو چھوڑا۔

۱؎ جذب القلوب صفحہ ۱۳۰

for more books click on link below
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

معلوم ہوا کہ کثرت تعداد ثواب ہی میں فضیلت منحصر نہیں ہے۔ بلکہ افضلیت کے اور بھی وجوہات ہیں۔ کہیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا اتباع ہے۔ کہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا قرب ہے۔ کہیں زیادتی قرب الٰہی ہے۔ کہیں کیف و سرور زیادہ ہے۔ مدینہ طیبہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قرب کی وجہ سے عبادت میں کیف و سرور زیادہ ہے۔ لہذا علماء کا فیصلہ ہے کہ مکہ مکرمہ میں ثواب کی تعداد اور کمیت زیادہ ہے۔ مگر مدینہ شریف میں کیفیت زیادہ ہے کیونکہ اللہ رب محمدؐ ہے۔ یہاں اس نسبت سے متوجہ الی اللہ ہو کر دو رکعت نماز پڑھنا عشاق کے لئے لاکھ نمازوں سے زیادہ لطف و لذت کا باعث ہے۔ حضرت مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ مبدا و معاد میں فرماتے ہیں۔

محبت آں سرور بر نہجے مستولی شدہ است کہ حق سبحانہٗ تعالیٰ را بواسطہ آں دوست می دارم کہ رب محمدؐ است۔

یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اس درجہ غالب ہو گئی کہ اللہ تعالیٰ کو اس وجہ سے محبوب اور دوست رکھتا ہوں کہ وہ رب محمدؐ ہے۔

لہذا مدینہ منورہ میں حاضری کے بعد اللہ تعالیٰ سے رب محمدؐ ہونے کے باعث اُنس قوی تر ہو جاتا ہے اور جوارِ محبوب صلے اللہ علیہ وسلم میں نماز ادا کرنے سے نورانیت بڑھ جاتی ہے۔ اور کیف و سرور زیادہ حاصل ہوتا ہے۔

آدابِ مساجد اور دیگر فوائد

سوال:- مسجد حرام، مسجد نبوی اور مسجد قبا وغیرہ مساجد میں داخل ہونے کے آداب بیان فرمائیں۔

جواب:- مسجد شریف میں داخل ہوتے وقت یہ پڑھو۔

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ الْعَظِيْمِ وَبِوَجْهِهِ الْكَرِيْمِ وَسُلْطَانِهِ الْقَدِيْمِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِ

اللہ عظیم، اور اس کے وجہ کریم اور اسکی سلطنت قدیم کے ساتھ پناہ مانگتا ہوں۔ میں شیطان مردود سے۔ اے اللہ درود و سلام بھیج حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کی آل پر۔ اے اللہ

for more books click on link below
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

مُحَمَّدٍ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِیْ ذُنُوْبِیْ وَافْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِکَ۔ میرے گناہوں کی بخشش فرما۔ اور میرے لئے رحمت کے دروازے کھول دے۔

اور یہ بھی پڑھو۔

نَوَیْتُ اِعْتِکَافَ ھٰذَا الْمَسْجِدِ مَا دُمْتُ فِیْہِ۔ میں اعتکاف کی نیت کرتا ہوں۔ میں جب تک اس مسجد میں رہوں۔

۱۔ پھر بِسْمِ اللّٰہِ پڑھ کر دایاں قدم مسجد شریف میں رکھو۔ اور نکلتے وقت بایاں قدم پہلے نکالو۔

۲۔ مسجد میں داخل ہونے کے بعد دو رکعت تحیۃ المسجد پڑھو۔ لیکن مسجد حرام میں خصوصاً آفاقی کے لئے بہتر ہے کہ طواف کرے۔ یہاں کے لئے یہی تحیۃ المسجد ہے۔

۳۔ مسجد اللہ تعالیٰ کا گھر ہے۔ یہاں اللہ تعالیٰ کی زیارت کیلئے آیا ہے۔ اللہ کریم ہے اور کریم کے گھر سے زائر ضیافت سے محروم ہو کر نہیں جاتا۔ حج اور عمرہ کرنے والے اللہ کے وفد یعنی وہ اللہ کے خصوصی مہمان ہیں۔ بلا ضیافتِ خصوصی کے اُمیدوار بن کر اس کریم کے گھر میں حاضر ہو۔

۵۔ مساجد میں نماز باجماعت کے انتظار میں بیٹھنا گویا نماز ہی پڑھنے کے حکم میں ہے۔ اور ان مساجد میں نماز کا حال معلوم ہے کہ ایک نماز ایک لاکھ یا پچاس ہزار نمازوں کے برابر ہے۔ تو یہ بیٹھنا بھی ایک لاکھ یا پچاس ہزار نمازوں کے برابر ہوا۔ بعض مفسرین کے نزدیک یہ بیٹھنا مرابطت کے حکم میں ہے۔ جس کا ذکر قرآن کریم میں ہے۔

یٰۤاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اصْبِرُوْا وَصَابِرُوْا وَرَابِطُوْا۔ (پ ۴ رکوع ۱۱) اے ایمان والو صبر کرو اور صبر میں دشمنوں سے آگے رہو اور سرحد پر اسلامی مُلک کی نگہبانی کرو۔

لہٰذا حرمین شریفین کی مساجد میں اس انتظار کا بھی ثواب زیادہ ہوگا۔ تم زیادہ سے زیادہ اجر و ثواب کی نیت سے حاضر ہو کر خدا کا قرب زیادہ سے زیادہ حاصل کرو۔ حج اور عمرہ کے ثواب کی نیت سے بھی جاؤ۔ کیونکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو نماز فرض ادا کرنے کی نیت سے طہارت حاصل کرکے مسجد کو روانہ ہوگا۔ حج کا ثواب پائے گا۔ خصوصاً مسجد نبوی کے بارہ میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ دو رکعت نماز پڑھنے میں حج کامل

for more books click on link below
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

کا ثواب ملے گا۔

۶۔ مساجد میں ذکر الٰہی کے لئے تفرید و تجرید کی نیت کرو۔ یعنی یہ نیت کرو کہ سب سے مجرد اور علیحدہ ہو کر یکسوئی کے ساتھ ذکر و فکر اور مراقبہ میں مشغول ہوں گے۔ غرضیکہ حرمین کی مساجد میں زیادہ قرب حاصل ہوگا۔

۷۔ مسجد محل تجلی خاص ہے کیونکہ ان کا رخ کعبہ شریف کی طرف ہے۔ جو بیت اللہ ہے۔ تمام مساجد روبہ قبلہ ہونے کی وجہ سے بیت اللہ شریف کے انوار سے روشن ہیں۔ لہٰذا شہود ذات حق میں مستغرق ہو کر ماسوا سے بے خبر ہونے کا اعلیٰ مقام پانے کی نیت سے حاضر ہو۔ خصوصاً حرمین کی مساجد میں۔

۸۔ حاضری میں افادہ اور استفادہ کی بھی نیت ہو۔

۹۔ صبح و شام جانے ذکر و تذکیر جو مسجد میں جائے۔ وہ مجاہد فی سبیل اللہ کی مانند ہے۔

۱۰۔ ایک روایت میں ہے کہ اللہ فرماتا ہے۔ جو شخص میرے گھروں میں سے کسی گھر میں بیٹھ کر تلاوت کرے گا۔ اس کو فرشتے رحمت سے ڈھانپ لیں گے۔ لہٰذا اہتمام کرو کہ حرمین شریفین کی مساجد میں ذکر و فکر کے علاوہ ایک قرآن تو ضرور ختم کر لیا جائے۔

۱۱۔ مسجد حرام اور مسجد نبوی میں نماز با جماعت کی پابندی کا زیادہ اہتمام ہو۔ اور کوشش کرو کہ جہاں تک ہو سکے۔ حرمین شریفین میں اصل مسجد میں نماز ادا کرو۔ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں تھی۔ مسجد حرام حضور کے زمانہ میں مطاف کی حدود میں محدود تھی اور مسجد نبوی روضۃ الجنۃ کی حدود میں منحصر تھی۔

حج اور عورت

سوال :۔ کیا عورت تنہا حج کو جا سکتی ہے ؟

جواب :۔ نہیں اس کے ساتھ اس کے شوہر یا محرم کا ہونا ضروری ہے۔

سوال :۔ اگر شوہر ساتھ نہیں جاتا، محرم جاتا ہے۔ مگر شوہر اس کے ساتھ جانے کی اجازت نہیں

منسک ملا علی القاری ص۱۰۵۔

for more books click on link below
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

دیتا۔ تو کیا محرم کے ساتھ فریضہ حج کی ادائیگی کے لئے بغیر اجازت شوہر جا سکتی ہے۔

جواب:۔ ہاں، جا سکتی ہے۔

سوال:۔ اگر شوہر بھی ساتھ نہ جائے۔ اور محرم بھی نہ ہو۔ تو کیا سفر کرنے کی اجازت ہے؟

جواب:۔ ہرگز نہیں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ کوئی عورت سفر نہ کرے، مگر اس حال میں کہ ساتھ محرم ہو۔

سوال:۔ محرم کس کو کہتے ہیں؟

جواب:۔ محرم اس مرد کو کہتے ہیں جس سے نکاح ہمیشہ کے لئے حرام ہو۔ خواہ قرابت کی وجہ سے ہو یا دودھ پینے کی وجہ سے یا مصاہرت کی وجہ سے۔ لہذا باپ بیٹے بھتیجے بھانجے رضاعی بھائی، نانا، دادا، خسر اور داماد کے ساتھ حج کر سکتی ہے۔ مگر اس میں بھی یہ شرط ہے کہ قابل اطمینان ہو۔ اگر قابل اطمینان نہ ہو۔ تو ان کے ساتھ بھی سفر جائز نہیں۔

سوال:۔ اگر متعدد عورتیں مل کر حج کو جائیں یا صالحین مردوں کے ساتھ جائیں تو ایسی صورت میں بھی عورت کے ساتھ محرم کا ہونا ضروری ہے؟

جواب:۔ اگر عورتیں متعدد ہوں۔ ان کے ساتھ بھی محرم کا ہونا ضروری ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صاف ارشاد فرمایا۔

لَا تُسَافِرَنَّ امْرَءَةٌ اِلَّا وَمَعَهَا مَحْرَمٌ — ہرگز کوئی عورت سفر نہ کرے مگر اس حال میں کہ اس کے ساتھ محرم ہو۔

اس میں کوئی قید اس بات کی نہیں کہ عورت جوان ہو یا بڑھیا ہو۔ ایک ہو یا متعدد ہوں بہرحال اس کو محرم کے ساتھ سفر کی اجازت دی گئی ہے۔

ایک صاحب، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ عرض کی۔ یا رسول اللہ! میرا نام فلاں غزوہ میں جانے کے لئے لکھ لیا گیا ہے، حال یہ ہے کہ میری عورت حج کے ارادہ سے باہر آگئی ہے۔ اب میں کیا کروں۔ جہاد میں جاؤں، اور عورت کو تنہا حج کے لئے چھوڑ دوں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جاؤ اور اپنی عورت کے ساتھ حج کرو۔[۲]

---

[۱] اشعۃ اللمعات صـ ۲۲۳۔ [۲] مشکوٰۃ شریف۔

for more books click on link below
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

دیکھئے عورت کے ساتھ محرم مرد یا شوہر کا ہونا کس قدر ضروری قرار دیا گیا ہے۔ کہ جہاد میں ان کو جانے سے روک دیا گیا اور عورت کے ساتھ جانے کا حکم دیا۔ حالانکہ اگر شوہر نہ جاتا تو صحابہ جیسے اولیاء کرام اور صالحین کے ساتھ اس عورت کا سفر ہوتا۔ مگر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ تعلیم دی کہ عورت کے ساتھ کتنے بھی صالحین ہوں۔ اگر شوہر یا محرم اس کے ساتھ نہیں ہے، تو وہ تنہا ہی سمجھی جائے گی۔ اور یہ سفر ممنوع ہوگا۔ صالحین کا وجود اپنی جگہ پہ ہے قاعدہ اور ضابطہ اپنی جگہ پر۔

سوال:۔ کیا عورت بہنوئی یا خالو کے ساتھ سفر کر سکتی ہے؟

جواب:۔ نہیں۔ کیونکہ ان سے اس وقت جبکہ ان کے نکاح میں بہن یا خالہ ہے۔ نکاح فرد حرام ہے۔ اگر یہ مر جائیں۔ تو نکاح ان سے حلال ہو جائے گا۔ اور محرم وہ ہے جس سے ہمیشہ کے لئے نکاح حرام ہو۔ لہذا محرم کی تعریف میں یہ لوگ داخل نہیں۔

سوال:۔ کیا دیور کے ساتھ سفر جائز ہے؟

جواب:۔ ہرگز نہیں۔ جب بہنوئی اور خالو کے ساتھ ہی سفر جائز نہیں۔ تو اس کے ساتھ کیا خصوصیت ہے۔ اسی طرح سے ماموں زاد، چچازاد، تایازاد بھائی کے ساتھ سفر کرنا بھی جائز نہیں۔ وہ بھی محرم نہیں ہیں۔

سوال:۔ بعض عورتیں غیر مردوں کو منہ بولا بھائی یا منہ بولا باپ بنالیتی ہیں۔ کیا اس باپ اور بھائی کے ساتھ سفر جائز ہے؟

جواب:۔ ہرگز نہیں، یہ نامحرم ہے۔ منہ بولا باپ یا بھائی حقیقی باپ یا بھائی نہیں بن سکتا۔ کہ جس کے ساتھ سفر جائز ہے۔ لہذا شرعی حکم یہ ہے کہ اگر ان کے ساتھ سفر کیا۔ تو نامحرم کے ساتھ سفر ہوگا۔ اور ہر قدم پر گناہ لکھا جائے گا۔

سوال:۔ اگر محرم نابالغ بچہ یا مجنون ہو تو کیا ان کے ساتھ بھی عورت سفر کر سکتی ہے؟

جواب:۔ ان کے ساتھ بھی سفر جائز نہیں۔ محرم کا عاقل بالغ اور اس کے ساتھ قابل اطمینان ہونا ضروری ہے۔

سوال:۔ اگر عورت عدت میں ہو۔ کیا عدت کو چھوڑ کر حج کے لئے روانہ ہو سکتی ہے؟

for more books click on link below
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

جواب: نہیں جا سکتی ہے کیونکہ شرائط ادا میں یہ بھی ہے کہ عورت عدت میں نہ ہو۔ قرآن کریم میں ہے۔

لَا تُخْرِجُوْهُنَّ مِنْ بُيُوْتِهِنَّ ۔ (پ ۔ رکوع) عورتوں کے عدت کے زمانہ میں اُن کو گھروں سے باہر نہ نکالو۔

سوال: کیا عورت بھی تمام ارکانِ حج میں مرد کے برابر ہے؟

جواب: جی ہاں! تمام احکام میں برابر ہے۔ البتہ چند مسائل کے درمیان فرق ہے۔ جو ذیل میں درج کئے جاتے ہیں۔

۱۔ مرد احرام میں سلا ہوا کپڑا نہیں پہن سکتا۔ لیکن عورت کو جائز ہے کہ اپنے سلے ہوئے کپڑے پہن لے۔ جس طرح کہ احرام سے پہلے پہنتی تھی۔ ہاں، البتہ اپنے چہرہ کو کھولے رکھے گی۔ کیونکہ عورت کا احرام اس کے چہرہ میں ہے۔ اس کا ڈھکنا منع ہے۔ البتہ سر پر دوپٹہ ڈالنے کی اجازت ہے کیونکہ اس کا احرام سر میں نہیں ہے۔ لیکن مرد کا احرام سر اور چہرہ دونوں میں ہے۔ لہٰذا مرد کپڑے سے دونوں کو نہیں ڈھانک سکتا۔

عورت کا چہرہ کھلا رہنے سے مراد یہ ہے کہ کوئی چیز چہرہ سے لگی ہوئی نہ ہو۔ برقعہ ڈالنا مکروہ ہے کہ اس کا پردہ چہرہ کو لگتا رہے گا۔ معمول ہے کہ عورتیں کوئی چیز پنکھے کی مانند سر پہ رکھ لیتی ہیں۔ اور کپڑا بجائے چہرہ کے اس پہ ڈالتی ہیں۔ اس طرح چہرہ بھی نظر نہیں آتا۔ اور کپڑا بھی چہرہ سے نہیں لگتا۔ پردہ بھی ہو جاتا ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ عورت منہ پر کوئی جالی دار کاغذ یا جالی دار پنکھا باندھ لیں۔ اس کے اوپر برقعہ ہے تو مضائقہ نہیں۔ کیونکہ کپڑا چہرہ پر نہیں ہے کاغذ وغیرہ پہ ہے۔

۲۔ مرد پکار کر لبیک کہے گا۔ اور عورت پکار کر لبیک نہیں کہے گی۔ بلکہ اتنی آواز سے کہے کہ خود سن لے، دوسرا نہ سنے۔

۳۔ مرد طواف میں رَمل اور اضطباع کرے گا۔ اور سعی میں دوڑے گا۔ عورت یہ کام نہیں کرے گی۔ دوڑیگی نہیں صرف سعی کرے گی۔

۴۔ مرد سر منڈائے گا۔ عورت سر نہیں منڈائے گی۔ عورت کو سر منڈانا ایسا ہے جیسا مرد کو ڈاڑھی منڈانا۔ بلکہ پورے سر یا کم از کم چوتھائی سر کے بالوں کی لمبائی میں ایک پورو کی برابر کتروائے گی۔ اس سے کم معتبر نہیں کہ تمام سر میں سے تین چار بال کاٹ لے۔

۵۔ مرد موزے نہیں پہن سکتا۔ عورت موزے پہن سکتی ہے۔ اور زیور بھی پہن سکتی ہے۔

۶۔ اگر بھیڑ زیادہ ہو تو عورت حجرِ اسود کا بوسہ بھی نہ لے۔ رکن یمانی کو بھی مس نہ کرے۔ اگر کعبہ کے قریب میں مردوں کا ہجوم زیادہ ہو تو طواف بھی دور سے کرے۔ اور اس وقت قربِ کعبہ کا بھی لحاظ نہ رکھے۔ زمزم کے اندر بھی نظر نہ ڈالے۔ خود پانی بھرنے کی بھی کوشش نہ کرے۔ اور صفا اور مروہ پر بھی نہ چڑھے[1] یہ باتیں اگر آسانی سے میسر آ جائیں۔ اس طرح کرنا کہ جن میں بھیڑ نہ ہو تو خیر ورنہ ان کا ترک کرنا سب سے بہتر ہے۔

۷۔ عورت کو ایامِ حج میں حیض کا آ جانا کسی عبادت کے ادا کرنے کے لئے رکاوٹ نہیں۔ خواہ وقوفِ عرفات ہو یا وقوفِ مزدلفہ یا رمی جمار۔ سب اسی حالت میں ادا کرے گی۔ مگر طواف منع ہے۔ کیونکہ طواف مسجدِ حرام میں ہوتا ہے۔ اور بحالتِ حیض و نفاس مسجد میں جانا جائز نہیں۔ لہٰذا انتظار کرے کہ پاک ہو کر ادا کرے۔

۸۔ طواف فرض وہی ہے جس کو طوافِ زیارت کہتے ہیں۔ اس کا ایامِ نحر سے تاخیر کرنا جائز نہیں۔ تاخیر سے دم لازم آتا ہے لیکن عورت کو اگر اس کی ادائیگی سے پہلے حیض آ گیا تو یہ طواف نہ کرے۔ بلکہ اس وقت تاخیر کرے جب تک کہ پاک نہ ہو لے اگرچہ ایامِ نحر گذر جائیں۔ اور اس پر تاخیر سے کوئی دم لازم نہیں آئے گا۔ ہاں اگر ایامِ نحر میں پاک ہونے کے بعد اس کو اتنا وقت مل گیا تھا کہ طواف کے اکثر شوط یہ ادا کر سکتی تھی۔ اور پھر اس نے تاخیر کی تو دم لازم آئے گا۔ اور اگر اس نے وقوفِ عرفات اور طوافِ زیارت ادا کر لئے۔ اور طوافِ وداع کے وقت اس کو حیض آ گیا۔ تو طوافِ وداع اس سے ساقط ہو جائے گا۔ کیونکہ واجباتِ حج عذر سے ساقط ہو جاتے ہیں۔ ہاں طوافِ زیارت ساقط نہیں ہو گا۔ کیونکہ وہ فرض ہے۔ پاک ہو جانے کے بعد اس کو بلا تاخیر ادا کرنا لازم ہے۔

---

[1] فتاویٰ عالمگیری، در مختار

for more books click on link below
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

۹۔ رات کو رمی جمار مکروہ ہے۔ مگر عورتوں اور ضعیف مردوں کو رات میں رمی کرنا جائز ہے۔

۱۰۔ عورت کو شوہر حج نفل سے روک سکتا ہے۔ لیکن حج فرض سے نہیں روک سکتا۔ جبکہ محرم ساتھ ہو۔

سوال اس مرتبہ حرم شریف میں دیکھا گیا کہ بعض مصر وغیرہ کی عورتیں مردوں کے ساتھ صف میں مل کر شریک جماعت ہو کر نماز پڑھتی تھیں۔ اس کا کیا حکم ہے؟ جبکہ عورتوں کے لئے علیحدہ بھی انتظام ہے۔

جواب: سختی کے ساتھ عورتوں کو منع کیا جائے۔ ورنہ ان کے دائیں بائیں صف میں برابر کھڑے ہونے والے دو مردوں کی نماز فاسد ہو جائے گی۔ اگر عورت ایک ہے تو پیچھے ایک مرد کی بھی۔ جو اس کے مقابل میں ہے۔ نماز فاسد ہو جائے گی۔ اور دو عورتیں ہیں تو دو پیچھے کھڑے ہونے والے مردوں کی نماز فاسد ہو گی۔ اور اگر تین عورتیں ہیں تو دو دائیں بائیں اور پیچھے کی جتنی صفیں ہیں۔ ہر صف میں سے تین تین آدمیوں کی نماز فاسد ہو گی۔[1]

اور اگر عورتوں کی پوری صف ہو تو پیچھے جتنی صفیں ہیں۔ ان سب مردوں کی نماز فاسد ہو جائے گی۔ حتیٰ کہ اگر عورتیں تحتانی منزل میں ہیں۔ اور مرد اوپر کی منزل میں عورتوں کی صف سے پیچھے ہیں۔ تو ان سب کی نماز فاسد ہو جائے گی۔ اور اگر عورتیں بالائی منزل میں اور مرد تحتانی منزل میں عورتوں سے پیچھے ہیں تو البتہ نماز فاسد نہ ہو گی۔[2] یہ فساد اس وقت ہے جب کہ مقتدی عورت اور امام خانہ کعبہ کی ایک جہت میں متوجہ ہوں۔ اور اگر خانہ کعبہ کی ایک جہت میں امام ہے اور دوسری طرف مقتدی عورت ہے تو نماز فاسد نہ ہو گی۔ اور نماز کے فاسد ہونے کی شرطیں یہ بھی ہیں کہ

۱۔ امام نے عورت کی امامت کی بھی نیت کر لی ہو۔ ۔ دونوں ایک ہی امام کی اقتدا میں ہوں۔
۳۔ یہ نماز رکوع اور سجود والی ہو۔ جنازے کی نماز نہ ہو۔ ۴۔ عورت عاقلہ ہو اور مجنونہ نہ ہو۔
۵۔ دونوں نماز پڑھنا جانتے ہوں۔ ۶۔ مرد عاقل بالغ ہو۔

یہ حکم عام ہے تمام عورتوں کے لیے چاہے وہ عورت اس کی ماں ہو یا اس کی بہن ہو یا اجنبیہ ہو

---

for more books click on link below
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

بچے کا حج

سوال :- بچہ کو کس طرح حج کرایا جائے ۔ اس کے متعلق بھی کچھ بیان فرمائیں ۔

جواب :- بچہ اگر غیر ممیز ہے یعنی بہت چھوٹا ہے تو اسکی طرف سے نیابۃً اسکا ولی خود احرام باندھے بچہ کے بھی سلے ہوئے کپڑے اتار کر اس کو بھی چادریں اڑھا دے اور چونکہ بچہ نیت کرنے کا اہل نہیں ہے اسلئے ان کی طرف سے ان کا ولی نیت کرے اور الفاظ لبیک کہے ۔ جہاں بھی نیت کی ضرورت ہو اسکا ولی ہی نیت کرے گا ۔ کیونکہ بچہ نیت کا اہل نہیں ہے ۔ مگر طواف کی دو رکعتیں ولی اسکی طرف سے ادا نہیں کر سکتا[1] ۔ اور تمام احکام ۔ حج اس کو ساتھ لے کر پورے کرائے ۔ اگر کوئی جرم یا جنایت بچہ سے صادر ہو جاتے تو بچہ اور ولی پر کچھ لازم نہ ہوگا ۔ اگر بچہ صاحب عقل اور تمیز والا ہے تو اسکو احرام خود باندھکر اسی سے تلبیہ کے الفاظ کہلا کر تمام احکام حج خود اس سے ادا کرائے ۔ بچہ ممیز ہو یا غیر ممیز اسکا یہ حج نفل ہوگا ۔ کیونکہ اس پر حج فرض نہیں ہے ۔

حج اور والدین

سوال :- بعض لوگوں پر حج فرض ہوتا ہے لیکن وہ اس لئے تاخیر کرتے ہیں کہ پہلے ہم اپنے والدین کو حج کرا لیں ۔ بعد میں ہم حج کریں گے ۔ کیا یہ تاخیر درست ہے ؟

جواب :- ہرگز نہیں ، فوراً حج کریں ۔ والدین کو حج کرانا تمہارے حج کے لئے شرط نہیں ہے ہاں اگر اللہ نے تمہیں پیسہ زیادہ دیا ہے کہ والدین کو بھی حج کرا سکتے ہو تو انہیں حج کرا دو یہ تمہاری سعادت ہے ۔ مگر ان کے حج کے خیال سے اپنے حج میں تاخیر نہ کرو ۔ ورنہ گنہگار ہوگے ہاں والدین کے پاس اپنا ذاتی پیسہ اتنا ہے کہ خود ان پر حج فرض ہے ، تو وہ خود حج کریں ۔ ورنہ تاخیر سے گنہگار ہوں گے ۔

سوال :- اگر ماں باپ بغیر حج کے مر گئے تو ان کی طرف سے حج کرنے کا کیا ثواب ہے ؟

جواب :- اس کو ایک نہیں بلکہ دس حج کا ثواب ملے گا ۔ اور قیامت کے دن نیکو کاروں میں

---

[1] لباب صـ ۷۷

for more books click on link below
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

اٹھایا جائے گا۔[1] حدیث شریف میں آیا ہے کہ جو شخص والدین کی طرف سے حج کرے یا ان کا قرض ادا کرے۔ قیامت کے دن وہ شخص نیکوں میں اٹھایا جائے گا۔

دوسری حدیث حضرت زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ جس کسی نے اپنے والدین کی طرف سے حج کیا، وہ ضرور اس کی طرف سے اور اس کے والدین کی طرف سے قبول ہوگا۔ ماں باپ کی رُوحیں خوش ہوں گی۔ اور خدا کے ہاں یہ شخص نیکوکار لکھا جائے گا۔[1] اور حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، کہ جس نے اپنے ماں باپ کی طرف سے حج کیا۔ تو اس کو دس حج کی فضیلت حاصل ہوگی۔[2] یہ اس صورت میں ہے کہ والدین کے ذمّہ حج فرض تھا۔ وہ بغیر وصیّت کے مرگئے۔ اب تبرعاً ان کی طرف سے اولاد میں سے کسی نے اپنے مال سے حج کیا۔ تو دس حج کی فضیلت کا مستحق ہوگا۔

سوال: اگر والدین میں سے کسی پر حج فرض تھا، تو اب ان کی طرف سے کس طرح حج کیا جائے؟

جواب: والدین کی طرف سے حج کرنے کی چند شکلیں ہیں۔ ان کو تفصیل کے ساتھ لکھا جاتا ہے۔ اوّل یہ دیکھا جائے کہ مرحوم والد یا والدہ نے حج کی وصیّت کی ہے یا نہیں۔ اگر حج کی وصیّت کی ہے۔ پھر اولاد نے اپنے مال سے بطورِ احسان حج ادا کیا تو اُن کے ذمّہ سے حج فرض ساقط نہ ہوگا۔ لہٰذا ضروری ہے کہ موصی کے مال سے ہی حج ادا کیا جائے۔

اور اگر وصیّت نہیں کی بلکہ اولاد نے اپنی خوشی سے اس کی طرف سے حج کیا یا غیر سے حج کرایا۔ تو امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ انشاء اللہ فرض ساقط ہو جائے گا۔[3]

حاصل یہ ہے کہ والدین کی طرف سے احرام باندھ کر حج کرنا یا کرانا۔ خواہ ان کی وصیّت کی بناء پر ہو یا ان کا نائب بن کر ان کے حکم سے حج بدل کی صورت میں ہو۔ ان صورتوں میں اپنے مال سے حج کیا تو ان کی طرف سے حج نہ ہوگا۔ والدین ہی کے مال سے حج کرے۔ اور اگر وصیّت نہیں کی بغیر وصیّت مرگئے۔ اور اولاد نے اپنے مال سے ان کی طرف سے احرام باندھ کر حج کیا تو (جیسا کہ مذکور ہوا) حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک انشاء اللہ یہ حج ان کا فرض ساقط

لقدیر صنا

for more books click on link below
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

کرے گا۔ اور یہ حج ان ہی کی طرف سے شمار ہوگا۔ اولاد کا نہیں ہوگا۔ اولاد کی طرف سے یہ بہت بڑا ایثار ہے۔ کہ ان کی خاطر اپنا حج ترک کر دیا اور ان کی طرف سے حج کیا۔ اولاد کیساتھ ہی یہ حکم خاص نہیں ہے۔ بلکہ ہر وارث کے لئے یہ ہی حکم ہے۔ اور اگر ان کی طرف سے احرام نہیں باندھا بلکہ خود حج کیا اور اس کا ثواب والدین کو پہنچا دیا۔ تو بالاتفاق جائز ہے۔

میقات

سوال:۔ میقات کسے کہتے ہیں؟

جواب:۔ میقات خاص اور معین جگہ کو کہتے ہیں۔ میقات سے وہ مقام مراد ہے۔ کہ جہاں سے مکہ شریف جانے والوں کو بغیر احرام آگے بڑھنے کی اجازت نہیں۔ خواہ وہ عمرہ کیلئے جا رہا ہو یا حج کے لئے، حتی کہ سیر و تفریح اور تجارت کے لئے بھی اگر کوئی مکہ شریف جائے گا تو اس کو بھی تعظیماً احرام باندھ کر مکہ معظمہ میں داخل ہونا ضروری ہوگا۔ پھر عمرہ کر کے احرام اتار دے گا۔ بہرحال بیت اللہ کے احترام میں باہر سے آنے والے ہر شخص کو یہاں سے احرام باندھ کر مکہ شریف میں داخل ہونا لازم ہے۔ یہاں سے حاضری کا تعظیمی لباس پہن کر داخل ہونا ہوگا بغیر اس تعظیمی لباس کے آگے بڑھنا حرام ہے۔ اس تعظیمی لباس کو احرام کہتے ہیں۔

سوال:۔ میقات کی کتنی قسمیں ہیں؟

جواب:۔ دو قسمیں ہیں۔ ایک مکانی، دوسرے زمانی۔
پھر میقات مکانی کی تین قسمیں ہیں۔ ۱۔ آفاقی ۲۔ حلی ۳۔ مکی۔

سوال:۔ آفاقی میقات کسے کہتے ہیں

جواب:۔ وہ معین مقامات ہیں کہ باہر سے آنے والا، ان سے آگے، بغیر احرام کے مکہ مکرمہ میں داخل نہیں ہو سکتا۔ میقات سے باہر آفاق کہلاتا ہے۔

سوال:۔ آفاقی میقات کتنی ہیں؟

جواب:۔ پانچ ہیں۔

۱۔ ذوالحلیفہ:۔ یہ مدینہ والوں کی میقات ہے۔ مکہ مکرمہ سے دس منزل دور ہے[1]

---

[1] درمختار۔

for more books click on link below
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

۱۔ ذاتُ العرق :۔ یہ عراق والوں کی میقات ہے۔ مکہ معظمہ سے دو منزل پر ہے [1]

۲۔ جُحفہ :۔ جس کو عام رابغ کہتے ہیں۔ یہ شامیوں اور مصریوں کی میقات ہے۔ یہ مکہ مکرمہ سے تین منزل پر ہے۔

۴۔ قرن :۔ یہ نجد والوں کی میقات ہے۔ یہ ایک پہاڑ ہے۔ جو عرفات سے نظر آتا ہے۔ مکہ سے دو منزل پر ہے۔

۵۔ یلملم :۔ یہ یمن والوں کی میقات ہے، مکہ سے دو منزل پر ہے۔ غرضیکہ مکہ مکرمہ میں ہر چہار طرف سے داخل ہونے والوں کے لئے ہر راہ پر یہ معین مقامات ہیں۔ ان کو میقات کہا جاتا ہے۔

میقات یا تو خود ان مقامات کا عین ہے یا ان مقامات کے محاذات کا نام ہے۔ حتیٰ کہ سمندر میں بھی جہاں سے میقات کا محاذ ہو گا۔ وہ ہی بحری میقات ہے۔ اور ہوا میں ہوائی میقات اور خشکی میں بری میقات۔ اگر کوئی ایسے راستہ سے جائے جہاں کوئی میقات نہیں۔ تو اس راستہ میں جہاں بھی کسی میقات کے محاذ اور مقابل میں جو جگہ ہو گی۔ وہی جگہ اس کے لیئے میقات ہے جیسے پاکستان والوں کے لئے میقات کوہ یلملم کا محاذ ہے۔ جب جدہ دو تین منزل رہ جاتا ہے تو یہ جگہ کامران سے نکل کر سمندر میں آتی ہے۔ جہاز والے اس کی اطلاع دے دیتے ہیں۔ غسل کر کے احرام باندھ لو۔ اور تیار ہو جاؤ۔ بعض علماء یہ کہتے ہیں کہ جدہ میقات سے باہر آفاق میں ہے۔ یلملم کی سیدھ اور محاذ دریا میں کہیں بھی واقع نہیں ہوتی۔ بلکہ جدہ بھی میقات سے باہر بہت دور ہے۔ جدہ کے بعد یلملم کے محاذ کی حد آتی ہے، وہ بھی خشکی میں۔ در اصل وہ میقات ہے۔ لہذا سمندر میں جو یلملم کے محاذ سے گذرنے کا اعلان ہوتا ہے۔ وہ غلط ہے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ بڑے بڑے مستند علماء نے اپنی کتابوں میں اسی مقام سے بلکہ کامران ہی سے احرام باندھنے کو لکھا ہے۔ اور ان کا عمل بھی یہی رہا ہے۔ لہذا احتیاط اسی میں ہے کہ جہاز میں اعلان ہونے کے بعد احرام باندھ لو۔ زیادہ سے زیادہ یہ لازم آئے گا کہ میقات سے قبل ہی احرام باندھ لیا گیا۔ تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ بلکہ افضل ہے کہ قبل از میقات احرام باندھ لیا جائے [2]

---

[1] درمختار۔

[2] درمختار ص ۵۵۸

for more books click on link below
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

بلکہ یہ اور بھی زیادہ فضیلت رکھتا ہے کہ گھر ہی سے احرام باندھ کر چلے[1] بشرطیکہ ممنوعات احرام کی قیود برداشت کر سکے۔ اور حج کے ہی مہینے ہوں تو حج کا احرام بھی قبل میقات باندھ سکتا ہے۔ اور عمرہ کا تو ہر وقت احرام باندھ سکتا ہے۔ نیز ہوائی جہاز سے سفر کرنے والوں کو ہدایت کی جاتی ہے کہ وہ اگر اپنے گھر ہی سے احرام باندھ کر روانہ ہوں تو مناسب ہے۔

سوال :- یہ میقاتیں حرم میں ہیں یا حرم سے باہر؟

جواب :- میقاتیں حرم میں نہیں بلکہ سرزمین حل میں ہیں۔ یہ حرم کے داخلہ کے لئے بطور دروازے کے ہیں۔

سوال :- میقات سے پہلے احرام باندھنا کیسا ہے؟ اور میقات سے احرام نہ باندھا بغیر احرام آیا۔ تو کیا حکم ہے۔

جواب :- میقات کی حد کا فیصلہ یہ ہے کہ یہاں تک تاخیر کرنا احرام میں منع نہیں ہے[2] کوئی احرام نہ باندھے تو رخصت ہے۔ مگر یہاں پہنچ کر اب احرام باندھنا ضروری ہو گیا۔ اگر بغیر احرام کے میقات سے آگے بڑھے گا تو گنہگار ہوگا۔ اس پر لازم ہے کہ واپس ہو کر اس سے یا کسی اور میقات سے احرام باندھ کر پھر داخل ہو۔

سوال :- آپ نے فرمایا کہ میقات تک تاخیر کی رخصت ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ میقات سے پہلے بھی احرام باندھ سکتا ہے۔

جواب :- ہاں، باندھ سکتا ہے بلکہ بہتر ہے کہ پہلے باندھ لے۔ (اور جیسا کہ مذکور ہو چکا) افضل ہے کہ گھر ہی سے احرام باندھ کر روانہ ہو[3] مگر یہ بھی اس شرط کے ساتھ مقید ہے کہ اپنی ذات پر اعتماد اور بھروسہ ہو۔ کہ ممنوعاتِ احرام کا متحمل ہو سکے گا اور حج کا مہینہ بھی ہو۔ اور ہوائی سفر کی صورت میں تو گھر ہی سے احرام باندھ لینا چاہئے۔ کیونکہ کئی میقاتوں پر سے گذرنا ہوتا ہے۔ حج کے احرام کے لئے یہ بھی شرط ہے کہ حج کے مہینے ہی ہوں۔ اور اگر حج کے مہینوں میں سے کوئی مہینہ نہیں ہے۔ تو پھر حج کا احرام باندھنا مکروہ ہے۔ کیونکہ یہ احرام رکنِ حج کے مشابہ ہے۔ اور رُکن کو وقت ہی میں ادا ہونا چاہئے۔ اور اشہرِ حج سے پہلے اس کا وقت نہیں۔ لیکن عمرہ کے احرام میں مہینہ کی کوئی

---

[1] فتاویٰ قاضی خاں صفحہ ۲۶۲ [2] عالمگیری۔ [3] فتاویٰ قاضی خاں صفحہ ۲۶۲۔

for more books click on link below
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

قید نہیں۔

سوال:۔ میقاتِ حِلّی کسے کہتے ہیں؟

جواب:۔ حِل کے رہنے والوں کی میقات کو میقاتِ حِلّی کہتے ہیں۔

حِل اس زمین کو کہتے ہیں۔ جو زمین حرم اور میقات کے درمیان ہے۔ جو لوگ کہ حِل کے رہنے والے ہیں۔ حج اور عمرہ کے لئے یہ لوگ یہیں سے احرام باندھ کر حج اور عمرہ کریں گے۔ البتہ روزمرہ کی ضرورتوں میں ان کو احرام باندھ کر مکہ جانا ضروری نہیں۔ دفعِ حرج اور رفعِ تکلیف کے لیے بدون احرام جانا حلال ہے۔ اسی طرح اگر مکہ والا لکڑیاں لینے کے لئے حِل میں آیا۔ تو اس کو بھی واپسی میں بغیر احرام مکہ میں داخل ہونا حلال ہے۔ ہاں اگر میقات سے بھی باہر چلا گیا۔ تو اب اس کو بدون احرام کے آنا درست نہیں۔ وہ آفاقی شخص کے حکم میں داخل ہو گیا۔ کیونکہ جو شخص جس مقام میں پہنچ گیا۔ وہاں ہی کے حکم میں شامل ہو گیا۔ میقات سے باہر آفاق ہے۔ لہٰذا یہ آفاقی کے حکم میں ہو گیا۔ آفاقی کو بدون احرام میقات سے گزرنا جائز نہیں۔ لہٰذا اس کو بھی جائز نہیں ہو گا۔

سوال:۔ میقاتِ مکی کسے کہتے ہیں؟ یہ میقات کن لوگوں کے لئے ہے؟

جواب:۔ میقاتِ مکی مکہ والوں کے لئے ہے۔ اور جو یہاں آگیا۔ وہ بھی مکی کے حکم میں ہو گیا۔ مکہ والا اگر حج کے لئے احرام باندھنا چاہتا ہے۔ تو اس کے لئے مکہ ہی میقات ہے۔ لیکن عمرہ کے لئے اس کو حرم سے باہر جا کر حِل میں احرام باندھنا ہو گا۔ بہتر ہو گا کہ تنعیم میں جا کر احرام باندھے۔ اور اس میں حکمت یہ ہے کہ مکہ مکرمہ سے حج کا احرام باندھ کر عرفات جانا پڑتا ہے۔ لہٰذا یہ چھوٹا سا سفر ہو گیا۔ تو عمرہ کا احرام باندھ کر تنعیم سے مکہ میں آنا یہ بھی اللہ کی راہ میں چھوٹا سا سفر ہو جائے گا۔

سوال:۔ مکی کس طرح احرام باندھے۔

جواب:۔ مکی کے لئے افضل ہے کہ مسجد حرام سے حج کا احرام باندھے۔ اگرچہ تمام مکہ ان کے لئے میقات ہے۔ بلکہ حطیم میں احرام باندھنا اور بھی زیادہ فضیلت رکھتا ہے۔ احرام باندھنے سے مراد نمازِ احرام پڑھ کر نیت کے ساتھ لبیک کہنا ہے۔ لہٰذا گھر سے غسل کر کے احرام کی چادریں لپیٹ کر یہاں آ جائے۔ نفل یہاں پڑھے۔ نفل پڑھنے کے بعد لبیک کہے۔ لبیک ایک دفعہ کہنا فرض

---

for more books click on link below
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

ہے۔ اور تین دفعہ کہنا سنت۔ لبیک کے بعد درود شریف پڑھے۔ اب احرام بندھ گیا۔

سوال:۔ میقاتِ زمانی کسے کہتے ہیں؟

جواب:۔ حج کے مہینوں کو کہتے ہیں۔ حج کا احرام حج کے مہینوں سے پہلے باندھنے کی اجازت نہیں۔ وقت پر باندھا جائے گا۔ اور اس کا وقت معین ہے۔ یہ وقت اَشہُرِ حج ہے۔

سوال:۔ کیا بغیر احرام میقاتِ مکانی سے آگے بڑھنا ہر صورت میں منع ہے؟

جواب:۔ آگے بڑھنا منع ہے بشرطیکہ ارادہ مکہ جانے کا ہو۔ اور اگر حل تک جانے کا ارادہ ہے۔ تو میقات سے آگے بغیر احرام بڑھنا اس کے لئے منع نہیں۔ حتیٰ کہ حل میں داخل ہونے کے بعد مکہ مکرمہ جانے کا ارادہ کیا تو اب اس کو احرام کی حاجت نہیں۔ یہاں سے بغیر احرام کے چلا جائے تو کوئی حرج نہیں۔ بغیر احرام مکہ میں داخل ہونا اس کو منع ہے۔ جو براہِ راست آفاقی یعنی میقات کے باہر سے مکہ مکرمہ جانے کا ارادہ رکھتا ہو۔

فائدہ:۔ جو شخص جس مقام پر پہنچ جائے گا۔ اس مقام کے حکم میں وہ بھی شامل ہو جائے گا۔ بشرطیکہ شرعی طریقہ سے داخل ہو۔ مثلاً مکہ مکرمہ کے رہنے والے عمرہ کا احرام تنعیم سے باندھیں گے تو ایک آفاقی جو اس وقت مکہ میں ہے۔ وہ عمرہ کرنے جائے گا تو وہ بھی تنعیم ہی سے احرام باندھے گا۔ مکہ والے حج کا احرام حرم سے باندھیں گے۔ تو متمتع حاجی بھی حرم سے باندھے گا۔ مگر شرط یہ ہے کہ احرام باندھ کر میقات سے، شرعی طریقہ کے مطابق مکہ میں داخل ہوا ہو اور اگر بغیر احرام مکہ میں داخل ہوا تو اس کو حکم ہے کہ واپس لوٹ کر میقات جائے اور وہاں سے احرام باندھ کر آئے۔

اَشہُرِ حج

سوال:۔ اَشہُرِ حج کسے کہتے ہیں۔

جواب:۔ میقاتِ زمانی میں معلوم ہو چکا ہے کہ حج کے مہینوں کو کہتے ہیں۔

سوال:۔ وہ حج کے مہینے کون سے ہیں؟

for more books click on link below
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

جواب :- اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

اَلْحَجُّ اَشْهُرٌ مَّعْلُوْمٰتٌ (پ ۲ رکوع ۹) کہ حج کے مہینے معلوم اور مشہور ہیں۔

وہ شوال، اور ذی قعدہ کے پورے پورے مہینے اور ذی الحجہ کے اوّل عشرہ کے دس دن ہیں۔ مگر امام شافعی اور امام یوسف کے نزدیک ذی الحجہ کا دسواں دن اشہرِ حج سے خارج ہے۔ مگر صحیح یہ ہے کہ وہ بھی اشہرِ حج میں داخل ہے۔ تو بہتر ہے کہ طوافِ حج یعنی طوافِ زیارت جو فرض ہے اور حج کا دوسرا رکن ہے۔ اسی دن ادا کر لیا جائے تاکہ دونوں رکنِ حج یعنی وقوفِ عرفہ اور طوافِ زیارت ماہ حج ہی میں ادا ہوں۔ اگرچہ ہمارے نزدیک عشرہ گذرنے کے بعد گیارہ اور بارہ تاریخ کو بھی طوافِ زیارت کی اجازت ہے مگر افضل دس تاریخ ہے۔

سوال :- حج تو نویں تاریخ ذی الحجہ کو ہوتا ہے۔ اتنے مہینوں کا کیا فائدہ؟

جواب :- صرف حج ہی نہیں بلکہ متعلقاتِ حج کا بھی تو پھیلاؤ ہے۔ ان سب کے لئے ایک وقت کی حد بندی کر دی ہے۔ مثلاً احرام ہے۔ کہ ماہ حج سے پہلے احرام نہیں باندھ سکتا۔ ہاں ماہ شوال آتے ہی اس کو اجازت ہے کہ اگر احرام حج باندھے تو باندھ سکتا ہے۔ اسی طرح سے حج تمتع اور قران کا عمرہ ہے۔ اس کے لئے بھی یہ قید ہے کہ انہی مہینوں میں سے کسی مہینہ میں ادا ہو۔ ان مہینوں سے پہلے یہ عمرہ نہیں ادا ہو سکتا۔ لہٰذا رمضان میں کسی نے بہ نیت قران عمرہ کر لیا۔ تو یہ قران یا تمتع نہ ہوا ہاں شوال میں یہ عمرہ کیا۔ تو قران یا تمتع ہو جائے گا۔ اسی طرح سے حج افراد اور حج قران میں طوافِ قدوم کی ادائیگی کے لئے بھی یہ شرط ہے کہ اشہرِ حج میں ادا ہو۔ اس سے پہلے نہ ہو۔ اسی طرح سے وقوف عرفات اور وقوف مزدلفہ اور حج کی سعی کے لئے بھی اشہر حج ضروری ہے۔

ان کے علاوہ دیگر احکام بھی ہیں۔ جو ماہ حج سے متعلق ہیں۔ مثلاً کسی کے پاس اتنا مال آگیا۔ کہ وہ حج کر سکتا ہے۔ مگر ماہ حج کے آنے سے پہلے اس رقم کو کسی کام میں لگا دیا۔ شادی کر لی یا مکان خرید لیا۔ تو حج فرض نہ ہوا۔ اور اگر اتنا مال کہ جس سے حج فرض ہو جاتا ہے۔ ان مہینوں میں اس کے پاس موجود ہے۔ تو حج فرض ہو گیا۔ اگرچہ اس مال کو خرچ کرکے اب فقیر بن جائے تب بھی حج اس پر فرض ہے۔ اسی طرح ایک فقیر مکہ مکرمہ پہنچا۔ اور اس نے بیت اللہ شریف کی زیارت کی تو اگر اشہرِ حج کے اندر ایسا ہوا۔ تو اس فقیر پر حج فرض ہو گیا۔ اور اگر اشہرِ حج سے پہلے زیارت کرکے گھر سے واپس ہو گیا تو اس

for more books click on link below
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

پر تمتع فرض نہیں ہوا۔ کیونکہ اشہرِ حج سے پہلے واپس آگیا۔

سوال:- حج کے مہینوں کے بھی اسرار بیان فرمائیں!

جواب:- ارباب حقائق کہتے ہیں۔ شوال حج کا پہلا مہینہ ہے۔ یہ اتصالِ حق میں استغراق کا ہے۔ دوسرا مہینہ ذی قعدہ صفاتِ حق میں استغراق کا ہے۔ تیسرا مہینہ ذی الحجہ ذاتِ حق کی تجلیات میں گم ہونے کا ہے۔ غایت فضیلت کی وجہ سے اس تیسرے مہینہ کا عشرہ تمام مہینہ کے قائم مقام ہو گیا۔[1] اس عشرہ کی بہت فضیلت بیان فرمائی گئی ہے۔ اس عشرہ میں اعمال اللہ کو بہت محبوب ہیں۔ حج جیسا فریضہ بھی اسی عشرہ میں رکھا گیا۔ لہٰذا اس کو بھی محبوب ہونے کی فضیلت حاصل ہو گئی۔

زمینِ حرم اور حِل

حرم

سوال:- حرم کسے کہتے ہیں؟

جواب:- بیت اللہ کے چاروں طرف مسجد حرام ہے۔ اور مسجد حرام کے چاروں طرف کئی کئی کوس تک جو زمین پھیلی ہوئی ہے۔ وہ حرم کی مقدس سرزمین کہلاتی ہے۔ اس کے چاروں طرف حدیں بنی ہوئی ہیں۔ بیت اللہ کے قرب و جوار کی وجہ سے اس جنگل کا یہ احترام ہے کہ یہاں کا خودرو سرسبز درخت، کیکر، جھاڑ، جڑی بوٹی تو گھاس تک بھی نہیں اکھاڑ سکتے۔ نہ کسی جنگلی جانور کا شکار کر سکتے کسی حال میں ہو۔ خواہ احرام میں ہوں یا احرام سے باہر۔ یہ اس قدر محترم سرزمین ہے کہ اگر کسی درخت کے سایہ میں کوئی جانور بیٹھا ہے۔ اور تم اس کو اٹھا کر خود بیٹھنا چاہتے ہو۔ تو اس کی بھی اجازت نہیں کیونکہ وہ اللہ کی دی ہوئی امان میں ہے۔ یہاں تک کہ اس جنگل میں شکار بھی منع ہے۔ اگر کوئی وحشی جنگلی جانور باہر سے پکڑ کر یہاں لے آیا تو وہ بھی یہاں کے جانور کے حکم میں ہو گیا۔ یہاں آتے ہی اس کو چھوڑ دینے کا حکم ہے۔

مَنْ دَخَلَهٗ كَانَ اٰمِنًا کے تحت جو بھی یہاں داخل ہو گیا۔ وہ اللہ کے امن میں آگیا۔ یہاں

---

[1] تفسیر مہائمی

for more books click on link below
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

دونوں جہان کا امن طلب ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم کو بھی اس سرزمین کی حاضری کے صدقہ میں عذابِ دوزخ سے بھی مامون اور محفوظ رکھے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہمیشہ یہ امت خیر پر رہے گی جب تک یہ حرم کی تعظیم کرتی رہے گی۔ تمام مکہ مکرمہ، منیٰ، مزدلفہ، یہ سب حرم کی حدود کے اندر ہیں۔ البتہ عرفات داخلِ حرم نہیں۔

حِل

سوال:۔ حل کسے کہتے ہیں؟

جواب:۔ حرم کے بعد جو زمین میقات تک ہے۔ اسے حل کہتے ہیں۔ یہاں وہ سب چیزیں حلال ہیں۔ جو حرم میں احتراماً منع تھیں۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ دو خیمے نصب کرواتے تھے۔ ایک حرم میں دوسرا حل میں عرفیات سے فارغ ہونے کے لئے آپ حل میں جاتے تھے۔ اور عبادت، طاعت کے لئے حرم کی سرزمین پر رہتے تھے۔ جنگلی وحشی جانوروں کو یہاں ستانا اور تکلیف دینا حرام ہے۔ حتیٰ کہ جنگلی کبوتروں کو بھی یہاں تکلیف نہ دو۔ جو کہ مسجد حرام میں بکثرت ہیں ہاں موذی جانور بچھو، سانپ، چھپکلی، گرگٹ وغیرہ کو مار سکتے ہو۔

سوال:۔ اگر سوکھا درخت توڑا یا سرسبز درخت کے پتے توڑے جس سے درخت کو نقصان نہ پہنچا تو پھر کیا حکم ہے؟

جواب:۔ اس کا کوئی کفارہ نہیں۔ لیکن پھر بھی احتیاط رکھے کہ کسی چیز کو نہ توڑے۔

سوال:۔ کیا ضرورت کی وجہ سے یہاں گھاس چرانا بھی منع ہے؟

جواب:۔ جانوروں کو گھاس چرانا جائز ہے۔ تم کو کاٹنا اکھاڑنا منع ہے بلکہ

for more books click on link below
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

احرام

سوال:- احرام کی فضیلت بیان فرمائیں؟

جواب:- حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ آفتاب ڈوبنے تک جب محرم لبیک کہتا ہے۔ تو آفتاب کے ڈوبنے کے ساتھ اس کے گناہ بھی ڈوب جاتے ہیں۔ اور ایسا پاک ہو جاتا ہے۔ کہ گویا آج ہی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا ہے۔[۱]

سوال:- احرام کیا ہے؟

جواب:- وہ دو بے سلی چادریں ہیں۔ ایک چادر تو اوڑھ لے۔ مگر سر کو کھلا رکھے گا۔ سر پر ہرگز چادر کو نہ ڈالے۔ اور نہ منہ کو ڈھکے۔ بلکہ چادر صرف کندھوں، کمر اور سینہ پر ڈالے۔ اور دوسری چادر کا تہ بند باندھ لے۔

۱۔ ایک چادر رداء کہلاتی ہے۔ دوسری ازار کہلاتی ہے۔ کیا یہ فضیلت کچھ کم ہے کہ غوث، قطب، علماء اور اولیاء سب نے اسی لباس کو پہن کر حج کیا اور کرتے ہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے لئے بھی اسی لباس یعنی رداء اور ازار کا ذکر فرمایا۔

اَلْکِبْرِیَاءُ رِدَائِیْ وَالْعَظْمَۃُ اِزَارِیْ — بڑائی میری چادر ہے اور عظمت میری ازار۔

اور اس طرح اس لباس کا مرتبہ اور زیادہ بڑھا دیا۔

۲۔ سلے ہوئے کپڑے اتارنے کا یہ مطلب ہے کہ خود کو سب رشتوں سے بے تعلق کر لیا۔ احرام کی چادر کا ایسا

---

[۱] درمختار۔ [۲] ابن ماجہ۔

بے سلا ہوا اور بھی زیادہ بہتر ہے۔ جس میں کوئی ٹانکا، رفو اور کوئی پیوند تک نہ ہو۔ تاکہ ماسویٰ کے تعلق کا ادنیٰ سا پیوند بھی قلب میں باقی نہ رہے۔ تمام پیوند دل سے اکھڑ جائیں۔

؎ بِبُرّ پیوند ہا بگسل واصلی

۴۔ احرام کے معنی ہیں خود کو حرمت والے لباس میں داخل کرنا۔ لہٰذا لڑائی جھگڑے اور فسق وغیرہ سے اس کی ہتک حرمت جائز نہیں۔ اب درباری لباس پہن کر حریم خاص میں داخل ہونے کے قابل ہوگیا احرام پہن کر دو رکعت نماز نفل قُلْ يٰاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ اور قُلْ هُوَ اللّٰهُ سے پڑھ کر حضور اکرم کے فعل سے برکت حاصل کرو۔

سوال:۔ احرام کے لئے کیسے کپڑے ہونے چاہئیں؟

جواب:۔ جدید کپڑے ہوں یا دھلے ہوئے۔ جدید (نئے) اور رنگ سفید ہو تو بہتر ہے۔ یعنی مثل کفن کے سفید ہوں[1] کیونکہ اللہ تعالیٰ کو سفید کپڑے زیادہ پسند ہیں[2] اور نئے کپڑوں میں طہارت زیادہ ہے[3]۔ احرام باندھنے سے پہلے ان کپڑوں میں خوشبو بسالو۔ مگر ایسی خوشبو ہو کہ کپڑے میں نشان باقی نہ رہے[4]

سوال:۔ احرام کس چیز سے شروع ہوتا ہے۔ اور کس چیز پر ختم ہوتا ہے؟

جواب:۔ احرام کے کپڑے پہن کر نیت کے ساتھ لبیک کہنے سے احرام میں داخل ہو جائے گا۔ جب حلق یا قصر ہوگا تو اس کے ساتھ ہی احرام سے باہر ہو گا۔ نماز کی طرح اس میں بھی تحریم و تحلیل ہے۔ مگر حج کا معاملہ نماز کے معاملے سے سخت تر ہے۔ گمان کی صورت میں حج میں قضا لازم ہے۔ مگر نماز میں نہیں۔ یعنی اگر کسی آدمی کو گمان ہو کہ مجھ پر نماز فرض ہے۔ یہ سمجھ کر اس نے نماز شروع کر دی۔ پھر ظاہر ہوا کہ نماز فرض نہیں۔ نماز توڑ دی۔ تو نماز کو فاسد کرنے سے قضا لازم نہیں ہو گی۔ بخلاف حج کے کہ اس میں قضا لازم ہو گی۔

دوسرا فرق یہ بھی ہے اگر منافی نماز کوئی فعل نماز میں صادر ہو جائے تو فاسد نماز کو آخر وقت تک پڑھتے رہنا جائز نہیں۔ اور اگر حج کو جماع وغیرہ سے فاسد کر دیا تو بعد فساد بھی آخر تک ارکان حج ادا کر کے فارغ ہو[5] یہ بھی یاد رہے کہ جس عبادت کے لئے احرام باندھا ہے۔ خواہ حج ہو یا عمرہ

---

[1] لباب صفحہ ۹، [2] در مختار صفحہ ۲۱۵، [3] ہدایہ، [4] در مختار عالمگیر جلد ۲۲۶، [5] در مختار شامی صفحہ ۲۱۴

for more books click on link below
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

جب تک خاص اس کو ادا کرلے گا۔ احرام سے باہر ہو کر حلال نہیں ہوگا۔ مثلاً حج کا احرام باندھا تو حج کرنے کے بعد ہی احرام سے نکلے گا۔ مگر دو صورتوں میں ایسا نہیں۔ وہ صورتیں یہ ہیں۔

۱۔ اگر حج فوت ہوگیا تو اب اس احرام سے عمرہ کرکے احرام سے باہر ہو جائے گا۔

۲۔ احصار یعنی کسی مانع حج کے ظاہر ہونے کے سبب حج نہ کر سکا تو ذبح ہدی کرکے احرام سے باہر ہو جائے گا۔[1]

فرائضِ احرام

سوال:۔ احرام کے فرض کتنے ہیں؟

جواب:۔ دو ہیں۔ اوّل عمرہ یا حج یا دونوں کی نیّت کرنا جیسے حج قران میں ہے۔
دوسرے زبان سے تلبیہ ایسے الفاظ میں کہنا کہ جس کے ذریعہ خالص تعظیم تبارک کا اظہار ہو۔ اس کے لئے مسنون لبیک کافی ہے۔ اگر نیّت کی اور لبیک نہ کہا تو احرام صحیح نہیں۔ اور لبیک کہا اور نیّت نہیں کی۔ تو بھی احرام صحیح نہیں۔ دونوں کا ہونا ضروری ہے۔[2]

واجباتِ احرام

سوال:۔ احرام کے واجبات کتنے ہیں؟

جواب:۔ واجبات احرام بھی دو ہیں۔

۱۔ میقات سے احرام باندھنا۔ ۲۔ ممنوعاتِ احرام سے اپنے کو باز رکھنا۔

سُننِ احرام

سوال:۔ احرام کی سنتیں کتنی ہیں۔

جواب:۔ نو ہیں۔

۱۔ احرام حج کا حج کے مہینہ میں باندھنا۔ اس سے پہلے احرام باندھنا مکروہ ہے۔ بخلاف عمرہ کے

---

[1] درمختار صہ ۲۱ [2] حیات القلوب صہ ۳۶۔

for more books click on link below
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

احرام کے۔ عمرہ کا احرام کسی وقت پر موقوف نہیں۔ جب چاہے باندھ سکتا ہے۔

۱۔ احرام کو اپنے شہر کے میقات سے باندھنا۔ اگر دوسرے شہر کے میقات سے باندھا تو خلاف سُنّت ہوا۔ بُرا کیا۔

۲۔ احرام کے لئے غسل کرنا۔ ۳۔ دو کپڑے ازار اور رداء پہننا۔

۵۔ احرام سے پہلے خوشبو لگانا۔ خواہ اس کا نشان یا اثر بعد احرام باقی رہے یا نہ رہے۔ لیکن امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک بدن پر ایسی خوشبو لگانا مکروہ ہے۔ کہ جس خوشبو کا نشان بدن پر باقی رہے لیکن کپڑے میں ہرگز ایسی خوشبو نہ لگائے کہ جس کا نشان بعد تک باقی رہے۔ اور ایسی خوشبو بدن اور کپڑوں پر لگانا تو باتفاق جائز ہے۔ کہ جس میں فقط خوشبو ہی باقی رہے۔ اس کا نشان قائم نہ رہے تو اور یہی بہتر ہے۔

۶۔ احرام باندھ کر دو رکعت نماز ادا کرنا۔ مگر وقت مکروہ میں نہ ہو۔

۷۔ لبیک اُن الفاظ میں کہنا جو حدیث شریف میں مروی ہیں۔ ان الفاظ سے نہ کم کرے نہ زیادہ۔ اور نہ لبیک کے درمیان الفاظ بڑھائے۔ ہاں آخر میں بڑھا سکتا ہے۔

۸۔ لبیک کی تکرار ہر بار تین دفعہ کرنا۔

۹۔ مرد کو بلند آواز سے لبیک کہنا۔ مگر عورت کے لئے نہیں۔ وہ پست آواز سے کہے۔

مستحباتِ احرام

سوال:۔ مستحباتِ احرام کتنے ہیں؟

جواب:۔ مندرجہ ذیل ہیں۔

۱۔ احرام باندھنے سے پہلے موئے بغل اور موئے زیرِ ناف کو زائل کرنا۔ خط بنوا لینا۔ لبیں لینا اور ناخن ترشوانا۔

۲۔ غسل کی نیت برائے احرام کرنا۔

۳۔ ازار اور رداء دونوں کا کپڑا نیا ہونا۔ ورنہ دھلے ہوئے ہونا بھی کافی ہے۔

for more books click on link below
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

۴۔ احرام کی نیت زبان اور دل کی موافقت کے ساتھ مع کرنا۔
۵۔ بعد نماز، فوراً ہی، متصلاً، مکان نماز میں ہی، قبلہ رُخ بیٹھے ہوئے احرام کی نیت کرنا۔
۶۔ تغیر احوال، تغیر مکان اور زمان کے وقت میں لبیک کا ورد رکھنا۔ مثلاً بلندی پر چڑھتے وقت، نشیب میں اترتے وقت، ابتدائے رات، ابتدائے دن میں۔ سحر کے وقت، نمازوں کے پیچھے اگرچہ نماز فرض ہو۔ وتر ہو یا نفل ادا ہو یا قضا۔ جانور پر سوار ہوتے وقت، سواری سے اترتے وقت وغیرہ ان تمام صورتوں میں لبیک کہنا۔
۷۔ میقات سے پہلے احرام باندھنا بشرطیکہ شرائط احرام کا مستحق ہو سکے۔ لیکن ذوالحلیفہ میں میقات پر پہنچ کر مسجد شجرہ میں احرام باندھنا مستحب ہے کہ یہ حضور کی اتباع ہے۔ پہلے نہ باندھے
۸۔ مستحب ہے کہ لبیک میں اس عبادت کا بھی نام لے کہ جس کے لئے احرام باندھ رہا ہے یعنی حج کے لئے لَبَّیْکَ بِحَجَّۃٍ۔ عمرہ کے لئے لَبَّیْکَ بِعُمْرَۃٍ یا قِران کے لئے لَبَّیْکَ بِعُمْرَۃٍ وَحَجَّۃٍ۔ ملا علی القاری رحمۃ اللہ علیہ نے باب القران میں لکھا ہے کہ عبادت کا نام تلبیہ مسنونہ کے بعد لیا جانا اولیٰ ہے۔
۹۔ مستحب ہے کہ جب لبیک سے فارغ ہو تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجے۔ افضل درود یہ ہے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔ اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔

۱۰۔ مستحب ہے کہ لبیک اور درود شریف سے فارغ ہو کر یہ پڑھے۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ رِضَاکَ وَالْجَنَّۃَ وَاَعُوْذُبِکَ مِنْ غَضَبِکَ وَمِنَ النَّارِ۔	الٰہی میں تجھ سے تیری رضا و خوشنودی اور جنت مانگتا ہوں۔ اور تیرے غضب اور آتش دوزخ سے پناہ مانگتا ہوں۔

۱۱۔ پے درپے تلبیہ کہنا۔

---

for more books click on link below
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

محرماتِ احرام

سوال:۔ وہ کیا کام ہیں۔ جو احرام کے بعد محرم پر حرام ہو جاتے ہیں

جواب:۔ مندرجہ ذیل ہیں۔

جماع اور اس کے لوازمات بوسہ وکنار، شہوت کے ساتھ چھونا اور عورتوں کے ساتھ فحش باتیں کرنا، لڑائی جھگڑا کرنا۔ سر اور منہ کو کپڑے سے ڈھانکنا۔ مہکتے ہوئے رنگ کا مثلاً ملاگیری رنگ کا کپڑا پہننا۔ جس میں سے خوشبو آ رہی ہو، بدن پر یا بالوں میں یا کپڑے میں خوشبو لگانا، گوند وغیرہ سے بال جمانا، خوشبودار تیل لگانا۔ جن میں زیتون اور تل کا تیل لگانا بھی منع ہے۔ اگرچہ ان میں خوشبو بھی نہ ہو۔ سر سے پاؤں تک کسی بال کا جدا کرنا۔ جنگلی جانوروں کا شکار کرنا، کسی بے خبر شکاری کو شکار کی طرف اشارہ کرکے باخبر کرنا۔ جنگلی پرندوں کے پر اکھیڑنا۔ ان کے انڈوں کو توڑنا، پکانا، بیچنا، خریدنا، جوں مارنا، اس کو نکال کر دھوپ میں پھینکنا، جوں کے کپڑے جوئیں مارنے کی نیت سے دھوپ میں ڈالنا، یا اس نیت سے ان کپڑوں کو دھونا۔ سر منڈانا یا دوسرے کا سر مونڈنا، اگرچہ وہ حلال ہو۔ ناخن تراشنا۔ سلا ہوا کپڑا پہننا ٹوپی اوڑھنا، خالص خوشبو کا کھانا، مثلاً الائچی، دارچینی، زعفران، سونٹھ، لونگ، مشک، عنبر وغیرہ سر یا داڑھی کو خوشبودار صابن سے دھونا، وسمہ یا مہندی کا خضاب کرنا، مہکتی ہوئی خوشبو کپڑے میں باندھنا جیسے مشک وغیرہ، کپڑوں کی گٹھڑی سر پر رکھنا۔ دستانہ پہننا، موزے یا جراب پہننا، چپل اور جوتیاں جو وسط قدم یعنی تسمہ باندھنے کی جگہ کو ڈھانپیں، ان کا پہننا منع ہے۔ اور اگر پاؤں کا یہ حصہ نہ چھپے تو جوتیاں پہننا جائز ہے۔

سوال:۔ جب کہ تسمہ باندھنے کی جگہ سے اوپر کا پیر کا حصہ، کھلا رہنا لازم ہے۔ اسی لئے تو موزہ پہننا منع ہے۔ تو کیا سردی میں سے بھی اس حصہ کو ڈھانکنا منع ہے۔ اسی طرح دستانہ پہننا بھی منع ہے۔ تو کیا اتنا حصہ ہاتھ کا بھی چھپانا اور ڈھانکنا منع ہے؟

جواب:۔ منع نہیں ہے۔ سلی ہوئی چیز یا کوئی بنی ہوئی چیز جو ہاتھ پاؤں کو محیط ہو جائے پہننا منع ہے جیسے جراب اور دستانے وغیرہ لیکن ان کا ہاتھ پاؤں پر رکھنا اور ڈھکنا منع نہیں صرف پہننا منع ہے۔ بلکہ سر اور چہرہ کے سوا تمام جسم کا ڈھکنا منع نہیں مباح ہے۔

for more books click on link below
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

سوال :- اگر سوتے میں سر اور چہرہ ڈھک جائے ؟

جواب :- جنایات میں آئے گا۔

مکروہاتِ احرام

سوال :- احرام کے مکروہات بیان فرمائیں ؟

جواب :- حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حاجی کی تعریف میں اَلشَّعِثُ وَالتَّفِلُ فرمایا کہ پراگندہ بال اور میلا کچیلا ہو۔ لہٰذا اس حالت کو ضرور قائم رکھنا ہے۔ اور جو اس حالت کو دور کرے۔ وہ مکروہ ہے۔

میل اتارنا، بیری، خطمی یا بے خوشبو کے صابن سے سر، داڑھی یا جسم کو دھونا (اوپر گزرا خوشبودار صابن کا استعمال حرام ہے) کنگھا کرنا۔ اس طرح کھجانا کہ بال ٹوٹنے کا اندیشہ ہو۔ لباس کو غیر عادتی طریق پر پہننا۔ مثلاً چغہ کی آستین میں ہاتھ ڈالے بغیر اس کو کندھوں پر ڈالنا۔ بے سلا ہوا مگر رفو کیا ہوا یا پیوند لگا ہوا کپڑا پہننا۔ کیونکہ اس میں بھی سلائی اور ٹانکا ہے۔[١]

سر یا منہ پر پٹی باندھنا کہ یہ محل احرام ہے۔ اس سے بھی بچے۔ غلافِ کعبہ کے اندر داخل ہونا اس طرح کہ غلاف کعبہ شریف سر یا منہ سے لگے۔ ناک وغیرہ منہ کا کوئی حصہ کپڑے سے چھپانا۔ تکیہ پر منہ رکھ کر اوندھا سونا۔ یا اوندھا لیٹنا۔ چادر اوڑھ کر اس کے کناروں میں گرہ دینا۔ تہبند کے دونوں کناروں میں گرہ دیکر باندھنا۔ یا ازار اور تہبند کے کناروں کو پن یا سوئی سے روکنا۔ تہبند باندھ کر کمربند یا رسی سے کسنا۔ قصداً خوشبو سونگھنا۔ اگرچہ خوشبودار پھل یا پھول یا پودینہ کا پتہ ہی ہو۔ مہکتی ہوئی خوشبودار چیز کو ہاتھ لگانا۔ جبکہ وہ ہاتھ کو نہ لگے۔ ورنہ حرام ہے۔ خوشبو کی دھونی لگے کپڑے کو پہننا جو خوشبودار ہو۔ خوشبو سونگھنے کے قصد سے عطار کی دوکان پر بیٹھنا۔ بدن پر بلا ضرورت پٹی باندھنا۔ ایسی چیز کھانا پینا جس میں خوشبو ڈالی گئی ہو۔ لیکن وہ پکائی نہیں گئی ہو۔ اور خوشبو بھی اس کی دور نہ ہوئی ہو۔ خوشبو آ رہی ہو۔ اس کا کھانا مکروہ ہے۔ جیسے کہ پان وغیرہ میں الائچی ڈال کر کھانا۔ بازو یا گلے میں تعویذ باندھنا۔ اگرچہ بے سلے کپڑے میں لپیٹ کر باندھا ہو۔

---

[١] لباب منسک۔

for more books click on link below
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

سوال:- زکام کے وقت ناک کو رومال سے پونچھنا کیسا ہے؟ کیونکہ ناک کو کپڑا لگے گا۔
جواب:- درمختار اور شامی میں ہے کہ ہاتھ میں کپڑا لیکر ناک پر رکھنا مکروہ ہے۔ گنہگار ہو گا۔ مگر کفارہ کچھ نہیں۔ یہاں سے معلوم ہوا کہ اگر عذر ہے تو گناہ بھی نہیں ہوگا۔

وہ باتیں جو احرام میں مُباح اور جائز ہیں

ایسی خوشبو کا چھونا جس میں فی الحال کوئی خوشبو نہ ہو۔ جیسے صندل یا لوبان یا عود وہ خوشبودار کھانا کھانا جس میں خوشبو کو پکا لیا گیا ہو۔ یا وہ غیر مطبوخ (بے پکا ہوا) کھانا جس میں خوشبو ڈالی گئی ہو۔ لیکن اب اس کی خوشبو اڑ گئی۔ سرسوں کا تیل، گھی یا چربی کو کسی طور سے بھی کھانے میں استعمال کرنا۔ سالن کا ہاتھ پیر میں لگانا، جبکہ وہ پست جائیں۔ سرسوں یا بادام یا کدو یا کاہو کا تیل استعمال کرنا۔ خوشبو کے وہ رنگے ہوئے کپڑے پہننا جن کی خوشبو جاتی رہی ہو۔ آئینہ دیکھنا۔ پالتو جانور مثلاً مرغی وغیرہ کا ذبح کرنا، پکانا، کھانا، اس کے انڈے توڑنا، بھوننا۔ اُس شکار کا کھانا بھی جائز ہے کہ کسی محرم نے اس کے شکار یا ذبح میں کسی قسم کی اعانت نہ کی ہو۔ نہ محرم نے خود شکار کیا ہو۔ بشرطیکہ وہ جانور نہ حرم کا ہو۔ نہ حرم میں ذبح کیا گیا ہو۔ مچھلی کا شکار کرنا کھانے کے لئے۔ بیرونِ حرم کی گھاس اکھاڑنا یا درخت کاٹنا۔ چوہا، چیل، سانپ، کوا، بچھو، چھپکلی، گرگٹ، کھٹمل، مچھر، مکھی کاٹنے والا کتا۔ ان موذی جانوروں کا مارنا۔ اگرچہ حرم میں ہوں۔ جائز ہے۔ چُغہ یا اچکن وغیرہ لپیٹ کر اوپر سے اس طرح ڈال لینا کہ سر اور منہ نہ چھپے۔ ان چیزوں کا یا پاجامہ کا تہ بند باندھنا۔ سر یا رخسارہ کے نیچے تکیہ رکھنا۔ اگرچہ سر اور منہ کا کچھ حصہ اس میں بھی چھپے گا، مگر دفع حرج کے لئے جائز ہے۔

سر یا ناک پر اپنا یا دوسرے کا ہاتھ رکھنا۔ گدی یا کان کو کپڑے سے چھپانا۔ ٹھوڑی کے نیچے ڈاڑھی پر کپڑا لگنا۔ سر پر طشت یا بوری وغیرہ کا اٹھانا۔ نہانا جائز ہے۔ مگر میل اتارنا مکروہ ہے۔ پانی میں غوطہ لگانا جائز ہے۔ اگرچہ سر کے اوپر پانی ہونے سے سر چھپ جاتے گا۔ لیکن جائز ہے۔ طہارت اور نفاست کی غرض سے کپڑے دھونا جائز ہے۔ مگر جوں مارنے کی نیت نہ ہو۔ خیمہ چھتری یا کسی چیز کے سایہ سے فائدہ اٹھانا۔ مسواک کرنا، ڈاڑھ اکھڑوانا یہ ٹوٹی ہڈی

for more books click on link below
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

پر پٹی باندھنا جائز ہے۔ غیر خوشبودار سرمہ لگانا۔ ٹوٹے ناخن کو جُدا کر دینا۔ آنکھ میں جو بال نکلے اس کو جُدا کرنا۔ ہتھیار، پیٹی یا تھیلی باندھنا، چادر کے آنچلو کو تہبند میں اڑسنا، انگوٹھی پہننا، جوتا پہننا جو کعب (ٹخنہ) کو نہ چھپائے۔ یعنی تسمہ کی جگہ نہ چھپے۔

طریقہ احرام

سوال:۔ احرام باندھنے کا طریقہ بیان فرمائیں؟

جواب:۔ احرام کے نئے دو بے سلی چادریں ہوتی ہیں۔ جیسا کہ اوپر لکھا گیا۔ غسل کے بعد ان کو پہنے۔ اب دو رکعت نماز احرام پڑھے۔ اس میں سر کو کھلا نہ رکھے۔ سر ڈھک کر نماز پڑھے۔ اگر میقات پر کوئی مسجد ہو تو وہاں نماز پڑھے۔ نماز کے بعد دل کی موافقت کے ساتھ قبلہ رو بیٹھے ہوئے نیت کرے یہ الفاظ زبان سے ادا کرے۔ اور نیت سے پہلے چادر کو سر سے ہٹا لے۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اُرِیْدُ الْحَجَّ فَیَسِّرْہُ لِیْ وَتَقَبَّلْہُ مِنِّیْ نَوَیْتُ الْحَجَّ وَاَحْرَمْتُ بِہٖ لِلّٰہِ تَعَالٰی۔

اے اللہ میں حج کا ارادہ کرتا ہوں۔ اس کو مجھ پر آسان کر اور میری طرف سے اس کو قبول فرما۔ میں نے حج کی نیت اور خاص اللہ کیلئے احرام باندھا۔

پھر آواز بلند لبیک کہے اور تین دفعہ لبیک کہے۔ اسی طرح ہی نیت کے ساتھ لبیک کہنے کو احرام باندھنا کہتے ہیں۔ نیت اور لبیک کے ساتھ احرام میں داخل ہو گیا۔ پھر درود شریف پڑھے اور جو چاہے دعا مانگے۔ اور یہ دعا بھی پڑھے۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ رِضَاکَ وَالْجَنَّۃَ وَاَعُوْذُبِکَ مِنْ غَضَبِکَ وَالنَّارِ

اے اللہ۔ میں آپ سے آپکی رضا اور خوشنودی اور جنت مانگتا ہوں اور آپ کے غضب اور آگ سے پناہ مانگتا ہوں۔

اگر تمتع یا قران کا احرام باندھے تو کہے لَبَّیْکَ بِعُمْرَۃٍ وَّ حَجَّۃٍ۔

غیر کی طرف سے احرام باندھے تو یوں کہے۔ لَبَّیْکَ عَنْ فُلَانٍ۔ نماز کا سلام پھیرتے ہی نیت اور لبیک سے پہلے سر کھول دے۔ کیونکہ نیت اور لبیک کے بعد احرام میں داخل ہو جائیگا۔ اور بحالت احرام سر ڈھکنا منع ہے۔

for more books click on link below
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

طواف کے فضائل اور اقسام

سوال :۔ طواف کے فضائل بیان کریں ؟

جواب :۔ حضرت عبداللہ بن عمر فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے کہ ۔

مَنْ طَافَ بِهٰذَا الْبَيْتِ اُسْبُوْعًا فَاَحْصَاهُ كَانَ كَعِتْقِ رَقَبَةٍ ۔

جس نے اس گھر کے سات پھیرے کئے ۔ اور اس کے پورے پورے حقوق ادا کئے ۔ تو یہ ایک غلام آزاد کرنے کی مثل ہے ۔

احصاء کا مطلب ہے کہ واجبات ، سنن اور آداب کی رعایت کے ساتھ طواف کیا ہو تو اس کا یہ ثواب ہے ۔ حضرت عبداللہ فرماتے ہیں کہ میں نے یہ بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کہتے سنا ہے کہ کوئی قدم نہیں رکھتا اور نہیں اٹھاتا طواف میں مگر اللہ تبارک وتعالیٰ اس کے سبب اس کی خطا کو مٹاتا ہے اور اس کے لئے نیکی کو لکھتا ہے ۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے بیت اللہ شریف کا سات پھیروں کا طواف کیا اور اس میں سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ ط کے سوا کوئی کلام نہ کیا ۔

تو اس کے دس گناہ مٹائے جائیں گے ۔ اور اس کے لئے دس نیکیاں لکھی جائیں گی ۔ اور اس کے دس درجے بلند ہوں گے[1] اور جس نے طواف میں کلام کیا ۔ تو وہ شخص خدا کی رحمت میں اپنے پاؤں سے اس طرح گھس گیا جیسا کہ کوئی پانی میں اپنے پاؤں سے گھس جاتا ہے ۔ (یعنی پاؤں تک پانی رہا)

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کا مطلب یہ بیان کیا ہے کہ اگر طواف میں کلام کیا ۔ اور تسبیح و تہلیل نہ پڑھی ۔ تو بھی اس کا ثواب ایسا ہے کہ وہ اپنے پاؤں سے

---

for more books click on link below
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

پل کر اُدھا دریائے رحمت میں غرق ہو گیا۔ مگر اوپر تک رحمت نہیں پہنچی۔ کیونکہ بدن کا اوپر کا حصّہ ذکرِ الٰہی سے خالی رہا۔ اور اگر طواف میں تسبیح وتہلیل کے ذریعہ ذکرِ الٰہی میں معروف رہا تو از سرتاپا، اعلٰی سے اسفل تک رحمتِ الٰہی میں ڈوب گیا[1]۔

ایک حدیث میں ہے کہ جو کوئی پورے سات پھیرے طواف کے بینہ برتے میں کرے گا۔ اس کے پیشتر گناہ بخشے جائیں گے[2]۔

حدیث شریف میں ہے کہ جس نے پچاس طواف کئے۔ وہ گناہوں سے ایسا پاک ہو گیا گویا کہ آج ہی اپنی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا ہے[3]۔

سوال:۔ طواف کسے کہتے ہیں؟

جواب:۔ بیت اللہ شریف کے چاروں طرف سات پھیرے لگانے کو طواف کہتے ہیں۔ ہر پھیرے کو شوط کہتے ہیں۔ اس طرح سات اشواط کا ایک طواف ہوا۔ یعنی بیت اللہ کے چاروں طرف سات چکر لگانے میں ایک طواف بنتا ہے۔ یہ طواف بیت اللہ کے باہر ہوگا، اندر نہیں۔ خیال رہے کہ طواف کے دوران حطیم کے باہر سے گزرنا چاہئے۔ کیونکہ حطیم بیت اللہ شریف کے اندر کا حصہ ہے۔ لہٰذا طواف میں حطیم کے اندر سے ہو کر نہ گزرو۔ اسی طرح سے خانہ کعبہ کی دیوار کے نیچے جو پشتۂ کعبہ ہے۔ حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اس کو بھی خانہ کعبہ کی زمین کا ایک حصہ بتلاتے ہیں۔ اس سے بھی اتنے دور رہو کہ تمہارا کپڑا بھی اس سے مس نہ ہو۔ غرضیکہ حطیم اور پشتۂ کعبہ شاذروان سے باہر اور دور رہ کر طواف کرو۔ اور حطیم کی دیوار پر بھی ہاتھ نہ لگائے۔

طواف کے اقسام

سوال:۔ طواف کے کتنے اقسام ہیں؟ ان کو بھی بیان فرمایئے؟

جواب:۔ طواف کی سات قسمیں ہیں۔

۱۔ طوافِ قدوم ۲۔ طوافِ زیارت ۳۔ طوافِ وداع ۴۔ طوافِ عمرہ

---

[1] اشعۃ اللمعات جلد ۲، صفحہ ۲۵۵ [2] احیاء العلوم [3] ترمذی شریف۔

for more books click on link below
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

۵۔ طوافِ نذر ۶۔ طوافِ تحیۃ المسجد ۷۔ طوافِ نفل۔

اب ہر ایک کی تفصیل سنیئے۔

۱۔ طوافِ قدوم

یہ مُفرِد حاجی اور قارن پر مکہ میں داخل ہونے کے بعد سنت ہے۔ عمرہ کرنے والے اور متمتع پر یہ طواف نہیں۔ اس کا اول وقت ماہ حج میں مکہ میں داخل ہونے کے بعد سے ہے۔ اور آخر وقت اس کا وقوف عرفات تک ہے۔ جب وقوف عرفہ کر لیا، تو اس کا وقت ختم ہو گیا۔ اس کی ادائیگی کے لئے حج کا مہینہ ہونا شرط ہے۔ اس طواف میں اضطباع، رمل اور سعی نہیں۔ ہاں، طوافِ زیارت کے بعد جو سعی ہے۔ اگر اس کو اسی طوافِ قدوم کے بعد ادا کرنا چاہتا ہے۔ تو اس طوافِ قدوم میں رمل اور اضطباع بھی لازم ہوگا۔ اور طواف کے بعد سعی بھی کرے گا۔

۲۔ طوافِ زیارت

اس کو طوافِ افاضہ، طوافِ فرض، اور طوافِ حج بھی کہتے ہیں۔ یہ حج کا ایسا رکن ہے۔ اس کے بغیر حج تمام نہیں ہوتا۔ وھو رکن لا یتم الحج الا بہ۔ یہ ایسا رکن ہے جس کے بغیر حج … یہ طواف ذی الحجہ کی دس تاریخ کو کیا جاتا ہے۔ اگر دسویں کو موقع نہ ملے تو گیارہ ورنہ ۱۲ تاریخ ذی الحجہ تک بھی کر سکتا ہے۔ بہتر یہ ہے کہ دسویں تاریخ ذی الحجہ کو ہی ادا کر کے اس سے بھی فارغ ہو لے۔ کیونکہ یہ بابرکت عشرہ کا آخری دن ہے۔ بہتر ہے کہ اس کی ادائیگی ایامِ حج میں ہی ہو۔ جیسا کہ آپ نے اشہرِ حج میں اس کی تفصیل پڑھی۔ اس طواف میں رمل، اضطباع اور نہ سعی ہے۔ یہ طواف بغیر احرام کے ہے اور سر منڈانے کے بعد ہوتا ہے جس کے بعد سلے ہوئے کپڑے پہننے کی بھی اجازت ہو جاتی ہے۔ اگر سلے ہوئے کپڑے پہن کر طواف کیا تو اضطباع نہیں۔ ورنہ اضطباع مسنون ہے[1]۔

۳۔ طوافِ صدر

اسی کو طوافِ وداع بھی کہتے ہیں۔ یہ مکہ مکرمہ سے روانگی کے وقت کیا جاتا ہے۔ یہ طواف

۱؎ لباب ص۹۲ ۲؎ حوالہ الفقہ ص۵

for more books click on link below
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

رخصت ہے۔ یہ صرف آفاقی پر واجب ہے۔ نہ مکہ والوں پر ہے۔ نہ عمرہ کرنے والوں پر یہ تینوں طواف مذکورہ بالا حج سے متعلق ہیں۔

۴۔ طوافِ عمرہ

یہ عمرہ کا ایک رکن ہے۔ کیونکہ عمرہ نام ہے احرام کے ساتھ طواف اور سعی کے مجموعہ کا۔ تو دونوں احرام کے ساتھ ادا ہوں گے۔ اس طواف میں اضطباع بھی ہے، رمل بھی اور اس کے بعد سعی بھی ہے۔

۵۔ طوافِ نذر

اس کا ادا کرنا واجب ہے۔ یہ کسی وقت کے ساتھ معین نہیں۔ جبکہ اس کے لئے کوئی وقت معین نہ کیا ہو۔[1] اس میں رمل اضطباع کچھ نہیں۔ صرف بورا بورا خالی طواف ادا کرنا ہے اور اگر وقت معین کیا ہو تو معین وقت میں ادا کرنا لازم ہوگا۔

۶۔ طوافِ تحیۃ المسجد

یہ ہر اس شخص کے لئے مستحب ہے۔ جو مسجد حرام میں داخل ہو۔ بشرطیکہ اس کے ذمہ کوئی اور دوسرا طواف واجب نہ ہو۔ جیسے کہ عمرہ کرنے والا کہ اس پر اول طوافِ عمرہ ادا کرنا فرض ہے۔ وہ پہلے داخل ہوتے ہی اس کو ادا کرے گا۔ اور یہی طواف قائم مقام تحیۃ المسجد کے بھی ہو جائے گا۔ جیسا کہ کوئی مسجد میں آئے۔ اور فرض ہو رہے ہوں۔ اور وہ ان میں شریک ہو جائے۔ تو یہ فرض ہی قائم مقام تحیۃ المسجد کے ہو جائیں گے۔ اگر طواف سے کوئی چیز مانع ہو۔ تو مسجد میں حاضر ہو کر پہلے تحیۃ المسجد کے نفل ادا کر لے۔ بشرطیکہ وقت کراہت نہ ہو۔

۷۔ طوافِ نفل

جب تک مکہ میں رہے۔ طوافِ نفل بکثرت ادا کرتا رہے۔ طوافِ نفل کے لئے کوئی وقت خاص نہیں۔ حتیٰ کہ ہمارے نزدیک نماز کے کراہت کے وقت بھی طوافِ نفل ادا کرنا بلا کراہت جائز ہے۔[2] آفاقی یعنی مسافر کیلئے نفل نماز سے نفل طواف افضل ہے۔ اور اہل

---

[1] لباب۔
[2] شرح لباب ملا علی القاری ص۴۹

مکہ کیلئے طواف سے نماز افضل ہے، مکہ والوں کے لئے یہ حکم فقط موسم حج کے لئے ہے تاکہ آفاقیوں کے لئے جگہ تنگ نہ ہو۔ ورنہ بہرحال نفل نماز سے نفل طواف بہتر ہے[1]

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بیت اللہ کا طواف بھی مثل نماز ہے[2] طواف ہر عاقل مسلمان کرسکتا ہے۔ سوائے مجنون اور نا سمجھ بچہ کے[3]

فرائضِ طواف

سوال:۔ فرائضِ طواف بیان فرمائیے؟

جواب:۔ طواف کے فرض یہ ہیں۔

۱۔ طواف میں نیت کرنا فرض ہے۔ ۲۔ اوّل چار شوط فرض ہیں باقی تین واجب ہیں[4]

۳۔ مکانِ طواف میں ہونا۔ اس سے باہر نہ ہو۔

مکانِ طواف اور مقامِ طواف

سوال:۔ مکانِ طواف کونسا مقام ہے؟

جواب:۔ داخل مسجد خانہ کعبہ کے چاروں طرف مقام طواف ہے۔ اگرچہ درمیان میں ستون یا مقام ابراہیم حائل ہوجائے۔ یا مسجد شریف کی بالائی منزل پر یا اس کی چھت پر طواف کیا جائے۔ داخل مسجد جہاں بھی طواف کرے گا۔ طواف ادا ہوجائے گا۔ مسجد حرام کی بالائی منزل یا اس کی چھت بیت اللہ شریف سے کتنی ہی بلند ہو اگر طواف کیا تو طواف ادا ہو جائے گا کیونکہ بیت اللہ شریف سے اوپر جتنی فضا ہے۔ وہ سب بیت اللہ ہی میں شامل ہے۔ بیت اللہ ——— میں صرف یہ عمارت ہی داخل نہیں ہے۔ بلکہ اس مقام سے اوپر بلندیوں تک تمام ہوائی فضا بیت اللہ ہی میں داخل ہے۔

واجباتِ طواف

سوال:۔ طواف میں کیا کیا باتیں واجب ہیں؟

---

[1] لباب صفہ ۱۰ [2] درمختار [3] ۔ [4] شرح لباب صفہ ۹ [5] حیات القلوب صفہ ۱۷۹۔

for more books click on link below
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

جواب: مندرجہ ذیل باتیں واجب ہیں۔
جنابت یا حیض و نفاس سے پاک ہونا۔ طواف میں باوضو ہونا۔ ستر عورت کا ہونا۔ یعنی اعضائے ستر میں سے کسی عضو کا چوتھائی حصہ کھلا نہ رہنا۔ پیدل طواف کرنا۔ اگر سواری یا کسی پشت پر یا گھسٹ کر طواف کیا تو جب تک مکہ میں ہے، اس کا اعادہ کرے، اگر عذر کے ساتھ کیا تو کچھ نہیں، بیت اللہ کو اپنے بائیں ہاتھ پر لے کر طواف کرنا، بیت اللہ کو اپنے بائیں ہاتھ پر لے کر اس طرح طواف کرے کہ حجرِ اسود سے شروع کرے اور جانب شمال چلے، اور اسی طرح شوط پورا کرے۔ حطیم کے باہر سے طواف کرنا۔ اگر اندر سے طواف کیا تو اس کا اعادہ کرے۔ اور بہتر یہ ہے کہ از سرِ نو پورا شوط کرے۔

طواف کے آخری تین شوط واجب ہیں۔ اور اول چار شوط فرض ہیں۔[1]

سُننِ طواف

سوال: طواف میں کیا کیا کام سنت ہیں؟
جواب: طواف میں یہ سب کام سنت ہیں۔
طواف کے اول و آخر حجرِ اسود کو فقط بوسہ دینا یا بوسہ کے ساتھ اس پر سجدہ بھی کرنا۔[2] حج اور عمرہ کے طواف میں تمام پھیروں کو بحالت اضطباع کرنا۔ اور ان طوافوں کے اول تین پھیروں میں رمل کرنا، طواف کی ابتداء حجرِ اسود سے کرنا، طواف شروع کرتے وقت حجرِ اسود کے مقابلہ میں کھڑے ہو کر رفع یدین کر کے تکبیر تحریمہ کہنا۔ لیکن اثنائے طواف میں رفع یدین کرنا مختلف فیہ ہے۔ پھیروں کو پے درپے بلا فصل کرنا، اس سے مراد ات عرفیہ مراد ہے۔ تھوڑا سا وقفہ یا قلیل آرام پانی وغیرہ پینے کے لئے کرنا جائز ہے۔ ہاں زیادہ وقفہ نہ کرے۔ اشواط کے پھیروں کے درمیان زیادہ فصل نہ کرنا، مگر ضرورت کی وجہ سے جائز ہے۔ مثلاً پاخانہ پیشاب کیلئے جانا یا وضو جاتا رہا تو وضو کیلئے جانا، یہ سب جائز ہیں۔ واپس آ کر اپنے پھیرے پورے کرلے، نجاستِ حقیقی سے بدن اور کپڑوں کا پاک ہونا۔[3]

[illegible]

for more books click on link below
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

مستحباتِ طواف

سوال: طواف کے مستحبات بیان کیجئے؟

جواب: طواف میں یہ کام مستحب ہیں۔

دونوں ہاتھوں سے یا صرف داہنے ہاتھ سے رکن یمانی کو ہاتھ لگا کر مس کرنا، شروع طواف میں حجرِ اسود سے ذرا ہٹ کر بائیں طرف کھڑا ہونا، تاکہ بوقت طواف اس پر سے تمام بدن گذر جائے۔ حجرِ اسود کو تین بار بوسہ دینا، حجرِ اسود پر تین بار سجدہ کرنا، اذکار و ادعیہ کا پڑھنا اور آہستہ پڑھنا۔ دورانِ طواف میں زیادہ تر بیت اللہ کے قریب رہنا مستحب ہے۔ لیکن قرب میں رہنے سے کسی کو تکلیف پہنچے تو دور رہ کر طواف کرے۔ کیونکہ ایذا حرام ہے۔ لہذا حرام سے بچنا ضروری ہے۔[1] کعبہ شریف کے پشتہ سے دور رہ کر طواف کرنا کہ تمہارے بدن کا کپڑا بھی اس سے نہ لگے۔ اسی طرح حطیم کی دیوار سے بھی دور رہنا۔[2] کعبہ شریف سے عورت کا دور رہ کر طواف کرنا، فضول باتوں اور ہر اس کام سے بچنا، جو خشوع اور خضوع کے منافی ہو۔ جیسے کہ تشبیک یعنی ایک ہاتھ کی انگلیوں کو دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں ڈال کر طواف کرنا یا بحالتِ طواف کولھوں یا کمر یا گدی یا منہ پر ہاتھ رکھ کر چلنا، یا بلا ضرورت لوگوں کے چہروں کی طرف التفات کرنا، ان سب باتوں سے بچنا مستحب ہے۔

ہاتھ چھوڑ کر طواف کرنا یہ بھی مستحب ہے۔ نماز کی طرح ہاتھ بندھے ہوئے نہ ہوں، اذکار اور دعاؤں کا آہستہ پڑھنا، اذکار یا ماثورہ کا پڑھنا طواف میں افضل ہے، اذکار ماثورہ سے قرآن پڑھنا افضل ہے۔[3] رات کا رات میں طواف کرنا،

محرماتِ طواف

سوال: طواف کے محرمات بیان کریں؟

جواب: طواف میں یہ باتیں حرام ہیں۔

---

[1] ملیہ [2] لباب ص ۱۰۱ [3] ہدایہ۔

for more books click on link below
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

بحالت جنابت یا حیض ونفاس یا بے وضو طواف کرنا۔ کوئی عضو کہ ستر میں داخل ہے اس کا چہارم حصّہ کھلا ہونا جیسے ران یا آزاد عورت کا کان یا کلائی۔ یا برہنہ طواف کرنا بلا عذر سوار ہوکر یا کسی کے کندھے پر چڑھ کر یا گھٹنوں پر چل کر بلا عذر طواف کرنا یا الٹی طرف یعنی اپنے دائیں ہاتھ پر خانۂ کعبہ کو رکھ کر طواف کرنا۔ حطیم کے اندر سے طواف کرنا۔ طواف کے چار پھیروں کو ترک کرنا[۱]

مکروہاتِ طواف

سوال:۔ مکروہاتِ طواف بیان کریں؟

جواب:۔ مندرجہ ذیل ہیں

۱۔ طواف کی حالت میں فضول کلام۔ ۲۔ خرید و فروخت کرنا۔ ۳۔ آواز بلند کرنا۔ اگرچہ آواز بلند اذکار میں ہی ہو[۲] ۴۔ نجس کپڑوں میں طواف کرنا۔ ۵۔ ترک رمل و اضطباع کرنا۔ ۶۔ ترک استلام حجر اسود کرنا۔ ۷۔ طواف کے پھیروں کے درمیان کھانے کے لئے زیادہ وقفہ کرنا۔ مگر پانی پینے کے لئے قلیل توقف جائز ہے۔ ۸۔ ابھی حجر اسود کے مقابلہ میں نہیں آیا ہے کہ پہلے ہی رفع یدین کرنا کیونکہ حجر اسود کے مقابل آنے کے بعد رفع یدین کرنا چاہیئے۔ ۹۔ خطبہ اور اقامت نماز کے وقت میں طواف کرنا۔ ۱۰۔ پاخانہ اور پیشاب کی سخت حاجت میں طواف کرنا۔ ۱۱۔ دو طوافوں کو بغیر نماز طواف ادا کئے ملانا مکروہ ہے۔ لیکن اگر نماز کے لئے وقت کراہت ہے تو بغیر نماز ادا کئے طواف پر طواف کرنا جائز ہے۔ جب وقت کراہت نکل جائے تو ان سب نمازوں کو ادا کرے۔ ۱۲۔ اشعار پڑھنا۔ بعض کہتے ہیں کہ مطلقاً اشعار پڑھنا مکروہ ہے۔ لیکن حقیقت میں اس سے وہ اشعار مراد ہیں۔ جو حمد و ثناء، حکمت و موعظت ترغیب و ترہیب پر مشتمل نہ ہوں[۳]

---

[۱] لباب صہ ۱۱۲ [۲] حیات القلوب صہ ۱۴۳، [۳] لباب اور شرح لباب صہ ۱۱۲
[۴] حیات القلوب صہ ۹۵۔

for more books click on link below
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

مباحاتِ طواف

سوال :۔ مباحاتِ طواف کیا ہیں؟

جواب :۔ مباحاتِ طواف یہ ہیں۔

۱۔ بقدرِ حاجت کلام کرنا۔ ۲۔ سلام میں ابتدا کرنا۔ ۳۔ فتویٰ دینا، فتویٰ پوچھنا۔ ۴۔ بضرورت طواف چھوڑ کر باہر جانا۔ یا امرِ طلیل کے لیے قطعِ طواف کرنا،

اِضطباع

سوال :۔ اِضطباع کسے کہتے ہیں؟

جواب :۔ طواف شروع کرنے سے پہلے چادرِ احرام داہنی بغل کے نیچے سے نکالے۔ اس طرح کر داہنا مونڈھا کھلا رہے۔ اور دونوں کنارے بائیں مونڈھے پر ڈال دے۔ تمام طواف اسی حالت میں پورا کرے۔ اسکو اضطباع کہتے ہیں۔

سوال :۔ کیا ہر طواف ادا کرنے کے لئے اضطباع ہوتا ہے؟

جواب :۔ نہیں۔ بلکہ اس طواف کے ساتھ مخصوص ہے۔ کہ جس کے بعد سعی ہوتی ہے۔ اگر طواف کے بعد سعی نہیں تو اضطباع نہیں۔ لہذا طوافِ عمرہ اور طوافِ زیارت میں اضطباع ہے اور اگر طوافِ زیارت کی سعی کو طوافِ قدوم کے ساتھ ادا کر لیا۔ تو طوافِ قدوم میں بھی اضطباع ہوگا۔

سوال :۔ کیا نمازِ طواف میں بھی اضطباع رہے گا؟

جواب :۔ نہیں اگر نماز میں کیا تو مکروہ ہے۔ کیونکہ نماز میں مونڈھا کھلا رہنا مکروہ ہے۔ طواف کے بعد اضطباع کو ختم کر دے۔ یہ حالت صرف طواف کے ساتھ مخصوص ہے۔ بعد میں نہیں۔

رَمَل

سوال :۔ رمل کسے کہتے ہیں؟

for more books click on link below
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

جواب:۔ طواف کے اوّل تین پھیروں میں مرد کا اس طرح چلنا کہ جلد جلد، چھوٹے چھوٹے قدم رکھتا، شانہ ہلاتا ہُوا، قوی اور بہادر لوگوں کی طرح سے چلے، اس چلنے کو رَمل کہتے ہیں۔ اس میں نہ کودنا ہے نہ دوڑنا۔

سوال:۔ کیا رَمل ہر طواف میں ہے؟

جواب:۔ نہیں، رَمل اس طواف میں سنّت ہے جس کے بعد سعی ہو۔ مثلاً عُمرہ کا طواف ہو یا حج کا طوافِ زیارت ہو۔ یا وہ طوافِ قدوم ہو کہ جس میں طوافِ زیارت کی سعی بھی طوافِ قدوم کے ساتھ ادا کرلینا چاہتا ہو۔ (خالص طوافِ قدوم میں نہیں) یا متمتع نفل طواف کرکے طوافِ زیارت سے قبل ہی سعی ادا کرنا چاہتا ہو۔ تو ان سب طوافوں میں رمل کرنا سنت ہے

سوال:۔ رَمل طواف کے کتنے پھیروں میں سنت ہے؟

جواب:۔ صرف پہلے تین پھیروں میں سنت ہے۔ پورے طواف میں رَمل کو قائم رکھنا مکروہ ہے۔

سعی

سوال:۔ سعی کسے کہتے ہیں؟

جواب:۔ صفا اور مروہ دو پہاڑ ہیں۔ یہاں پھیرا کرنے کو سعی کہتے ہیں۔ سات پھیروں کی ایک سعی ہوتی ہے۔ اور ہر پھیرے کو شوط کہتے ہیں۔ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام حضرت ہاجرہ علیہا السلام کے پاس ایک مشکیزہ پانی رکھ کر چلے گئے اور جب وہ ختم ہو گیا تو حضرت ہاجرہ اپنے لال حضرت اسمٰعیل کی پیاس سے بے تاب ہو کر پانی کی تلاش میں یہاں دوڑی تھیں۔ اس سنسان جنگل میں دور دور تک پانی کا نام و نشان نہ تھا۔ تو آپ اضطراب میں اپنے رب کی رحمت کی تلاش میں نکلیں۔ خدائے ربّ العالمین نے اپنی ربوبیت کا جلوہ دکھلایا اور غیبی چشمہ آبِ زم زم نمودار ہوا۔ حضرت ہاجرہ کی طلب رحمت کی سعی بار آور ہوئی۔ آج تک آپ کے اتباع میں یہاں سعی قائم ہے۔ اور یہ سعی واجبات حج اور عمرہ سے ہے۔

for more books click on link below
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

شرائطِ صحت سعی

سوال:۔ سعی کی شرائطِ صحت کتنی ہیں؟

جواب:۔ شرائطِ صحت سعی چھ ہیں۔ ؎۱

۱۔ سعی کا صفا اور مروہ کے درمیان واقع ہونا۔ اگر اطراف میں حدود سے خارج ہو گیا تو سعی معتبر نہیں ہو گی۔ ۲۔ سعی کا طواف کے بعد ہونا۔ ۳۔ بحالتِ احرام ہونا سوائے اس سعی کے کہ جو طوافِ زیارت کے بعد ہے۔ کہ یہاں مسنون عدمِ احرام ہے۔ ۴۔ سعی حج کے لیے ماہِ حج کا ہونا شرط ہے، لیکن عمرہ کے لئے ماہِ حج خاص نہیں۔ ۵۔ اکثر مسافت طے کرنا۔ ۶۔ سعی کی ابتدا صفا سے کرنا اور ختم مروہ پہ کرنا۔

واجباتِ سعی

سوال:۔ سعی کے واجبات بیان فرمائیں؟

جواب:۔ سعی کے واجبات یہ ہیں۔

۱۔ سعی کے پھیروں میں سات پھیرے پورے کرنا، اگر تین یا کم پھیرے چھوڑے تو سعی تو صحیح ہو جائے گی۔ مگر ہر شوط کے عوض صدقہ لازم آئے گا۔

۲۔ پیدل چل کر سعی کرنا۔ مگر معذور کے لئے سواری جائز ہے۔ اگر سواری پر بلا عذر سعی کرے گا۔ تو دم لازم آئے گا۔ اسی طرح کسی کے کندھے پر یا گھسٹتا ہوا چلا تو دم لازم آئے گا۔ مگر عذر کے ساتھ کیا تو کچھ لازم نہیں۔

۳۔ صفا اور مروہ کی تمام مسافت کو سعی میں قطع کرنا حتیٰ کہ ایڑیوں کو صفا سے چسپاں کر دو۔ اور مروہ پہنچ کر پیر کی انگلیوں کو مروہ پہاڑی سے ملا دو۔ تاکہ کوئی حصہ مسافت کا باقی نہ رہ جائے ؎۲ اسی طرح واپسی میں ایڑیوں کو صفا سے چسپاں کر دو۔ اور انگشتِ پا کو مروہ سے ملا دو۔ ہر شوط میں ایسا ہی کرو۔

؎۱ لباب صفحہ ۱۲۰ ؎۲ لباب صفحہ ۱۲۰

for more books click on link below
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

۴۔ صفا سے ابتدا کرنا۔ ۵۔ عمرہ کی سعی میں بحالتِ احرام ہونا۔

سُننِ سعی

سوال:۔ سعی کی سنتیں بھی بیان فرمائیں؟

جواب:۔ اس کی سنتیں یہ ہیں۔

۱۔ موالات یعنی طواف سے فارغ ہو کر فوراً سعی کرنا۔ البتہ تھکان وغیرہ کے عذر سے تھوڑی دیر راحت حاصل کرنے کے لئے وقفہ کرنے میں مضائقہ نہیں۔

۲۔ بعد قطع مسافت صفا اور مروہ پہ چڑھنا۔ مگر صرف اتنا چڑھنا سنت ہے، جہاں سے بیت اللہ شریف نظر آ جائے۔ زیادہ نہ چڑھے۔ سنت قبلہ رو کھڑے ہونا ہے۔ اور کمال سنت بیت اللہ شریف کا دیکھنا ہے[1]

۳۔ قبلہ رو کھڑے ہو کر کندھوں تک ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا۔

۴۔ حمد و ثناء، تکبیر و تہلیل، اور درود شریف پڑھ کر اپنے لئے اور سب مسلمانوں کے لئے دعا کرنا۔

۵۔ ذکر کو تکبیر کے ساتھ تین تین دفعہ مکرر کہنا۔

۶۔ دونوں میلوں کے درمیان دوڑنا بلکہ کچھ فاصلہ ہی سے جبکہ پانچ چھ ہاتھ فاصلہ جائے تو دوڑنا شروع کر دینا[2]

۷۔ سعی کے اشواط کے درمیان بھی موالات سنت ہے، یعنی پھیروں کو پے درپے ادا کرنا ان سات پھیروں کے درمیان فصل نہ کرنا۔ اگر بغیر عذر فصل کیا تو از سرِ نو ادا کرنے ہونگے۔

۸۔ نیت کرنا سنت ہے۔ اسی طرح رمی جمار، وقوف عرفات اور سر منڈانا وغیرہ بغیر نیت کے یہ افعال کئے تو ادا ہو جائیں گے۔ مگر نیت کرنا سنت ہے۔

۹۔ سترِ عورت اگرچہ فی نفسہ فرض ہے مگر سعی میں سنت ہے۔

سوال:۔ سترِ عورت طواف میں واجب ہے اور سعی میں سنت۔ یہ کیوں؟

---

[1] لباب صـ۱۱۹

[2] ... ۱۱۷

for more books click on link below
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

جواب:۔ دونوں میں تفاوت مرتبہ کو ظاہر کرتا ہے۔ کہ طواف، حج اور عمرہ میں رکن ہے اور سعی واجبات میں سے ہے[۱] لہٰذا فرض اور واجب میں فرق ہونا چاہیئے۔

مستحباتِ سعی

سوال:۔ مستحباتِ سعی بھی بیان فرمائیں؟

جواب:۔ ۱۔ سعی طہارت کے ساتھ ادا کرنا۔ ۲۔ اذکار وادعیہ میں مصروف رہنا۔ ۳۔ صفا اور مروہ پر قبلہ رو کھڑے ہو کر درود شریف پڑھنا۔ ۴۔ صفا اور مروہ پر قیام کو ذکر الٰہی میں لمبا کرنا[۲]۔ ۵۔ اذکار وادعیہ کی تکرار میں تین وقفہ کرنا۔ ۶۔ ظاہری اور باطنی خشوع کے ساتھ پڑھنا۔ ۷۔ سعی سے فارغ ہو کر مسجد شریف میں دو رکعت نماز پڑھنا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرح نماز پڑھی کہ حاشیہ مطاف میں آپ کھڑے ہوئے۔ اور حجر اسود سامنے تھا[۳]۔

مکروہاتِ سعی

سوال:۔ مکروہاتِ سعی بھی بیان فرمائیں؟

جواب:۔ مکروہات مندرجہ ذیل ہیں۔

۱۔ بلا عذر سواری پر بیٹھ کر سعی کرنا۔ مگر ملا علی القاری نے فرمایا ہے کہ بلا عذر ایسا کرنا حرام ہے۔ دم لازم آئے گا۔ ۲۔ پھیروں کے درمیان فرق اور تاخیر کثیر کرنا۔ ۳۔ خرید و فروخت کرنا۔ ۴۔ ایسا کلام کرنا جو دعا اور ذکر سے غفلت میں ڈالے۔ ۵۔ صفا اور مروہ پر چڑھنے کو ترک کرنا۔ ۶۔ دونوں میلوں کے درمیان نہ دوڑنا۔ ۷۔ طواف کے بعد بلا عذر بہت تاخیر سے سعی کرنا۔ ۸۔ ستر عورت کا نہ ہونا۔ ۹۔ شوط (چکروں) کے درمیان موالات کو ترک کرنا مکروہ ہے۔ مگر قلیل وقفہ کرنا جائز ہے۔ جیسے پانی وغیرہ پینے کے لئے تھوڑا سا وقفہ کرنا یا کثیر وقفہ بعذر ہو۔ یا نماز مکتوبہ یا نماز جنازہ کے لئے جانا یہ بھی جائز ہے۔ ان سے فارغ ہو کر سعی کو تمام کرلے[۴]۔

---

۱ لباب صـ۱۲۱ ۲ لباب صـ۱۲۱ ۳ شرح لباب صـ۱۴۳ ۴ لباب صـ۱۲۲

for more books click on link below
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

حج کے فرائض

سوال :۔ حج کے فرائض بیان کریں؟ **جواب** :۔ حج کے فرائض چھ ہیں۔

۱۔ اول احرام (یہ شرط ہے) ۲۔ دوم وقوف عرفات جو نویں ذی الحجہ کے زوال آفتاب یعنی آفتاب ڈھلنے کے وقت دسویں تاریخ کی صبح صادق تک کسی وقت میں وقوف حاصل ہو جائے اگرچہ ایک ہی ساعت کا ہو۔ سوم۔ طواف زیارت (یہ دونوں رکن ہیں) چہارم۔ ان تینوں فرائض میں ترتیب پنجم نیت۔ ششم :۔ ہر فرض کا اپنے وقت پر ہونا۔

حج کے واجبات

سوال :۔ حج کے واجبات کتنے ہیں؟

جواب :۔ حج کے واجبات مندرجہ ذیل ہیں:

۱۔ میقات سے احرام باندھنا۔ ۲۔ وقوف مزدلفہ جو یوم نحر کے صبح صادق کے بعد طلوع شمس سے قبل ہوتا ہے۔ (طلوع شمس کے بعد وقوف صحیح نہ ہوگا) ۳۔ وقوف عرفات کو غروب تک لمبا کرنا۔ ۴۔ رمی جمار۔ ۵۔ قارن اور متمتع کا قربانی کرنا۔ ۶۔ حلق یعنی سر منڈانا یا بال کتروانا۔ ۷۔ ترتیب کو قائم رکھنا یعنی اول رمی پھر ذبح پھر حلق کرنا۔ ۸۔ حلق کا ایام نحر اور حرم کے ساتھ خاص ہونا ۹۔ طواف زیارت ایام نحر میں کرنا۔ ۱۰۔ ماہ حج میں سعی کرنا۔ ۱۱۔ طواف کے بعد سعی کا ہونا اور بلا عذر ہو تو سعی پاپیادہ کرنا۔ ۱۲۔ سعی کی ابتداء صفا سے کرنا۔ ۱۳۔ طواف وداع۔ ۱۴۔ طواف دوران جگہ ہر طواف کو حجر اسود سے شروع کرنا۔ ۱۶۔ طواف کو دائیں طرف سے شروع کرنا۔ ۱۷۔ طواف کو پاپیادہ کرنا۔ ۱۸۔ طواف میں نجاست حکمی سے پاک ہونا۔ ۱۹۔ طواف میں ستر عورت کا ہونا۔ ۲۰۔ طواف زیارت کے تین پچھلے شوط ادا کرنا۔ ۲۱۔ ممنوعات کا ترک کرنا۔ ۲۲۔ طواف کے بعد دو رکعت نماز پڑھنا۔ ۲۳۔ طواف میں حطیم کو چھوڑ کر اس کے باہر سے گزرنا[1] ۲۴۔ مرد کو منہ اور سر کھلا رکھنا۔ اور عورت کو صرف چہرہ کھلا رکھنا۔

قاعدہ :۔ واجبات اور بھی ہیں۔ مثلاً عرفات سے امام کے ساتھ کوچ کرنا وغیرہ۔ لیکن اکثر واجبات

---

[1] لباب صـ ۱۲۲   [2] مراقی الفلاح طحطاوی صـ ۲۹۷

for more books click on link below
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

کے معلوم کرنے کا ضابطہ یہ ہے کہ جس فعل کے ترک پر دم یعنی بکرا ذبح کرنا لازم آئے۔ وہ فعل واجبات میں سے ہے[1]۔ انشاء اللہ! جنایات میں اسکی تفصیل معلوم ہوگی۔

حج کی سنتیں اور آداب

سوال:- حج کی سنتیں بھی بیان فرمائیں؟

جواب:- مندرجہ ذیل سنتیں ہیں۔

۱۔ وسعت اور فراخی کے ساتھ خرچ کرنا۔ حتی کہ اپنی سواری پر بھی خرچ کرنا ثواب ہے۔ کیونکہ حج میں خرچ کرنا ثواب میں جہاد میں خرچ کے برابر ہے۔ ۲۔ ہمیشہ طہارت کے ساتھ رہنا۔ ۳۔ زبان کو فحش اور بے ہودہ باتوں سے روکنا۔ ۴۔ آٹھویں تاریخ کو طلوع شمس کے بعد مکہ سے منٰی کے لئے روانہ ہونا۔ تاکہ پانچوں نمازیں منٰی میں ہو جائیں۔ ۵۔ منٰی میں رات گزارنا۔ ۶۔ پھر منٰی سے عرفات کے لئے نویں تاریخ کو طلوع شمس کے بعد نکلنا۔ ۷۔ عرفات سے غروب آفتاب کے بعد سکون و وقار کے ساتھ نکلنا۔ ۸۔ اور دسویں رات مزدلفہ میں گزارنا۔ ۹۔ اور ایام منٰی کی راتیں منٰی میں گزارنا۔ ۱۰۔ دسویں تاریخ کو رمی طلوع شمس اور زوال کے درمیان اور باقی ایام میں رمی زوال کے بعد سے غروب تک ہونا۔ ۱۱۔ اگر بارہ تاریخ کو منٰی سے جانا چاہتا ہے تو غروب آفتاب سے قبل نکل جانا۔ ۱۲۔ منٰی سے مکہ کو روانگی کے وقت محصب میں قیام کرنا اگرچہ ایک ہی ساعت کیلئے ہو۔ ۱۳۔ آب زمزم کا قبلہ رخ کھڑے ہو کر پینا۔ ۱۴۔ ملتزم سے لپٹنا اور اپنے سر اور بدن پر ملنا[2]۔ ۱۵۔ ہر مقام پر تضرع و گریہ و زاری کی کوشش کرنا۔ ۱۶۔ طواف بتقدم قلب اور سفر کیلئے۔ ۱۷۔ ہر ایک احرام مضطبع۔

شرائط حج

سوال:- حج فرض ہونے کے شرائط کیا ہیں؟

جواب:- حج فرض ہونے کی یہ شرطیں ہیں۔ ۱۔ مسلمان ہونا۔ ۲۔ بالغ ہونا۔ ۳۔ عاقل ہونا۔ ۴۔ آزاد ہونا۔ ۵۔ تندرست ہونا۔ اس تندرستی سے وہ صحت مراد ہے جو حج فرض ہونے کے وقت موجود ہو اور اگر

---

[1] درمختار صفحہ ۵۵ [2] مراقی الفلاح صفحہ ۳۹۸

for more books click on link below
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

صحت و تندرستی کا ایسا فقدان ہے کہ آخرت وقت تک تندرستی نہ ہو تو پھر اس پر حج فرض نہیں ہوگا مگر اس وقت تندرستی تھی اور بعد میں نہ رہی تو حج اس پر فرض ہو گیا۔ تو اب اس پر لازم ہے کہ دوسرے آدمی سے حج کرائے یا وصیت کر کے جائے۔

شرائطِ صحت ادا حج

سوال:۔ حج کی صحت ادا کی شرطیں کونسی ہیں؟

جواب:۔ حج کے صحیح ادا ہونے کی شرطیں یہ ہیں۔ ۱۔ اسلام۔ ۲۔ عقل و تمیز ۳۔ وقت۔ ۴۔ جگہ اور مکان۔ ۵۔ احرام۔

حج اور عمرہ کا حکم

سوال:۔ حج کا کیا حکم ہے؟ کیا ہر حال ہر مسلمان پر فرض ہے؟

جواب:۔ ہر مسلمان پر فرض نہیں۔ بلکہ اس دولت مند انسان پر فرض ہے جو عاقل بالغ صحت مند ہو۔ اور اتنا پیسہ رکھتا ہو کہ اپنے سفر کے خرچ اور اہل و عیال کے نفقہ پر واپسی سفر تک قادر ہو ایسے مالدار پر تمام عمر میں صرف ایک مرتبہ فرض ہے۔ اس کے بعد پھر حج نفل ہوگا۔ اور نفل حج کی کوئی تعداد نہیں جتنے چاہے حج کرکے قرب و فضائل حاصل کرے۔ حضرت علی بن موفق رحمۃ اللہ علیہ نے پچاس حج کئے۔ اور حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پچیس حج کئے۔ اور وہ بھی پاپیادہ۔

سوال:۔ کیا حج فرض ہونے کے بعد فوراً حج کرے یا تاخیر بھی کر سکتا ہے؟

جواب:۔ حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک تمام عمر وقت ہے جس طرح نماز کے وقت میں گنجائش ہے۔ جب چاہے ادا کرے۔ لیکن جلدی کرنا افضل ہے۔ البتہ صحیح تر قول کی بنا پر فوراً حج ادا کرنا فرض ہے۔ بلا وجہ تاخیر سے گنہگار اور مردود الشہادت ہوگا۔

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک بھی اس وقت تک تاخیر کر سکتا ہے۔ جب تک صحت اور عافیت کے باقی رہنے پر ظن غالب ہو۔ ورنہ ان کے نزدیک بھی فوراً حج ادا کرنا لازم ہے اگر تاخیر کی اور مر گیا۔ تو سب کے نزدیک گنہگار مرا۔ لہٰذا سب کے نزدیک جلدی کرنا ضروری ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو حج کا ارادہ کرے اسے چاہئے کہ جلدی کرے۔

for more books click on link below
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

سوال:۔ عمرہ کا کیا حکم ہے؟

جواب:۔ یہ بھی ایسے افراد پر جن پر حج فرض ہے۔ عمر میں ایک دفعہ امام شافعی کے نزدیک فرض ہے۔ مگر ہمارے نزدیک عمر میں ایک دفعہ صاحب استطاعت پر سنت مؤکدہ ہے۔

سوال:۔ کیا ایک سال میں متعدد عمرے کر سکتا ہے؟

جواب:۔ حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ایک سال میں متعدد عمرے کرنا مکروہ ہے۔ مگر ہمارے نزدیک مستحب ہے۔ کہ جتنے چاہے عمرے کرے۔ چنانچہ حضرت میمون کے حال میں لکھا ہے۔ کہ انہوں نے سو عمرے کئے۔

سوال:۔ کیا حج کی طرح عمرہ کے لئے بھی کوئی وقت معین ہے؟

جواب:۔ اس کے لئے کوئی وقت معین نہیں۔ سوائے پانچ دن کے، جب چاہے عُمرہ ادا کرے۔ کیونکہ ان پانچ دنوں میں عمرہ کرنا مکروہ تحریمی ہے۔

سوال:۔ وہ کونسے دن ہیں۔ جن میں عمرہ کرنا مکروہ تحریمی ہے؟

جواب:۔ وہ دن یہ ہیں۔

عرفہ کا دن اور چار دن اس کے بعد کے، یعنی دس، گیارہ، بارہ اور تیرہ ذی الحجہ، صرف ان پانچ تاریخوں میں عمرہ کرنا مکروہ تحریمی ہے۔ اگر عمرہ کیا تو دم لازم آئے گا۔

سوال:۔ کیا مکہ میں بسنے والے کو ماہ حج میں عمرہ کرنا منع ہے؟

جواب:۔ جی ہاں۔ منع ہے۔ اس شرط پر کہ اس سال حج کرنے کا ارادہ ہو۔ ورنہ منع نہیں۔

استلام

سوال:۔ استلام کسے کہتے ہیں؟

جواب:۔ حجر اسود کو بوسہ دینے یا ازدحام کی وجہ سے نہ ہو سکے تو اس پر ہاتھ رکھ کر اس کو چومنے یا پھر ہاتھ میں عصا وغیرہ کوئی چیز ہو۔ اس کو حجر اسود سے مس کرکے اس کو چومنا، یا یہ بھی ممکن نہ ہو تو اس کی طرف ہاتھوں سے اشارہ کرکے بوسہ دینے، غرضیکہ ان تمام صورتوں کو استلام

for more books click on link below
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

کہتے ہیں۔ اگر اشارہ ہاتھ سے کرے تو حجر اسود کے سامنے کھڑا ہو کر اس طرح کرے کہ گویا اس پر ہاتھ رکھ رہا ہے۔ بعد اشارہ کے اس ہاتھ کو چوم لے۔[1]

سوال:- استلام کب ہوتا ہے؟

جواب:- شروع طواف میں، اور اثنائے طواف میں ہر شوط پر۔[2]

حج اور عمرہ میں فرق

سوال:- حج اور عمرہ کے درمیان کیا فرق ہے؟

جواب:- سات وجہ سے فرق ہے۔

۱۔ حج میں وقوف عرفات طواف اور سعی ہے۔ لیکن عمرہ میں وقوف عرفات نہیں۔ صرف طواف اور سعی ہے۔ طواف اور سعی کے مجموعہ کا نام عمرہ ہے۔ البتہ احرام دونوں میں شرط ہے۔

۲۔ دوسرا فرق یہ ہے کہ حج کے لئے معین وقت ہے اور عمرہ کے لئے کوئی معین وقت نہیں۔ جب چاہے عمرہ کرے۔ سوائے ان پانچ دنوں کے جن میں عرفہ کا دن اور اسکے بعد کے چار دن ہیں۔ کہ ان ایام میں عمرہ کرنا منع ہے۔

۳۔ تیسرا فرق یہ ہے کہ حج عمر میں ایک دفعہ فرض ہے۔ اور عمرہ صاحب استطاعت پر عمر میں ایک دفعہ سنت مؤکدہ ہے۔ لیکن امام شافعی کے نزدیک عمر میں ایک دفعہ فرض ہے۔

۴۔ چوتھا فرق میقات کا ہے کہ مکے کے رہنے والے اور جو ان کے حکم میں ہیں ان کو عمرہ کا احرام زمین حل سے باندھنے کا حکم ہے۔ بہتر ہے زمین حل میں تنعیم جا کر وہاں سے عمرہ کا احرام باندھیں اور جعرانہ سے بھی باندھ سکتے ہیں۔ اور مکہ والے حج کا احرام زمین حل سے نہیں بلکہ حرم ہی سے باندھیں گے۔ بس فرق یہ ہے کہ حج کا احرام حرم سے بندھیگا۔ اور عمرہ کا احرام حل سے، ہاں باہر سے آنے والے میقات سے احرام باندھ کر آئیں۔

۵۔ پانچواں فرق بدنہ کا ہے۔ کہ عمرہ میں کوئی جرم ایسا نہیں کہ جس کی سزا میں بدنہ یعنی اونٹ یا گائے قربانی دی جائے۔ بخلاف حج کے۔ کہ دو صورتوں میں بدنہ اس میں لازم آئے گا۔ وہ دو صورتیں یہ

---

[1] لباب ص ۸۹ [2] بحر ج ۲ ص ۱۱۸ ص ۴۰

for more books click on link below
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

ہیں۔ ۱۔ وقوف عرفات کے بعد طواف زیارت سے پہلے جماع کرنا۔ ۲۔ طوافِ زیارت کو بحالت حیض ونفاس یا بحالتِ جنابت ادا کرنا۔

۶۔ چھٹا فرق ختم تلبیہ کا ہے۔ کہ عمرہ کی لبیک طواف کی ابتدا کرتے ہی ختم ہو جاتی ہے۔ اور حج کی لبیک کا وقت رمی جمرہ عقبہ کے وقت ختم ہوتا ہے۔

۷۔ ساتواں فرق طواف قدوم کا ہے۔ عمرہ میں طوافِ قدوم نہیں۔ لیکن حج میں طوافِ قدوم ہے۔

وقوفِ عرفات

سوال:۔ عرفات کے وقوف کے متعلق بھی کچھ تحریر فرمائیں کہ حج میں اس کا کیا مقام ہے؟

جواب:۔ بہت بڑا مقام ہے۔ یہ حج کا رکن ہے۔ نویں ذی الحجہ کو یہاں وقوف ہوتا ہے اگر وقوفِ عرفہ نہ کیا۔ تو حج نہ ہوگا۔

شرائط صحتِ وقوف

سوال:۔ وقوفِ عرفات کی صحت کی کیا شرطیں ہیں؟

جواب:۔ وقوفِ عرفات کے صحیح ہونے کی مندرجہ ذیل شرطیں ہیں۔

۱۔ اسلام ۲۔ احرام حج، لہٰذا عمرہ کے احرام کے ساتھ وقوف حج صحیح نہیں ہوگا۔ ۳۔ وقوف کا عرفات میں ہونا شرط ہے۔ لہٰذا جبل نمرہ میں اگر کسی نے وقوف کیا۔ تو اس کا وقوف صحیح نہیں ہوگا کیونکہ وہ عرفات میں داخل نہیں ہے۔ ۴۔ وقت میں ہونا۔ اور اس کا وقت عرفہ کے دن زوالِ شمس سے یوم نحر کے طلوع فجر صادق تک ہے۔

۵۔ اپنی جگہ اور اپنے وقت میں ایک ساعت کا وقوف ہونا۔ خواہ نیت ہو یا نہ ہو۔ خواہ وہ سوتا ہو یا جاگتا ہو، خواہ بے وضو ہو یا باوضو۔ اگرچہ عورت حیض ونفاس کی حالت میں ہو یا پاک۔ بہر حال ایک ساعت کا یہاں حاضر ہونا فرض ہے۔

واجباتِ وقوف

سوال:۔ عرفہ کے دن کے وقوف کے واجبات کیا ہیں؟

for more books click on link below
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

جواب: اس دن کے وقوف کے واجبات یہ ہیں۔

۱۔ زوال سے غروب تک وقوف کر لیا کرنا۔

۲۔ غروب کے بعد اتنی دیر وقوف کرنا کہ جس میں غروب کا یقین ہو جائے۔ اور یہ قلیل دقفہ ہوگا۔[1]

وقوف کی سُنّتیں

سوال: وقوفِ عرفات میں کون کونسے افعال سُنّت ہیں؟

جواب: وقوفِ عرفات کی سنّتیں یہ ہیں۔

۱۔ غسل کرنا۔ ۲۔ خطبہ کا مسجد نمرہ میں ہونا۔ ۳۔ خطبہ کا زوال کے بعد اور نمازِ ظہر سے پہلے ہونا۔ ۴۔ جمع بین الصلوٰتین یعنی عرفہ کے روز نمازِ ظہر اور عصر کو جمع کر کے پڑھنا۔[2] ۵۔ بلا تاخیر نماز سے فارغ ہو کر وقوف کرنا۔ ۶۔ عرفات سے روانگی کے وقت امام کے ساتھ روانہ ہونا۔

مستحباتِ وقوف

سوال: عرفہ کے دن کون کونسے افعال مستحب ہیں؟

جواب: مندرجہ ذیل افعال مستحب ہیں۔

۱۔ تلبیہ بکثرت پڑھنا۔ ۲۔ دعا و ذکر اور استغفار میں خشوع اور خضوع کے ساتھ مصروف رہنا۔ ۳۔ قبولیتِ دعا کی قوی امید رکھنا۔ ۴۔ امام کے قریب وقوف کرنا۔ خواہ اس کے آگے جگہ ملے یا پیچھے یا اس کے دائیں یا اس کے بائیں۔ مگر جبلِ رحمت کے قریب رو بقبلہ امام کے پیچھے کھڑے ہونا افضل ہے۔ ۵۔ واقف کا سواری پر سوار ہو کر وقوف کرنا۔ ۶۔ سب کے ساتھ عرفات میں اترنا۔ کیونکہ سب سے علیحدہ اترنے میں تواضع اور انکساری سے دور ہونا ہے۔ ۷۔ وقوف میں قبلہ رو ہونا۔ ۸۔ وقوف کے لئے زوال سے پہلے تیاری کرنا۔ ۹۔ وقوف کے لئے نیت کرنا۔ اگرچہ دل میں ہی کہہ لے کہ میں وقوف کر رہا ہوں جو مجھ پر فرض ہے۔ ۱۰۔ ہاتھ اٹھا کر دُعا مانگنا اس طرح کہ ہتھیلیاں آسمان کی طرف رہیں کیونکہ دعا کا قبلہ آسمان ہے۔ ۱۱۔ دعا کو تین تین دفعہ مکرر کہنا۔ ۱۲۔ دعا کا افتتاح اور ختم حمد و صلوٰۃ پر کرنا اور آخر

---

[1] لباب صـ ۲۰۳ الاعلی قلمی فی المناسک [2] لباب و شرح، صـ ۱۳۸

میں آمین کہنا۔ ۱۳۔ طہارت ظاہری اور باطنی کے ساتھ وقوف کرنا۔ ۱۴۔ قوی لوگوں کا روزہ رکھنا۔ اور ضعیف لوگوں کا افطار کرنا[1]۔ ۱۵۔ وقوف کے وقت آسمان کے نیچے رہنا۔ یعنی چھتری یا کسی شامیانے وغیرہ کے زیر سایہ نہ ہونا۔ مگر عذر کے ساتھ رخصت ہے۔ ۱۶۔ لڑائی جھگڑا بالکل ترک کرنا۔ ۱۷۔ اعمالِ خیر میں کثرت کرنا۔ مثلاً پانی پلانا۔ صدقہ وخیرات کرنا وغیرہ۔ ۱۸۔ ماثورہ دعائیں پڑھ کر تمام وقت ذکر درود اور تلاوتِ قرآن میں گذارنا۔ جو عمدہ حدیث دعا و اکسن سے زیادہ یاد کرے۔ ۱۹۔ جب یہاں سے روانہ ہو لبیک، تکبیر، استغفار، دعا، درود، اور ذکرِ کثیر اور اشکبار آنکھوں سے روانہ ہونا۔

مکروہاتِ وقوف

سوال:۔ وقوفِ عرفات میں کونسے افعال مکروہ ہیں۔

جواب:۔ یہ افعال مکروہ ہیں۔

۱۔ نمازکے بعد موقف کی طرف تاخیر سے روانہ ہونا۔ ۲۔ راستہ اور گذرگاہ میں اترنا۔ ۳۔ زوال سے پہلے خطبہ پڑھنا۔ ۴۔ غفلتِ قلب کے ساتھ وقوف کرنا۔ ۵۔ غروب کے بعد بغیر ضرورت تاخیر کے ساتھ مزدلفہ کو روانہ ہونا۔ ۶۔ غروب سے پہلے عرفات سے روانہ ہونا۔ ۷۔ مغرب کی نماز عرفات میں ادا کرنا۔ ۸۔ اس طرح تیز چلنا کہ لوگوں کو تکلیف ہو[2]۔

طریقۂ دعا

سوال:۔ دعا کس طرح مانگے؟

جواب:۔ اللہ تعالیٰ نے دعا مانگنے کا حکم دیا ہے چنانچہ فرمایا ہے۔

اُدْعُوْنِیْٓ اَسْتَجِبْ لَکُمْ — مجھ سے دعا مانگو، (اور وعدہ فرمایا کہ) میں قبول کرونگا۔

اس کے لئے کچھ آداب ہیں۔

۱۔ سب سے پہلے حلال کھانا اور سچ بولنا ہے۔

۲۔ پھر قبلہ رُخ ہو کر دونوں ہاتھ اٹھا کر دعا مانگو۔

---

[1] لباب وشرحہ صہ ۱۳۸

[2] لباب وشرحہ صہ ۱۳۹

۳۔ دعا کا افتتاح بھی حمد اور درود شریف اور اختتام بھی حمد اور درود شریف پر ہو۔

۴۔ پانچ دفعہ رَبَّنَا رَبَّنَا کہہ کر دعا مانگو۔

۵۔ مخفی آواز میں تضرع اور زاری کے ساتھ دعا مانگو۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّخُفْيَةً ۚ اپنے رب سے دعا کرو گڑگڑاتے اور آہستہ

۶۔ یقین اور جمع ہمت کے ساتھ دعا مانگو۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ اُدْعُوا اللّٰهَ وَ اَنْتُمْ مُوْقِنُوْنَ بِالْاِجَابَةِ۔ یعنی دعا کی قبولیت پر یقین رکھتے ہوئے اللہ سے دعا مانگو۔

۷۔ ہر دعا تین تین دفعہ کرر کہو۔

۸۔ جس شخص میں کوئی فضیلت دینی ہو۔ اس سے بھی دعا کراؤ۔

۹۔ اعلیٰ اور اشرف مقامات کا بھی لحاظ رکھو۔

۱۰۔ سعادتمندوں کے مجمع میں دعا قبول ہوتی ہے۔ چہ جائیکہ عرفات کے لاکھوں کے اجتماع میں، پھر تو یہ دعا کی قبولیت کے لئے بہترین وقت اور جگہ ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

خَيْرُ الدُّعَاءِ دُعَاءُ يَوْمِ عَرَفَةَ یوم عرفہ کی دعا بہترین دعا ہے۔

۱۱۔ دعا سے فارغ ہو کر چہرہ پر ہاتھ پھیر لو۔ اور آخر میں آمین کہو۔

رفع یدین

سوال:۔ دعا میں ہاتھ اٹھانے تو ہتھیلیوں کا رُخ کس طرف ہو

جواب:۔ ۱۔ رمی جمار کے بعد دعا میں ہتھیلیوں کا رُخ کعبہ کی طرف ہو۔

۲۔ حجر اسود کے سامنے کھڑا ہونے کے وقت ہتھیلیوں کا رُخ حجر اسود کی طرف ہو۔

۳۔ اور باقی احوال میں آسمان کی طرف ہو۔

وقوف مزدلفہ

سوال:۔ وقوف مزدلفہ کا کیا حکم ہے؟

for more books click on link below
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

جواب:۔ یہ واجب ہے اگرچہ ایک ساعت کا وقوف ہو۔[1]

شرائطِ صحت وقوفِ مزدلفہ۔

سوال:۔ وقوفِ مزدلفہ کی شرائطِ صحت وقوف کیا ہیں؟
جواب:۔ وقوفِ مزدلفہ کے صحیح ہونے کیلئے مندرجہ ذیل شرطیں ہیں۔

۱۔ تقدیم احرام اور وقوفِ عرفات کا پہلے ہونا۔ اس کے صحیح ہونے کے لئے شرط ہے۔

۲۔ اس کا وقت یوم نحر کے طلوعِ فجر صادق سے طلوعِ شمس تک ہے۔ لہٰذا جس نے طلوعِ فجر سے پہلے وقوف کیا۔ اس کا وقوف صحیح نہ ہوگا۔ اور جس نے طلوعِ شمس کے بعد وقوف کیا۔ اس کا وقوف بھی قابلِ شمار نہیں۔

۳۔ اپنے وقت کے اندر وقوف ایک ساعت کا ضروری ہے۔ خواہ خود وقوف کرے یا کوئی اٹھا کر لے آئے بے ہوش ہو، یا ہوش میں ہو۔ جو اس کو چھوڑے گا۔ اس پر دم لازم آئے گا لیکن ضعف کی وجہ سے یا بیماری کی وجہ سے یا عورت ازدہام کی وجہ سے ترک کر دے تو اس پر کچھ نہیں۔ عذر بلا وجہ ترک کرنے والے پر دم لازم آئے گا۔

شرائطِ صحت طوافِ زیارت

سوال:۔ طوافِ زیارت جو کہ فرض ہے، اس کی صحت کی شرائط بھی تحریر فرمائیں؟
جواب:۔ شرائط مندرجہ ذیل ہیں۔

۱۔ اسلام کا ہونا۔ ۲۔ اس سے پہلے حج کا احرام اور وقوف کا ہونا۔ ۳۔ نیت کا ہونا۔ ۴۔ اور نیت کے ساتھ اکثر اشواط کا ادا کرنا۔ ۵۔ وقت میں ادا ہونا اور وہ ایام نحر ہے۔ اس سے پہلے ادا نہیں ہو سکتا۔ اس کے بعد وقت جواز آخری عمر تک ہے۔ ۶۔ مسجدِ حرام میں کعبہ شریف کے اردگرد ہونا لہٰذا مسجد سے باہر طواف نہ ہوگا۔ ۷۔ خود طواف کرنا۔ اگر معذور ہو تو سواری وغیرہ میں ادا کرلے۔ اس میں کسی کو نائب بنانا جائز نہیں۔ کہ دوسرا شخص اس کی طرف سے ادا کرے۔

---

[1] باب ۱۴۷ ؎

واجبات طوافِ زیارت

سوال: طوافِ زیارت کے واجبات بیان فرمائیں؟

جواب: طوافِ زیارت کے واجبات یہ ہیں۔

۱۔ پیدل طواف کرنا۔ ۲۔ دائیں طرف سے طواف کرنا۔ ۳۔ سات شوط پورے کرنا۔ ۴۔ باطہارت طواف کرنا۔ ۵۔ سترِ عورت کے ساتھ طواف کرنا۔

رَمی

سوال: رَمی کا کیا حکم ہے؟ **جواب:** واجب ہے۔

شرائطِ صحتِ رَمی

سوال: رَمی کی شرائطِ صحت بھی بیان فرمائیں؟

جواب: شرائط دس ہیں۔

۱۔ کنکری کا اس پر پڑنا یا اس کے قریب تین ہاتھ کے فاصلہ پر واقع ہونا۔ اس سے زیادہ دور اگر گری تو رمی واقع نہ ہو گی۔ ۲۔ پھینکنا ہو۔ اس کے اوپر ڈال دینا یا رکھنا نہ ہو کیونکہ وضع یعنی رکھنا رمی کے مفہوم میں نہیں۔ ۳۔ کنکری کا جمرہ پر خود اس کے فعل سے واقع ہنا یا لیا نہ ہو کر کسی کی پیٹھ پر گرے۔ اور اس نے اس کو اپنی کمر پر ہلا کر اس پر پھینک دیا۔ تو اس کی طرف سے رمی واقع نہ ہو گی۔ ۴۔ خود رمی کرنا۔ قدرت ہوتے ہوئے نیابت اس میں جائز نہیں۔ ہاں، عذر کے ساتھ جائز ہے۔ عذر یہ ہے کہ اتنا کمزور یا بیمار ہو کر بیٹھ کر نماز پڑھنا جائز ہو جائے۔ تو دوسرے کو اپنا نائب کر کے حکم دے۔ لہٰذا اگر مریض ہے۔ اور وہ خود نہیں پھینک سکتا ہے۔ تو دوسرا اس کی طرف سے پھینک دے۔ یا بے ہوش ہے۔ تو بغیر حکم اسکی طرف سے پھینک دے۔ اسی طرح بچہ اور مجنون کی طرف سے پھینکنا جائز ہے اور اس میں بھی افضل ہے کہ ان کے ہاتھ پر رکھ کر ان سے پھینکوائے۔ اگر نائب کسی کی طرف سے پھینکے تو الیسا نہ ہو کہ ایک کنکری اس کی طرف سے اور ایک کنکری اپنی طرف سے پھینکے کہ یہ

for more books click on link below
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

مکروہ ہے۔ نائب کو چاہئے کہ پہلے سات عدد کنکریاں اپنی طرف سے پھینکے۔ بعد میں جس کا نائب ہے۔ اسکی طرف سے پھینکے[1]۔ ۵۔ جُدا جُدا پھینکنا، اگر ساتوں بار کنکریاں پھینکنے کی بجائے سب کنکریاں ایک دم مار دیں۔ تو یہ جائز نہ ہوگا۔ کہ یہ ایک ہی دفعہ مارنا شمار ہوگا۔ ۶۔ کنکری زمین کی جنس سے ہو۔ اگر ورق وغیرہ پھینکی تو رمی شمار نہ ہوگی اور جنس زمین میں بھی افضل یہ ہے کہ چھوٹا پتھر ہو۔ یعنی کنکری۔ ۷۔ قضا کرنا۔ یعنی اگر کسی کی رمی قضا ہو جائے تو بعد میں تاخیر کا کفارہ دے کر ایام رمی میں ہی قضا کرے۔ ۸۔ سات کا پورا عدد کرنا یا اکثر کرنا۔ اور اگر کم تعداد چھوڑی یعنی تین یا تین سے کم تو اس کی جزا لازم آئے گی اور رمی صحیح ہو جائے گی۔ کیونکہ رکن ادا ہو گیا یعنی وہ اکثر رمی ہے۔ لیکن اگر اکثر رمی چھوڑ دی تو وہ نہ ہونے کے برابر ہے۔

واجباتِ رمی

سوال:۔ رمی کے واجبات کیا ہیں؟

جواب:۔ رمی میں یہ افعال واجب ہیں۔

۱۔ رمی کو حلق پر مقدم کرنا۔ ۲۔ قضا، وقت میں کرنا۔ یعنی اگر کسی دن کی رمی قضا ہو جائے۔ تو ایام رمی میں ہی مع کفارہ کے اس کا اعادہ کرلے۔ کفارہ کا بیان آگے آتا ہے۔

مکروہاتِ رمی

سوال:۔ رمی میں کیا کیا افعال مکروہ ہیں؟

جواب:۔ رمی میں مندرجہ ذیل افعال مکروہ ہیں۔

۱۔ دسویں کے دن غروب کے بعد رمی کرنا۔ ۲۔ باقی ایام میں قبل زوال رمی کرنا۔ ۳۔ بڑا پتھر مارنا ۴۔ مسجد سے کنکریاں لینا یا نجس کنکریاں مارنا۔ ۵۔ جمرہ سے گری ہوئی کنکری اٹھانا۔ ۶۔ تعداد سے زیادہ کنکریاں مارنا۔ ۷۔ رمی کے وقت جہت مسنون کو ترک کرنا۔ ۸۔ جمرات میں ترتیب کا ترک کرنا۔ ۹۔ کنکریوں کو پھینکنا نہیں۔ بلکہ اس پر ڈال دینا[2]۔ ۱۰۔ رات کو رمی کرنا۔

---

[1] لباب ص ۱۶۹

[2] لباب و شرحہ ص ۱۶۷

for more books click on link below
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

اوقاتِ رمی

سوال:۔ رمی کے ایام بیان کیجئے؟ اور کس کس دن کس کس جمرہ پر رمی کرنی ہے؟
جواب:۔ رمی کے دن چار ہیں۔

اوّل دس تاریخ کو فقط ایک جمرہ عقبہ پر رمی کرنی ہو گی۔ دوسرے دن گیارہ تاریخ کو جمرۂ اولیٰ جمرۂ وسطیٰ، جمرۂ عقبہ تینوں پر ہو گی۔ تیسرے دن یعنی بارہ تاریخ کو بھی تینوں پر ہو گی۔ چوتھے روز تیرہ تاریخ کو بھی تینوں جمرات پر رمی ہو گی۔ بشرطیکہ اس روز قیام ہو۔

سوال:۔ پہلے دن کی رمی کا وقت کیا ہے؟

جواب:۔ پہلے دن کی رمی کا وقت یہ ہے کہ دسویں تاریخ کی صبح صادق سے دوسرے دن یعنی گیارہ تاریخ کی صبح صادق تک رمی کا وقت ہے۔ اس میں مسنون وقت طلوعِ شمس سے زوال تک ہے۔ زوال کے بعد سے غروب تک جواز کا وقت ہے۔ اژدہام کی وجہ سے اوّل وقت نہیں کر سکا۔ تو اس وقت سے فائدہ اٹھائے۔ غروب سے فجر صادق تک وقت کراہت ہے۔ مگر عورتوں اور کمزوروں کے لئے نہیں۔ ان کے سوا اس وقت کسی نے رمی کی تو مکروہ ہے مگر کفارہ وغیرہ کچھ لازم نہ ہو گا۔ البتہ خلافِ سنت کی برائی لازم ہو گی۔ لیکن عورتوں اور کمزوروں کے لئے بلا کراہت جائز ہے۔[1]

فجر صادق کے بعد یہ وقتِ کراہت بھی ختم ہو گیا۔ اس رمی کی قضا اور دم دونوں لازم ہو گئے۔ تیرھویں تاریخ کے غروب تک اس کی قضا کرے۔ اور دم بھی دے۔ اور اگر تیرھویں تاریخ کا آفتاب غروب ہو گیا۔ تو قضا کا وقت بھی گیا۔ البتہ اب صرف دم اس کے ذمہ لازم ہے۔

سوال:۔ گیارھویں اور بارھویں تاریخ کی رمی کا وقت کب سے کب تک ہے۔ اور کتنے جمرات کی رمی ہے؟

جواب:۔ تینوں جمرات کی رمی ہے۔ گیارہ تاریخ کی رمی کا وقت زوال کے بعد سے دوسرے دن یعنی بارہ کی صبح صادق تک ہے اور بارھویں کی رمی کا وقت اس دن زوال کے بعد سے تیرھویں کی صبح صادق تک ہے۔ اور ان دونوں میں مسنون وقت زوال کے بعد سے غروب تک ہے۔ اور

---

[1] درمختار صفحہ ۲۲۸ [2] لباب و شرحہ صفحہ ۱۵۱

for more books click on link below
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

غروب سے فجر صادق تک وقت کراہت ہے۔ البتہ عورتوں اور کمزوروں کو اجازت ہے۔ ان کے لئے مکروہ نہیں۔ بلکہ عورتوں کے لئے تو رات ہی بہتر ہے۔ اور کمزور بھی ازدحام کی وجہ سے دن میں نہ کر سکیں تو رات میں کر لیں۔ یہ وقت کراہت بھی جاتا رہے تو قضا اور دم دونوں لازم ہیں۔ تیرہ کے غروب تک قضا کر لے۔ اور دم بھی دے۔ تیرہ تاریخ کے غروب ہونے کے بعد اب قضا کا وقت بھی نہیں رہا فقط دم دینا لازم ہے۔

رمی تیرہ تاریخ

سوال:۔ تیرھویں تاریخ کی رمی کتنے جمرات پر ہے اور وقت کب سے کب تک ہے؟

جواب:۔ اس کا وقت آج طلوع فجر سے غروب تک ہے مگر مسنون وقت زوال کے بعد سے غروب تک ہے۔ اور مکروہ وقت صبح سے زوال تک ہے۔ اس میں غروب کے بعد وقت نہیں رہتا۔ غروب تک رمی نہیں کی تو دم لازم آئے گا[1]

---

[1] لباب صـ۱۶۳

for more books click on link below
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

رکن دین حصہ پنجم

کتاب الزکوٰۃ

مرتبہ: مسند نشین شاہ محمد رکن الدین رحمۃ اللہ علیہ
حضرت علامہ مفتی محمد محمود صاحب الوری دامت برکاتہم العالیہ

ہر مسلمان کا عقیدہ ہے کہ

زکوٰۃ — اسلام کا ایک بنیادی ستون اور اہم فریضہ ہے۔

زکوٰۃ — اسلام کے معاشی نظام کی بے حد اہم کڑی ہے۔

زکوٰۃ — مسلمانوں کی تنگ دستی اور فقر و فاقہ دور کرنے کا مجرب نسخہ ہے۔

لیکن

اس کے باوجود اکثر مسلمان زکوٰۃ کے مسائل سے ناواقف ہیں۔

کتاب الزکوٰۃ۔ میں اسی اہم فرض سے متعلق روزمرہ پیش آنے والے مسائل ضخیم اور مستند فقہی کتب سے منتخب کر کے جمع کیے گئے ہیں۔

کتاب الزکوٰۃ۔ ہر صاحب نصاب اور پڑھے لکھے مسلمان گھرانے کی ناگزیر ضرورت ہے۔

چند اہم عنوانات

○ فرضیتِ زکوٰۃ۔ ○ آدابِ زکوٰۃ۔ ○ گم شدہ مال کی زکوٰۃ۔ ○ مالِ تجارت کا نصاب ○ سونے چاندی اور نقدی کا نصاب۔ ○ جانوروں کی زکوٰۃ۔ ○ جانوروں کا نصاب۔ ○ کان اور دفینہ کی زکوٰۃ۔ ○ عشر کا بیان ○ مصارفِ زکوٰۃ ○ کن لوگوں کو زکوٰۃ دینا جائز نہیں۔ وغیرہ

مکتبہ نعمانیہ اقبال روڈ سیالکوٹ

for more books click on link below
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

ادائیگی عمرہ

اور

ترکیبِ حج

از اوّل تا آخر

for more books click on link below
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

عمرہ کی ادائیگی کا مختصر طریقہ

سوال :- عمرہ کی ادائیگی کا طریقہ کیا ہے؟

جواب :- عمرہ کی ادائیگی کا طریقہ یہ ہے کہ میقات سے بہ نیت عمرہ احرام باندھ کر مکہ میں داخل ہو۔ آفاقی کے لئے میقات وہی ہے۔ جو حج کے لئے ہے۔ اور مکہ کے رہنے والے اور جو لوگ ان کے حکم میں ہیں۔ ان کے لئے میقات زمین حل ہے۔ اور اس میں افضل میقات تنعیم ہے۔ جو مکہ سے مدینہ کی جانب تین میل کے فاصلہ پر ہے۔ تو یہاں سے عمرہ کا احرام باندھ کر مکہ کو چلے۔ تاکہ عمرہ کیلئے بھی کچھ سفر ہو جائے۔ لبیک کہتا ہوا مکہ کو روانہ ہو۔ مکہ پہنچ کر باب السلام سے مسجد حرام میں داخل ہو۔ کہ یہی افضل ہے۔

اب طواف شروع کرنے کے لئے اضطباع کرو۔ اضطباع اسے کہتے ہیں کہ احرام کی چادر کو دائیں بغل کے نیچے سے نکال کر دونوں کناروں کو بائیں کندھے پر ڈال لو۔ اور دائیں شانہ کو کھلا رکھو۔ یہ اضطباع اول سے آخر تک طواف کے تمام اشواط میں سنت ہے۔

اب طواف کی نیت کر کے اوّل حجر اسود کو بوسہ دو۔ اور اس وقت سے لبیک کہنا چھوڑ دو بوسہ کے بعد خانہ کعبہ کو اپنی بائیں طرف رکھ کر طواف شروع کرو۔ طواف سات پھیروں کا ہوتا ہے۔ ہر پھیرے کو شوط کہتے ہیں۔ سات اشواط کا ایک پورا طواف ہوتا ہے۔ اوّل تین پھیروں میں رمل کرو۔ رمل کہتے ہیں۔ جلد جلد، چھوٹے چھوٹے قدم اٹھا کر شانہ ہلاتے ہوئے بہادرانہ شان میں چلنے کو۔ شروع کے تین پھیروں میں اس رفتار سے رمل کیلئے چلنا ہوگا۔ طواف سے فارغ ہو کر دو رکعت نماز طواف واجب مقام ابراہیم پر ادا کرو۔ نماز سے فارغ ہو کر دعا مانگ کر حجر اسود کی طرف آؤ۔ پھر حجر اسود کا بوسہ لیکر باب الصفا سے نکل کر کوہ صفا پر آؤ۔ یہاں ایسے مقام پر کھڑے ہو کر جہاں سے کعبہ شریف نظر آئے طویل دعا مانگ کر درود شریف پڑھ کر اتر آؤ۔ اور مروہ کی طرف چلو۔ راستہ میں جہاں میلین اخضرین ہیں۔ وہاں دوڑ کر چلو۔ اس کے بعد معمول چال سے چل کر مروہ پر آؤ۔ یہاں بھی ایسے مقام پر کھڑے ہو کر جہاں سے کعبہ شریف نظر آئے۔ طویل دعائیں مانگو۔ اس طرح صفا سے مروہ تک آنا اور دعائیں مانگنا

for more books click on link below
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

یہ ایک شوط ہوا پھر اتر کر صفا کی طرف چلو۔ راستہ میں پھر میلین اخضرین کے درمیان دوڑو۔ باقی مسافت بھی معمولی چال سے چلو۔ پھر صفا پر چڑھ کر مثل سابق طویل دعا مانگو۔ یہ دوسرا شوط یعنی دوسرا پھیرا ہوا۔ اسی طرح سات پھیرے کرو۔ ہر بار میلین اخضرین کے درمیان دوڑو۔ صفا اور مروہ پر طویل دعائیں مانگو۔ ان سات پھیروں کا نام سعی ہے۔ سعی کی ابتداء صفا سے ہوتی ہے۔ اور انتہا مروہ پر۔ سعی سے فارغ ہو کر حلق کراؤ۔ یعنی سر منڈاؤ۔ یا بال کترا کر احرام سے باہر ہو جائے۔ عمرہ تمام ہو گیا۔

عمرہ کے احرام کے فرائض و واجبات وغیرہ وہ ہی ہیں۔ جو احرام حج کے ہیں۔ وہ سب مفصل طور پر پہلے لکھ دیئے گئے ہیں۔

ترکیبِ حج

از اول تا آخر

سوال:۔ حج کی ترکیب بھی اول سے آخر تک تفصیل سے بیان فرمائیں؟

جواب:۔ ذیل میں حج ادا کرنے کی مفصل ترکیب، میقات سے آخرِ حج تک لکھی جاتی ہے۔

میقات سے لیکر مکہ میں داخل ہونے تک احرام کے آداب میں پانچ باتیں ہیں

اول:۔ میقات وہ معین مقام ہے کہ مکہ جانے والوں کو بغیر احرام کے وہاں سے آگے گزرنا منع ہے ہمارے لئے وہ مقام یلملم کے محاذ میں ہے۔

جب میقات (جہاں لوگ احرام باندھتے ہیں) قریب آتی ہے تو جہاز والے جہاز میں اعلان کر دیتے ہیں۔ یہاں غسل کر لو۔ میل اتار کر بدن کو خوب صاف کر دو۔ موئے بغل و زیر ناف دور کرو ناخن ترشواؤ، لبیں کترواؤ۔ لیکن سر کے بال نہ منڈواؤ۔ بلکہ احرام سے فارغ ہونے کے وقت

for more books click on link below
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

حلق کرائے۔ کہ جتنے بال زیادہ ہوں گے۔ قیامت کے روز میزان میں وزن بھاری ہو گا۔ بلے بدن میں خوشبو لگاؤ۔

یہ غسل نظافت اور پاکیزگی کے لئے ہے۔ حتیٰ کہ حیض والی عورت کو بھی غسل کرنا مستحب ہے کیونکہ یہ طہارت کیلئے نہیں۔ بلکہ صفائی اور ستھرائی کے لئے ہے۔

دوم اب سلے ہوئے کپڑے اتار دو اور رو بہ قبلہ بیٹھ کر احرام باندھو سلے احرام کی دو بے سلی چادریں ہوتی ہیں۔ ایک کو بطور چادر اوڑھ لو۔ اس طرح کہ کندھوں پر ڈال کر سینہ پہ لپیٹ لو لیکن سر اور چہرہ کو نہ ڈھانپو ننگے سر رہو۔ اور چہرہ بھی کھلا رہے گا۔ کیونکہ احرام میں سر اور چہرہ کا ڈھکنا منع ہے۔ دوسری چادر کو بطور تہبند باندھو۔ دستانے اور جرابیں بھی پہننا منع ہے۔

البتہ عورت ننگے سر نہیں رہے گی۔ بلکہ چادر سے وہ سر اور تمام بدن کو لپیٹے گی۔ عورتیں سر پر ایک گز کپڑا بھوں کے باندھ لیں تاکہ بالوں کی حفاظت رہے اور منہ کھلا رہے۔ اگر کسی پردہ نشین عورت کو چہرہ ڈھکنا ہی ہو۔ تو سر اور منہ پر جالی دار کاغذ رکھ کر اس پر نقاب ڈالے تاکہ چہرہ سے کپڑا نہ لگے۔

عورت کو سلے ہوئے کپڑے پہننے کی اجازت ہے وہ حج میں حسب معمول پاجامہ اور کرتہ پہن سکتی ہے۔ صرف چہرہ پر کوئی کپڑا نہ لگے۔

مرد کو چاہیئے کہ احرام کی چادروں کے دونوں پلوں میں گرہ لگائے نہ بٹن لگائے۔ اور نہ پن لگائے کہ یہ بھی سلے ہوئے کی شکل ہے۔ ہاں سلی ہوئی تھیلی یا پیٹی باندھ سکتا ہے۔ پھر احرام میں دو ہی چادروں کا ہونا بھی ضروری نہیں ہے۔ اگر سردی وغیرہ زیادہ ہو تو کمبل تولیہ وغیرہ احرام پر ڈال سکتا ہے۔

سوم جب احرام کے کپڑے پہن لو۔ تو سر کو ڈھانپ کر دو رکعت نماز نفل بہ نیت احرام ادا کرو اس میں پہلی رکعت میں الحمد شریف کے بعد قل یا ایہا الکافرون اور دوسری میں قل ہو اللہ شریف پڑھو۔ نماز سے فارغ ہو کر اول سر سے چادر ہٹاؤ۔ اور ننگے سر رو بقبلہ بیٹھے ہوئے نیت حج کیساتھ لبیک کہو۔

یہی طریقہ احرام میں حائض ہونے کا ہے۔ اور اگر احرام باندھتے وقت سلا ہوا کپڑا یا چادر سر سے نہ ہٹائی

ملاحظہ صفحہ ۲۱۰

for more books click on link below
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

تو یہ جرم ہے۔ اور کفارہ لازم ہو گا۔ اب احرام میں داخل ہو گیا۔ اسکے بعد تمام نمازیں ننگے سر ہی پڑھنی ہوں گی۔ کیونکہ احرام باندھنے کے بعد سر اور منہ پر کپڑا ڈالنا منع ہے۔

حج کی نیت کرنے میں اللہ تعالےٰ سے آسانی کی دعا کرو۔ گو نیت دل سے بھی کافی ہے۔ لیکن دل کی موافقت کے لیئے زبان سے بھی نیت کے الفاظ کہو۔ اور لبیک کو بھی اس میں شامل کرو۔ نہ تنہا نیت کافی ہے۔ نہ تنہا لبیک۔ بلکہ دونوں کو ملاؤ۔ ہاں نیت سے پہلے یہ فیصلہ کر لو۔ کہ تمہیں کونسا حج کرنا ہے۔ حج کی تین قسمیں ہیں

۱۔ حج افراد ۲۔ حج تمتع ۳۔ اور حج قران

حج افراد اس حج کو کہتے ہیں۔ جس میں تنہا حج کرنا ہے، عمرہ کو شامل نہیں کرنا۔ ایسا حج کرنے والے کو مفرد کہتے ہیں۔ اور حج کو حج افراد۔

اور اگر حج کے ساتھ عمرہ کو بھی شامل کرنے کا ارادہ ہے تو اگر دونوں کو ایک ہی احرام کے ساتھ ادا کرنے کا قصد ہے تو اس کو قران کہتے ہیں۔ اور حج کرنے والے کو قارن کہتے ہیں۔ اور اگر دونوں کو علیحدہ علیحدہ احرام سے ادا کرنے کا ارادہ ہے۔ تو اس کو تمتع کہتے ہیں اور ایسے حج کرنے والے کو متمتع کہتے ہیں۔

اب اگر خالص حج یعنی افراد کرنا ہے تو نیت میں عمرہ کو نہ ملاؤ اور یوں نیت کرو۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اُرِیْدُ الْحَجَّ فَيَسِّرْهُ لِیْ وَتَقَبَّلْهُ مِنِّیْ نَوَيْتُ الْحَجَّ وَاَحْرَمْتُ بِهٖ مُخْلِصًا لِلّٰهِ تَعَالٰی لَبَّيْكَ بِحَجَّةٍ۔

اے اللہ! میں صرف حج کا ارادہ رکھتا ہوں سو اسکو میرے لیئے آسان کیجئے۔ اور مجھ سے اسکو قبول فرمائیے میں نے اللہ کے لئے حج کی نیت کی اور حج کا احرام باندھا اس حال میں کہ میں مخلص ہوں اللہ کیلئے اور حج کا لبیک کہتا ہوں۔

اس دعا کے بعد باآواز بلند تین دفعہ یہ لبیک کہو۔ مرد تو باآواز بلند لبیک کہے۔ لیکن عورت آہستہ کہے۔

لَبَّيْكَ اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ لَبَّيْكَ ...

حاضر ہوں۔ اے اللہ میں حاضر ہوں آپکا کوئی شریک ... ہوں۔ بیشک حمد اور نعمت اور

for more books click on link below
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

لَكَ وَالْمُلْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ — بادشاہی آپ کیلئے ہے۔ آپ کا کوئی شریک نہیں۔

یہ کلمات بھی اس میں زیادہ کئے جا سکتے ہیں۔

لَبَّيْكَ اِلٰهَ الْحَقِّ لَبَّيْكَ غَفَّارَ الذُّنُوْبِ لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ وَالْخَيْرُ بِيَدَيْكَ وَالرَّغْبَاءُ اِلَيْكَ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ مَغْفِرَتَكَ وَرِضْوَانَكَ اَللّٰهُمَّ اَعْتِقْنِيْ مِنَ النَّارِ۔

اے معبود برحق میں حاضر ہوں۔ اے گناہوں کے بخشنے والے میں حاضر ہوں میں حاضر ہوں اور خیر آپ کے ہاتھوں میں ہے اور کل دل کی رغبت آپ کی طرف ہے میں آپ سے بخشش اور آپ کی رضا چاہتا ہوں اے اللہ! مجھے دوزخ سے آزاد فرمائیے۔

پھر درود شریف تین دفعہ پڑھو۔ اور وقتاً فوقتاً لبیک کی کثرت رکھو۔

ایک دفعہ حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کو جب کوئی پسندیدہ چیز نظر آئی۔ تو آپ نے لبیک کے ساتھ یوں بھی فرمایا۔ لَبَّيْكَ اِنَّ الْعَيْشَ عَيْشُ الْاٰخِرَةِ۔

اگر یہ ارادہ ہے کہ حج تمتع ادا کرے یعنی عمرہ اور حج کو علیحدہ علیحدہ دو احراموں کیساتھ ادا کرنے کا قصد ہے۔ تو اول عمرہ ادا کرے۔ اور اس کی نیت نماز احرام کا سلام پھیرنے کے بعد قبلہ رو بیٹھے ہوئے یوں کرو۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اُرِيْدُ الْعُمْرَةَ فَيَسِّرْهَا لِيْ وَتَقَبَّلْهَا مِنِّيْ نَوَيْتُ الْعُمْرَةَ وَاَحْرَمْتُ بِهَا لِلّٰهِ تَعَالٰى لَبَّيْكَ بِعُمْرَةٍ۔

الٰہی میں عمرہ ادا کرنے کا ارادہ رکھتا ہوں اسکو مجھ پر آسان کر۔ اور اسکو مجھ سے قبول فرما۔ میں عمرہ ادا کرنے کی نیت کرتا ہوں۔ اور خالص اللہ کے لئے اسکا احرام باندھتا ہوں۔ اے اللہ میں عمرہ کرنے حاضر ہو گیا ہوں۔

پھر پوری لبیک تین دفعہ پڑھ کر تین دفعہ درود شریف پڑھو۔ یہ احرام تمتع کے عمرہ کا بندھ گیا اب مکہ شریف میں عمرہ کر کے یہ احرام کھول دیا جائے گا۔ اور آٹھ تاریخ ذی الحجہ کو حج کا احرام باندھا جائے گا اور اگر ارادہ یہ ہے کہ قران ادا کرے۔ جو حج کی سب سے اعلیٰ قسم ہے۔ تو اس میں عمرہ اور حج دونوں کو ایک ہی احرام کے ساتھ ادا کرنا ہوگا۔ پہلے عمرہ بعد میں حج۔ اس کی نیت دو رکعت نماز احرام ادا کرنے کے بعد قبلہ رو بیٹھے ہوئے یوں کرو۔

for more books click on link below
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اُرِیْدُ الْعُمْرَۃَ وَالْحَجَّ فَیَسِّرْھُمَا لِیْ وَتَقَبَّلْھُمَا مِنِّیْ نَوَیْتُ الْعُمْرَۃَ وَالْحَجَّ وَاَحْرَمْتُ بِھِمَا لِلّٰہِ تَعَالٰی لَبَّیْکَ بِعُمْرَۃٍ وَّحَجَّۃٍ جَمِیْعًا۔

الٰہی میں عمرہ اور حج دونوں کے ادا کرنے کا ارادہ کرتا ہوں ان دونوں عبادتوں کا ادا کرنا مجھ پر آسان کر۔ اور مجھ سے ان دونوں کو قبول فرما میں نے عمرہ اور حج کی نیت کر لی ہے اور ان دونوں کا احرام اللہ کی رضا کیلئے باندھ لیا ہے۔ اے اللہ! میں عمرہ اور حج کو ملا کر ادا کرنے کیلئے حاضر ہوں۔

اس کے بعد باآواز بلند لبیک کہو۔ مگر عورت آہستہ کہے۔ لبیک تین مرتبہ کہو۔

لَبَّیْکَ ط اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ ط لَاشَرِیْکَ لَکَ لَبَّیْکَ ط اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَۃَ لَکَ وَالْمُلْکَ لَاشَرِیْکَ لَکَ۔

حاضر ہوں، اے اللہ میں حاضر ہوں۔ آپ کا کوئی شریک نہیں ہے میں حاضر ہوں بیشک حمد اور نعمت اور بادشاہی آپ کیلئے ہے۔ آپ کا کوئی شریک نہیں۔

پھر تین دفعہ درود شریف پڑھو۔ قِران کا احرام بندھ گیا۔

چہارم احرام باندھنے کے بعد فحش اور بیہودہ کلام زبان سے نکالنا، فسق و فجور، لڑائی جھگڑا کرنا سب منع ہے۔ قرآن کریم میں ہے۔ لَا رَفَثَ وَلَا فُسُوْقَ وَلَا جِدَالَ فِی الْحَجِّ۔

پنجم احرام باندھنے کے بعد محرم کو چاہئے کہ اکثر وقت لبیک کہتا رہے اور جب کہے باآواز بلند تین مرتبہ کہے۔ خصوصاً صبح و شام، اٹھتے بیٹھتے، سحر کے وقت، پانچوں نمازوں کے بعد، پیدل یا سوار قافلوں سے ملنے کے وقت، بلندی پر چڑھتے وقت، بلندی سے اترتے وقت لبیک کہے۔ منیٰ اور عرفات میں بھی پڑھتا رہے۔

مکہ مکرمہ میں داخلہ کے طواف تک چھ آداب

اوّل جب حرم کی سرزمین پر آؤ تو خشوع اور خضوع کے ساتھ آؤ۔ یَاْتُوْکَ رِجَالًا کے زمرہ میں داخل ہونے کے لئے پاپیادہ ہو جاؤ۔ کیونکہ قرآن میں اللہ تعالیٰ نے پیدل چلنے والوں کا ذکر سواری پر چلنے والوں سے مقدم کیا ہے، جس سے پیدل چل کر حج کرنے والوں کی فضیلت ظاہر ہوتی ہے[1]

---

[1] لباب۔

for more books click on link below
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

حرم بڑی حرمت والی زمین ہے۔ یہاں کی ہر گھاس اکھاڑنا، خود رو درخت کاٹنا وحشی جانوروں کو تکلیف دینا یا شکار کرنا حرام ہے۔ مکہ مکرمہ میں کبوتر بہت ہیں۔ ان کا اڑانا، تکلیف دینا اور ایذا پہنچانا بھی حرام ہے۔ حرم کا جنگل میلوں تک پھیلا ہوا ہے۔ جس کی آخری حدود پر حکومت کی طرف سے نشانات بنے ہوئے ہیں۔

ہو سکے تو غسل کر کے داخل ہو۔ لبیک اور دعا کی کثرت رکھو۔ اللہ تعالیٰ سے بر بلا سے امن طلب کرو۔ یہاں پا پیادہ نہ چل سکو تو آگے چل کر ذی طویٰ میں ننگے پیر ہو جاؤ۔ ننگے پاؤں چلنے کا سبق اس آیہ کریمہ سے بھی حاصل ہوتا ہے۔

فَاخْلَعْ نَعْلَيْكَ اِنَّكَ بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ طُوًى۔ جوتیاں اتار کر چلو۔ کیونکہ تم طویٰ کی مقدس وادی میں ہو۔

ذی طویٰ میں غسل کرنا افضل ہے۔ حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم ذی طویٰ میں رات گزار کر صبح غسل کر کے مکہ میں داخل ہوئے[1] لہٰذا مستحب ہوا کہ مکہ مکرمہ میں دن میں داخل ہونا چاہئے۔ اگرچہ رات میں بھی داخل ہو سکتے ہو۔ مکہ میں پہنچ کر یہ پڑھو۔

اَللّٰهُمَّ هٰذَا حَرَمُكَ وَاَمْنُكَ فَحَرِّمْنِيْ عَلَى النَّارِ وَاٰمِنِّيْ مِنْ عَذَابِكَ يَوْمَ تَبْعَثُ عِبَادَكَ وَاجْعَلْنِيْ مِنْ اَوْلِيَائِكَ وَاَهْلِ طَاعَتِكَ۔[2]

الٰہی یہ آپ کا حرم ہے۔ اور امن کی جگہ ہے۔ مجھ پر آتش دوزخ کو حرام کر دیجئے۔ اور اپنے عذاب سے اس دن مجھ کو امن میں رکھیے جس دن آپ اپنے بندوں کو قبروں سے اٹھائیں گے۔ اور مجھ کو اپنے دوستوں اور اطاعت والوں میں سے بنا لیجیے۔

بہتر ہے اس دعا کو حرم میں داخل ہونے کے وقت میں بھی پڑھے اور اس دعا کے بعد جو چاہے دعا مانگے۔

(دوم) شہر میں جب داخل ہو تو کدا (بفتح کاف) گھاٹی سے آؤ۔ کیونکہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اسی گھاٹی کا راستہ اختیار فرمایا تھا۔ لہٰذا آپ کی اتباع میں اس طرف سے آنا سنت ہے۔

---

[1] فتح القدیر ج۲ ص۴۴۸ [2] اذکار نووی ج۲ ص۱۶۸

for more books click on link below
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

کدا اور کدی

مکہ کے دروازوں میں سے ایک دروازہ باب المعلیٰ ہے باب المعلیٰ مقبرہ معلیٰ کے قریب ہے اور باب کعبہ کے مقابل ہے جب شہر مکہ میں داخل ہو تو اس دروازہ سے داخل ہو۔ تاکہ داخل ہوتے وقت کعبہ کا رُخ حاجی ہی کی طرف ہو۔ کیونکہ اس طرف دروازۂ کعبہ ہے اور وہ بمنزلہ رُخ کے ہے اور بزرگوں کے رُخ کے سامنے آنا ہی مقصود ہوتا ہے[1]

یہاں جنت المعلیٰ میں دفن ہونے پر بھی دُعا پڑھو۔ اب لبیک پڑھتے ہوئے آگے بڑھو۔

مکہ سے واپس ہوتے وقت کُدیٰ (بضم کاف) کی گھاٹی سے نکلنا چاہیئے۔ یہ گھاٹی کچھ پست ہے۔ اور پہلی اونچی ہے۔ اس میں بھی حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کا اتباع ہے۔

کدا اور کُدیٰ

شہر مکہ کی زمین ایک جانب سے اونچی ہے۔ دوسری جانب سے نیچی ہے۔ مسنون یہ ہے کہ مکہ میں داخل ہو تو بلندی کی طرف سے داخل ہو۔ جدھر قبرستان ہے۔ اور اس کو جنت المعلیٰ اور کدا کہتے ہیں۔ اور مکہ سے رخصت ہوتے وقت نیچی جانب سے جاؤ۔ جس کو کُدیٰ بولتے ہیں۔ (بضم کاف)

مکہ میں داخل ہونے کے لئے غسل کرنا مسنون ہے[2] حرم میں داخلے کے وقت یہ پڑھو۔

اَللّٰھُمَّ ھٰذَا حَرَمُكَ وَاَمْنُكَ قُلْتَ وَقَوْلُكَ الْحَقُّ وَمَنْ دَخَلَهٗ كَانَ اٰمِنًا اَللّٰھُمَّ فَحَرِّمْ لَحْمِیْ وَدَمِیْ عَلَى النَّارِ وَفِیْ	الٰہی یہ آپ کا حرم ہے اور امن کی جگہ ہے۔ آپ نے فرمایا۔ اور آپ کا فرمان برحق ہے۔ کہ جو یہاں داخل ہوا وہ امن یافتہ ہے۔ الٰہی میرے گوشت اور خون کو آگ پر حرام کر دیجئے اور مجھ کو اس دن

---

[1] لباب ملا علی القاری صـ۸۶۔ [2] منسک ملا علی القاری۔

for more books click on link below
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

مِنْ عَذَابِكَ يَوْمَ تَبْعَثُ عِبَادَكَ — کے عذاب سے بچائیے جس دن آپ اپنے بندوں کو قبروں میں سے زندہ کر کے اٹھائیں گے۔

سوم جب مدعیٰ میں پہنچو۔ تو یہاں ٹھہرو، اپنے لئے، عزیزوں، دوستوں اور مسلمانوں کے لئے مغفرت اور عافیت کی دعا مانگو۔ مدعیٰ مسجد حرام اور قبرستان معلیٰ کے درمیان واقع ہے، کثرت آبادی کی وجہ سے اب بیت اللہ نظر نہیں آتا۔ مگر استحباب دعا باقی ہے۔ اور یہ قبولیت دعا کا مقام ہے۔ لہٰذا یہاں یہ دعا پڑھو۔

رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّ فِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ۔ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ مِنْ خَیْرِ مَا سَاَلَكَ مِنْهُ نَبِیُّكَ مُحَمَّدٌ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا اسْتَعَاذَكَ مِنْهُ نَبِیُّكَ مُحَمَّدٌ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ[1]

اے اللہ ہم کو دنیا اور آخرت کی بھلائی عطا فرما اور دوزخ کے عذاب سے بچا۔ الٰہی میں آپ سے اس خیر کو مانگتا ہوں جس کو آپ سے آپ کے نبی محمد صلے اللہ علیہ وسلم نے مانگا۔ اور اس شر سے آپ کی پناہ مانگتا ہوں جس سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ سے پناہ مانگی۔

اب لبیک پڑھتے ہوئے چلو۔ یہاں تک کہ باب السلام پر پہنچو۔

چہارم مکہ شریف میں داخل ہونے کے بعد سب سے پہلے مسجد حرام میں داخل ہونے کا ارادہ کرو۔ لیکن سامان تلف ہو جانے کا اندیشہ ہو۔ تو پہلے اس کا انتظام کرو۔ سامان محفوظ مکان میں رکھ کر پھر مسجد حرام میں داخل ہو۔ اگر رفقاء اور دوستوں کے ساتھ ہو تو بعض سامان رکھنے کے انتظام میں مصروف ہوں۔ اور بعض مسجد شریف میں حاضر ہوں۔ کپڑے وغیرہ بدلنے کے خیال سے یہاں کی حاضری کو مؤخر نہ کرو۔

پنجم سب سے پہلے باب السلام سے مسجد شریف میں داخل ہو۔ پھر دروازہ کی چوکھٹ کو چوم کر داہنا قدم اندر رکھ کر پڑھو[2]

---

[1] شرح لباب لملا علی انصاری صـ۴۸ ۔ [2] فتح القدیر صـ۱۴۷ ۔

for more books click on link below
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ الْعَظِيْمِ وَبِوَجْهِهِ الْكَرِيْمِ وَسُلْطَانِهِ الْقَدِيْمِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ۔ بِسْمِ اللّٰهِ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ جَمِيْعَ ذُنُوْبِيْ وَافْتَحْ لِيْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ [1]

اللہ کی عظمت والی ذات اور وجہ کریم اور اس کی قدیم حکومت و بادشاہت کے ذریعہ میں شیطان مردود سے پناہ مانگتا ہوں۔ اللہ کے نام کے ساتھ میں داخل ہوتا ہوں اور درود و سلام ہو رسول اکرم پر۔ اے اللہ میرے تمام گناہوں کو بخش دے اور مجھ پر اپنی رحمت کے دروازے کھول دے۔

نیز یہ بھی کہو۔

نَوَيْتُ الْاِعْتِكَافَ مَا دُمْتُ فِيْ هٰذَا الْمَسْجِدِ۔

میں نے اعتکاف کی نیت کی جب تک میں اس مسجد میں ہوں۔

جب مسجد حرام میں داخل ہو تو خشوع اور تواضع کی حالت میں لبیک کہتے ہوئے تکبیر و تہلیل پڑھتے ہوئے داخل ہو۔

ششم جب بیت اللہ شریف کو دیکھو تو تین بار اَللّٰهُ اَكْبَرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہو۔ پھر کہو۔

اَللّٰهُمَّ زِدْ بَيْتَكَ هٰذَا تَشْرِيْفًا وَّتَعْظِيْمًا وَّتَكْرِيْمًا وَّمَهَابَةً وَّزِدْ مَنْ حَجَّهُ وَاعْتَمَرَهُ تَكْرِيْمًا وَّتَعْظِيْمًا وَّتَشْرِيْفًا وَّبِرًّا۔ اَللّٰهُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ حَيِّنَا رَبَّنَا بِالسَّلَامِ۔ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْبَيْتِ مِنَ الْكُفْرِ وَالْفَقْرِ وَمِنْ ضِيْقِ الصَّدْرِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ [2]

الٰہی اپنے گھر کی شرف اور بلندی، تعظیم و تکریم اور ہیبت اور رعب کو زیادہ کر۔ اور جس نے اسکا حج اور عمرہ کیا اس شخص کی بھی تکریم اور تعظیم، شرف اور بلندی اور نیکیوں کو زیادہ کر۔ اے اللہ آپ کا نام سلام ہے اور آپ ہی سلامتی ہے۔ اے اللہ ہم کو سلامتی کے ساتھ زندہ رکھ۔ میں رب کعبہ سے پناہ مانگتا ہوں، کفر سے، فقر سے، تنگی سینہ اور عذاب قبر سے۔

پھر درود شریف پڑھو۔ اور جو دل چاہے، دعا مانگو، رؤیت کعبہ کے وقت دعا مقبول ہوتی ہے

---

[1] لباب۔ صد ۸۶ ۔ [2] اذکار نووی

for more books click on link below
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

لہٰذا جنت بلا حساب[1] مانگو اور اپنا "الدعوات" ہونا طلب کرو[2]۔ حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حج میں کوئی دعا متعین کرکے پڑھنے سے رقت قلبی جاتی رہتی ہے۔ مگر باوجود اس کے ادعیہ ماثورہ کا پڑھتے رہنا احسن ہے[3]۔

جب مسجد شریف میں حاضر ہو۔ اور وہاں اگر جماعت ہو رہی ہو تو اس میں شریک ہو جاؤ۔ ورنہ سب سے پہلے طواف کعبہ کے لئے کعبہ شریف کی طرف متوجہ ہو جاؤ۔ وہاں حاضر ہو کر طواف کرو۔ حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے اس وقت تحیۃ المسجد بشکل نماز ادا نہیں کی بلکہ اسکی بجائے طواف کیا۔ کہ تحیۃ مسجد حرام بجائے نماز کے یہاں یہ طواف ہے[4]۔

طواف کا ذکر

اب کعبہ شریف کا طواف شروع کرو۔ اور چھ باتوں کا لحاظ رکھو۔ اور پھر چاہ زمزم پر آؤ۔

اوّل: طواف کے لئے نماز کی شرطوں کا ہونا ضروری ہے۔ باوضو ہو۔ کپڑے بھی پاک ہوں۔ نماز کی طرح شروع طواف میں تکبیر کہہ کر کانوں تک ہاتھ اٹھاؤ۔ اس لئے کہ خانہ کعبہ کا طواف بھی نماز ہی کے حکم میں ہے۔ صرف فرق اتنا ہے کہ اس میں کلام مباح کو جائز کیا ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اَلطَّوَافُ حَوْلَ الْبَيْتِ مِثْلُ الصَّلٰوةِ — بیت اللہ شریف کے چاروں طرف طواف کرنا مثل نماز کے ہے۔

طواف کے شروع میں اضطباع کرو۔ اضطباع کی صورت یہ ہے کہ اپنی چادر داہنی بغل کے نیچے سے نکال کر اس کے دونوں پلے بائیں مونڈھے پر اس طرح ڈال لو کہ ایک کنارہ پشت پر ہو۔ اور ایک چھاتی پر۔ غرضیکہ داہنا شانہ کھلا رہے۔ اب اگر یہ عمرہ کا طواف ہے تو شروع طواف سے لبیک کہنا موقوف کردو۔

اگر حج تمتع کا احرام ہے تو بھی یہ عمرہ کا طواف ہے۔ اس لئے اس میں بھی لبیک کہنا موقوف کردو۔ اور اگر حج قران کا احرام ہے تو بھی یہ طواف عمرہ ہی کا ہے۔

---

[1] فتح القدیر [2] طحطاوی صفحہ ۲۴ [3] فتح القدیر [4] شرح سفر السعادۃ صفحہ ۳۴۔

for more books click on link below
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

لیکن اس میں لبیک کہنا موقوف نہ کرو۔ چونکہ اس میں احرام نہیں کھلے گا۔ آٹھ تاریخ ذی الحجہ کو اسی احرام سے حج کو جانا ہو گا۔ اور اس کی لبیک رمی جمرۃ العقبہ کے شروع میں ختم ہو گی۔

اسی طرح اگر حج افراد ہے تو یہ طواف قدوم ہے۔ اس میں بھی شروع طواف سے لبیک کہنا موقوف نہ ہو گا۔

دوھ جب اضطباع کرلو تو اب حجراسود کے سامنے سے ذرا ہٹ کر رکن یمانی کی طرف اس طرح روبہ کعبہ کھڑے ہو کر تمام حجراسود دائیں جانب ہو۔ یہاں کھڑے ہو کر طواف کی نیت یوں کرو۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اُرِیْدُ طَوَافَ بَیْتِکَ الْمُحَرَّمِ فَیَسِّرْہُ لِیْ وَتَقَبَّلْہُ مِنِّیْ۔

اے اللہ میں آپکے محترم گھر کے طواف کا ارادہ رکھتا ہوں۔ اسکو میرے لئے آسان کیجئے اور مجھ سے اس کو قبول فرمائیے۔

اس وقت یعنی نیت کرنے کے وقت ہاتھ نہ اٹھائے۔ یہ بدعت ہے[1]

اب اسی طرح قبلہ کی طرف منہ کئے ہوئے اپنی دائیں جانب حجراسود کی طرف چلو۔ یہاں تک کہ حجراسود بالکل سامنے اور مقابل میں ہو جائے۔ تو اب یہاں کھڑے ہو کر کانوں تک اس طرح ہاتھ اٹھاؤ کہ حجراسود کی طرف ہتھیلیوں کا رخ رہے۔ بعض جاہل لوگ نیت کے وقت ابھی حجراسود کے مقابل نہیں ہوتے کہ رفع یدین پہلے ہی سے کر لیتے ہیں۔ ایسا کرنا مکروہ ہے۔ مسنون یہ ہے کہ حجراسود کے سامنے آجاؤ تو کانوں تک ہاتھ اٹھا کر یہ پڑھو۔

بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ

میں شروع کرتا ہوں اللہ کے نام کیساتھ۔ اللہ بہت بڑا ہے۔ تمام تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں اور حضور رسول اکرم پر درود و سلام ہو۔

یہ کہہ کر ہاتھ چھوڑ دو۔ اب حجراسود کا بوسہ لینے کے لئے متوجہ ہو۔ جس کا عملی وجہ

---

[1] لباب ص۹۹

for more books click on link below
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

الکمال طریقہ یہ ہے کہ دونوں ہتھیلیاں حجر اسود پر رکھ کر ان کے بیچ میں منہ رکھ کے یوں بوسہ دو کہ آواز پیدا نہ ہو۔ تین بار ایسا ہی کرو۔ تمہارے لب اس مقام سے مس ہو رہے ہیں۔ جہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لب ہائے مبارک مس ہوئے۔

اگر ازدہام کی وجہ سے اس کو بوسہ نہ دے سکو۔ تو اپنے دونوں ہاتھوں کو حجر اسود سے مس کر کے اس کو بوسہ دے لو۔ اور منہ پر ہاتھ پھیر لو[۱] یہ بھی نہ ہو سکے تو ایک ہی ہاتھ سے حجر اسود کو چھو کر اسے بوسہ دے لو۔

اگر ہاتھ لگانا نہ ہو سکے تو ہاتھ میں کوئی چیز ہو۔ اگرچہ عصا ہو۔ اس کو حجر اسود سے لگا کر اس کو چوم لو[۲] اگر یہ بھی ممکن نہ ہو تو حجر اسود کے سامنے کھڑا ہو کر ہتھیلیوں سے اس طرح اشارہ کرو کہ گویا ہتھیلیوں کو حجر اسود پر رکھ رہے ہو اور اس کے بعد دونوں ہتھیلیوں کو چوم لو[۳] ان سب چومنے کے طریقوں کو استلام کہتے ہیں۔ استلام سے فارغ ہو کر

اَللّٰھُمَّ اِیْمَانًا بِکَ وَتَصْدِیْقًا بِکِتَابِکَ وَوَفَاءً بِعَھْدِکَ وَاِتِّبَاعًا لِسُنَّۃِ نَبِیِّکَ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔	اے اللہ میں تجھ پر ایمان لاتا ہوں اور تیری کتاب کی تصدیق کرتا ہوں اور تیرے عہد کو پورا کرتا ہوں اور تیرے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کی اتباع کرتا ہوں۔

پڑھتے ہوئے اسی طرح روبکعبہ رہتے ہوئے داہنی طرف بڑھو۔ جب حجر اسود کے سامنے سے گزر جاؤ۔ تو اب سیدھے ہو لو۔ اور خانہ کعبہ کو اپنے بائیں ہاتھ کی طرف لے کر طواف کرو۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دونوں لبوں کو حجر اسود پر رکھ کر دیر تک روتے رہے۔ پھر التفات فرمایا تو آپ نے دیکھا کہ حضرت عمر بھی رو رہے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اے عمر۔ یہ رونے اور آنسو بہانے کی جگہ ہے[۴]

لہٰذا اس سنت پر عمل کرنے کے لئے کوشش کرو کہ اس مقام پر بوسہ دیتے وقت

---

[۱] فتاویٰ عالمگیری ج۱ ص۲۲۵ [۲] لباب ص۹۰ [۳] لباب ص۸۹ [۴] فتح القدیر ص۱۴۹۔

for more books click on link below
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

تمہاری آنکھوں سے بھی آنسو نکلیں۔ اور یہ بھی خیال رکھو کہ لوگوں کو دھکیل کر بوسہ نہ دو۔ ازدہام ہو تو اشارہ پر ہی قناعت کرو۔ کیونکہ بوسہ دینا سنّت ہے۔ اور ترکِ ایذا واجب ہے۔

یہاں رو رو کر دعا کرو۔ کہ اب تک عمر میں ہماری حرکات سے مخلوق کو جو تکلیف اور ایذائیں پہنچی ہیں، اللہ تعالےٰ ان کو معاف کر دے۔ اپنے اور کعبہ شریف کی دیوار کے درمیان تین قدم کی مقدار چھوڑ کر طواف کرو۔ تین قدم کی مقدار احتیاطاً اس لئے رکھی گئی ہے تاکہ شاذ روان یعنی پشتہ کعبہ طواف کرتے وقت تم سے اتنی دور رہے کہ تمہارا کپڑا بھی اس سے نہ لگے۔ اور خانہ کعبہ کا قرب بھی حاصل رہے۔

سوم طواف کے پہلے تین پھیروں میں رَمَل کرو۔ رمل کے معنی یہ ہیں کہ چلنے میں جلدی کرو۔ کہ چلنے میں جلد جلد چھوٹے چھوٹے قدم رکھتے ہوئے بہادر لوگوں کی طرح شانہ ہلاتے ہوئے چلو۔ رَمَل کی چال دوڑ سے کم ہوتی ہے۔ اور معمولی طور پر چلنے سے زیادہ۔ جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلّم اصحاب کے ساتھ قضائے عمرہ کے لئے مکہ میں داخل ہوئے تو طواف آہستہ آہستہ کیا۔ حطیم کے قریب مشرک بیٹھے ہوئے تھے۔ اُنہوں نے کہا یثرب کے بخار نے ان کو کمزور کر دیا۔ یہ سن کر حضور صلی اللہ علیہ وسلّم نے رمل اور اِضطباع کا حکم دیا۔ اگرچہ اب یہ بات نہیں۔ مگر اتباع سُنّت ہے۔ اور اس سے تذکیرِ نعمت اور عبادت کی مستعدی کا اظہار ہوتا ہے۔

ہجوم کی وجہ سے اگر رَمَل نہ ہو سکے تو رمل ترک کر دو۔ مگر رکو نہیں۔ چلتے رہو۔ جب موقع ملے۔ پھر رمل شروع کر دو۔[1]

جب طواف کرتے ہوئے ملتزم کے سامنے آؤ تو یہ دعا پڑھو۔

اَللّٰهُمَّ اِلَيْكَ مَدَدْتُ يَدَيَّ وَ فِيْمَا عِنْدَكَ عَظُمَتْ رَغْبَتِيْ فَاقْبَلْ دَعْوَتِيْ وَاَقِلْنِيْ عَثْرَتِيْ ۔	الٰہی میں نے آپ کی جانب اپنے ہاتھوں کو پھیلا دیا ہے اور جو نعمتیں کہ آپ کے پاس ہیں۔ ان کی طرف میری رغبت بہت بڑھ گئی ہے

(۱) درمختار صہ ۱۲۹، شرح لباب۔

for more books click on link below
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

فَارْحَمْ تَضَرُّعِيْ وَجُدْ لِيْ بِمَغْفِرَتِكَ وَاَعِذْنِيْ مِنْ مُضِلَّاتِ الْفِتَنِ۔ اَللّٰهُمَّ اِنَّ لَكَ عَلَيَّ حُقُوْقًا فَتَصَدَّقْ بِهَا عَلَيَّ

لہٰذا میری دعا قبول کیجئے اور میری لغزشوں کو معاف کیجئے اور میری تضرع اور زاری پر رحم فرمائیے اور اپنی بخشش کیساتھ اپنے جود و کرم کا اظہار فرمائیے اور مجھکو گمراہ کن فتنوں سے پناہ دیجئے۔ الٰہی آپکے مجھ پہ حقوق ہیں ان کو مجھ پر صدقہ کر دیجئے یعنی معاف کر دیجئے۔

اور جب دروازۂ کعبہ یعنی درِ عفو و کرم کے سامنے آؤ تو یہ کہو۔

اَللّٰهُمَّ هٰذَا الْبَيْتُ بَيْتُكَ وَهٰذَا الْحَرَمُ حَرَمُكَ وَهٰذَا الْاَمْنُ اَمْنُكَ وَهٰذَا الْمَقَامُ الْعَائِذِ بِكَ مِنَ النَّارِ اَعُوْذُبِكَ مِنَ النَّارِ فَاَعِذْنِيْ مِنْهَا۔

الٰہی یہ گھر آپ کا گھر ہے۔ اور یہ حرم آپکا حرم ہے۔ اور یہ امن آپ کا دیا ہوا امن ہے اور یہ دوزخ سے پناہ مانگنے والوں کے کھڑا ہونے کی جگہ ہے۔ الٰہی میں آتشِ دوزخ سے پناہ مانگتا ہوں مجھے اس سے پناہ دیجئے۔

جب رکن عراقی پر آؤ تو یہ پڑھو۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الشَّكِّ وَالشِّرْكِ وَالشِّقَاقِ وَالنِّفَاقِ وَسُوْءِ الْاَخْلَاقِ وَسُوْءِ الْمُنْقَلَبِ فِي الْمَالِ وَالْاَهْلِ وَالْوَلَدِ[1]

الٰہی میں شک، شرک، باہمی مخالفت جھگڑے، اخلاقی برائیوں، اور مال اور اولاد میں برے انقلاب سے تجھ سے پناہ مانگتا ہوں۔

اور جب میزاب رحمت کے مقابل ہو تو یہ پڑھو۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ اِيْمَانًا لَا يَزُوْلُ وَيَقِيْنًا لَا يَنْفَدُ وَمُرَافَقَةَ نَبِيِّكَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ اَللّٰهُمَّ اَظِلَّنِيْ تَحْتَ ظِلِّ عَرْشِكَ يَوْمَ

الٰہی۔ ایسا قوی ایمان مانگتا ہوں جو زائل نہ ہو۔ اور ایسا یقین طلب کرتا ہوں جو ختم نہ ہو اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت حاصل ہونے کی دعا کرتا ہوں۔ الٰہی آپ کے سایہ دار

---

[1] فتح القدیر صہ ۱۵

for more books click on link below
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

لَا ظِلَّ اِلَّا ظِلُّكَ وَاسْقِنِي بِكَأْسِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَرْبَةً لَّا اَظْمَاءُ بَعْدَهَا اَبَدًا۔

عرش کے نیچے اپنے لئے کوئی سایہ دار جگہ مانگتا ہوں اس دن کہ آپ کے سایہ کے سوا کوئی سایہ نہ ہوگا اور جام محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسا پلا کہ جس کے بعد کبھی پیاس نہ لگے۔

جب رکن شامی پر آؤ تو یہ پڑھو

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ حَجًّا مَّبْرُوْرًا وَّسَعْيًا مَّشْكُوْرًا وَّ ذَنْبًا مَّغْفُوْرًا وَّتِجَارَةً لَّنْ تَبُوْرَ يَا عَزِيْزُ يَا غَفُوْرُ۔

الٰہی اس حج کو حج مبرور، سعی کو مشکور اور گناہوں کو مغفور فرما اور تجارت میں نقصان اور گھاٹا نہ ڈال۔ اے عزیز۔ اے بخشنے والے۔

اور جب رکن یمانی پر آؤ تو یہ دعا پڑھو۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْكُفْرِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنَ الْفَقْرِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَمِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنَ الْخِزْيِ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ۔

الٰہی میں پناہ مانگتا ہوں۔ کفر اور فقر سے اور قبر کے عذاب سے پناہ مانگتا ہوں۔ اور زندگی اور موت کے فتنوں سے اور دونوں جہان کی رسوائی سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔

اور یہ بھی پڑھے۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ الْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ فِي الدِّيْنِ وَالدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ۔

الٰہی میں دین و دنیا اور آخرت میں گناہوں کی معافی اور عافیت کا تجھ سے سوال کرتا ہوں۔

اس رکن کو دونوں ہاتھوں سے یا صرف داہنے ہاتھ سے تبرکاً چھوؤ۔ اگر اس کا بھی موقع نہ ملے تو ترک کرو۔ یہاں لکڑی سے چھونا یا اشارہ کرکے ہاتھ کو چومنا نہیں۔ اور بائیں ہاتھ سے بھی نہ چھوئے۔ حضرت مجاہد فرماتے ہیں۔ جس نے رکن یمانی پر ہاتھ رکھا۔ پھر دعا مانگی تو اس کی دعا مقبول ہے۔[1]

---

[1] فتح القدیر صہ ۱۵۳۔

for more books click on link below
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ رکن یمانی پر ستر ہزار فرشتے مقرر ہیں۔ جو یہ دعا پڑھے تو سب فرشتے آمین کہتے ہیں۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ الْعَفْوَ وَالْعَافِیَةَ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ۔ رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّفِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ۔

الٰہی میں دنیا اور آخرت میں گناہوں کی معافی اور عافیت کا تجھ سے سوال کرتا ہوں۔ الٰہی ہم کو دنیا میں بھی بھلائی عطا کر اور آخرت میں بھی بھلائی عطا کر۔ اور ہم کو دوزخ کے عذاب سے بچا۔

اس مقام پر حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم سے اس دعا کا پڑھنا ثابت ہے جب حجرِ اسود کے پاس پہنچ گئے تو یہ ایک دورہ ختم ہوا۔ یہ ایک شوط یعنی ایک پھیرا ہوا۔ اب پھر دوسرا شوط بھی اسی طرح شروع کرو کہ حجرِ اسود کو بوسہ دو۔ یا ہاتھ یا کسی اور چیز کو مس کرکے اس کو چومو۔ یا اس کی طرف ہاتھ سے اشارہ کرکے چوم لو ہر شوط پر ایسا ہی کرو۔ اس طرح سات پھیروں پر ایک طواف پورا ہو جائے گا۔ ساتویں پھیرے کے بعد طواف کے اختتام پر حجرِ اسود کو پھر بوسہ دو۔ یا پھر وہی طریقہ ہاتھ میں لکڑی سے مس کرکے چومو۔ تاکہ طواف کا افتتاح اور اختتام دونوں استلام پر ہوں۔ طواف کے درمیان جب حجرِ اسود کے آگے سے گزرو تو بِسْمِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ اَکْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ پڑھ کر استلام جس طرح کا بھی ممکن ہو کرو کیونکہ طواف میں ہر شوط نماز میں رکعت کی مثل ہے۔ ہر رکعت تکبیر سے شروع ہوتی ہے اسی طرح ہر شوط بھی تکبیر وتہلیل سے شروع ہو گا۔[1]

اب طواف میں اوّل تین پھیروں میں رمل ہو گا۔ اور تمام پھیروں میں اضطباع قائم رہے گا۔ مستحب ہے کہ رمل کے علاوہ بھی طواف میں چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاؤ۔ لمبے لمبے قدم اٹھا کر جلدی سے طواف ختم نہ کرو۔ تاکہ زیادہ قدموں کا ثواب ملے۔ دعاؤں کے سلسلہ میں کہیں نہ رکو۔ طواف کا سلسلہ قائم رہے۔ سلسلہ منقطع نہ ہو۔

چھاپہ۔ پورے طواف میں ایک دعا

حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ جس نے بیت اللہ شریف کے سات

---

[1] ہدایہ صـ۱۵۲، فتح القدیر۔

for more books click on link below
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

پیروں کے طواف میں کچھ کلام نہ کیا۔ اور صرف یہ دعا پڑھتا رہا۔

سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ وَ لَا حَوْلَ وَ لَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ

پاک ہے اللہ اور سب تعریفیں اللہ کے لیے ہیں اور نہیں کوئی معبود سوائے اللہ کے اور اللہ ہی سب سے بڑا ہے اور نہیں ہمکو حاصل گناہوں سے پھرنا اور نہ کسی عبادت پر قوت کا ملنا مگر اللہ کی مدد کے ساتھ۔

تو دس گناہ اس کے مٹا دیئے جائیں گے۔ دس نیکیاں اس کی لکھی جائیں گی۔ اور دس درجے اس کے بلند ہوں گے۔

اور جس نے طواف میں کلام کیا۔ وہ اس حال میں ہے کہ دریائے رحمت میں اپنے پیروں تک داخل ہو گیا۔ جیسا کہ پانی میں کوئی اپنے پیروں سے چل کر گیا لیکن پورا سر تک پانی میں نہیں ڈوبا۔ معلوم ہوا کہ طواف میں کلام کرنے سے آدمی رحمت کم ہو جاتی ہے۔ اوپر تک رحمت نہیں پہنچتی۔ اور جو ذکر الٰہی میں مستغرق رہتا ہے۔ وہ بحالت طواف سر سے پیر تک دریائے رحمت میں پورا غرق ہو جاتا ہے[1]

لہٰذا چاہیئے کہ بحالت طواف تسبیح و تحمید و تہلیل میں مشغول رہو۔ تاکہ رحمتِ الٰہی میں غرق رہو۔ اگر کوئی دعا یاد نہ ہو۔ تو درود شریف پڑھنے میں مشغول رہو۔ خصوصًا ارکانِ کعبہ پر۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

اِذًا یُّکْفٰی ھَمُّکَ وَ یُغْفَرُ لَکَ ذَنْبُکَ[2]

(اگر درود شریف ہی پڑھتے رہو گے، تو ایسا کرنے سے اللہ تعالےٰ تمہارے سب کام بنا دے گا۔ اور تمام گناہوں کو معاف فرمائے گا۔

ملا علی القاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ درود شریف افضل قربات میں سے ہے تمام دعاؤں کے بدلے درود شریف پر قناعت کرو۔ تو یہ بھی کافی ہے۔

خیال رہے کہ خانہ کعبہ کے چار رکن ہیں۔ جب رکن حجر اسود پر آؤ تو اس پر بوسہ بھی ہے۔ اور ہاتھ سے مس کرنا بھی۔ رکن یمانی پر صرف ہاتھ سے مس کرنا ہے۔ بشرط

---

[1] مشکوٰۃ شریف۔ [2] مرقات، حصن حصین

for more books click on link below
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

مرتفع) باقی دو، رکن عراقی اور شامی، پر تو ہاتھ سے مس کرنا ہے۔ نہ بوسا دینا۔

پنجم۔ طواف کے بعد مقام ابراہیم کی حاضری اور نماز

(۱) طواف سے فارغ ہو کر مقام ابراہیم پر حاضر ہو کر وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهِيْمَ مُصَلًّى پڑھ کر دو رکعت نماز طواف واجب قُلْ يٰۤاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ اور قُلْ هُوَ اللّٰهُ سے پڑھو۔ بشرطیکہ وقت کراہت نہ ہو۔ یعنی طلوع شمس سے بلندی آفتاب تک یا دوپہر یا نماز عصر کے بعد سے غروب تک۔ ان اوقات میں نماز طواف ادا نہ کرو۔ ان اوقات میں نماز طواف مکروہ ہے۔ مگر خود طواف کسی وقت بھی مکروہ نہیں۔

(۲) نماز کے بعد یہ دعاء آدم پڑھو۔

اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ تَعْلَمُ سِرِّيْ وَعَلَانِيَتِيْ فَاقْبَلْ مَعْذِرَتِيْ وَتَعْلَمُ حَاجَتِيْ فَاَعْطِنِيْ سُؤْلِيْ وَتَعْلَمُ مَا فِيْ نَفْسِيْ فَاغْفِرْ لِيْ ذُنُوْبِيْ۔ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ اِيْمَانًا يُّبَاشِرُ قَلْبِيْ وَيَقِيْنًا صَادِقًا حَتّٰى اَعْلَمَ اَنَّهٗ لَا يُصِيْبُنِيْ اِلَّا مَا كَتَبْتَ لِيْ وَرِضًا مِّنَ الْمَعِيْشَةِ بِمَا قَسَمْتَ لِيْ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ۔

الٰہی میرے باطن اور ظاہر کو آپ خوب جانتے ہیں میرے عذر کو قبول فرمائیے اور میری حاجت کو آپ جانتے ہیں مجھے میری مراد عطا کیجئے جو میرے نفس میں ہے آپ اس کو بھی جانتے ہیں میرے گناہوں کو بخش دیجئے۔ اے اللہ میں آپ سے وہ ایمان مانگتا ہوں جو میرے قلب میں پیوست ہو جائے اور وہ سچا یقین کہ میں جان لوں کہ مجھے وہ ہی ملے گا۔ جو آپ نے میرے لئے لکھ دیا ہے۔ اور معاش میں اپنی قسمت پر راضی بنا مانگتا ہوں۔ یا ارحم الراحمین۔

(۳) یہ دعا بڑی عظیم المنفعت ہے۔ اللہ تعالےٰ نے فرمایا۔ اے آدم۔ تم نے وہ دعا کی۔ کریں نے اس کو قبول کیا، میں نے تمہاری بخشش کی۔ اور تمہارے فکر و غم کو دور کیا۔ اور جو کوئی بھی تمہاری اولاد میں سے اس دعا کو پڑھے گا۔ اس کے بھی گناہ بخش دوں گا۔ اور اس کے غم اور محتاجی کو کھینچ کر اس سے دور کر دونگا۔ ہر تاجر سے بڑھ کر اس کی تجارت اور اس

for more books click on link below
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

کے کاروبار کو آگے بڑھاؤں گا۔ دنیا اس کے پاس ناک رگڑتی ہوئی ذلیل ہو کر آئے گی۔ اگرچہ وہ اس کو نہ چاہے[۱] ایک روایت میں ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام نے اس کو ملتزم پر پڑھا۔ دوسری روایت میں ہے کہ آپ نے اس کو رکن یمانی پر پڑھا۔ اس میں کوئی منافات نہیں۔ احتمال ہے آپ نے ہر جگہ پڑھا ہو[۲]

اس نماز کا ثواب ایک غلام آزاد کرنے کے برابر ہے[۳]

(۴) واضح رہے کہ جب یہ نماز پڑھو تو دو باتوں کا خاص خیال رکھو۔

اوّل یہ کہ چادر کو دائیں کندھے کے نیچے سے نکال کر اضطباعی حالت کو دور کر لو یعنی دابنا شانہ کھلا نہ رہے۔ بلکہ شانوں کو ڈھک کر نماز پڑھو۔ ورنہ نماز مکروہ ہو گی۔ اضطباعی حالت صرف طواف کے اندر ہے۔ طواف کے بعد یہ حالت نہیں رہنی چاہئے۔

دوسرے اس نماز کی ادائیگی کے وقت اس طرح کھڑے ہو کر تمہارے اور کعبہ شریف کے درمیان مقام ابراہیم رہے[۴]

(۵) اس نماز کے پڑھنے کی بہترین جگہ تو خلف مقام یعنی مقام ابراہیم کے پیچھے ہے۔ ہجوم ہونے کے سبب یہاں جگہ نہ ملے تو کعبہ کے اندر ورنہ حطیم میں تحتِ میزاب یا پھر حطیم میں جہاں جگہ ملے یا پھر بیت اللہ کے قرب میں یا پھر بقیہ مسجد حرام میں یا پھر تمام مکہ میں یا پھر ارض حرم میں ادا کرو۔ لیکن حرم کی سرزمین سے باہر ادا کرنا مکروہ ہے۔ خلف سے مراد عرف و عادت میں جس کو خلف یعنی پیچھا کہا جائے۔ وہ مراد ہے۔ لہذا دُور مسجد کے کنارے پر کھڑے ہونے والے کو افضلیتِ خلفہ یعنی مقام ابراہیم کے پیچھے کھڑے ہونے کی فضیلت حاصل نہ ہو گی۔

(۶) ہر طواف کے بعد دو رکعت نماز طواف پڑھنا واجب ہے۔ خواہ وہ طواف نفل ہو یا واجب ان رکعتوں کو طواف سے متصل ہی پڑھنا چاہئے۔ بلا عذر تاخیر مکروہ ہے۔ یعنی کئی طواف کر کے سب طوافوں کی نمازیں اکٹھی جمع کر کے پڑھنا مکروہ ہے۔ ہاں اگر وقت مکروہ ہے تو طواف پر طواف کر لو۔ وقت مکروہ نکل جانے کے بعد ہر طواف کا دوگانہ الگ الگ ادا کر لو۔

---

[۱] منسک ملا علی القاری، فتح القدیر [۲] فتح القدیر ص۱۵۱، شرح لباب ص۹۴ [۳] احیاء العلوم [۴] حصن حصین ص۱۳۳

for more books click on link below
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

(۷) نماز کے بعد اپنے لئے اور اپنے والدین اور مشائخ، احباب، اقارب اور جمیع مسلمین اور مسلمات کے لئے دعائے خیر کرو۔

ششم ملتزم اور اس کی حاضری کا طریقہ

اب نماز سے فارغ ہو کر ملتزم پر آؤ۔ یہ حجرِ اسود اور دروازۂ کعبہ کے درمیان کعبہ شریف کی شرقی دیوار کا حصہ ہے۔ یہ قبولیت دعا کا مقام ہے۔ یہاں دیوار کعبہ سے چمٹ جاؤ۔ اور اپنا پیٹ دیوار سے لگا دو۔ اور داہنا رخسار دیوار پر رکھو۔ اور کبھی بایاں رخسار دیوار پر لگاؤ۔ اور اپنے ہاتھ اور ہتھیلیوں کو طول میں سر سے اونچا کر کے دیوار سے لگا کر پھیلا دو۔ اور بایاں ہاتھ حجرِ اسود کی طرف چسپاں کر دو۔ یہ ہاتھ عرض میں یا طول میں اس طرح رکھو۔ کہ دیوار کعبہ سے چسپاں ہوں۔

اس وقت دعائے آدم بھی پڑھو۔ جو اوپر لکھی گئی ہے۔ اور یہ دعا بھی پڑھو۔

يَا وَاجِدُ يَا مَاجِدُ لَا تُزِلْ عَنِّيْ نِعْمَةً اَنْعَمْتَ بِهَا عَلَيَّ۔

اے قادر۔ اے عزت والے۔ اپنی بخشی ہوئی نعمت کو مجھ سے زائل نہ کیجئے۔

یہ دعا پڑھنا بھی مستحب ہے۔

اِلٰهِيْ وَقَفْتُ بِبَابِكَ وَالْتَزَمْتُ بِاَعْتَابِكَ اَرْجُوْ رَحْمَتَكَ وَاَخْشٰى عِقَابَكَ اَللّٰهُمَّ حَرِّمْ شَعْرِيْ وَجَسَدِيْ عَلَى النَّارِ۔ اَللّٰهُمَّ كَمَا صُنْتَ وَجْهِيْ عَنِ السُّجُوْدِ لِغَيْرِكَ فَصُنْ وَجْهِيْ عَنْ مَسْئَلَةِ غَيْرِكَ اَللّٰهُمَّ يَا رَبَّ الْبَيْتِ الْعَتِيْقِ اَعْتِقْ رِقَابَنَا وَرِقَابَ اٰبَائِنَا وَاُمَّهَاتِنَا

الٰہی آپ کے دروازہ پر کھڑا ہوں اور چوکھٹ سے لپٹا ہوا ہوں۔ آپ کی رحمت سے امید رکھتا ہوں اور آپ کے عذاب سے ڈرتا ہوں۔ الٰہی میرے بال اور میرے جسم کو آگ پر حرام کر دیجئے۔ الٰہی جس طرح آپ نے میرے چہرہ کو غیر کے سجدہ کرنے سے بچایا۔ غیر کے سوال کی ذلت سے بھی مجھ کو بچا۔ اے بیت عتیق کے رب ہماری اور ہمارے آباء و اجداد اور امہات کی

؎ عالمگیری ص۲۶۱۔

for more books click on link below
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

مِنَ النَّارِ یَا کَرِیْمُ یَا غَفَّارُ یَا عَزِیْزُ یَا جَبَّارُ ؎۱

گردنوں کو دوزخ سے آزاد فرما۔ اے کریم، اے مغفرت فرمانے والے۔ اے غالب۔ اے ٹوٹے ہوئے اور بگڑے ہوئے کاموں کو بنانے والے ہمارے بگڑے ہوئے کاموں کو بنا۔

اور یہ بھی پڑھو۔

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝ وَتُبْ عَلَيْنَا اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ۝

اے رب ہمارے ہم سے عبادت کو قبول فرما۔ آپ سننے والے اور جاننے والے ہیں۔ اور ہماری توبہ کو قبول فرما بیشک آپ توبہ کو قبول کرنے والے اور رحم کرنے والے ہیں۔

غرضیکہ اس مقام پر تضرع اور زاری کے ساتھ دعائیں مانگو۔ دعا کے اوّل و آخر حمد و ثناء کے بعد درود شریف پڑھو۔ اپنے مطالب خاص کی دعا مانگو اور گناہوں کی مغفرت کی درخواست کرو۔ بعض اکابر سلف اس مقام پر اپنے خادموں سے کہتے تھے۔ کہ علیحدہ ہو جاؤ۔ تاکہ میں اپنے پروردگار کے سامنے اپنے گناہوں کا اقرار کروں۔ یہاں یہ دعا بھی پڑھو۔

اَللّٰهُمَّ يَا مُقَلِّبَ الْقُلُوْبِ ثَبِّتْ قَلْبِيْ عَلٰى دِيْنِكَ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ مُوْجِبَاتِ رَحْمَتِكَ وَعَزَائِمَ مَغْفِرَتِكَ وَالسَّلَامَةَ مِنْ كُلِّ اِثْمٍ وَّالْفَوْزَ بِالْجَنَّةِ وَالنَّجَاةَ مِنَ النَّارِ۔ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ الْهُدٰى وَالتُّقٰى وَالْعَفَافَ وَالْغِنٰى ؎۲

اے اللہ! اے دلوں کے بدلنے والے مجھے اپنے دین پر ثابت قدم رکھ۔ اے اللہ میں آپ سے ان چیزوں کا سوال کرتا ہوں جو تیری رحمت کو واجب کرتی ہیں اور پختہ ارادہ ان کاموں کے کرنے کا عطا فرما جو تیری مغفرت کے باعث ہوں اور گناہوں سے سلامتی اور محفوظ رہنا مانگتا ہوں۔ اور جنت میں پہنچنے کی کامیابی اور عذاب دوزخ سے رہائی اور نجات مانگتا ہوں الٰہی میں آپ سے ہدایت تقویٰ پاکدامنی اور غنیٰ مانگتا ہوں۔

؎۱ شرح لباب منسک لملا علی القاری ص۹۴ ـ ؎۲ اذکار نوویہ

for more books click on link below
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

چاہِ زم زم اور اس کی حاضری کا طریقہ

اس کے بعد ملتزم سے فارغ ہو کر چاہِ زمزم پر آؤ۔ اور قبلہ رو کھڑے ہو کر آبِ زمزم کو بسم اللہ شریف پڑھ کر تین سانسوں میں پیو۔ گلاس کو دائیں ہاتھ میں پکڑو۔ اور خوب پیٹ بھر کر پیو۔ یہ نشانی خالص ایمان والوں کی ہے کیونکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہم میں اور منافقوں میں یہ فرق ہے کہ وہ پیٹ بھر کر نہیں پیتے۔ لہٰذا تم سے جس قدر ہو سکے پیٹ بھر کر پیو۔ آبِ زمزم پیتے وقت یہ دعا پڑھو۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ عِلْمًا نَّافِعًا وَّ رِزْقًا وَّاسِعًا وَّ شِفَاءً مِّنْ كُلِّ دَاءٍ ۔[1]

الٰہی میں آپ سے نفع بخش علم کا، اور واسع رزق کا اور ہر بیماری سے شفا کا سوال کرتا ہوں۔

پانی تین سانسوں میں پیو۔ اور ہر دفعہ بسم اللہ سے شروع کرو اور الحمد للہ پر ختم کرو۔ قبلہ رخ ہو کر پیو۔ باقی بچا ہوا پانی بدن پر ڈال لو۔ یا ہاتھ کو تر کر کے اس کو منہ پر پھیر لو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

مَاءُ زَمْزَمَ لِمَا شُرِبَ لَهٗ

کہ زمزم جس ارادے سے پیا جائیگا وہی مراد حاصل ہوگی۔

یہ پانی جس مقصد کے لیے پیا جائے گا۔ اللہ تعالےٰ اس مقصد میں کامیاب فرمائے گا۔ لہٰذا پینے کے وقت دعا کرو۔ انشاء اللہ قبول ہوگی۔

اس وقت بہتر ہے کہ اوپر لکھی ہوئی دعائے آبِ زمزم پڑھو یعنی اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ تَعْلَمُ سِرِّیْ وَ عَلَانِیَتِیْ الخ اور کہو کہ اللہ اور رسول کی محبت اور ان سے محبت کرنیوالوں کی محبت اور ان سے محبت کرنے والوں کی محبت اور اس عمل کی محبت مانگتا ہوں۔ جو اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی کا باعث ہو۔ قبر و حشر کے عذاب اور قیامت کی پیاس سے محفوظ رہنے کی دعا مانگو۔ رزق کی کشادگی، حصولِ علم، شفائے امراضِ ظاہری و باطنی اور راہِ راست پر چلنے کی دعا مانگو۔ اور یہ بھی دعا مانگو کہ اللہ مسلمانوں کو سچا پکا اور وفادار

---

[1] ارشاد والساری صہ ۱۴۳۔

for more books click on link below
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

مسلمان بنائے اور پاکستان اور ہر اسلامی ملک کو ترقی دارین کے ساتھ قائم و دائم رکھے۔ ان میں سے ہر ہر مقصد کے لئے پڑھیے۔ اور دعا کرو۔ اب طواف کی عبادت سے مکمل فارغ ہو گئے۔

یہ طواف کونسا ہے؟

سوال:۔ مکہ شریف حاضر ہوتے ہی سب سے پہلے تم طواف سے فارغ ہوئے یہ طواف کونسا ہے؟

جواب:۔ اگر یہ حج افراد ہے تو طوافِ قدوم ہے۔ اور اگر یہ حج قرآن یا تمتع ہے تو عمرہ کا طواف ہے۔ بشرطیکہ حج کے مہینوں میں احرام کے ساتھ مکہ میں داخل ہوا ہو۔ تو یہ ضرور دیکھنا ہو گا کہ۔

۱۔ یہ احرام حج افراد کا ہے تو بے شک یہ طواف قدوم ہے۔

۲۔ اگر یہ احرام حج تمتع یا قران کا ہے۔ تو یہ طواف عمرہ کا ہوا۔ لیکن حج قران ادا کرنے والے کو اس طواف کے بعد طوافِ قدوم اور ادا کرنا ہو گا۔

۳۔ طوافِ قدوم میں افضل یہ ہے کہ اس میں رمل اور سعی نہ کرے[1] رمل اور سعی صاحل طوافِ حج (یعنی طوافِ زیارت) کے ساتھ مخصوص ہے۔ ہاں اگر ہجوم کی وجہ سے اس وقت رمل اور سعی کرنا مشکل ہو تو طوافِ قدوم ہی میں ان کو ادا کر لیا جائے۔

۴۔ متمتع پر طواف قدوم نہیں ہے۔ لیکن وہ بھی اگر اژدہام کی وجہ سے طواف زیارت میں رمل اور سعی نہیں کر سکتا۔ تو ایک نفل طواف کر کے اس میں ادا کر لے طوافِ زیارت میں پھر ادا کرنا نہیں ہو گا۔

صفا اور مروہ کے درمیان سعی

جب طواف سے فارغ ہو گئے اور آب زمزم بھی پی لیا۔ اگر زیادہ نہیں تھکے ہو تو ابھی ورنہ تھوڑا سا آرام لے کر سعی کے لئے تیار ہو جانا چاہیئے۔ چونکہ طواف اور

---

[1] عالمگیری صفحہ ۲۴۱

for more books click on link below
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

سعی کے درمیان بھی موالات مسنون ہے۔ لہٰذا طواف کے بعد سعی کرنے میں زیادہ تاخیر نہ کی جائے۔

سعی کا افتتاح حجر اسود کے بوسہ سے ہوگا۔ اس لئے اوّل حجر اسود کی طرف آؤ۔ اگر بوسہ کا موقع نصیب ہو تو فبہا ورنہ دوسرے سابق طریقوں سے استلام بجا لاکر فوراً باب الصفا سے نکل کر صفا پہاڑی پر آؤ۔ اور اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللّٰهِ پڑھتے ہوئے صفا پر چڑھو۔ یہ ایک پہاڑی ہے جو زمین میں دب گئی ہے۔ اب وہاں ایک چبوترہ سا بنا دیا ہے۔ اسی طرح دوسری پہاڑی صفا سے مشرق کی طرف ہے۔ یہاں بھی ایک چبوترہ بنا دیا ہے۔ بہرحال اس چبوترہ پر چڑھنے کے بعد جہاں سے بھی بیت اللہ شریف کی زیارت ہو سکے وہاں ہی رُو بکعبہ کھڑے ہو کر کاندھوں تک ہاتھ اٹھا کر دعا کرو۔ حمد و ثنا اور درود شریف سے دعا کی ابتدا کرو اور یہ پڑھو۔

لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِيْ وَيُمِيْتُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ أَنْجَزَ وَعْدَهٗ وَنَصَرَ عَبْدَهٗ وَهَزَمَ الْأَحْزَابَ وَحْدَهٗ [1]	نہیں ہے کوئی معبود سوائے اللہ کے، اللہ سب سے بڑا ہے۔ نہیں ہے کوئی عبادت کے لائق سوائے اس یکتا اور تنہا معبود کے۔ کوئی اس کا شریک نہیں ہے۔ تمام ملک اسی کا ہے اور وہی حمد کے لائق ہے۔ وہی زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے اور وہ ہر شے پر قادر ہے۔ نہیں ہے کوئی معبود سوائے اس ایک ذات کے اس نے اپنا وعدہ پورا کیا اور اس نے اپنے بندہ کی مدد فرمائی۔ اور تنہا اس نے دشمن کے لشکروں کو شکست دی۔

اس دعا کو تین مرتبہ پڑھو۔ اور درمیان میں دعائیں مانگتے جاؤ۔ احزاب یعنی گروہ شیاطین پر غلبہ اور اس کی شکست کی دعا کرو۔

اور یہ بھی پڑھو۔

اَللّٰهُمَّ إِنَّكَ قُلْتَ ادْعُوْنِيْ	الٰہی آپ کا ارشاد ہے کہ مجھ سے دعا کرو۔ میں

---

[1] انوار بشارۃ۔

for more books click on link below
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

أَسْتَجِبْ لَكُمْ وَإِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيعَادَ ط وَإِنِّي أَسْأَلُكَ كَمَا هَدَيْتَنِي الْإِسْلَامَ أَنْ لَا تَنْزِعَهُ مِنِّي حَتّٰى تَوَفَّنِي وَأَنَا مُسْلِمٌ[1]

قبول کرونگا اور بیشک آپ وعدہ پورا کرتے ہیں۔ (وعدہ خلافی نہیں کرتے) اور میں آپ سے سوال کرتا ہوں کہ جیسے کہ آپ نے مجھ کو اسلام کی ہدایت دی ہے۔ آپ اس (نعمت) کو مجھ سے نہ چھینیں حتیٰ کہ میرا انتقال بھی اسلام پر ہو۔

اور علماء نے یہ بھی زیادہ کیا ہے۔

اللّٰهُ أَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ اللّٰهُ أَكْبَرُ اللّٰهُ أَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ الْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى مَا هَدَانَا الْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى مَا أَوْلَانَا الْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى مَا أَلْهَمَنَا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي هَدَانَا لِهٰذَا وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِيَ لَوْلَا أَنْ هَدَانَا اللّٰهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ لَا نَعْبُدُ إِلَّا إِيَّاهُ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ۔ اللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَأَتْبَاعِهٖ إِلٰى يَوْمِ الدِّينِ۔ اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِي وَلِوَالِدَيَّ

اللہ بہت بڑا ہے اسی کے لیے حمد ہے۔ اللہ بہت بڑا ہے اللہ بہت بڑا ہے اللہ بہت بڑا ہے اور اسی کے لئے حمد ہے۔ حمد ہے اللہ کے انعام پر کہ اُس نے ہم کو ہدایت کی۔ حمد ہے اللہ کی ان عطاؤں پر جو اس نے ہم کو بخشیں۔ اللہ کی حمد ہے اس پر کہ جو اچھی باتیں اس نے ہمارے قلب پہ الہام کیں۔ حمد ہے اس اللہ کے لیے جس نے ہم کو اس عبادت کی ہدایت بخشی اور نہ تھے ہم اس حال میں کہ خود ہدایت پاتے۔ اگر ہم کو اللہ تعالےٰ ہدایت نہ دیتا۔ نہیں ہے کوئی معبود سوائے اللہ کے اور نہیں عبادت کرتے ہم مگر اس کی۔ اس حال میں کہ ہم خالص کرنے والے ہیں دین کو خاص اس کی رضا کیلئے۔ اگرچہ کافر اسکو مکروہ سمجھیں (ناگوار گزرے)

پاک ہے اللہ اور حمد ہے اللہ کو اور نہیں کوئی معبود سوائے اللہ کے اور اللہ ہی سب سے بڑا

---

[1] ہدایہ ص١٥٥

for more books click on link below
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

وَالتَّابِعِيْنَ وَالْمُسْلِمِيْنَ وَ اَجْمَعِيْنَ وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ ۔

ہے اور نہیں ہم کو حاصل گناہوں سے پھرنا اور نہ کسی عبادت پر قوت کا ملنا مگر اللہ عظمت والے اور بلندی والے کی مدد کے ساتھ۔ الٰہی درود و سلام بھیج ہمارے سردار محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اور آپ کی آل اور اصحاب اور تمام متبعین پر۔ یا الٰہی میری اور میرے والدین اور میرے تمام مشائخ اور تمام مسلمانوں کی بخشش فرما۔ اور سلام ہو تمام رسولوں پر اور حمد ہے اللہ رب العالمین کے لئے۔

صفا پر قیام لمبا کرو۔ بعض نے کہا ہے کہ سورۂ بقرۃ سے پچیس آیت پڑھنے کے مقدار قیام کرو۔ غرضیکہ صفا اور مروہ سے اترنے میں جلدی نہ کرو۔ یہ دنیا اور دین کی حاجت پانے اور دعا قبول ہونے کا مقام ہے۔ ان پہاڑیوں پر چڑھنا اور قبلہ رخ کھڑے ہونا سنت ہے اور اس حد تک چڑھنا جہاں سے بیت اللہ نظر آ جائے۔ کمال سنت ہے بعض علماء نے فرمایا ہے کہ اتنا طویل قیام ہو کہ کوئی سورت طوال مفصل سے پڑھی جا سکے۔ ہاں اگر لوگوں کے ایذا پہنچنے کا اندیشہ ہو تو جلدی اتر جاؤ۔ اور سعی کی نیت یوں کرو۔ کہ میں یہ سعی اللہ کی رضا اور خوشنودی کے لئے کر رہا ہوں۔ اب صفا کے چبوترے سے اتر کر سعی شروع کرو۔ یعنی مروہ پہاڑی کی طرف سکون اور اطمینان کے ساتھ چلو۔ جب میلین اخضرین کے قریب پہنچو۔

(آج کل صفا اور مروہ کے درمیانی حصہ کو مسقف کر دیا گیا ہے یعنی اس حصہ پر چھت ڈال دی ہے اور چھت میں میلین اخضرین کی جگہ دو قمقمے سبز لگا دیئے گئے ہیں) تو ان کے درمیان دوڑ کر چلو۔ جب اس جگہ سے نکل جاؤ تو پھر آہستہ آہستہ سکون کے ساتھ چل کر مروہ پہاڑی تک جاؤ۔ یہ ایک بار سعی ہوئی۔ اب یہاں مروہ پہاڑی پر بھی ایک چبوترہ ہے۔ اس پر چڑھو۔ گو مروہ سے کعبہ نظر نہیں آتا۔ لیکن قبلہ رخ کھڑے ہو کر کندھوں تک دعا کی طرح ہاتھ اٹھا کر وہی پڑھو۔ جو صفا پہاڑی پر پڑھا تھا۔ پھر یہاں سے اتر کر صفا کی طرف روانہ ہو۔ اس بار بھی میلین اخضرین کے درمیان دوڑ کر چلو۔ باقی فاصلہ کو آہستہ معمولی چال سے چل کر صفا تک پہنچو۔ اب یہ دو بار سعی ہوئی۔ اب

for more books click on link below
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

پھر صفا پہاڑی پر چڑھ کر اتنی ہی دعا میں مصروف رہو۔ یہاں سے اتر کر پھر مروہ پر جاؤ۔ یہ تیسری بار سعی ہوئی۔ اسی طرح سات پھیرے کرو۔ ان دونوں پہاڑیوں کے درمیان سات دفعہ پھیرے لگانے اور بیچ میں کچھ حصہ دوڑنے اور باقی حصہ معمولی چال سے چلنے کو سعی کہتے ہیں۔ صفا سے مروہ تک ایک شوط، مروہ سے صفا تک دوسرا شوط۔ اسی طرح دونوں پہاڑیوں کے درمیان سات شوط ہو گئے۔ ان سات پھیروں کی ابتدا صفا سے ہوگی۔ اور ساتویں پھیرے کا اختتام مروہ پر ہوگا۔

سعی کے وقت یہ دعا پڑھو:

رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَتَجَاوَزْ عَمَّا تَعْلَمُ اِنَّكَ اَنْتَ الْاَعَزُّ الْاَكْرَمُ -

اے پروردگار بخشش کر، رحم فرما اور جو کچھ تو ہمارے متعلق جانتا ہے اس سے درگزر فرما بیشک تو بڑا عزت والا اور بے حد کرم فرمانے والا ہے۔

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ حَجًّا مَّبْرُوْرًا وَّسَعْيًا مَّشْكُوْرًا وَّذَنْبًا مَّغْفُوْرًا۔

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ وَلِوَالِدَيَّ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ يَا مُجِيْبَ الدَّعْوَاتِ۔

الٰہی میرے والدین اور تمام مومنین اور مومنات کی بخشش فرما۔ اے دعاؤں کے قبول فرمانے والے۔

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝

اے رب ہمارے ہم سے عبادت کو قبول فرما آپ سننے والے اور جاننے والے ہیں

اَللّٰهُمَّ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّ

الٰہی ہم کو دنیا میں بھی بھلائی عطا فرما اور آخرت

for more books click on link below
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

فِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّ قِنَا عَذَابَ النَّارِ ؕ میں بھی بھلائی عطا کر۔ اور ہم کو دوزخ کے عذاب سے بچا۔

سعی اور دیگر قبولیت کے مقامات پر یہ بھی پڑھتے رہو۔ جو طواف کے بیان میں بھی ذکر ہے۔

اَللّٰهُمَّ یَا مُقَلِّبَ الْقُلُوْبِ ثَبِّتْ قَلْبِیْ عَلٰی دِیْنِكَ۔ اے دلوں کے بدلنے والے میرے قلب کو اپنے دین پر ثابت رکھ۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ الْهُدٰی وَالتُّقٰی وَالْعَفَافَ وَالْغِنٰی۔ اے اللہ میں آپ سے ہدایت تقویٰ پاکدامنی اور غنیٰ مانگتا ہوں۔

سعی اور اسکے متعلق بیان

سوال:۔ یہ سعی کس چیز کی طرف نسبت دی جائے گی۔ کیونکہ سعی یا تو عمرہ میں ہوتی ہے یا حج میں۔ یہ عمرہ کی سعی ہے یا حج کی؟

جواب:۔ ۱۔ اگر زمانہ حج کا ہے۔ تو قارن ہے یا متمتع۔ تو پھر یہ سعی عمرہ کی کہلائے گی۔ اور یہ سعی واجب ہے۔

۲۔ اور اگر حاجی مفرد ہے تو یہ طواف قدوم کا ہے۔ افضل یہ ہے کہ اس کے بعد سعی نہ کرے۔ سعی کو طوافِ حج (یعنی طوافِ زیارت) کے ساتھ کرے۔ مگر اس وقت ہجوم کی وجہ سے مشکل ہو تو اس طوافِ قدوم میں بھی سعی کر سکتا ہے۔ اور یہ سعی حج کی ہو گی۔

۳۔ قارن کو بھی طوافِ قدوم بھی ادا کرنا ہوگا۔ اس کے لئے بھی افضل یہ ہے کہ سعی طوافِ حج کے بعد کرے۔ مگر وہ بھی اگر ہجوم کی زحمت سے بچنا چاہتا ہے۔ تو اس طوافِ قدوم کے بعد سعی کرے۔ یہ سعی بھی حج کی ہو گی۔

نمازِ سعی

سعی کے بعد دو رکعت نماز نفل مسجد شریف میں ادا کرو۔ یہ مستحب ہے اور بہتر

۱۔ ...

ہے کہ حجر اسود کے سامنے کنارہ مطاف پر ادا کرو۔ عہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم نے حاشیہ مطاف پر اسی طرح نماز کو ادا کیا تھا۔ ختم طواف کی طرح سعی بھی دو رکعت پر ختم ہوگی۔ مذکورہ بالا سطور میں اس کی ادائیگی کا مقام تبلا دیا گیا ہے۔

حلق یا قصر

سعی کے بعد اگر حاجی متمتع ہے تو سر منڈا کر یا قصر کرا کر احرام سے باہر ہو جائے اب عمرہ کے احرام کی قیدوں سے آزاد ہو کر مکہ میں رہے۔ اور کثرت سے طواف نفل ادا کرتا رہے۔ لیکن قارن اور مفرد احرام نہ کھولیں۔ نہ قصر کرائیں اور نہ حلق کرائیں۔ احرام کے ساتھ ہی مکہ میں رہیں۔ اور طواف نفل ادا کرتے رہیں۔ کہ یہ عبادت روئے زمین میں کسی اور مقام پر نہیں۔ لہذا آفاقی کے لئے نفل نمازوں سے طواف بہتر ہے۔ ان اشہر حج میں عمرہ ادا نہ کرو۔ ہاں تیرہ تاریخ ماہ ذی الحجہ گذر جانے کے بعد پھر جتنے چاہو، عمرے ادا کرنا۔ یہ ہمارے نزدیک ہے لیکن حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک سال میں ایک سے زیادہ عمرہ کرنا مکروہ ہے۔ ہمارے نزدیک بھی عمروں کی کثرت سے طواف کی کثرت افضل ہے۔ ساتویں تاریخ کو بعد نماز ظہر مسجد حرام میں امام خطبہ پڑھے گا۔ اس کو غور سے سنو، ایام حج میں کل تین خطبے ہیں یعنی

۱۔ ایک خطبہ ساتویں تاریخ کو مسجد حرام میں بعد نماز ظہر۔

۲۔ دوسرا خطبہ نویں ذی الحجہ کو عرفات میں نماز ظہر سے قبل۔

۳۔ تیسرا خطبہ بارھویں ذی الحجہ کو منیٰ میں بعد نماز ظہر۔

ہر خطبہ کے درمیان ایک دن کا فاصلہ ہے۔ عرفات کے دن جمعہ کی طرح دو خطبے ہوں گے۔ باقی دنوں میں ایک۔

مکہ سے منیٰ کو روانگی

منیٰ دو طرفہ پہاڑوں کے درمیان ایک بہت بڑا میدان ہے۔ مکہ سے منیٰ تقریباً

عہ مطاف اس جگہ کا نام ہے جو کعبہ شریف کے ارد گرد طواف کرنے کیلئے بنی ہوئی ہے۔ (ناشر)

for more books click on link below
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

تین میل کے فاصلہ پر ہے۔

آٹھ تاریخ ذی الحجہ کو یوم ترویہ کہتے ہیں۔ اس دن سب حاجیوں کو احرام کیساتھ منیٰ روانہ ہونا ہے۔ قارن اور مفرد کا تو پہلے ہی سے احرام بندھا ہوا ہے۔ ان کو جدید احرام باندھنے کی ضرورت نہیں۔ البتہ متمتع، جس نے عمرہ کرکے احرام کھول دیا تھا۔ وہ احرام باندھے۔ اس طرح کہ احرام کے کپڑے پہن کر مسجد حرام میں حاضر ہو۔ اوّل بہ نیت تحیۃ المسجد طواف کرو[1] پھر دو رکعت نماز طواف ادا کرو۔ پھر دو رکعت قُلْ يٰٓاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ اور قُلْ هُوَ اللّٰهُ کے ساتھ احرام کی نیت سے پڑھو۔ سلام کے بعد سر پر سے کپڑا ہٹا دو۔ ننگے سر ہو کر اسی مقام پر قبلہ رو بیٹھے ہوئے اٹھنے سے پہلے یوں نیت کرو۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّىْٓ اُرِيْدُ الْحَجَّ فَيَسِّرْهُ لِىْ وَتَقَبَّلْهُ مِنِّىْ نَوَيْتُ الْحَجَّ مُخْلِصًا لِلّٰهِ تَعَالٰى لَبَّيْكَ بِحَجَّةٍ

اے اللہ میرا حج کرنے کا ارادہ ہے۔ میرے لئے اسکو آسان کر دے اور اسکو مجھ سے قبول فرما خالصاً لوجہ اللہ تعالیٰ میں نے حج کی نیت کی۔ میں حج کرنے کے لئے حاضر ہوں۔

یہ نیت کے الفاظ تھے۔ اس کے بعد تلبیہ کہو۔ یاد رکھو۔ صرف تلبیہ کافی نہیں ہے۔ اور نہ صرف نیت۔ بلکہ دونوں کہو۔ نیت کے بعد یوں تلبیہ کہو۔

لَبَّيْكَ اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ لَبَّيْكَ اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ۔

خداوندا۔ میں حاضر ہوں، میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوں یعنی آپ کے حکم کی بجا آوری میں بار بار حاضر ہوں۔ کوئی آپ کا شریک نہیں آپکی حضوری میں حاضر ہوں، بیشک تمام تعریفیں اور نعمتیں آپ ہی کیلئے ہیں۔ بادشاہی آپ کیلئے مخصوص ہے۔ کوئی آپ کا ساجھی نہیں۔

اس کے بعد یہ دعا پڑھو۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّىْٓ اَسْئَلُكَ رِضَاكَ

اے اللہ میں آپ سے آپکی رضا اور جنت کا

---

[1] شرح لباب، ملا علی القاری ص۱۲۶

for more books click on link below
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

وَالْجَنَّةَ وَ اَعُوْذُبِكَ مِنْ غَضَبِكَ وَالنَّارِ ط
سوال کرتا ہوں۔ اور آپ کے غضب اور جہنم سے آپ ہی سے پناہ مانگتا ہوں۔

لبیک کو بلند آواز سے پڑھو۔ اس کے بعد درود شریف پڑھو۔

اب احرام مکمل بندھ گیا۔ یعنی احرام میں داخل ہو گیا۔ ان دو رکعتوں کو سر ڈھک کر پڑھنا ہو گا۔ اس کے بعد جتنی نمازیں پڑھے گا۔ اسی حال میں کہ سر اور چہرہ کھلا ہوا ہو گا کیونکہ مرد کا احرام سر اور چہرہ پر ہے۔ عورت صرف چہرہ کھلا رکھے گی۔ سر ڈھکے گی۔ اس کا احرام فقط چہرہ پر ہے۔ لہٰذا سر ڈھک کر نماز پڑھے گی۔ یہ ضروری نہیں کہ احرام آج آٹھ تاریخ ہی کو باندھے۔ بلکہ قیودِ احرام کی پابندی کر سکتا ہے۔ تو پہلے باندھ سکتا ہے۔ احرام محبوب لباس ہے۔ جتنے دن اس لباس میں رہو بہتر ہے۔

احرام باندھنے کے بعد اگر یہ چاہتے ہو کہ رمل اضطباع اور سعی جو کہ طوافِ زیارت میں کرنی ہے۔ اگر یہ خیال ہے کہ ہجوم کے وقت اس کی ادائیگی مشکل ہو جائے گی۔ تو ایک نفل طواف کر کے رمل اور اضطباع اور پھر اس کے بعد سعی بین الصفا والمروۃ سے بھی ابھی فارغ ہو لو۔

احرام باندھنا صرف چادروں کے لپیٹنے کا نام نہیں بلکہ اس سے مراد یہ ہے احرام کے کپڑے پہننے کے بعد دو رکعت نماز پڑھ کر قبلہ رُخ بیٹھے ہوئے نیت کے ساتھ لبیک کہنا۔

تو بہتر ہے کہ گھر سے غسل کر کے کپڑے پہن کر حرم شریف میں آجائے۔ پھر حطیم یا مسجد شریف میں کسی مقام پر نماز احرام پڑھ کر قبلہ رُخ بیٹھے ہوئے الفاظ نیت ادا کرنے کے بعد تین بار لبیک کہہ لے جہاں نیت کے ساتھ لبیک کہہ گے۔ اسی مقام پر احرام باندھنا شمار ہو گا۔ لہٰذا اب حطیم میں احرام باندھنا شمار ہو گا جو کہ افضل ہے۔ آٹھ تاریخ ذی الحجہ کو طلوع آفتاب کے بعد منیٰ کو روانہ ہو جاؤ۔ یہ سنت ہے اگر روانہ نہ ہوا تو تارک سنت ہوا۔ اور بہتر ہے کہ پا پیادہ روانہ ہو۔ منیٰ مکہ مکرمہ سے کل تین میل ہے۔ مکہ شریف واپس آنے تک ہر قدم پر سات کروڑ نیکیاں لکھی

for more books click on link below
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

جائیں گی۔ جس کا تخیّنہ انوار البشارۃ میں لکھا ہے۔ کہ اظہر کرب چالیس اسب ہے بلکہ مستحب ہے کہ تمام مناسک یعنی عبادات حج کو پاپیادہ ادا کرو۔ ہاں وقوف عرفات اور رمی جمرہ عقبہ اگر ہو سکے تو سواری پر ادا کرنا افضل ہے۔[1]

راستہ بھر لبیک اور درود شریف کی کثرت رکھو۔ اور یہ دعا بھی پڑھتے رہو۔

اَللّٰھُمَّ اِلَیْکَ اَرْجُوْ وَاِیَّاکَ اَدْعُوْ وَاِلَیْکَ اَرْغَبُ۔ اَللّٰھُمَّ بَلِّغْنِیْ صَالِحَ عَمَلِیْ وَاَصْلِحْ لِیْ فِیْ ذُرِّیَّتِیْ۔

میری رضا اور امید الٰہی آپ ہی کی طرف ہے اور آپ ہی سے میں دعا کرتا ہوں اور آپ ہی کی طرف رغبت کرتا ہوں الٰہی مجھے عمل صالح پہنچا اور میری ذریت میں اصلاح کر۔

جب منیٰ نظر آئے تو یہ پڑھو۔

اَللّٰھُمَّ ھٰذَا مِنًی فَامْنُنْ عَلَیَّ بِمَا مَنَنْتَ بِهٖ عَلٰی اَوْلِیَائِكَ

اے اللہ یہ منیٰ ہے۔ آپ نے اپنے اولیاء پر جو انعام فرمایا ہے۔ مجھے بھی ان انعامات کے ساتھ ممنون فرمایئے۔

منیٰ میں قیام اور عبادت

منیٰ میں پہنچ کر قیام کرو اور مستحب ہے کہ مسجد خیف کے قریب اترو۔ آج ظہر عصر، مغرب، اور عشاء اور کل کی فجر یہ پانچ نمازیں یہاں مسجد خیف میں ادا کرو۔ آج شب عرفہ ہے جو شب قدر کی برابر ہے۔ یہ رات عبادت اور ذکر وفکر میں گزارو۔ شب بیداری سے اس رات کی برکت حاصل کرو۔ حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ جو عرفہ کی رات کو یہ دعا ایک ہزار مرتبہ پڑھے گا۔ وہ اللہ تعالےٰ سے قطع رحم اور گناہ کے سوا جو دعا کرے گا۔ اللہ اس کو قبول فرمائے گا۔ کسی نے حضرت عبداللہ بن مسعود سے پوچھا۔ آپ نے خود حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے۔ تو آپ نے کہا ہاں وہ دعا یہ ہے۔

---

[1] حیات القلوب ص ۱۰۹

for more books click on link below
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

سُبْحَانَ الَّذِیْ فِی السَّمَاءِ عَرْشُهٗ — پاک ہے وہ ذات جس کا تخت بلندی پر ہے

سُبْحَانَ الَّذِیْ فِی الْاَرْضِ مَوْطِئُهٗ — پاک ہے وہ ذات جس نے زمین کو مہبط تجلیات بنایا

سُبْحَانَ الَّذِیْ فِی الْبَحْرِ سَبِیْلُهٗ — پاک ہے وہ ذات کہ سمندر میں جس کا راستہ ہے

سُبْحَانَ الَّذِیْ فِی النَّارِ سُلْطَانُهٗ — پاک ہے وہ ذات کہ آگ میں جس کی سلطنت ہے

سُبْحَانَ الَّذِیْ فِی الْجَنَّةِ رَحْمَتُهٗ — پاک ہے وہ ذات کہ جنت میں جس کی رحمت ہے

سُبْحَانَ الَّذِیْ فِی الْقَبْرِ قَضَاءُهٗ — پاک ہے وہ ذات کہ قبر میں جس کی قضا ہے۔

سُبْحَانَ الَّذِیْ فِی الْهَوَاءِ رُوْحُهٗ — پاک ہے وہ ذات کہ ہوا میں جس کی روح ہے

سُبْحَانَ الَّذِیْ رَفَعَ السَّمَاءَ — پاک ہے وہ ذات کہ جس نے آسمان کو بلند کیا۔

سُبْحَانَ الَّذِیْ وَضَعَ الْاَرْضَ — پاک ہے وہ ذات کہ جس نے زمین کو پست کیا۔

سُبْحَانَ الَّذِیْ لَا مَلْجَاءَ وَلَا مَنْجَاءَ مِنْهُ اِلَّا اِلَیْهِ — پاک ہے وہ ذات کہ پناہ اور نجات کی جگہ کوئی نہیں ہے۔ مگر اسی کی طرف۔

لبیک یہاں بھی پڑھو۔ اور عرفات میں بھی پڑھو۔ لبیک کا وظیفہ رمی جمرہ عقبہ کے وقت ختم ہوگا۔

منیٰ سے عرفات کو روانگی

منیٰ سے عرفات تقریباً آٹھ دس میل کے فاصلہ پر ہے۔ نویں تاریخ کو صبح نماز پڑھ کر اوراد و وظائف میں مصروف رہو۔ جس میں درود شریف بھی ہو۔ اور لبیک بھی پڑھتے رہو۔ جب آفتاب کوہ ثبیر (کوہ ثبیر مسجد خیف کے سامنے ہے۔ ثبیر ثائے مثلثہ کے فتح اور بائے موحدہ کے کسرہ کے ساتھ ہے) پر چمکے تو عرفات کو روانہ ہو جاؤ۔

ثبیر منیٰ میں ایک پہاڑی کا نام ہے جو جمرہ عقبہ سے لے کر مسجد خیف تک پھیلی ہوئی ہے۔ یہ سب سے بلند تر ہے اور عرفات کو جاتے وقت بائیں ہاتھ پر ہے۔

عرفات کو روانگی کے وقت تکبیر، استغفار، اور درود شریف پڑھو اور کثرت سے

for more books click on link below
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

لبیک کہو۔ کیونکہ احرام کی حالت میں لبیک کہنا سب ذکروں سے افضل ہے۔ بہتر ہے کہ ضب کے راستہ سے عرفات جاؤ۔ ضب وہ پہاڑ ہے۔ جس کے دامن میں مسجد خیف ہے۔ ضب مسجد خیف سے متصل ہے۔ ضب کے راستہ سے جانے میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے فعل کی اقتدا ہے۔ [1]

منیٰ سے عرفات جاتے وقت راستہ میں یہ دعا پڑھو۔

اَللّٰهُمَّ اِلَيْكَ تَوَجَّهْتُ وَعَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ وَ وَجْهَكَ اَرَدْتُ فَاجْعَلْ ذَنْبِيْ مَغْفُوْرًا وَّ حَجِّيْ مَبْرُوْرًا وَّ ارْحَمْنِيْ وَلَا تُخَيِّبْنِيْ وَاقْضِ بِعَرَفَاتِ حَاجَتِيْ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ [2]	اے اللہ میں آپکی طرف متوجہ ہوتا ہوں۔ اور آپ پر بھروسہ کرتا ہوں اور میں نے آپ کے وجہ کریم کا ارادہ کیا۔ (اپنا دیدار کرا) الٰہی میرے گناہوں کو مغفور فرما میرے حج کو مبرور بنا۔ اور مجھ پر رحم فرما۔ اور مجھے ناکام نہ بنا اور عرفات میں میری حاجت پوری فرما۔ آپ ہر شئے پر قادر ہیں۔

اس کے بعد لبیک کہو۔ اور تکبیر، درود شریف، استغفار پڑھتے رہو۔ اور جب عرفات کے قریب آجاؤ اور جبل رحمت پر نظر پڑے۔ تو یہ پڑھو۔

سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ۔	پاک ہے اللہ اور سب تعریفیں اسی کے لئے ہیں۔ اور اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اور اللہ بہت بڑا ہے۔

پھر اسکے بعد لبیک کہو۔ اور لبیک پڑھتے رہو۔ یہاں تک کہ عرفات میں داخل ہو جاؤ۔ [3]

جمعہ اور منیٰ

منیٰ میں جمعہ ہو سکتا ہے۔ جبکہ امیر مکہ وہاں ہو۔ یا اس کے حکم سے قائم کیا جائے

---

[1] فتح القدیر صـ ۱۹۲۔ [2] فتح القدیر صـ ۱۹۲۔ [3] فتح القدیر صـ ۱۹۲۔

عرفات کا داخلہ اور وہاں کے اذکار و اعمال

جب جبلِ رحمت پر نظر پڑے تو تسبیح و تکبیر اور استغفار میں پوری کوشش کرو عرفات میں پہنچ کر جہاں چاہو ٹھہرو۔ تمام عرفات موقف ہے، سوائے وادیٔ عرنہ کے۔ جو داخل عرفات نہیں۔

زوال کے بعد سے یہاں کا وقوف ہی حج کا سب سے بڑا رکن ہے۔ سب سے علیحدہ نہ اُترو بلکہ جہاں سب اتریں۔ تم بھی وہیں اترو۔ کہ اس میں ملنساری اور عاجزی ہے۔ سب سے علیحدگی میں تکبر ہے۔ نیز مجمع میں قبولیت اور اللہ کی رحمت بھی زیادہ ہوتی ہے۔ خصوصًا اس اجتماع میں دنیائے اسلام کے بے شمار اہل اللہ ہیں۔ جہاں بھی اترو۔ راستہ سے بچ کر اترو۔ تاکہ آنے جانے والوں کو تکلیف نہ ہو۔ افضل ہے۔ کہ جبلِ رحمت کے قریب میں اترو۔ قرب میں ٹھہرو۔ اگر کسی کو تکلیف ہو تو پھر سارے عرفات میں جہاں بھی جگہ ملے وہاں اتر جاؤ۔

اپنی ضروریات کھانے پینے سے فارغ ہو کر زوال سے پہلے غسل کر لو۔ اور غسل کرکے مسجد نمرہ میں حاضر ہو جاؤ۔ مسجد نمرہ میدانِ عرفات کے بالکل کنارہ پر ہے۔ اس کی مغربی دیوار اگر گرے تو بطنِ عرنہ میں گرے گی۔

یہ عرنہ حرم میں تو داخل ہے۔ مگر عرفات سے باہر ہے۔ اگر کوئی یہاں قیام کرے گا یا وقوف کرے گا تو اس کا حج نہیں ہوگا۔ اس لئے وقوف کے لئے لازم ہے کہ حدودِ عرفات میں رہ کر وقوف کرو۔ یہاں امام خود سلطان ہوتا ہے یا اس کا نائب۔ یہاں سنتیں پڑھ کر امام کا خطبہ سنو۔ جو زوال کے بعد نماز ظہر سے پہلے ہوتا ہے۔ یہ دو خطبے ہیں۔ درمیان میں جلسہ بھی ہوگا۔ امام کے منبر سے اترتے ہی اقامت شروع ہو جائے گی۔ پھر یہاں سلطان یا اس کا نائب نماز ظہر جماعت سے پڑھائے گا سلام پھیرتے ہی عصر کی نماز کیلئے اقامت شروع ہو جائے گی۔ بغیر سنتیں پڑھے، فوراً متصل ہی نماز عصر جماعت سے ہوگی۔

for more books click on link below
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

یہاں دو اقامتیں اور ایک اذان ہے ۔ ان نمازوں میں سب اماموں کے نزدیک سِرّی قراءت ہے یعنی قرأت آہستہ ہوگی ۔ یہاں امام کے ساتھ ظہر اور عصر دونوں کو ملا کر جماعت کے ساتھ پڑھو۔

لیکن آج کل امام مقیم ہوتے ہوئے ان نمازوں کو قصر پڑھتے ہیں ۔ ہم حنفیوں کے نزدیک مقیم کے لیے قصر جائز نہیں۔ لہٰذا نماز اپنے اپنے خیموں میں ہی جماعت کے ساتھ پڑھو۔ ورنہ نماز نہیں ہوگی ۔

دونوں نمازوں کے درمیان نوافل اور سنتیں نہیں پڑھی جائیں گی ۔ یہ یاد رکھو کہ اگر امام سلطان یا اس کا نائب نہیں۔ یا کچھ لوگوں نے اہل وعیال ساتھ ہونے کی وجہ سے اپنے خیموں میں جماعت کی یا اکیلے پڑھی، تو اب جمع بین الصلوٰتین نہیں ۔ یہ لوگ ظہر اور عصر کو اپنے اپنے وقت میں ادا کریں گے۔ اور سنتیں اپنے اپنے محل پر سب پڑھی جائیں گی ۔

امام صاحب کے نزدیک دونوں نمازوں کو اکٹھی پڑھنا صرف سلطان یا اس کے نائب کے پیچھے اقتداء کے ساتھ خاص ہے اور یہ بھی شرط ہے کہ دونوں نمازیں امام کے ساتھ ادا کی جائیں ۔ اگر کسی کی ظہر کی نماز امام کے ساتھ فوت ہو جائے۔ تو وہ قبل از وقت عصر میں شامل نہ ہو۔ وہ نماز عصر کو وقت پر پڑھے گا۔ اب نماز سے فارغ ہو کر بلا توقف امام کے ساتھ مَوقِف کی طرف روانہ ہو جاؤ۔ یعنی عرفات کے میدان میں آ جاؤ۔ وہاں کے وقت وقوف کی نیت کرو۔ یہاں کھڑے ہو کر اللہ سے دعا مانگنا ہے ۔ یہ خاص نزولِ رحمت اور قبولیت کا وقت ہے ۔ اس مجمع میں کتنے ہی اولیاء، عرفاء اور اللہ کے مقبول اور نیک بندے موجود ہیں ۔ ان کے صدقہ میں اللہ تعالیٰ ہماری بخشش فرمائے ۔

کہ بداں را بہ نیکاں ببخشد کریم

یہ عجیب بے مثال با برکت مجمع ہے ۔جس پر خدا کی رحمت کی گھٹائیں جھوم جھوم کر آ رہی ہیں ۔ رحمت کی موسلا دھار بارش ہو رہی ہے ۔تمام میدان عرفات رحمت الٰہی میں غرق ہے ۔ امتیازات کے سب گناہ بہہ گئے۔ کوئی فرق نہیں رہا کہ کوئی کالا ہے یا گورا

for more books click on link below
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

پنجابی ہے یا سندھی۔ بنگالی ہے یا ہندی۔ افغانی ہے یا ایرانی۔ اب نہ نسل کا فرق ہے۔ نہ زبان کا، نہ وطن کا فرق ہے نہ رنگ کا۔ سب خدا کے بندے اور ایک ہی نبی کے اُمتی ہیں۔ سب پر یکساں نزولِ رحمت ہے۔ سب ایک ہی لباس پہنے ہوئے ہیں۔ تمہارا اس مجمع میں شریک ہونا، تمہاری اور تمہاری دعاؤں کی قبولیت کا باعث ہے، اور عظیم سعادت ہے۔

عرفات میں وقوف کا طریقہ

نماز پڑھ کر جمع بین الصّلوٰتین کے بعد بہ نیت وقوف میدانِ عرفات میں داخل ہو، یہاں ٹھہرو۔ اس وقت سے غروبِ آفتاب تک اس میدان سے نہ نکلو کہ یہاں کا وقوف ہی حج کا رکنِ اعظم ہے۔

ایک لحظہ، یہاں کا ٹھہرنا فرض ہے۔ اور غروبِ آفتاب تک ٹھہرنا واجب ہے۔ تمام عرفات مُوقف ہے لیکن زہے سعادت کہ حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلّم کے وقوف کی جگہ وقوف کیلئے تم کو مل جائے۔ مُوقفِ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم، جبلِ رحمت یعنی کوہِ عرفات کے دامن میں ہے وہاں سیاہ پتھروں کا فرش بچھا ہوا اور عرفات کی تمام زمین کے مقابلہ یہ جگہ مرتفع اور بلند ہے۔

تعیّن کے ساتھ نہیں کہا جا سکتا کہ یہاں حضور کے کھڑے ہونے کی جگہ کونسی ہے۔ لیکن اگر ہر ساعت جگہ تبدیل کرتے رہو گے۔ تو اس میں مُوقفِ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلّم میں وقوف کی سعادت بھی حاصل ہو جائے گی لہ اسی مقام پر امام بھی کھڑا ہوتا ہے۔ بہتر ہے کہ امام کے پیچھے رو بہ قبلہ کھڑے ہو، وہاں جگہ نہ ملے تو امام کے دائیں طرف کھڑے ہو جاؤ۔ یہاں بھی جگہ نہ ملے تو امام کے بائیں طرف کھڑے ہو جاؤ۔ یہ امام کے روبرو کھڑے ہونے سے افضل ہیں۔ ورنہ جہاں بھی عرفات میں جگہ ملے سوائے عرنہ کے، کھڑے ہو کر مصروفِ دعا ہو جاؤ۔ پہاڑ پر نہ چڑھو، جیسا کہ عوام کرتے ہیں، یہ بے اصل ہے۔ وقوف میں کھڑا ہونا ضروری نہیں ہے۔ بیٹھ بھی سکتے

لہ شرح [illegible] ۳۵۰ مطبوعہ [illegible] ص ۱۳۶، از ملا علی القاری

for more books click on link below
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

ہو۔ اس کی بھی طاقت نہ ہو تو لیٹ بھی سکتے ہو۔ لیکن مستحب یہ ہے کہ کھڑے ہو کر مصروفِ دعا رہو۔ اور یہ بہتر ہے کہ سر پر کوئی سایہ نہ ہو۔ نہ چھتری کا سایہ ہو نہ شامیانے کا۔

آسمان کے نیچے رہ کر دعا مانگو۔ ہاں، اگر گرمی وغیرہ کی تکلیف سے مجبوری ہے تو معذوری ہے۔ فتح القدیر میں ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ عرفات میں سینہ تک ہاتھ اٹھا کر اور ہاتھوں کو پھیلا کر اس طرح دعا مانگ رہے تھے۔ جیسے کھانا مانگنے والا محتاج ہاتھ پھیلا کر کھانا مانگتا ہے۔ سفر السعادۃ میں ہے کہ سینہ تک ہاتھ اٹھا کر دعا مانگو۔ لیکن انوار البشارۃ میں دعا مانگنے کا یہ طریقہ لکھا ہے کہ بوقت دعا ہاتھوں کو آسمان کی طرف سر سے اونچا پھیلائے۔ آنکھیں بند کئے۔ گردن جھکائے، خشوع اور خضوع کے ساتھ جو پہلو میں یہ، اور جو ڈیروں میں ہیں وہ، سب ہمہ تن صدق دل سے اپنے مہربان رب کریم کی طرف متوجہ رہیں۔ اور میدانِ قیامت میں حسابِ اعمال کے لئے اس کے حضور حاضری کا تصور کریں۔ اس وقت تسبیح، تہلیل، تکبیر، حمد، تلبیہ، ذکر و دعا، توبہ اور استغفار میں ڈوب جاؤ۔ اور کوشش کرو کہ ایک قطرہ آنسوؤں کا ٹپکے۔ کہ دلیلِ اجابت و سعادت ہے، ورنہ رونے کا سا منہ بناؤ۔ کہ اچھوں کی صورت بھی اچھی ہے دعا اور ذکر کے دوران لبیک کی بار بار تکرار کرو۔ سب سے بہتر یہ ہے کہ سارا وقت درود شریف، ذکر و تلاوت قرآن مجید میں گزارو۔ حدیث شریف میں ہے کہ دعا کرنے والوں سے زیادہ پاؤ گے۔

اللہ کے عذاب سے پناہ مانگو۔ کبھی اس کے غضب کی یاد سے دل کانپ جائے۔ کبھی اس کی رحمت کی اُمید میں مرجھایا ہوا دل تازہ اور شگفتہ ہو جائے۔ یوں ہی تضرع اور زاری میں رہو۔ یہاں تک کہ آفتاب غروب ہو جائے۔ اور رات کا ایک لطیف جزو آجائے۔ اس سے پہلے کوچ کرنا منع ہے۔ بعض جلدباز دن ہی سے چل دیتے ہیں۔ ان کا ساتھ نہ دو۔ یہاں اللہ کے سچے وعدوں پر بھروسہ رکھئے تحقیق

for more books click on link below
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

کرو کہ آج میں گناہوں سے ایسا پاک ہو گیا جیسا کہ ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا تھا۔ اب کوشش کرو کہ آئندہ گناہ نہ ہوں۔ حدیث شریف یوں ہے۔

اُدْعُوا اللّٰهَ وَ اَنْتُمْ مُوْقِنُوْنَ بِالْاِجَابَةِ۔ — اللہ سے دعا مانگو اور اسکی قبولیت کا یقین رکھو۔

یعنی جو کچھ بھی مانگو۔ اذعان اور یقین کے ساتھ مانگو۔ اور اللہ تعالیٰ سے خوب مانگو

عرفات کی دُعائیں

اب اس مقام کی مخصوص دعاؤں کا ذکر کیا جاتا ہے۔ جن کا پڑھنا یہاں ثابت ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ کہ عرفہ کے دن کی وہ بہترین دعا کہ جس کو میں نے اور مجھ سے پہلے نبیوں نے پڑھا ہے۔ یہ ہے۔

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَ لَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ؕ[1] — سوائے اللہ وحدہ لا شریک کے کوئی معبود برحق نہیں۔ اسی کے لئے بادشاہت ہے اسی کیلئے حمد ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے

یہ دعا نہیں۔ اللہ کی تعریف اور حمد ہے۔ لیکن اس کو دعا اس اعتبار سے فرمایا کہ کریم کی حمد و ثناء درحقیقت کریم سے سوال اور دعا ہے۔ یا اس لئے اس کو دعا کہا کہ یہ اگلی دعا کیلئے مقدمہ اور تمہید ہے[2] اصل دعا یہ ہے۔

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ؕ — سوائے اللہ وحدہٗ لاشریک کے کوئی معبود برحق نہیں اسی کیلئے بادشاہت ہے اسی کیلئے حمد ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ فِيْ قَلْبِيْ نُوْرًا وَّ فِيْ سَمْعِيْ نُوْرًا وَّ فِيْ بَصَرِيْ — اے اللہ میرے قلب میں روشنی کر۔ میری کان اور میری نگاہ میں نور بخش۔ اے اللہ

---

[1] مشکوٰۃ شریف ... [illegible]

نُوْرًا۔ اَللّٰھُمَّ اشْرَحْ لِیْ صَدْرِیْ وَیَسِّرْ لِیْ اَمْرِیْ۔ — میرے سینہ کو کھول دے اور میرے کام کو آسان کر۔

وَاَعُوْذُبِکَ مِنْ وَسَاوِسِ الصَّدْرِ وَشَتَاتِ الْاَمْرِ وَفِتْنَةِ الْقَبْرِ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنْ شَرِّ مَا یَلِجُ فِی اللَّیْلِ وَشَرِّ مَا یَلِجُ فِی النَّھَارِ وَشَرِّ مَا تَھُبُّ بِہِ الرِّیَاحُ۔[1] — میں سینوں کے وسوسوں سے اور کام کی پراگندگی اور فتنہ قبر سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔ اے اللہ رات کی چیزوں اور دن کی چیزوں کے شروں سے۔ اور زمانہ کی برائیوں جن کو ہوائیں حرکت میں لائیں اس سے پناہ مانگتا ہوں

دوسری حدیث میں ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی اکثر دعا عرفات میں یہ تھی۔ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ یُحْیِیْ وَیُمِیْتُ بِیَدِہِ الْخَیْرُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ۔[2]

اور یہ بھی پڑھو۔

اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ۔ — اللہ سب سے بڑا ہے اللہ ہی کے لئے سب تعریف ہے۔ اللہ سب سے بڑا ہے۔ اللہ ہی کے لئے سب تعریف ہے اللہ سب سے بڑا ہے اللہ ہی کے لئے سب تعریف ہے اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اسی کا تمام ملک ہے اور اسی کیلئے سب تعریف ہے۔

اَللّٰھُمَّ اھْدِنِیْ بِالْھُدٰی وَنَقِّنِیْ بِالتَّقْوٰی وَاغْفِرْ لِیْ فِی الْاٰخِرَةِ وَالْاُوْلٰی۔ — اے اللہ آپ اپنی ہدایت میں سے مجھے ہدایت دیجئے اور پرہیزگاری عطا کرکے مجھے پاک صاف کر دیجئے۔ اور دنیا اور آخرت میں مغفرت کر دیجئے۔[3]

پھر ہاتھ چھوڑ کر بمقدار الحمد شریف خاموش رہو۔ پھر ہاتھ اٹھا کر یہی دعا مانگو

---

[1] حصن حصین ص ۱۳۵ [2] فتح القدیر ص ۱۹۶ - [3] حصن حصین ص ۱۳۵ -

for more books click on link below
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

یہ دعا بھی مانگو۔

اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ تَسْمَعُ کَلَامِیْ وَتَریٰ مَکَانِیْ وَتَعْلَمُ سِرِّیْ وَعَلَانِیَتِیْ وَلَا یَخْفیٰ عَلَیْکَ شَیْءٌ مِّنْ اَمْرِیْ اَنَا الْبَائِسُ الْفَقِیْرُ الْمُسْتَغِیْثُ الْمُسْتَجِیْرُ الْوَجِلُ الْمُشْفِقُ الْمُقِرُّ الْمُعْتَرِفُ بِذَنْبِیْ اَسْئَلُکَ مَسْئَلَۃَ الْمِسْکِیْنِ وَاَبْتَھِلُ اِلَیْکَ اِبْتِھَالَ الْمُذْنِبِ الذَّلِیْلِ وَاَدْعُوْکَ دُعَاءَ الْخَائِفِ الضَّرِیْرِ وَدُعَاءَ مَنْ خَضَعَتْ لَکَ رَقَبَتُہٗ وَرَغِمَ لَکَ اَنْفُہٗ۔ اَللّٰھُمَّ لَا تَجْعَلْنِیْ بِدُعَائِکَ شَقِیًّا وَکُنْ لِیْ رَءُوْفًا رَّحِیْمًا یَا خَیْرَ الْمَسْئُوْلِیْنَ وَیَا خَیْرَ الْمُعْطِیْنَ [1]

اے اللہ آپ میرا کلام سن رہے ہیں، اور میری جگہ اور مکان کو دیکھ رہے ہیں۔ میری پوشیدہ اور علانیہ باتوں کو جان رہے ہیں میرے معاملے سے کوئی شے آپ پر پوشیدہ نہیں میں سختی میں مبتلا ہوں، فریاد کرنے والا اور پناہ کا طلبگار ہوں، ترساں لرزاں ہوں اپنے گناہوں کا معترف ہوں، مسکینوں کی طرح مانگتا ہوں اور گڑگڑاتا ہوں، ذلیل مجرم کی طرح۔ اور میں آپ کو پکارتا ہوں جس طرح ضرر اور مصیبت والا خوفزدہ پکارتا ہے اور اس شخص کی طرح پکارتا ہوں جس کی گردن آپ کیلئے خم ہے اور ناک خاک میں ہے۔ اے اللہ اس دعا میں مجھے محروم نہ فرما آپ میرے لئے بڑے مہربان اور بڑے رحیم ہو جائیے آپ ان سب سے بہتر ہیں جن سے سوال کیا جاتا ہے اور ان سب سے بہتر ہیں جو عطا اور بخشش کرتے ہیں۔

دعائے یہ دعا بھی پڑھو۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ مِنْ خَیْرِ مَا سَاَلَکَ مِنْہُ نَبِیُّکَ مُحَمَّدٌ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاَعُوْذُ بِکَ مِنْ شَرِّ مَا اسْتَعَاذَ مِنْہُ نَبِیُّکَ مُحَمَّدٌ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔

الٰہی میں آپ سے سوال کرتا ہوں۔ ان تمام بھلائیوں کا کہ جن بھلائیوں کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ سے طلب کیا۔ اور الٰہی میں ان شروں سے پناہ مانگتا ہوں کہ جن سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پناہ مانگی۔

---

[1] شرح سفر السعادۃ صفحہ ۳۵ الحزب الاعظم صفحہ ۱۷۵۔

for more books click on link below
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

رَبَّنَا ظَلَمْنَا اَنْفُسَنَا وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخَاسِرِيْنَ ۔ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۔ وَتُبْ عَلَيْنَا اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ۔ رَبِّ اغْفِرْ لِيْ وَلِوَالِدَيَّ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ يَوْمَ يَقُوْمُ الْحِسَابُ ۔

الٰہی ہم نے گناہ کر کے اپنی جانوں پر ظلم کیا ہے اور اگر آپ نہیں بخشیں گے اور نہ مہربانی فرمائیں گے تو البتہ ہم سخت نقصان میں رہیں گے۔ اے اللہ آپ ہم سے قبول فرمائیں اور آپ سننے والے، جاننے والے ہیں۔ اور ہماری توبہ قبول کیجئے آپ توبہ قبول کرنے والے اور رحم فرمانے والے ہیں۔ اے رب مجھے بخش دے اور میرے ماں باپ کو اور سب مسلمانوں کو جس دن حساب قائم ہوگا۔

دعا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عرفات میں یہ پڑھا۔

لَبَّيْكَ اللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ اِنَّمَا الْخَيْرُ خَيْرُ الْاٰخِرَةِ ۔ اَللّٰهُمَّ لَا عَيْشَ اِلَّا عَيْشُ الْاٰخِرَةِ ۔

میں حاضر ہوں۔ اے اللہ میں حاضر ہوں۔ خیر تو آخرت ہی کا خیر ہے۔ اے اللہ آخرت کا عیش ہی تو عیش ہے۔

یعنی دنیا کے عیش کو دوام نہیں۔ آخرت کا عیش طلب کرو کہ وہ دوامی ہے۔

دعا۔ رَبِّ اجْعَلْنِيْ مُقِيْمَ الصَّلٰوةِ وَمِنْ ذُرِّيَّتِيْ رَبَّنَا وَتَقَبَّلْ دُعَاءِ ۔ رَبَّنَا اغْفِرْ لِيْ وَلِوَالِدَيَّ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ يَوْمَ يَقُوْمُ الْحِسَابُ ۔ رَبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِيْ صَغِيْرًا ۔ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِيْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَا اِنَّكَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۔

اے رب میرے مجھ کو نماز کا قائم کرنے والا کر اور کچھ میری اولاد کو۔ اے ہمارے رب ہماری دعا سن لے۔ اے ہمارے رب مجھے بخش دے اور میرے ماں باپ کو اور سب مسلمانوں کو جس دن حساب قائم ہوگا۔ اے اللہ میرے ماں باپ دونوں پر رحم کر جیسا کہ ان دونوں نے بچپن میں مجھ کو پالا۔ اے ہمارے رب ہم کو بخش دے اور ہمارے بھائیوں کو جو ہم سے پہلے ایمان لائے اور ہمارے دل میں ایمان والوں کی طرف سے کینہ نہ چھوڑ۔ اے رب ہمارے بیشک تو نہایت مہربان رحم والا ہے۔

لے ارشاد الساری ص ۱۳۴

for more books click on link below
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

دعا۔ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِوَالِدَيْنَا وَلِمَشَايِخِنَا وَلِأُسْتَاذِيْنَا وَلِأَوْلَادِنَا وَلِأَحْفَادِنَا وَلِإِخْوَانِنَا وَلِأَخَوَاتِنَا وَلِأَعْمَامِنَا وَلِعَمَّاتِنَا وَلِأَخْوَالِنَا وَلِخَالَاتِنَا وَلِسَائِرِ أَقَارِبِنَا وَأَصْحَابِنَا وَأَحِبَّائِنَا وَلِمَنْ لَهُ حَقٌّ عَلَيْنَا وَلِجَمِيْعِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ الْأَحْيَاءِ مِنْهُمْ وَالْأَمْوَاتِ ط إِنَّكَ مُجِيْبُ الدَّعَوَاتِ وَرَافِعُ الدَّرَجَاتِ [1]

الٰہی ہماری بخشش فرما اور ہمارے والدین مشائخ اساتذہ، ہماری اولاد اور اولاد کی اولاد ہمارے بھائیوں، ہماری بہنوں، ہمارے چچا، ہماری پھوپھیوں، ہمارے ماموں ہماری خالاؤں تمام ہمارے عزیز و اقارب، تمام ہمارے دوست احباب اور ہر اس شخص کی جس کا ہم پر کوئی حق ہو، اور تمام مومنین اور مومنات، اور مسلمین اور مسلمات، خواہ ان میں سے زندہ ہوں یا وفات پا گئے ہوں۔ ان سب کو بخش دے اور ان کے درجات بلند فرما۔ کہ آپ دعاؤں کو قبول کرنے والے اور درجے کو بلند فرمانے والے ہیں۔

دعا۔ دعائے آدم علیہ السلام جو نماز طواف کے بعد لکھی گئی ہے اس کو بھی پڑھو۔ اور لبیک بھی اثنائے دعا میں کہتے رہو۔ کہ حالت احرام میں لبیک کہنا افضل عبادات میں سے ہے [2]

مگر کوئی دعا یاد نہ ہو تو درود شریف اور تلاوت میں مشغول رہو۔ دعا کرنے والوں سے زیادہ پاؤ گے۔ بہتر ہے حزب اعظم اپنے ساتھ لے جاؤ۔ اس کی دعائیں پڑھو۔

مادری زبان میں دعا

یہاں تک عربی زبان میں دعائیں لکھی گئیں۔ اب کچھ اپنی مادری زبان میں بھی دعا لکھ لو۔ یہ بھی عربی دعاؤں سے ہی ماخوذ ہیں جس کی جو مادری زبان ہو۔ اسی میں دعا

---

[1] حصن حصین صفحہ ۱۳۵ [2] شرح لباب ملا علی قاری صفحہ ۱۳۶

for more books click on link below
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

مانگے۔

دُعا۔ الٰہی! آپ کی رحمت تک میں نہیں پہنچ سکتا۔ میری پہنچ سے آپ کی رحمت بالاتر ہے۔ لیکن آپ کی رحمت تو مجھ بے کس تک پہنچ سکتی ہے۔ میں خاک مذلت پر گرا ہوا ہوں۔ کوئی اٹھانے والا نہیں۔ گناہوں میں غرق ہوں۔ کوئی نکالنے والا نہیں۔ اے اللہ۔ اپنی رحمت سے میری دستگیری فرما۔ مجھے ان ہلاکت خیز طوفان سے نکال۔ رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَاَنْتَ خَیْرُ الرَّاحِمِیْنَ ○

دُعا۔ الٰہی میرے گناہ بہت بڑے ہیں لیکن آپ کے عفو کے آگے بہت چھوٹے ہیں۔ اے کریم ان کو معاف فرما دے۔ الٰہی آپ آپ ہی ہیں۔ میں میں ہی ہوں۔ میں گناہوں کی طرف بار بار لوٹنے والا ہوں۔ اور آپ رحمت و مغفرت کی طرف بار بار لوٹنے والے ہیں یہ فرماتے ہوئے۔

ایں درگہِ ما درگہِ نا اُمیدی نیست　　صد بار اگر توبہ شکستی باز آ

دُعا۔ الٰہی آپ صرف طاعت والوں پر ہی رحم کریں۔ تو گنہگار کس طرف جائیں۔ الٰہی آپ کی طاعت سے قصداً روگردانی کیا اور گناہوں کی طرف عمداً جھکا۔ آپ کی حجت تمام ہو گئی اور میرے پاس کوئی حجت نہیں رہی۔ آپ غنی ہیں۔ میں فقیر ہوں۔ رحم و کرم فرمایئے۔ اے رحم و کرم فرمانے والے۔ میری نظر کسی عمل پر نہیں۔ صرف آپ کے کرم اور عفو پر ہے۔

دُعا۔ اے اللہ آپ ان سب میں بہتر ہیں کہ جن سے مانگا جاتا ہے۔ اور اے بہتر ان سب میں کہ جن سے اُمید کی جاتی ہے۔ بحرمت اسلام اور بحق محمد علیہ السلام میرے تمام گناہوں کو بخش دیجئے۔ میں بڑا پر اُمید ہو کر یہاں حاضر ہوا ہوں۔ یقین ہے کہ اب میں یہاں سے محروم نہیں جاؤں گا۔

دُعا۔ الٰہی آپ کو اپنے کرم کا واسطہ، آپ کو اپنے جود و سخا کا واسطہ، آپ کو خطاکاروں کی خطاؤں سے درگزر کرنے، بخشش اور عفو کے ساتھ محبت فرمانے کا واسطہ، آپ کو اپنے حبیب کا واسطہ، جن کی توسط سے حضرت آدم علیہ السلام کو معافی ملی۔ ہم

for more books click on link below
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

سب آتی دُور دور از سے طالبِ رحمت ہو کر آئے ہیں۔ ہم نادم ہو کر گناہوں کی بخشش کے لئے آئے ہیں۔ ہمارے وہ بڑے گناہ ہیں کہ آپ کے سوا کوئی معاف نہیں کر سکتا۔ ان کی معافی عطا فرما کر احسان عظیم فرما۔

آپ کے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو بتایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اے ابنِ آدم۔ جب تک تو مجھ سے دعا کرتا رہے گا اور امید کرتا رہے گا۔ میں تیرے گناہوں کو بخشتا رہوں گا۔ میں پرواہ نہیں کرتا۔ اے ابنِ آدم اگر تیرے گناہ آسمان تک پہنچ جائیں اور پھر اگر تو مجھ سے بخشش طلب کرے گا۔ تو میں معاف کر دوں گا۔ اور مجھے کوئی پرواہ نہیں ہو گی۔ اے ابنِ آدم اگر زمین بھر گناہوں کے ساتھ تو میرے پاس آئے گا۔ اس حال میں کہ تو نے کوئی شرک اور کفر نہ کیا ہو۔ تو میں زمین بھر رحمت و مغفرت کے ساتھ تیرے پاس پہنچوں گا۔

دُعا:۔ الٰہی آپ کی مغفرت اور بخشش گنہ گاروں کو ڈھونڈتی ہے۔ مجھ سے زیادہ اس میدان میں کون گنہ گار ہو گا۔ میں شرمسار ہوں۔ لیکن امیدوار ہوں۔ کہ آپ کی رحمت اور مغفرت مجھ جیسے گنہ گار سیاہ کار کو محروم نہیں چھوڑے گی۔ وَ مَنْ یَّخْذُلُکَ فَمَنْ ذَا الَّذِیْ یَنْصُرُکَ۔

دُعا:۔ الٰہی آپ رحم و کرم، جود و سخا، عفو و درگزر میں، مدد اور اعانت میں ہی یکتا ہیں۔ کلمۂ توحید لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ کو بار بار پڑھتا ہوں۔ اس کے ذریعہ مجھے شرکِ خفی اور جلی سے کماحقہ پاک فرما۔ جو مانگوں آپ سے مانگوں، غیر کا محتاج نہ رہوں۔ ہر جگہ غیر سے بے نیاز رہوں۔ آپ ہی کا محتاج رہوں،

دُعا:۔ اے وہ ذات کہ جو سائلوں کی حاجت روائی کرتی ہے۔ اے وہ ذات کہ جو دلوں کے چھپے ہوئے اسرار سے واقف ہے۔ اے وہ ذات کہ جس کے ساتھ کوئی دوسرا شریک نہیں۔ کہ جس کو پکارا جائے۔ اے وہ ذات کہ جس سے اوپر برتر کوئی نہیں کہ جس کی طرف دوڑیں۔ اے وہ ذات کہ جس کا کوئی وزیر نہیں کہ جس کو رشوت دے کر مطلب برآری کی کوشش کریں۔ اے وہ ذات کہ جس کو کثرت سوال سے ناخوشی

for more books click on link below
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

پیدا نہیں ہوتی۔ جیسے کثرت محتاجی سے تنگی نہیں آتی۔ ہم سراپا سوال بن کر آپ کے در پر کھڑے ہیں۔ جھولیاں خالی ہیں۔ ان کو گوہر مراد سے بھر دیجیے۔ تاکہ ہم آپ کے گھر سے نہایت انعامات سے مالا مال ہو کر جائیں۔ دنیا اور دین کی نعمتیں آپ کے در پر ملتی ہیں۔ کس شے کی کمی ہے۔ رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّ فِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّ قِنَا عَذَابَ النَّارِ ۝

دعا:۔ اے اللہ سوال کی کثرت پر آپ کا جود و کرم زیادہ ہوتا ہے اور حاجتوں کی کثرت پر آپ کا فضل و احسان بڑھتا ہے۔ ہم بھی آپ سے عطا اور بخشش کی امید میں آپ کے گھر کی طرف نکلے ہیں۔ آپ کے احسان کے طالب ہیں۔ سائل بن کر ہاتھ پھیلائے ہوئے آپ کے گھر کے سامنے کھڑے ہیں۔ الٰہی ہماری دعا کو قبول فرما۔ اور ہم کو اپنی معرفت، محبت، اپنے رسول کی محبت اور ان لوگوں کی محبت جو آپ سے محبت کریں، عطا فرما۔ جو آپ کی قربت اور نزدیکی بخشیں۔ دین محمدی کو عروج اور دلوں کو اخوت دینی کا مضبوط تعلق عطا فرما۔

دعا:۔ اے اللہ آپ نے حج کے لئے حضرت ابراہیم خلیل اللہ کے ذریعہ دعوت دے کر ہم کو بلایا۔ اور اپنا مہمان خصوصی بنایا۔ اے اللہ جنت میں بھی ہم کو اپنا مہمان خصوصی بنا کر اپنی میزبانی اور نعمتوں سے نوازنا۔

دعا:۔ اے اللہ جب آپ کے بندے کوئی برا کام کرتے ہیں تو آپ حلم فرماتے ہیں۔ مہلت اور ڈھیل دیتے ہیں۔ اور اگر وہ اچھا کام کرتے ہیں تو آپ از راہ فضل و کرم قبول فرماتے ہیں۔ اگر نافرمانی کرتے ہیں تو آپ پردہ پوشی فرماتے ہیں۔ کوئی گناہ کرتا ہے تو آپ معاف فرماتے ہیں۔ جب ہم دعا کرتے ہیں۔ تو آپ سنتے ہیں۔ جب ہم پکارتے ہیں تو آپ خوش ہوتے ہیں۔ جب ہم آپ کی طرف بڑھتے ہیں تو آپ نزدیک تر ہوتے ہیں۔ جب ہم پیٹھ پھیر کر روگردانی کرتے ہیں، تو آپ بلاتے ہیں۔ آپ کیسے اچھے رب کریم ہیں۔ اے کریم ایسا کرم فرما دیجیے کہ ہم روگردانی نہ کریں۔ اپنی ذات کی طرف ایسا متوجہ کر لیجیے کہ توجہ الی الغیر باقی نہ رہے

for more books click on link below
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

اور اپنے قرب خاص میں ایسی جگہ عطا فرمایئے۔ کہ دائمی حضوری نصیب اور حضور بے غیب حاصل ہو جائے۔

دُعا:۔ بار الٰہ۔ آپ نے اپنی کتاب میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرمایا۔

قُلْ لِلَّذِیْنَ کَفَرُوْا اِنْ یَّنْتَھُوْا یُغْفَرْ لَھُمْ۔ (پ ۹ رکوع ۱۹) — اے حبیب ان لوگوں سے فرمایئے کہ جنہوں نے کفر کیا ہے۔ کہ اگر وہ اس سے باز آ جائیں اور کلمہ توحید پڑھ لیں۔ تو جو کچھ اس سے پہلے کیا ہے۔ ہم نے وہ سب معاف کیا۔

کفر کے بعد کلمہ توحید نے جب اللہ تعالےٰ کو راضی کر دیا۔ تو فسق وفجور کے بعد ہمارا کلمہ توحید، اے اللہ آپ کو کیوں نہ راضی کرے گا۔ ہم آپ کے آگے لا الٰہ پڑھ کر اپنے گناہوں سے توبہ کرتے ہیں۔ اے اللہ ہمیں توبہ پر استقامت عطا فرما۔ اور اعمال صالحہ کی توفیق عطا فرما۔ اے اللہ۔ ہم سے آپ راضی ہو جائیں۔ اور ہم کو اپنے حکم تشریعی وتکوینی پر راضی کر دیجئے۔ اور مقام رضا عطا فرمایئے۔ تاکہ وقت موت یٰاَیَّتُھَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّۃُ ارْجِعِیْ اِلٰی رَبِّکِ رَاضِیَۃً مَّرْضِیَّۃً۔ کا خطاب سن کر خوشی میں عالم قدس کی طرف روح پرواز کر جائے۔

دُعا:۔ اے اللہ جب کوئی بندہ غلام آزاد کرتا ہے تو آپ کو اچھا معلوم ہوتا ہے۔ ہم آپ کے بندے ہیں۔ تو آپ کو ہمارا عذاب دوزخ سے آزاد کرنا کیوں نہ اچھا معلوم ہوگا۔ لہٰذا ہم گنہگاروں کو دوزخ سے آزاد فرما دیجئے۔ آپ نے حکم دیا ہے۔ کہ فقراء کو صدقہ دو۔ خیرات کرو۔ تو ہم سے زیادہ فقیر اور نیکیوں میں تہی دست اور مفلس کون ہوگا۔ اور دینے والوں میں آپ سے زیادہ غنی کون؟ اے سخی داتا صرف مغفرت ہی نہیں بلکہ ہم کو اپنے در کے صدقہ اور خیرات اور عطاؤں سے مالا مال کر کے ہاتھ کا بھی غنی اور دل کا بھی غنی فرما دے۔

عرفات وغیرہ یہ مقام قبولیت کے ہیں جب بھی یہاں دُعا کرو تو اوّل وآخر حمد وثناء اور درود شریف پڑھو۔ اور اسی پر ختم کرو۔ اور آخر میں آمین بھی کہو۔ اپنے لیے،

for more books click on link below
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

دوستوں، عزیزوں کے لئے، اور تمام مسلمانوں کے لئے دعا کرو۔ اور اپنی اولاد کے لئے بھی دعا مانگو کہ وہ نماز پر قائم رہیں۔

رَبِّ اجْعَلْنِیْ مُقِیْمَ الصَّلٰوۃِ وَمِنْ ذُرِّیَّتِیْ رَبَّنَا وَتَقَبَّلْ دُعَآءِ ○ رَبَّنَا اغْفِرْلِیْ وَلِوَالِدَیَّ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ یَوْمَ یَقُوْمُ الْحِسَابُ ○ اور یہ دعا پڑھو۔ رَبِّ اغْفِرْلِیْ وَلِوَالِدَیَّ وَلِاُسْتَاذِیَّ ...... آخر تک بہرحال یہ وقت قبولیت ہے۔ پورے اہتمام اور کوشش کے ساتھ دعا کرو۔ روؤ اور آنکھوں سے آنسو بہاؤ۔ کہ خدا کو رونا پسند ہے۔ ایک دو قطرے نہیں۔ بلکہ آنسوؤں کے دریا بہادو اور محبوب کے جمال پر اقرار پر آنسوؤں کے موتی نچھاور کرو۔ اب تو تمنا ہے کہ ہمارے پاس آنسوؤں کے دریا ہوں۔ اور دریا کے دریا آنسوؤں کے بہائیں۔ ع

اے دریغا اشکِ من دریا بدے　　تا نثارِ دلبرِ زیبا بدے

بہرحال خوفِ خدا سے ایک آنسو بھی نکل آیا تو ہمارے لئے موجبِ نجات ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی ایسا مومن بندہ نہیں کہ اللہ کے ڈر سے اس کے آنسو نکلیں۔ اگرچہ مکھی کے سر کے برابر ہی کا ہو۔ اور وہ قلیل آنسو ڈھلک کر اس کے چہرہ پر آجائے۔ تو اللہ اس پر آتشِ دوزخ حرام کر دیتا ہے۔[1] لہٰذا اشکبار آنکھوں اور قبولیت کی امید کے ساتھ خشوع اور خضوع کے ساتھ دعا مانگو۔ غیر اور غیر کے تمام خیالات دل سے نکال دو۔ توحید میں گم ہو جاؤ۔ وحدت کے جلوہ کا تجھ پر اس قدر غلبہ ہو کہ باوجود اس قدر کثرت کے تیری نظر میں کوئی غیر نہ رہے ہر سو تجھ کو خدا ہی خدا کا جلوہ نظر آئے۔ فَاَیْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ (تم جدھر بھی منہ کرو ادھر ہی اللہ ہے) کا منظر تیری آنکھوں میں ہو۔

اس روز اللہ تعالیٰ آسمان دنیا پر نزول فرماتا ہے۔ تمام میدان عرفات تجلیات الٰہی کے انوار سے معمور ہو جاتا ہے۔ اس غایت قرب میں اللہ تعالیٰ سے جو چاہو مانگو۔ بہتر ہے اپنا مستجاب الدعوات ہونا۔ اور جنت بلا حساب و عذاب مانگو۔ اور تمام عالم

---

[1] مشکوٰۃ شریف صفحہ ۲۸۵

for more books click on link below
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

اسلام کی بہتری کے لئے دعا مانگو کہ وہ ملتِ اسلامیہ پر چل کر سربلندی، سرفرازی اور تفوق حاصل کریں۔ گناہوں کو مٹائیں۔ طاعت الٰہی کو قائم کریں۔ اور تمام عالم میں اسلام کا بول بالا ہو۔

عرفہ کے دن کی فضیلت

یہ وہ دن ہے جہاں حاجی کو زمان و مکان کا شرف حاصل ہو رہا ہے۔ جگہوں میں یہ وہ جگہ ہے جہاں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے، اور انبیاء و اولیاء نے اس مقام پر وقوف کیا۔ اور دنوں میں عرفہ کا دن ہے کہ جس کے متعلق رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ جب عرفہ کا دن آتا ہے تو اللہ تعالیٰ آسمان دنیا پر نزول فرماتا ہے۔ یعنی رحمت و کرم کے ساتھ قریب ہوتا ہے۔ اور ملائکہ کے سامنے وقوف کرنے والے بندوں پر فخر اور ناز کرتے ہوئے فرماتا ہے۔ کہ دیکھو میرے بندوں کو کہ میرے پاس پراگندہ بال اور غبار آلود حالت میں لبیک کی آوازیں بلند کرتے ہوئے گریہ اور بکا کی ہچکیوں سے شور مچاتے ہوئے، دور دراز سے آ رہے ہیں۔ میں تم کو گواہ کرتا ہوں کہ میں نے ان سب کو بخش دیا۔ فرشتے عرض کریں گے۔ اے رب فلاں فلاں مرد و عورت بھی موجود ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔ میں نے ان کو بھی بخش دیا[1] ملا علی قاری نے فرمایا هُمْ قَوْمٌ لَا يَشْقٰى جَلِيْسُهُمْ[2] یہ وہ لوگ ہیں جن میں بیٹھنے والا محروم اور بدبخت نہیں رہتا۔

حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عرفہ کے دن جتنے دوزخی آزاد کئے جاتے ہیں۔ کسی اور دن اتنے زیادہ آزاد نہیں ہوتے۔ اسی کے مثل ایک دوسری حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ عرفہ کی شام کو آسمان دنیا پر نزول فرماتا ہے۔ اور پھر فرشتوں کے سامنے تم پر ناز کرتا ہے اور فرماتا ہے۔ یہ میرے پراگندہ حال اور پراگندہ بال بندے میری رحمت اور مغفرت کے اُمیدوار بن کر آئے ہیں۔ لہٰذا میں نے ان کی بخشش کی۔ اگرچہ ان کے

---

[1] مشکوٰۃ شریف، لطائف المعارف۔ [2] مرقات ص۲۳۳۔

for more books click on link below
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

گناہ ریت کے ذرات کے عدد کے برابر ہوں۔ اے میرے بندو۔ یہاں سے جاؤ اس حال میں کہ تم مغفور ہو۔ اور جس کی تم نے سفارش کی وہ بھی مغفور ہے [1]

رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو عرفہ کے دن اپنے کان، آنکھ اور زبان کی حفاظت کرے گا۔ اللہ تعالےٰ اس کی مغفرت فرمائے گا [2]

عرفات میں صادقین کے مختلف احوال

صاحب لطائف المعارف نے موقف میں حاضرین کے مختلف احوال لکھے ہیں کسی پر خوف کا غلبہ ہے۔ کوئی حیا سے شرمسار ہے۔ کسی پر شوق اور تعلق کا غلبہ ہے۔

۱۔ ایک بزرگ فرما رہے ہیں کہ ہائے میری وجہ سے اہل موقف کی بھلائیوں کو رد نہ کیجیو کہ مجھ جیسا بڑا گنہگار ان میں موجود ہے۔

۲۔ حضرت فضیل رحمۃ اللہ علیہ، عرفہ کے دن رو رہے ہیں۔ یہاں تک کہ سورج غروب ہونے لگا۔ تو آپ نے آسمان کی طرف سر اونچا کیا۔ اور کہا۔ ہائے! میرے گناہ اور برائیاں۔ اگرچہ اللہ نے ان سب کو معاف فرما دیا۔ لیکن پھر بھی میں شرمندہ رہوں۔ کہ اس کی نافرمانی کیوں کی۔

۳۔ حضرت فضیل رحمۃ اللہ علیہ، شعیب سے کہہ رہے ہیں۔ اگر تیرا گمان ہے کہ یہاں مجھ سے بڑھ کر برا کوئی دوسرا انسان بھی ہے۔ تو تیرا یہ گمان برا گمان ہے۔

۴۔ بعض کی حیا کا یہ عالم تھا کہ دعا سے خاموش تھے۔ کسی نے کہا۔ آپ بھی آج کے دن کیوں نہیں دعا کرتے۔ تو انہوں نے کہا۔ گناہ کے ذکر سے بھی مجھے اللہ سے حیا آتی ہے۔ کہ کس منہ سے اللہ کے سامنے ہاتھ پھیلاؤں، مجھے شرم آتی ہے یہ کہہ کر زمین پہ گر گئے اور مر گئے۔

۵۔ بعض کے شوق کا یہ عالم تھا کہ کہا۔ اے اللہ، لوگ بدن سے آپ کا قرب حاصل کر رہے ہیں۔ اور میں دل و جان سے آپ کا قرب حاصل کرتا ہوں۔ یہ کہہ کر

---

[1] فتح القدیر ص ...

انتقال کر گئے۔ اور واصل باللہ ہو گئے۔

۶۔ بعض کہہ رہے ہیں، ہائے شوق اس ذات کی لقا کا، کہ جو مجھ کو دیکھ رہا ہے اور میں اس کو نہیں دیکھ رہا۔

۷۔ بعض رجا اور اُمید میں یہ کہہ رہے ہیں۔ کہ جس طرح اہل عرفات اللہ سے گڑگڑا کر مانگ رہے ہیں۔ تو اگر کوئی شخص اس طرح گڑگڑا کر کسی آدمی سے کوئی معمولی چیز مانگے تو کیا وہ اس کو رد کر دے گا؟ ہرگز نہیں۔ تو اللہ کے نزدیک تمام حاجتیں معمولی ہیں۔ وہ کیوں نہ عطا فرمائے گا۔

عرفات سے مزدلفہ کو روانگی

آفتاب غروب ہو جانے کا یقین ہونے کے بعد اب عرفات سے امام کے ساتھ مزدلفہ کو روانہ ہو۔ بہتر ہے کہ مازمین سلہ (بسیغۂ تثنیہ وسکون نا) کے راستہ سے مزدلفہ کو جاؤ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مازمین ہی کے راستہ سے (جو کہ دو پہاڑوں کے درمیان تنگ راستہ ہے) مزدلفہ کو روانہ ہوئے تھے۔ آپ سواری پر سوار تھے۔ آپ فرما رہے تھے۔

اَیُّهَا النَّاسُ عَلَیْکُمْ سَکِیْنَۃٌ — اے لوگو، تم پر لازم ہے کہ سکون و وقار کے ساتھ چلو۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو سکون و وقار بہت محبوب تھا۔

وفد عبد القیس جب بارگاہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوا تھا۔ تو لوگ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھتے ہی اپنی سواریوں سے کود پڑے۔ اور اس طرح انہوں نے اپنے شوق زیارت اور بیقراری کو ظاہر کیا۔ لیکن رئیس قوم اوّل منزل پر گئے۔ غسل کیا، پاکیزہ کپڑے پہنے۔ اور مسجد شریف میں حاضر ہوئے۔ نماز اور دعا سے فارغ ہو کر پھر آہستہ آہستہ خدمت شریف میں حاضر ہوئے۔ حضور کو ان کی یہ وضع بہت پسند آئی

سلہ ترجمہ سفر السعادہ صہ ۲۵۲

for more books click on link below
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

اور فرمایا۔ تم میں دو خصلتیں ہیں۔ جن کو اللہ دوست رکھتا ہے۔ ایک حلم یعنی بردباری دوسری اناوت یعنی آہستگی اور وقار[1]

لہذا وقار اور آہستگی کے ساتھ چلو کہ کسی کو ایذاء نہ ہو۔ ہاں ازدہام سے کہیں خالی جگہ مل جائے تو قدرے تیز رفتاری کے ساتھ چلو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم منیٰ سے عرفات کو ضب کے راستے سے آئے تھے۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم عرفات سے منیٰ کو مزدلفہ ہوتے ہوئے مازمین کے راستے سے واپس ہوئے۔ یہ راستہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی طرح سے بدلا۔ جس طرح حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم عیدگاہ آنے جانے کے وقت میں بدلتے تھے۔ اثنائے راہ میں اجب کوئی فراخ جگہ آ تی تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اونٹنی کی رفتار کو تیز کر دیتے تھے۔ راستہ بھر آپ نے تلبیہ (لبیک) کا ورد رکھا۔ تم بھی ایسا ہی کرو۔ اگر سواری پر ہو تو قریب میں اتر جاؤ۔ اور مزدلفہ میں پاپیادہ داخل ہو۔ عرفات سے جب چلو تو استغفار اور ذکر کی کثرت رکھو۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

اِذَآ اَفَضْتُمْ مِّنْ عَرَفٰتٍ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ۔ (پ ۲ رکوع ۹)

جب تم عرفات سے چلو تو ذکر الٰہی کرو۔

اور دوسری جگہ فرمایا۔

ثُمَّ اَفِيضُوْا مِنْ حَيْثُ اَفَاضَ النَّاسُ وَاسْتَغْفِرُوا اللّٰهَ۔ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ[2] (پ ۲ رکوع ۹)

پھر اے قریشیو، تم بھی وہیں سے پلٹو جہاں سے لوگ پلٹتے ہیں۔

راستہ میں رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم ایک گھاٹی کی طرف چلے گئے۔ استنجا کیا اور ہلکا وضو کیا۔ یعنی نماز کا سا وضو نہیں کیا۔ کچھ صحابہ نے دریافت کیا کہ کیا مغرب کی نماز پڑھنی ہے؟ آپ نے فرمایا۔ نماز آگے ہے۔ یعنی مزدلفہ میں پڑھی جائے گی۔ پھر آپ سوار ہو کر مزدلفہ میں تشریف لائے۔ مزدلفہ پہنچ کر آپ نے وضو کامل کیا اور اذان کا

---

[1] شرح سفر السعادۃ صد ۲۵۲ [2] فتح القدیر

for more books click on link below
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

حکم دیا۔ پھر ایک اقامت کے ساتھ مغرب اور عشاء کی نمازیں ادا کیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہاں رات کو آرام بھی فرمایا۔

مزدلفہ تمام موقف ہے۔ سوائے مُحَسِّر کے (میم کا ضمہ سین مشدد کے کسرہ کیساتھ) یہ ایک وادی کا نام ہے جہاں اصحاب فیل پر اللہ کا عذاب نازل ہوا۔ اس میدان میں وہ سب ہلاک ہو گئے تھے۔ مُحَسِّر کے معنی عاجز کر دینے والے کے ہیں یہاں سے لشکرِ اصحاب فیل آگے نہ بڑھ سکا۔ سب یہاں ہی تھک کر رہ گئے۔ اور سب کے سب ہلاک ہوئے۔ لہٰذا یہ مقام دعا کرنے اور ٹھہرنے کا نہیں۔ بلکہ یہاں سے تیزی سے گذر جانے کا حکم ہے۔ کیونکہ یہ مقام عذاب کا ہے۔

بہتر ہے جب مزدلفہ نظر آئے تو پیدل ہو جاؤ۔ ذکر اور استغفار کرتے ہوئے۔ پاپیادہ داخل ہو۔ اور بہتر ہے کہ پہاڑی کے قریب اترو۔ اس پہاڑی کا نام قُزَح بھی ہے (قُزَح ضم قاف اور فتح زا معجمہ کے ساتھ) اور مشعر حرام بھی۔ اس پہاڑی پر آگ جلنے کا ایک مکان بھی ہے۔ جس کو حضرت آدم علیہ السلام کی بھٹی کہتے ہیں[1] قرآن کریم میں ہے۔

وَاذْكُرُوا اللّٰهَ عِنْدَ الْمَشْعَرِ الْحَرَامِ۔ (پ ۲ رکوع ۹) کہ جب عرفات سے چلو تو مشعر حرام کے پاس خدا کو یاد کرو۔

بعض لوگ سب سے دور منیٰ کے قریب ٹھہرتے ہیں۔ تاکہ سب سے اول منیٰ میں داخل ہو کر رمی کریں۔ ایسا کرنا چاہیئے۔ مجمع کے ساتھ رہو۔ یہاں ہی وقت ذکرِ الٰہی میں گذارو۔ یہاں نزول رحمت ہے۔ یہاں پہنچ کر مغرب اور عشاء کی نماز میں تاخیر نہ کرو جلدی کرنا مستحب ہے۔ کوشش کرو کہ امام کے ساتھ نماز با جماعت ادا کرو۔ یہاں ایک اذان اور ایک اقامت کے ساتھ یکے بعد دیگرے دو جماعتیں ہوں گی۔ پہلے مغرب کی، پھر عشاء کی۔ مغرب کی یہ نماز قضا نہیں۔ بلکہ اس میں ادا ہی کی نیت کرو۔ ان دونوں کے درمیان سنتیں نہ پڑھو۔ عشاء کی نماز کے بعد البتہ مغرب اور عشاء کی سنتیں اور وتر پڑھ لو[2]

---

[1] در مختار۔ [2] حیات القلوب ص ۱۲۱۔

for more books click on link below
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

اگر امام کے ساتھ جماعت نہ ملے اور اپنی قیام گاہ پر جماعت کے ساتھ نماز پڑھو۔ تو وہاں بھی اسی طرح دونوں وقتوں کی نمازوں کو جمع کر کے پڑھو۔ حتیٰ کہ اگر تنہا نماز پڑھو۔ تب بھی دونوں وقتوں کی نمازوں کو جمع کر کے پڑھو۔ یہاں فجر تک رات گزارنا سنت مؤکدہ ہے۔ یہ رات بعض کے نزدیک شب قدر اور شب جمعہ سے بھی افضل ہے کیونکہ یہ رات شرف مکان اور زمان کی جامع ہے۔ مکان کا شرف اس لئے ہے کہ سرزمین حرم ہے۔ اور پھر مشعر حرام۔ اور زمان کا شرف اس لئے کہ شب عید اور ماہ حج کی آخری شب ہے۔ اور مناسب ہے کہ یہ رات تلاوت قرآن، نماز، درود شریف اور استغفار میں بسر ہو۔ اس کی عبادت کا ثواب لیلۃ القدر سے زیادہ ہے۔ یہاں دعا مانگو کہ اللہ تعالیٰ تم سے حقوق العباد کو معاف فرمائے۔ اور جن کے حقوق طلب ہو رہے ہیں ان کو تم سے راضی کر دے۔

یہ بھی دعا کرو۔ دنیا مظالم سے بھر گئی ہے۔ اے اللہ اُن حاکموں کو لا۔ جو عدل و انصاف سے تیری زمین کو بھر دیں۔ تضرع اور زاری کے ساتھ دعا مانگو کہ یہاں قبولیت کا وعدہ ہے[1]

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہاں مزدلفہ میں رات نماز کے بعد صبح تک آرام فرمایا۔ حالانکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت شریفہ تھی۔ کہ آپ رات کو جاگتے اور نوافل پڑھتے تھے۔ بلکہ قیام لیل کی وجہ سے پائے مبارک پر ورم تک ہو گیا لیکن یہاں آپ نے حق بدن اور منشاء امت کی رعایت فرمائی۔ کہ آج وقوف عرفات میں بہت سے لوگ تھک گئے ہوں گے۔ اس لئے رحمۃ للعالمین صلے اللہ علیہ وسلم نے کام لے کر آرام کرنے والوں کو بھی رحمت کا ایک سہارا دے دیا۔ تاکہ وہ قوت حاصل کر کے وقوف مزدلفہ کے لئے تیار ہو جائیں۔ جیسا کہ پہلے ذکر کیا جا چکا ہے۔ کہ اس وقوف کا وقت طلوع فجر صادق سے لے کر طلوع شمس تک ہے۔ اس سے پہلے وقوف کرنا معتبر نہیں۔ اگر وقت کے اندر ایک لمحہ کا بھی وقوف ہو جائے گا تو واجب ادا ہو جائے گا۔ وقوف مزدلفہ

---

[1] درمختار۔ [2] لباب ص ۱۶۹

for more books click on link below
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

واجب ہے۔

آج فجر کی نماز اوّل وقت میں، امام کے ساتھ، اندھیرے میں پڑھنی ہوگی۔ اگر تنہا پڑھو یا اپنی جماعت الگ کرو۔ تب بھی اندھیرے میں ہی پڑھو۔ پھر نماز کے بعد امام کے ساتھ مشعرِ حرام پہاڑی پر وقوف کرو۔ امام پہاڑی پر یا اس کے پیچھے کھڑا ہوگا۔ تم اس کے پیچھے، ورنہ دائیں بائیں جہاں بھی جگہ ملے۔ سوائے محسّر کے قبلہ رو کھڑے ہو کر دعا میں معروف ہو جاؤ[1]

وقوف کے لئے وادیٔ محسّر کے سوا تمام مزدلفہ موقف ہے۔ مزدلفہ میں جہاں چاہو۔ ٹھہرو۔ بہتر ہے مشعرِ حرام پہاڑی کے نزدیک راستہ سے بچ کر اترو۔ اس پہاڑی کا نام قزح بھی ہے۔ جس کے معنی اونچے کے ہیں[2] افضل یہ ہے کہ اس پہاڑ کے اوپر امام کے پیچھے وقوف کرو۔ ورنہ اس کے دامن میں۔ یہ بھی نہ ہو سکے تو جہاں جگہ ملے، وقوف کرو۔ اور بحالت وقوف حمد الٰہی، ثنائے خداوندی، تہلیل و تکبیر، تلبیہ اور درود شریف پڑھنے میں معروف رہو۔ اور ہاتھ اٹھا کر دعا مانگو۔ اس وقوف کا وقت، طلوع فجرِ صادق سے طلوعِ شمس تک ہے۔ اس وقت میں اگر کوئی یہاں سے ہو کر بھی گذر گیا۔ تو وقوف ہو گیا۔

البتہ وقوف کو اتنا لمبا کرنا کہ صبح خوب روشن ہو جائے۔ سنت ہے۔ پھر یہاں سے روانگی ایسے وقت میں ہونی چاہیے جبکہ سورج نکلنے میں دو رکعت نماز کا وقت باقی رہ جائے۔ اگر کسی نے وقوف مزدلفہ ہ کیا تو دم لازم آئے گا۔ لیکن اگر کوئی ضعیف یا مریض ازدحام کے خوف سے وقت سے پہلے ہی یعنی طلوع فجر سے قبل ہی چلا جائے تو اس پر کچھ نہیں۔ اور اگر فجر کے بعد نماز فجر سے پہلے یا سورج نکلنے کے بعد گیا۔ تو بُرا کیا۔ خلاف سنت ہے[3] لیکن گزرو نے ایسا کیا تو کچھ نہیں۔ یہاں لبیک کثرت سے کہو۔ احیاء العلوم میں ہے کہ یہاں یہ دعا بھی پڑھو۔

اَللّٰهُمَّ بِحَقِّ مَشْعَرِ الْحَرَامِ الٰہی بحق مشعر حرام، بیت الحرام، اور

---

[1] لباب ص۱۴۳ ـ [2] عالمگیری ـ [3] شرح سفر السعادۃ ص۲۵۲ ، عالمگیری ـ

for more books click on link below
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

وَالْبَيْتِ الْحَرَامِ وَالشَّهْرِ الْحَرَامِ وَالرُّكْنِ وَالْمَقَامِ اَبْلِغْ رُوْحَ مُحَمَّدٍ مِّنَّا تَحِيَّةً وَّالسَّلَامَ وَاَدْخِلْنَا دَارَ السَّلَامِ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ ۔

شہر الحرام اور رکن اور مقام ہماری طرف سے ہمارے آقا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام پہنچا۔ اور ہم کو جنت میں داخل فرما۔ یا ذا الجلال والاکرام۔

بعض حصین میں ہے کہ تکبیر، تہلیل اور توحید بیان کرو۔ لہٰذا یہ پڑھو۔

اَللّٰهُ اَكْبَرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ ۔

اللہ بہت بڑا ہے۔ اس کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ اکیلا ہے۔ اسکا کوئی شریک نہیں۔

یہ مقام حقوق اللہ کے گناہوں سے پاک ہونے کے بعد حقوق العباد کے گناہوں سے طہارت کی بشارت حاصل کرنے کا ہے۔

اسی لئے مزدلفہ کو مزدلفہ کہتے ہیں۔ کہ زلفہ کے معنی قرب اور جمع کے ہیں[1] اس سے مزید قرب خاص کی طرف اشارہ ہے۔ یہ اللہ کے دربار کی دوسری حاضری ہے۔ یہی وہ مقام ہے جہاں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی دوسری دعا حقوق العباد معاف ہونیکی قبول ہوئی۔ حضرت عباس بن مرداس سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے عرفہ کی شام کو اپنی امت کیلئے دعا کی مغفرت کی۔ تو آپ کو جواب ملا کہ میں نے حقوق العباد کے سوا سب گناہ بخش دیئے۔ میں ضرور مظلوم کا حق لوں گا عرض کیا۔ یارب اگر آپ چاہیں تو مظلوم کو جنت دیں۔ اور ظالم کو بخش دیں۔ شام تک اس کا کوئی جواب نہ ملا۔ جب مزدلفہ میں حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے صبح کی۔ تو اسی دعا کا پھر اعادہ کیا۔ تو اللہ نے آپ کا یہ سوال بھی پورا کر دیا۔ راوی کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہنسے۔ تو حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے عرض کی کہ ہمارے ماں باپ آپ پر قربان ہوں۔ یہ ساعت تو حضور کے ہنسنے کی نہیں۔ کس چیز نے حضور کو ہنسایا۔ اللہ تعالیٰ حضور کو ہمیشہ ہنستا رکھے۔

---

[1] شرح سفر السعادت صد ۲۵۲

for more books click on link below
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

آپ نے فرمایا۔ اللہ کے دشمن ابلیس نے جب جانا کہ میری دعا اللہ نے قبول کر لی۔ اور میری امت کی بخشش ہو گئی۔ تو وہ مٹی لے کر اپنے سر پر ڈال رہا ہے۔ اور پکار رہا ہے۔ ہائے ہلاکت اور وائے افسوس!

اس کی جزع فزع نے مجھ کو ہنسا دیا۔ یہ قبولیتِ دعا کا مقبول مقام ہے، تم بھی خشوع خضوع کے ساتھ دنیا اور آخرت کی بھلائیوں کے لئے دعا کرو۔ یہاں کھڑے ہو کر یہ پڑھو۔

اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ۔	اللہ بہت بڑا ہے۔ اس کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ اکیلا ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں۔

اور یہ دعا بھی مانگو۔

رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّ فِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّ قِنَا عَذَابَ النَّارِ۔	اے رب ہمارے ہمیں دنیا میں بھلائی دے اور ہمیں آخرت میں بھلائی دے اور ہمیں عذابِ دوزخ سے بچا
رَبَّنَا ظَلَمْنَا اَنْفُسَنَا وَ اِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَ تَرْحَمْنَا لَنَکُوْنَنَّ مِنَ الْخَاسِرِیْنَ۔	اے رب ہمارے ہم نے اپنے آپ پر ظلم کیا تو اگر تو ہمیں نہ بخشے اور ہم پر رحم نہ کرے تو ہم ضرور نقصان والوں میں ہوں گے

یہاں والدین مشائخ، اساتذہ، اقرباء احباب اور تمام مومنین کے لئے انہی الفاظ میں دعا کرو۔ جو تم نے عرفات میں کی ہے۔

مزدلفہ میں رات گزارنا سنت مؤکدہ ہے۔

عرفات اور مزدلفہ میں جمع بین الصلوٰتین کا فرق

یہاں اور عرفات کی جمع بین الصلوٰتین میں یہ فرق ہے۔

۱۔ مزدلفہ میں جماعتوں کو جمع کر کے پڑھنا واجب ہے۔ اور عرفات میں سنت ہے۔

۲۔ مزدلفہ میں دونوں نمازوں کو جمع کرنے میں سلطان یا اس کے نائب کے پیچھے نماز پڑھنا

for more books click on link below
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

شرط نہیں۔ لیکن عرفات میں شرط ہے۔ لہٰذا عرفات میں خیموں میں جو امام نماز پڑھائیں گے۔ وہ جمع بین الصلاتین نہیں کریں گے۔ ان کو اپنے اپنے وقت میں نماز پڑھانی ہو گی۔

۳۔ مزدلفہ کی جمع کے لئے جماعت شرط نہیں۔ بلا جماعت منفرد کے لئے جمع واجب ہے لیکن عرفات کی جمع بلا جماعت جائز نہیں۔ اور وہ بھی مشروط ہے۔ کہ سلطان یا اسکے نائب کے پیچھے جماعت ہو۔

۴۔ مزدلفہ میں جمع سے پہلے امام کا خطبہ نہیں۔ لیکن عرفات میں جمع سے پہلے خطبہ ہے۔

۵۔ مزدلفہ میں ایک اقامت ہے۔ عرفات میں دو اقامت۔ یعنی ہر جماعت کے لئے علیحدہ علیحدہ تکبیر ہو گی۔

منیٰ کو روانگی

طلوع شمس سے پہلے جبکہ سورج نکلنے میں تقریباً دو رکعت نماز ادا کرنے کا وقت باقی رہ جائے تو یہاں سے امام کے ساتھ منیٰ کو روانہ ہو جاؤ۔ طلوع شمس تک تاخیر کرنا خلاف سنت ہے۔ امام کے ساتھ چلو۔ حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم مازمین کے راستہ مزدلفہ سے منیٰ کو روانہ ہوئے تھے[1] مازمین دو ہیں۔ ایک عرفات سے مزدلفہ تک۔ دوسرا مزدلفہ سے منیٰ تک۔ مازمین دو پہاڑیوں کے درمیان تنگ راستہ کو کہتے ہیں۔ مزدلفہ سے جب چلو تو یہاں سے سات چھوٹی کنکریاں قریباً کی گٹھلی کے برابر پاک جگہ سے اٹھا لو۔ ان کو دھو کر اپنے پاس رکھو۔ آج دس تاریخ ذی الحجہ کی ہے۔ ان کنکریوں سے رمی جمرہ عقبیٰ کرنا ہے۔ مزدلفہ سے کنکری اٹھانا مستحب ہے۔ لیکن کسی پتھر کو توڑ کر کنکری بنانا مکروہ ہے۔ راستہ بھر دعا، ذکر و درود اور تلبیہ میں مصروف ہو جب وادیٔ محسر میں پہنچو، جو تقریباً پانچ سو پینتالیس ہاتھ ہے[2] تو بہت جلد تیزی کے ساتھ، لیکن ایسی تیزی کے ساتھ گذر جاؤ کہ کسی کو ایذاء

---

[1] شامی ص ۱۸۱ ج ۲ [2] طحطاوی۔

for more books click on link below
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

نہ پہنچے۔ عذابِ الٰہی سے پناہ مانگتے ہوئے اور یہ پڑھتے ہوئے گذر جاؤ۔

اَللّٰھُمَّ لَا تَقْتُلْنَا بِغَضَبِكَ وَ لَا تُھْلِكْنَا بِعَذَابِكَ وَ عَافِنَا قَبْلَ ذَالِكَ۔

الٰہی ہم کو اپنے غضب سے قتل نہ کیجیے اور ہمیں اپنے عذاب سے ہلاک نہ کیجیے اور اس سے پہلے ہمیں عافیت عطا فرما۔

یہ وہ مقام ہے۔ جہاں اصحابِ فیل کو عذاب ہوا تھا۔ اس لئے یہاں سے پناہ مانگتے ہوئے جلدی سے گذر جاؤ۔ جب منیٰ میں پہنچو تو یہ پڑھو۔

اَللّٰھُمَّ ھٰذَا مِنیٰ قَدْ اَتَیْتُھَا وَ اَنَا عَبْدُكَ وَابْنُ عَبْدِكَ اَسْئَلُكَ اَنْ تَمُنَّ عَلَیَّ بِمَا مَنَنْتَ بِهٖ عَلٰی اَوْلِیَاءِكَ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْحِرْمَانِ وَالْمُصِیْبَةِ فِیْ دِیْنِیْ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ ہ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ بَلَّغَنِیْ مِنیٰ سَالِمًا مُعَافًا۔

الٰہی یہ منیٰ ہے میں یہاں آپہنچا ہوں۔ میں آپ کا بندہ ہوں۔ اور آپ کے بندہ کا بیٹا ہوں۔ میں آپ سے یہاں وہ انعام واکرام مانگتا ہوں جو آپ نے یہاں اپنے اولیاء پر انعام واکرام کیا۔ الٰہی میں آپ سے پناہ مانگتا ہوں محرومیوں سے۔ اور دین میں مصیبت سے۔ اے سب رحم کرنے والوں میں زیادہ رحم کرنے والے۔ حمد ہے اس ذات کو جس نے مجھکو منیٰ سلامتی اور عافیت کیساتھ پہنچایا۔

منیٰ اور اسکی عبادات

اب تم مزدلفہ سے منیٰ پہنچ گئے ہو۔ یہاں تین دن قیام کرنا ہوگا۔ یعنی آج دس تاریخ، کل گیارہ تاریخ۔ پرسوں بارہ تاریخ۔ اور اگر تیرہ تاریخ کو بھی ٹھہرو تو اچھا ہے۔ اب یہاں کے قیام میں ہر تاریخ کے مشاغل بیان کئے جاتے ہیں۔

منیٰ میں دس تاریخ ذی الحجہ کے مشاغل

آج کے دن یہاں چار عبادتیں علی الترتیب واجب ہیں۔

for more books click on link below
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

۱۔ جمرہ عقبیٰ کی رمی ۲۔ پھر قربانی ۳۔ پھر حلق ۴۔ پھر طوافِ زیارت

رمی

(اول) مزدلفہ سے روانہ ہو کر آج دس تاریخ کو منیٰ پہنچ کر سب سے پہلے جمرہ عقبہ پر پہنچو۔ جمرہ کی جمع جمار ہے۔ جمار چھوٹی چھوٹی کنکریوں کو کہتے ہیں۔ لیکن منیٰ میں جمارانِ تینوں میناروں کا نام ہے۔ جن پر چھوٹی چھوٹی کنکریاں ماری جاتی ہیں۔ وہ تین ہیں۔ جمرہ اولیٰ، جمرہ وسطیٰ، جمرہ عقبیٰ۔ یہاں تک ہر مقام پر لبیک کہتا رہے گا لیکن آج رمی کے وقت سے لبیک کہنا موقوف ہو جائے گا۔ چونکہ آج کی تاریخ میں کام زیادہ ہے۔ اس لئے فقط ایک ہی جمرہ پر کنکری مارنا ہوگا۔ جس کا نام جمرہ عقبیٰ ہے یہ مکہ مکرمہ کی جانب سے پہلا منارہ ہے۔ اور منیٰ کی حد سے خارج ہے۔ یہ وہ مقام ہے۔ جہاں آنحضرت نے انصار سے بیعت لی تھی۔

یہاں آکر رمی یوں کرو۔ کہ نیچے کی طرف نالہ کے وسط میں اس طرح کھڑے ہو کر داہنی ہاتھ کی طرف منیٰ ہو۔ اور بائیں ہاتھ کی طرف کعبہ ہو۔ پھر اس سے کم از کم پانچ ہاتھ کے فاصلہ پر کھڑے ہو کر انگوٹھے اور شہادت کی انگلی سے کنکری کو جو کھجور کی گٹھلی یا باقلہ کے دانہ کے برابر ہو۔ اس طرح ہاتھ اٹھا کر کنکری مارو کہ بغل کی سفیدی ظاہر ہو جائے۔[۱]

(دوم) بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُ اَكْبَرُ پڑھ کر اس طرح مارو کہ جمرہ کو لگ جائے۔ اگر نہ لگے لیکن تین ہاتھ سے کم فاصلہ پر گرے تو بھی معتبر ہے۔ اگر تین ہاتھ کے فاصلہ پر گری تو معتبر نہیں۔[۲] اسی طرح سات کنکریاں یکے بعد دیگرے بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُ اَكْبَرُ پڑھ کر مارتے جاؤ۔ پہاڑی کے اوپر کی طرف سے نہ مارو کہ مکروہ تنزیہی ہے۔ بلکہ وادی یعنی نالہ میں کھڑے ہو کر مارو۔ اور افضل ہے کہ سوار ہو کر مارو۔ اگر کنکری گر جائے تو یہاں سے نہ اٹھاؤ کہ یہاں سے اٹھانا مکروہ ہے۔ جو یہاں

---

[۱] لباب صفحہ ۱۵ [۲] درمختار

for more books click on link below
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

کنکریاں پڑی رہ گئی ہیں وہ نامقبول ہیں۔ لہٰذا زیادہ کنکریوں کا انتظام رکھو۔
کسی پتھر کو بھی توڑ کر کنکری نہ بناؤ۔ کہ مکروہ ہے۔ یہاں سے یا کسی ناپاک جگہ یا کسی مسجد سے کنکری نہ اٹھاؤ۔ اس کے علاوہ جہاں سے کنکری اٹھاؤ، جائز ہے۔ اور آج کے دن کے لئے بہتر ہے کہ مزدلفہ سے کنکریاں لے کر آؤ۔ اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ تینوں دن کی رمی کیلئے مزدلفہ سے ہی اٹھالو۔ مستحب ہے کہ ان کو دھولو۔
اگر رمی کے لئے بیماری یا ضعف کی وجہ سے نہیں جا سکتا ہے۔ اور معذور ہے تو کوئی دوسرا نائب رمی جار کر سکتا ہے[1] نائب پہلے اپنی طرف سے رمی کرے گا پھر دوسرے کی طرف سے۔ معذور کی طرف سے جو شخص نائب بن کر رمی کرے گا۔ تو اس معذور کا نائب کو حکم کرنا شرط ہے۔ لیکن بے ہوش، چھوٹا بچہ اور مجنون کیطرف سے اس امر کی ضرورت نہیں۔ بلا حکم نیابت جائز ہے[2] آج دس تاریخ کو جمرہ عقبہ کی رمی کر کے فوراً واپس ہو جاؤ۔ دعا کے لئے نہ رکو۔ یہ دعا پڑھتے ہوئے واپس ہو جاؤ۔

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ حَجًّا مَّبْرُوْرًا وَّ ذَنْبًا مَّغْفُوْرًا[3]

کنکری مارنا ہر اس شے سے جائز ہے۔ جو زمین کی جنس سے ہو اور جس سے تیمم جائز ہوتا ہے۔[4] لہٰذا ہیرے سے رمی نہ کرو۔ کیونکہ ہیرے سے تیمم جائز نہیں۔
رمی کے شروع کرنے کے وقت سے ہی تلبیہ موقوف ہو جائے گا۔ اب حاجی مفرد ہو یا قارن ہو یا متمتع۔ لبیک نہیں پڑھے گا۔ لبیک کا وقت ختم ہو گیا۔
مسئلہ: جمرہ عقبہ رمی کا وقت دسویں تاریخ ذی الحجہ، طلوع فجر صادق سے گیارہویں کی فجر تک ہے۔ جس کی تفصیل یہ ہے کہ طلوع آفتاب سے زوال تک مسنون وقت ہے۔ پھر غروب تک وقت مباح ہے۔ اور غروب سے صبح صادق تک وقت کراہت لہٰذا رات میں رمی کرنا مکروہ ہوا۔ لیکن بیمار اور کمزور کو مکروہ نہیں۔ اور عورت کو ستر کی وجہ سے رات میں ہی رمی کرنا افضل ہے۔ خواہ وہ بیمار ہوں یا نہ ہوں۔ بنایہ

---

[1] حیات القلوب صفحہ ۱۴۳ـ [2] لباب [3] حصن حصین [4] درمختار

for more books click on link below
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

کی وجہ سے مرد یا عورت کو نائب بنانا جائز ہے۔ لباب اور اس کی شرح میں ہے۔

وَلَوْ اَخَّرَہٗ اللَّیْلَ کُرِہَ اِلَّا فِیْ حَقِّ النِّسَاءِ وَکَذَا لِلضُّعَفَاءِ ۔

اگر رات تک رمی کو مؤخر کیا تو مکروہ ہے۔ لیکن عورتوں اور کمزوروں کے لئے نہیں۔

رمی کر کے حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم اپنی منزل پر تشریف لے آئے۔ مسجد خیف میں جہاں اب قبہ ہے وہاں رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی قیام گاہ اور منزل تھی۔ یہاں آپ نے خطبہ دیا۔ آپ کی آواز مبارک دور و نزدیک یکساں پہنچ رہی تھی۔ یہ آپ کی آواز مبارک کا معجزہ تھا۔ آپ نے اس خطبہ میں فرمایا۔ پانچوں وقت کی نماز پڑھتے رہنا رمضان کے روزے رکھنا۔ اور اپنے امیر کی اطاعت کرنا۔ جب تک کہ وہ کتاب اللہ کے خلاف حکم نہ کرے۔ اس میں زکوٰۃ اور حج کا ذکر نہیں کیا۔ کہ تمام مسلمانوں پر واجب نہیں ہے۔ صرف اغنیاء اور اہل ثروت پر ہے۔ آپ نے اس خطبہ میں لوگوں سے سوال کیا کہ یہ کونسا مہینہ ہے۔ انہوں نے کہا اللہ اور رسول جانتے۔ آپ خاموش ہو گئے لوگوں کو خیال ہوا کہ شاید آپ اس کا دوسرا نام بتائیں گے۔ پھر آپ نے خود ہی فرمایا کیا یہ ذی الحجہ کا مہینہ نہیں ہے۔ لوگوں نے عرض کیا۔ بیشک ہے۔ پھر آپ نے پوچھا کہ یہ شہر کونسا ہے۔ اور پھر آپ ہی نے فرمایا کیا یہ مکہ شہر نہیں ہے۔ صحابہ نے جواب دیا۔ بے شک یہ مکہ شہر ہے۔ اسی طرح آپ نے دن کے متعلق بھی پوچھا کہ کیا یہ نحر کا دن نہیں ہے۔ صحابہ نے عرض کی۔ بے شک یہ نحر کا دن ہے۔ تو پھر آپ نے فرمایا۔ جیسی کہ اس دن کی حرمت، اس شہر میں، اس مہینہ میں ہے۔ اسی طرح تمہارے خون، تمہارے مال اور تمہاری آبروئیں ایک دوسرے پر حرام ہیں۔ آپ نے سفر آخرت کی خبر دے کر سب کو رخصت کیا۔ آپ نے یہ بھی فرمایا کہ میں نے خدا کے احکام تم تک پہنچا دیئے؟ صحابہ نے عرض کیا جی ہاں پہنچا دیئے۔ اسکے بعد آپ نے فرمایا اے اللہ گواہ رہنا۔ پس حاضرین میں جس نے سنا ہے وہ غائبین کو پہنچا دیں۔ اس وجہ سے اس حج کا نام حجۃ الوداع ہے۔

for more books click on link below
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

(۲) قربانی اور اسکے احکام

آج دس تاریخ ذی الحجہ کو رمی جمار سے فارغ ہو کر دوسرا کام قربانی کرنا ہے۔
قربانی کے جانور میں وہی شرائط ہیں جو عیدالاضحیٰ کی قربانی کے ہیں۔ کہ اونٹ پانچ
برس سے کم نہ ہو۔ پورے پانچ برس کا ہو۔ گائے پورے دو برس کی ہو۔ بھیڑ اور بکری
پورے ایک سال کے ہوں۔ یہ قربانی عید کی قربانی نہیں ہے۔ وہ تو صرف مقیم مالدار پر
واجب ہے۔ یہ قربانی تو حج کا شکرانہ ہے، جو مالدار، فقیر، مقیم، مسافر سب پر واجب
ہاں اگر حاجی مفرد ہے تو یہ قربانی مستحب ہے۔ اگرچہ غنی ہو۔ اگر حاجی متمتع یا
قارن ہے تو یہ قربانی واجب ہے۔ اگرچہ حاجی فقیر ہی ہو۔ لیکن اگر غنی حاجی مقیم ہو تو
اس قربانی کے علاوہ عید کی قربانی بھی اس پر واجب ہے۔ فرق عید کی قربانی اور حج
کی قربانی میں یہ ہے کہ یہ غنی فقیر سب پر واجب ہے۔ اور عید کی قربانی فقط غنی پر
واجب ہے۔ فقیر پر نہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ عیدالاضحیٰ کی قربانی اور ہے اور یہ
قربانی اور ہے۔ بہتر ہے کہ اپنے ہاتھ سے خود قربانی کرو۔ جانور کو قبلہ رخ لٹاؤ۔
اور خود بھی قبلہ رُخ کھڑے ہو کر بسم اللہ اللہ اکبر پڑھتے ہوئے اتنی قوت
کے ساتھ چھری پھیرو۔ کہ چاروں رگیں کٹ جائیں۔ اس سے زیادہ نہ کاٹو کہ بلا وجہ
تکلیف دینا ہے۔ جب تک جانور ٹھنڈا نہ ہو جائے۔ کھال اتارنا شروع نہ کرو۔ افضل
یہ ہے کہ بھیڑ بکری گائے وغیرہ کو ذبح کرو۔ اور اونٹ کو نحر کرو۔ نحر کرنے کا طریقہ یہ
ہے کہ اس کو کھڑا کر کے سینہ میں گلے کی انتہا پر تکبیر کہہ کر نیزہ مارو۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ
وسلم نے اسی طرح سے نحر کیا ہے۔ اگر قربانی اچھی طرح سے کر سکتے ہو تو خود کرو۔ یہ
اللہ تعالیٰ سے قرب اور نزدیکی کا ایک فعل ہے چونکہ یہ قربت ہے اور قربات میں بہتر ہے کہ انسان خشوع
اور خضوع کے ساتھ خود ادا کرے لہ

لہ

لہ ۔

for more books click on link below
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

اگر قربانی خود نہیں کر سکتے ہو تو دوسرے کو اپنا نائب بنا دو، وہ قربانی کرے اور خود قربانی کے وقت حاضر رہو۔ قربانی کے وقت یہ دعا پڑھو۔

اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِیْفًا وَّمَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ۔ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ لَا شَرِیْکَ لَهٗ وَبِذٰلِکَ اُمِرْتُ وَاَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ۔ اَللّٰهُمَّ تَقَبَّلْ مِنِّیْ هٰذَا النُّسُکَ قُرْبَانًا لِّوَجْهِکَ وَعَظِّمْ اَجْرِیْ عَلَیْهَا اَللّٰهُمَّ مِنْکَ وَلَکَ بِسْمِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ اَکْبَرُ۔

میں نے اپنا منہ اس خالق کی طرف کیا جس نے زمین اور آسمان پیدا کیئے اور میں مشرک لوگوں میں سے نہیں ہوں۔ یقیناً میری نماز، میری قربانی، میری زندگی اور میری موت اللہ کے لیے ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں۔ اسی کا مجھے حکم دیا گیا ہے۔ اور میں فرماں برداروں میں سے ہوں۔ الٰہی میری طرف سے اس قربانی کو قبول فرما۔ میں نے اس کو آپ کی وجہ جمیل پر قربان کر دیا۔ اور اس پر مجھ کو اجر عظیم عطا فرما الٰہی یہ آپ کی عطا ہے اور آپ کی رضا کے لئے کرتا ہوں بسم اللہ اللہ اکبر۔

حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے یہاں تریسٹھ اونٹوں کو اپنے دست مبارک سے نحر کیا اس میں اپنی عمر مبارک تریسٹھ برس کے تعیق کی طرف اشارہ کر دیا۔ گویا ہر سال پر ایک قربانی ہوئی باقی اونٹوں کو حضرت مولا علی نے نحر کیا۔ قربانی کا جانور جتنا بڑا اور فربہ ہوگا بہتر ہے۔ سب سے بہتر اونٹ ہے، پھر گائے پھر دُنبہ یا مینڈھا۔

اگر آج دسویں تاریخ کو قربانی نہیں کر سکتا ہے۔ تو کل گیارہ اور پرسوں بارہ تک کر سکتا ہے۔ پھر وقت قربانی نہیں۔ اور اگر فقیر ہے تو قربانی کے بدلے میں دس روزے رکھے تین تو حج کے مہینہ میں رکھے۔ لیکن احرام باندھ کر۔ اسے اختیار ہے کہ روزے ملا کر رکھے یا جُدا جُدا۔ بہتر ہے سات آٹھ نو کو رکھے۔ اور سات باقی روزے عشرہ ذی الحجہ کے بعد جہاں چاہے رکھے۔ لیکن گھر پہنچ کر رکھنا بہتر ہے۔

for more books click on link below
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

(۲) حلق کا بیان

آج دس تاریخ کو رمی اور قربانی سے فارغ ہو کر تیسرا کام حلق ہے۔ لہٰذا اب حلق کراؤ یعنی ذبح کے بعد اپنے سر کے تمام بال منڈوا دو۔ یا کتروا لو۔ لیکن منڈانا افضل ہے بلکہ عورت کو بال منڈوانا حرام ہے۔ وہ پورے سر یا کم از کم چوتھائی سر کے بال لمبائی میں ایک پورے کے برابر کاٹ دے چوتھائی سر سے کم کے بال نہ ہوں بلکہ چوتھائی سر کل سر کے حکم میں ہے اس سے کم نہ مرد کو جائز ہے نہ عورت کو بعض عورتیں صرف ایک لٹ کاٹ لینے پر اکتفا کرتی ہیں۔ یہ کافی نہیں ہے اگر مردوں اور عورتوں کے کترے ہوئے یعنی تراشیدہ بال ایک پورے کے برابر نہیں ہیں تو حلق لازم ہوگا۔ اگر پہلے سر منڈا چکا ہے تو بھی استرا پھروانا لازم ہوگا۔

حجامت کے وقت قبلہ رو ہو کر بیٹھو۔ اور حلق کی ابتدا اپنی دائیں جانب سے کراؤ۔ حلق کے وقت تکبیر کہو۔ اور یہ دُعا پڑھو۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى مَا هَدَانَا وَاَنْعَمَ عَلَيْنَا وَقَضٰى عَنَّا نُسُكَنَا۔ اَللّٰهُمَّ هٰذِهٖ نَاصِيَتِيْ بِيَدِكَ فَاجْعَلْ لِيْ بِكُلِّ شَعْرَةٍ نُوْرًا يَّوْمَ الْقِيَامَةِ وَامْحُ عَنِّيْ سَيِّئَةً وَّارْفَعْ لِيْ دَرَجَةً فِي الْجَنَّةِ الْعَالِيَةِ اَللّٰهُمَّ زِدْنِيْ اِيْمَانًا وَّيَقِيْنًا۔ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لِيْ فِيْ نَفْسِيْ وَتَقَبَّلْ مِنِّيْ۔ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ وَلِلْمُحَلِّقِيْنَ وَالْمُقَصِّرِيْنَ يَا وَاسِعَ الْمَغْفِرَةِ آمِيْن ؎

اللہ کی حمد ہے اس پر کہ اُس نے ہمیں ہدایت دی۔ ہم پر انعام کیا اور ہماری عبادت کو پورا کیا۔ اے اللہ۔ یہ میری پیشانی آپ کے دست قدرت میں ہے۔ میرے ہر بال کے عوض قیامت کے روز مجھے نور عطا فرما۔ اور ہر بال کے عوض میری برائی مٹا۔ اور جنت میں مجھے عالی درجہ عطا فرما۔ الٰہی میرے ایمان اور یقین کو زیادہ کر الٰہی میرے نفس میں رحمت اور برکت نازل فرما اور مجھ سے اس عبادت کو قبول کر۔ اے اللہ میری اور تمام حلق کرانے والوں اور قصر کرانے والوں کی بخشش فرما اے وسیع مغفرت کے مالک دُعا قبول فرما

حلق کے وقت بھی تکبیر پڑھو۔ اور اس کے بعد بھی تکبیر پڑھو۔ چونکہ ایام تشریق

؎ حیات القلوب

ہیں۔ بہتر ہے کہ یوں تکبیر کہتے جاؤ۔

اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَ اللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَ لِلّٰہِ الْحَمْدُ۔	اللہ بہت بڑا ہے اللہ بہت بڑا ہے۔ اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں۔ اور اللہ بہت بڑا ہے۔ اللہ بہت بڑائی والا ہے اور تمام تعریفیں اللہ ہی کیلئے ہیں

اس کے بعد والدین مشائخ اور تمام بزرگوں کے لئے دعا کرو۔

سر منڈانے کے بعد احرام سے باہر ہو جائے گا۔ اس لئے حلق سے پہلے ناخن اور لبیں وغیرہ نہ کتروانی چاہئیں۔ اگر حلق سے پہلے ناخن یا لبیں ترشوائیں تو دم لازم آئے گا۔ کیونکہ حلق سے پہلے احرام میں داخل ہے۔ اور احرام میں لبیں تراشنا منع ہے۔ البتہ حلق کے بعد، احرام سے فارغ ہو جانے پر، لبیں اور ناخن ترشوانے کی اجازت ہوگی۔

حلق اور قربانی منیٰ میں سنت ہے۔ اور حدِ حرم میں واجب ہے۔ اگر حدِ حرم سے باہر حلق کرائے گا۔ تو دم لازم آئے گا۔

حلق یا قصر کم از کم چوتھائی سر کا ہونا چاہیئے تاکہ کسی نے تین بال یا چوتھائی سر سے کم کے بال قصر یا حلق کرائے تو اس کے ذریعہ احرام سے باہر نہیں ہوا۔ اگر تین بال کترواکر سلے ہوئے کپڑے پہن لے تو دم لازم ہوگا۔ کیونکہ چوتھائی سر سے کم کا قصر یا حلق کافی نہیں ہوتا۔ کم از کم چوتھائی سر کا قصر یا حلق واجب ہے۔ قصر میں اس بات کا لحاظ رکھو۔ کہ ایک پورے سے زیادہ بڑے بال کٹیں۔ کیونکہ بالوں میں چھوٹے بڑے بھی ہوتے ہیں مگر زیادہ رکھے تو چھوٹے بال بھی پورے کی برابر کٹ جائیں گے۔

حلق کے بعد حاجی تمام باتوں سے حلال ہو جائے گا۔ کہ جن چیزوں کو احرام نے حرام کردیا تھا۔ اس سوائے عورت سے جماع اور اس کے لوازمات یعنی بوسہ وکنار وغیرہ کے۔ کہ یہ اب بھی حرام ہیں۔ البتہ طوافِ زیارت کے بعد عورت بھی حلال ہو جائے گی۔ اور اگر عمرہ کا احرام ہے تو حلق کے بعد ہی عورت حلال ہو جائے گی۔

حج کا حلق منیٰ میں اور عمرہ کا حلق مکہ معظمہ میں سنت ہے۔ اور حد حرم میں واجب [illegible] فضل ہے۔ اس وجہ سے

for more books click on link below
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

کہ حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے حلق کرانے والوں کے لئے۔ اَللّٰھُمَّ ارْحَمِ الْمُحَلِّقِیْنَ (الٰہی حلق کرانے والوں پر رحم فرما) تین دفعہ فرمایا۔ اور کتروانے والوں کو صرف ایک مرتبہ فرمایا۔ اور خود بھی حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے حلق ہی کرایا۔ تیسرے قرآن کریم میں بھی، حلق کرانے والوں کا ذکر پہلے ہے۔ آیہ کریمہ کے الفاظ یہ ہیں۔ مُحَلِّقِیْنَ رُءُوْسَکُمْ وَ مُقَصِّرِیْنَ۔ اس آیت میں حلق کرانے والوں کے ذکر کو مقصرین پر مقدم فرمایا۔ اور تقدیم ذکر سے افضلیت ثابت ہوتی ہے۔

نحر کے بعد رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حجام کو طلب کیا۔ جن کا نام معمر بن عبداللہ تھا۔ انہوں نے جب استرا ہاتھ میں لیا تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے رخ کی طرف دیکھا اور فرمایا۔

اے معمر۔ اللہ کے رسول نے تجھ کو اس امر پر قدرت دی کہ انہوں نے (اپنا سر اور) اپنے کان کی لوؤں کو تیرے آگے کر دیا۔ اس حال میں کہ تیرے ہاتھ میں استرا ہے۔ یعنی ہوشیار ہو اور اس نعمت کی قدر جان۔ اور حلق کر۔

حضرت معمر نے کہا۔ بیشک اللہ کا یہ مجھ پر بہت بڑا احسان ہے۔ آپ نے فرمایا بیشک ایسا ہی ہے۔ پھر آپ نے دائیں طرف اشارہ فرمایا۔ کہ دائیں طرف سے ابتدا کرو۔ جب وہ دائیں طرف کے حلق سے فارغ ہوئے تو آپ نے حضرت ابو طلحہ انصاری کو بلا کر یہ موئے مبارک ان کو عطا فرما دیئے۔ تاکہ وہ اپنے پاس بطور تبرک رکھیں۔ پھر بائیں طرف کے بالوں کا حلق کرایا۔ اور اس طرف کے بال بھی حضرت ابو طلحہ انصاری کو دے دیئے اور فرمایا کہ ان کو لوگوں میں تقسیم کر دیں۔ؔ

تورپشتی نے کہا ہے کہ یہ بال اس لئے تقسیم کئے گئے تاکہ ان کی برکت باقی رہے۔ اور حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی یاد قائم رہے۔ اس میں بھی وفات شریف کے قرب کی طرف اشارہ ہے۔ ابو طلحہ کی تخصیص اور مزید التفات کی وجہ میں شاید اس طرف اشارہ ہو کہ لحد مبارک اور اس کے لئے کچی اینٹیں بنانے کا کام ان ہی کے ہاتھ سے انجام پذیر ہوا۔ؔ

for more books click on link below
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

ہر ایک صحابی کو ایک ایک بال [illegible] تاکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد لوگوں کے پاس حضور کی یادگار کے طور پر یہ موئے مبارک باقی رہیں۔ عشاق کو تو خوشبو ہی کافی ہے۔ ؎

مرا از زلف تو موئے بسند است　　فضولی می کنم بوئے بسند است

عشاق تو اسی پر وجد کرتے ہیں کہ محبوب کی خوشبو ہی پہنچ جائے۔ چہ جائیکہ موئے مبارک مل جائے۔[1]

اس کے بعد آخر میں حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے انگشتہائے مبارک کے ناخن ترشوائے اور ان کو بھی لوگوں میں تقسیم کر دیا۔[2]

حلق کے وقت بھی اور فارغ ہو کر بھی تکبیر پڑھو۔ والدین اور مشائخ کے لئے دعا کرو۔ بالوں کو دفن کر دینا مستحب ہے۔ ورنہ پاک جگہ پر ڈال دینے میں بھی مضائقہ نہیں قارن اور متمتع کے لئے حلق اور قصر قربانی کے بعد واجب ہے۔[3] اگر قربانی سے پہلے حلق کیا۔ تو دم لازم آئے گا۔ لیکن مفرد کے لئے مستحب ہے کہ قربانی کے بعد حلق کرے اور پہلے بھی کیا تو حرج نہیں۔ افضل ہے کہ حلق دس تاریخ کو ہو۔ قربانی کے تین دن ہیں۔ یعنی دس، گیارہ اور بارہ ذی الحجہ۔ ان کو ایام نحر کہتے ہیں۔ ایام نحر گزر گئے اور قربانی نہ کی تو دم لازم آئے گا۔ اور جب تک حلق نہ ہوگا۔ اسوقت تک وہ تمام چیزیں حلال نہیں ہوں گی۔ جن کو احرام نے حرام کر دیا تھا۔ جب تمام عبادتوں سے فارغ ہو گئے تو اب حلق کرا کر احرام سے نکلنے کا وقت آ گیا۔ حلق کے لئے اگر کوئی حجام یا کوئی دوسرا شخص نہ ملے تو اپنا یا دوسرے کا سر مونڈ سکتا ہے۔

(۴) طوافِ زیارت

آج دس تاریخ کو چوتھا کام طوافِ زیارت ہے۔ یہ طواف حج کا دوسرا رکن ہے جب تک اس کو ادا نہیں کرے گا۔ عورت حلال نہیں ہو گی۔

---

[1] اشعۃ اللمعات [illegible]

for more books click on link below
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

چونکہ حلق کے بعد اب سلے ہوئے کپڑے پہننے کی بھی اجازت مل گئی۔ لہٰذا غسل کر کے سلے ہوئے کپڑے پہن کر مکہ مکرمہ کو روانہ ہو جاؤ۔ وہاں پہنچ کر حج کا یہ رکن یعنی طواف زیارت ادا کرنا ہے۔ اس کے لئے آج کا دن افضل ہے اور افضل ہے کہ قربانی کے گوشت میں سے کچھ کھا کر طواف کے لئے مکہ مکرمہ روانہ ہو۔ مکہ میں پہنچ کر باب السلام سے مسجد حرام میں داخل ہو۔ فضیلت اسی میں ہے کہ آج دس تاریخ کو یہ طواف ادا کر لو۔ ورنہ کل گیارہ اور پرسوں بارہ تاریخ تک کی بھی گنجائش ہے۔ اس کے بعد بغیر عذر تاخیر کریگا تو گناہ ہوگا۔ اور دم لازم آئے گا۔ ہاں، عورت کو اگر حیض ونفاس آگیا تو وہ فراغت تک تاخیر کرے گی۔ بارہ تاریخ تک کی قید نہیں۔ وہ طہارت کے بعد ہی طواف زیارت ادا کرے گی۔ خواہ ایامِ نحر گذر جائیں۔ اس پر تاخیر سے کوئی دم لازم نہیں ہوگا۔

منیٰ میں رمی، ذبح اور حلق کے بعد اب طواف زیارت ادا کرنے کے لئے مکہ شریف میں آنا ہے۔ مسجد حرام میں داخل ہوتے وقت انہی آداب کو بجالاؤ۔ جن کا ذکر پہلے ہو چکا ہے۔ پھر طوافِ زیارت ادا کرو۔ اگر پہلے رمل اور سعی وغیرہ سے فارغ ہو چکے ہو۔ تو اب صرف طواف کرو ورنہ اس طواف کے ساتھ رمل اور سعی بھی ہوگی۔ البتہ اس طواف میں اضطباع نہیں۔ کیونکہ احرام کی چادریں اتار چکا ہے سلے ہوئے کپڑے بدن پر آچکے ہیں۔ طواف سے فارغ ہو کر دو رکعت نمازِ طواف مقامِ ابراہیم پر ادا کرو۔ ملتزم پر لپٹو۔ اور آبِ زمزم خوب پیٹ بھر کر پیو۔ اس طواف کے بعد بیوی بھی حلال ہو گئی۔ یہ طواف حج کا دوسرا رکن ہے۔ اس کو بخیر وعافیت ادا کر لینے کے بعد بحمد اللہ اب حج تمام ہو گیا۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ بِنِعْمَتِہٖ تَتِمُّ الصّٰلِحَاتُ، طواف زیارت سے فارغ ہو کر واپس منیٰ آجاؤ۔ یہاں آکر نماز ظہر ادا کرو۔ حضرت عبداللہ بن عمر، طوافِ زیارت سے فارغ ہو کر منیٰ میں نماز ظہر ادا کرتے تھے۔ اور اس عمل کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی اتباع ظاہر کرتے تھے۔ صحیحین میں ان سے ایسا ہی مروی ہے۔

لیکن مسلم شریف میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کا نماز ظہر مکہ میں ادا کرنا مروی ہے۔ علماء نے فرمایا ہے؟

for more books click on link below
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

ترجیح روایت مسلم کو ہے کہ یہاں دو راوی ہیں۔ یعنی حضرت عائشہ اور حضرت جابر۔ اور صحیحین کی روایت میں صرف عبداللہ بن عمر ہیں۔ لہٰذا دو کو ایک پر ترجیح دی جائے گی۔ اس کے علاوہ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حج کے معاملہ میں زیادہ حفظ و ضبط کا اہتمام فرمایا ہے اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی حضور کے احوال سے زیادہ باخبر اور واقف تھیں۔ نیز رمی کرنا، خطبہ دینا۔ پھر تریسٹھ اونٹوں کا نحر کرنا۔ اور گوشت تقسیم کرنا، پھر سب میں سے تھوڑا تھوڑا گوشت لے کر پکانا، اور اس کو تناول فرمانا، پھر حلق کرانا، پھر کپڑے پہن کر خوشبو لگانا، پھر مکہ میں پہنچ کر طواف کرنا، پھر آب زمزم پینا۔ اتنے کام کرکے پھر واپس آکر منیٰ میں نماز ظہر ادا کرنا، عادتاً ناممکن ہے۔ اور کسی نے اس کو معجزات میں بھی شمار نہیں کیا۔ لہٰذا ضرور آپ نے نماز ظہر مکہ میں ادا کی ہو گی۔ پھر مسجد حرام میں نماز ادا کرنا بھی اعلیٰ و افضل ہے۔ لہٰذا عقلاً نقلاً اس کو ترجیح دی جائے گی۔ کہ آپ نے مکہ میں نماز ظہر ادا کی لیکن بعض علماء نے ترجیح حضرت عبداللہ بن عمر کی روایت کو دی ہے۔ اس بناء پہ نماز ظہر منیٰ میں پڑھی۔ وہ کہتے ہیں کہ حضرت جابر کی حدیث میں اضطراب ہے۔ وہ کبھی کہتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے طواف کو رات تک مؤخر کیا۔ کبھی کہتے ہیں کہ آخر دن تک۔ کبھی کہتے ہیں کہ دن میں طواف کیا۔ اور حدیث عائشہ میں سماع کی تصریح نہیں۔ اس میں عنعنہ ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمر کی حدیث میں سماع کی تصریح ہے۔ لہٰذا معنعن سے یہ زیادہ قوی ہے۔ صاحب فتح القدیر نے کہا کہ حق یہ ہے کہ حجت میں یہ ہی قوی ہے۔ رہا حرم میں نماز کی فضیلت کا سوال۔ تو اس کا جواب یہ ہے۔ کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے اتباع میں آٹھ تاریخ کو منیٰ میں ظہر، عصر، مغرب اور عشاء اور دوسرے دن صبح کی نماز پڑھنے کو زیادہ فضیلت حاصل ہے، بمقابلہ حرم شریف میں نماز پڑھنے کے۔ تو معلوم ہوا کہ اتباع میں نماز پڑھنا، حرم میں نماز پڑھنے سے زیادہ افضل ہے۔ لہٰذا اگر سرکار صلی اللہ علیہ وسلم نے آج طواف کے بعد منیٰ میں ظہر کی نماز پڑھی تو آپ کے اتباع میں منیٰ میں نماز ظہر ادا کرنے میں زیادہ فضیلت ہو گی۔ بہر حال دونوں روایتیں ہیں۔ حسب گنجائش جیسا موقع ہو، عمل کریں۔

for more books click on link below
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

نماز ظہر مکہ میں ادا ہو یا منیٰ میں۔ رات منیٰ ہی میں گذارنی ہے۔ طواف کر کے پھر منیٰ میں واپس آ جاؤ۔ کیونکہ آج رات منیٰ ہی میں آباد کرنا ہے۔ منیٰ کے علاوہ دوسری جگہ رات گذارنا مکروہ ہے۔ کل کی رات بھی یہیں گذارنی ہو گی۔ اور پرسوں کی رات بھی۔ یعنی گیارہویں، بارہویں اور تیرھویں یہ تینوں راتیں منیٰ میں گذارنا سنت ہے۔ لیکن تیرھویں تاریخ کی رات کا گذارنا اس شرط پر مشروط ہے۔ کہ بارہویں تاریخ کو غروب سے پہلے کوچ نہ کرو اور بہتر یہ ہے کہ تیرہویں رات بھی منیٰ میں ہی گذارو۔ کہ یہ افضل ہے۔

منیٰ کے زمانہ قیام میں مواظبت رکھو کہ ہر نماز باجماعت مسجد خیف میں ادا کرو۔ کہ یہ محل انبیاء ہے۔ خصوصًا جہاں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم۔ اس مسجد میں مصلّیٰ ہے۔ وہاں زیادہ نمازیں پڑھو۔

حاصل یہ ہے کہ یوم نحر یعنی دس تاریخ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چار عبادتیں ادا کی ہیں۔ اوّلاً رمی جمرہ عقبیٰ دوسرے قربانی تیسرے حلق چوتھے طواف صدر۔ یہ ترتیب حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک واجب ہے[1] خلاف ترتیب میں دم واجب ہو گا۔ آج دسویں تاریخ کے بعد گیارہ، بارہ بلکہ تیرہ تاریخ کو بھی یہاں رہنا ہے۔ اب ہر دن کی عبادت علیحدہ علیحدہ لکھی جاتی ہے۔ یہاں رہ کر اس محبوب حقیقی کے حسن و جمال کے مشاہدے اور مراقبوں میں راتیں گذارو۔ کہ جس کی تجلیات کے معبود دل کا ذرہ ذرہ بے قرار اور نیم بسمل ہے۔

نمی دانم چہ منزل بود شب جائے کہ من بودم
بہر سو رقص بسمل بود شب جائیکہ من بودم
پری پیکر نگارے، سرو قدے، لالہ رخسارے
سراپا آفت جاں بود شب جائیکہ من بودم

اس قربان گاہ میں شب بیداری کا لطف اٹھاؤ، ذکر الٰہی میں مشغول رہو، اور اس کی راہ میں جان قربان کرنے کا سبق سیکھو۔

---

[1] شرح لباب ملا علی القاری صفحہ ۲۵۶۔

for more books click on link below
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

منیٰ میں گیارہویں تاریخ اور اسکی عبادات

گیارہویں تاریخ کو امام خطبہ پڑھے گا۔ ظہر کی نماز کے بعد اس کو سن کر اب رمی جمار کیلئے پھر تیار ہو جاؤ۔ پہلے دن یعنی دسویں تاریخ کو، صرف ایک جمرہ پر رمی کی تھی۔ وہ بھی زوال سے پہلے پہلے۔ اور آج رمیوں کا جو سلسلہ شروع ہوگا۔ وہ زوال کے بعد سے شروع ہوگا۔ اب تینوں جمروں پر علیحدہ علیحدہ رمی کرنی ہے۔

وارد ہے کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام حضرت اسماعیل علیہ السلام کو ذبح کے لئے لیکر چلے۔ تو ان مقامات پر شیطان نے روکنا چاہا۔ تو آپ پتھر مار کر اس کو ہر مقام سے دفع کرتے رہے۔ بعد میں یہ سنت ہو گیا۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی ذبح گاہ منیٰ میں جانب فوق پر ہے۔ آج گیارہویں تاریخ ذی الحجہ کی ہے۔ اگر کل دس تاریخ کو طواف زیارت نہیں کیا تھا تو آج مکہ مکرمہ پہنچ کر طواف زیارت کر لو، طواف زیارت سے فارغ ہو کر منیٰ میں آجاؤ۔ اور کل طواف کر لیا ہے۔ تو آج منیٰ سے نکلنے کی ضرورت نہیں۔

منیٰ کی عبادت یہ ہے کہ آج بعد زوال تینوں میناروں پر سات سات کنکریاں مارنا واجب ہے۔ یہ تینوں مینارے مکہ اور منیٰ کے درمیان واقع ہیں۔ ان تینوں پہلی الترتیب رمی کرنا ہے۔ یعنی پہلے جمرہ اولیٰ پر، پھر جمرہ وسطیٰ پر اور پھر جمرہ عقبہ پر۔ ترتیب کے خلاف کروگے تو مکروہ ہے۔

علماء کہتے ہیں کہ آج کی رمی کا وقت زوال سے لے کر کل سورج نکلنے تک ہے۔ زوال سے لے کر غروب تک تو مسنون وقت ہے۔ اور رات کو رمی کرنا مکروہ ہے۔ لیکن بوڑھوں، عورتوں اور کمزوروں کے لئے مکروہ بھی نہیں۔

طریقہ رمی یہ ہے۔

رمی جمار

رمی جمار سے پہلے مسجد خیف میں ظہر کی نماز جماعت سے پڑھو پھر امام خطبہ دے

• شرح سفر السعادۃ ص ۲۶۵

for more books click on link below
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

گا۔ اس کو سن کر رمی جمار کے لئے جاؤ۔

جمرہ اولیٰ

سب سے پہلے اس جمرہ پر جو مسجد خیف سے قریب ہے۔ جس کو جمرۂ اولیٰ کہتے ہیں۔ یہاں مکہ کے راستہ کی طرف سے آکر چڑھائی پر چڑھو۔ کیونکہ یہ جگہ بہ نسبت جمرۃ العقبہ کے بلند ہے۔ یہاں رو بہ کعبہ کھڑے ہو کر سات کنکریاں یکے بعد دیگرے تکبیر پڑھ کر، ہاتھ اٹھا کر مارو۔ یہاں سے کنکریاں نہ اٹھائی جائیں۔ کہ یہ نامقبول کنکریاں ہیں۔ بہتر ہے کہ اپنے ساتھ زیادہ کنکریاں رکھو۔ اگر تین سے کم کنکریاں ماریں تو معتبر نہیں۔

اگر تین سے زیادہ ماریں تو معتبر ہے۔ لیکن سات کی تعداد پوری ہونے میں جتنی کنکریاں باقی رہ گئیں تو ہر کنکری کے عوض صدقہ دینا ہوگا۔ جمرہ سے کم از کم پانچ ہاتھ کے فاصلہ پر کھڑا ہو۔ اس سے کم نہ ہو۔ اور ہر کنکری مارتے وقت یوں تکبیر کہو۔ اور یہ دعا پڑھو۔

بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُ اَكْبَرُ رَغْمًا لِّلشَّيْطٰنِ وَرِضًا لِّلرَّحْمٰنِ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ حَجًّا مَّبْرُوْرًا وَّسَعْيًا مَّشْكُوْرًا وَّذَنْبًا مَّغْفُوْرًا

میں کنکری مارنا شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے اللہ بہت بڑا ہے۔ کنکری مارتا ہوں شیطان کو ذلیل کرنے کیلئے اور خدائے رحمٰن کی رضا اور رغبت کیلئے اے اللہ حج کو مبرور بنا۔ اور سعی کو مشکور اور گناہ کو مغفور فرما۔

اور یہ شرط ہے کہ ہر کنکری جمرہ پر گرے۔ یا اس سے ہٹ کر تین ہاتھ سے کم فاصلہ پر گرے۔ اگر تین ہاتھ کے فاصلہ پر بھی گری تو معتبر نہ ہوگی۔ اس رمی سے فارغ ہو کر جمرہ سے کچھ آگے بڑھ جاؤ۔ اور بائیں طرف ہٹ کر، قبلہ رو کھڑے ہو کر اور کندھوں تک ہاتھ اٹھا کر خشوع اور خضوع کے ساتھ اس طرح دعا مانگو کہ ہتھیلیاں قبلہ کی طرف رہیں۔ حمد، درود شریف، تسبیح و تہلیل اور استغفار میں مصروف ہو جاؤ۔ اس دعا میں سورۂ بقرہ پڑھنے کی مقدار تک مشغول رہو۔ یہ نہ ہو سکے تو پون سیپارہ تک۔ اور یہ

for more books click on link below
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

بھی نہ ہو سکے تو کم از کم بیس آیتیں پڑھنے کی مقدار مشغول رہو۔[1]

یہاں اپنے لئے، والدین کے لئے، اپنے اقارب، دوستوں اور تمام مسلمانوں کے لئے دعائے مغفرت کرو۔ یہاں حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِلْحَاجِّ وَ لِمَنِ اسْتَغْفَرَ الْحَاجُّ۔ اے اللہ حاجی کی بخشش فرما۔ اور جس کے لئے وہ بخشش اور مغفرت مانگے، اس کی بھی بخشش فرما۔

جمرہ وسطیٰ

اب جمرہ اولیٰ کی رمی اور دعا سے فارغ ہو کر جمرہ وسطیٰ پر جاؤ۔ اس جمرہ پر بھی طریق مذکور رمی کرو۔ یہاں بھی دعا مانگو اور دعا کو پہلے جمرہ کی طرح لمبا کرو۔ اور قبلہ رو ہاتھ اٹھا کر دیر تک مصروف دعا رہو۔ دعا کے بعد اب جمرہ عقبہ پر آؤ۔

جمرہ عقبہ

جمرہ عقبہ پر بھی اسی طریقے سے رمی جمار کرو۔ جیسا کہ دسویں تاریخ کو یہاں کیا تھا رمی کے بعد دعا کے لئے یہاں نہ ٹھہرو۔ رمی کے بعد فوراً پلٹ آؤ۔ لوٹنے کی حالت میں دعا کرتے ہوئے فوراً اپنے مکان پر آ جاؤ۔ اور پابندی کے ساتھ نماز مسجد خیف میں ادا کرتے رہو۔

منیٰ میں آج رات گذارنا سنت ہے۔ اگرچہ علماء نے شب باشی کی مختلف وجوہ بیان کی ہیں۔ لیکن اصل اتباع سنت ہے۔ لہذا آج رات گذارنا بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی متابعت میں سنت ہوا ہے۔

جمرہ عقبہ کی رمی افضل ہے کہ سواری پر ہو کیونکہ جن رمیوں کے بعد دعا کے لئے وقوف ہے۔ ان کو پاپیادہ کرنا افضل ہے۔ جیسا کہ پہلی دوسری کنکریں اور جہاں دعا کے لئے وقوف نہیں وہاں سواری پر رمی کرنا افضل ہے جیسے یہاں جمرہ عقبہ پر ٹھہر

---

[1] حیات القلوب ص۱۳۸

for more books click on link below
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

کر دعا نہیں کی گئی۔ جیسا کر دوسرے جمروں پر ٹھہر کر دعا کی گئی۔ اس کی وجہ بھی حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کا عمل ہے۔ کیونکہ اتباعِ سنت مقصود ہے۔ اتباعِ سنت میں اس جمرہ کی رمی سواری پر کرنا افضل ہے۔

حکایت

حضرت ابراہیم بن جراح کہتے ہیں کہ میں امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے مرض الموت میں ان کے پاس حاضر ہوا۔ آپ نے آنکھ کھول کر سوال کیا۔ کہ رمی سواری پر بہتر ہے۔ یا پاپیادہ۔ میں نے کہا۔ پاپیادہ افضل ہے۔ فرمایا۔ غلط ہے۔ پھر عرض کیا، سواری پر افضل ہے۔ فرمایا، غلط ہے۔ پھر خود ہی جواب دیا کہ جس رمی کے بعد دعا کے لئے وقوف ہے۔ اس میں پاپیادہ ہونا افضل ہے۔ اور جس رمی کے بعد دعا کے لئے وقوف نہیں۔ مثل جمرہ عقبہ کے، اس میں سواری پر رمی کرنا افضل ہے۔

میں اٹھ کر ان کے پاس سے روانہ ہوا۔ ابھی دروازہ پر بھی پہنچا تھا۔ کہ وفات ہو گئی۔ میں نے ان کی علمی حرص اور انہماک پر تعجب کیا[1]

بارہ تاریخ اور اس دن کی عبادت

آج بارہ تاریخ ہے۔ کسی نے طوافِ زیارت نہیں کیا ہے تو مکہ مکرمہ جاکر طوافِ زیارت کر آؤ۔ آج بھی موقعہ ہے۔ آج کے بعد بلا عذر طوافِ زیارت میں تاخیر کرنا جائز نہیں۔ آج بھی تینوں جمروں پر زوال کے بعد، نماز ظہر سے فارغ ہو کر رمی کرنا واجب ہے۔ اسی طریقہ پر جس طرح کل رمی کی تھی۔

ان تینوں جمروں پر رمی کا وقت مسنون زوال سے لے کر غروب آفتاب تک ہے۔ اور غروب سے طلوع فجر تک وقتِ مکروہ ہے۔ جب صبح نکل آئی تو ادا کا وقت فوت ہو گیا۔ اب قضا اور دم دونوں اس پر لازم ہیں۔ قضا کا وقت بھی تیرہ تاریخ کے غروب تک ہے۔ پھر وہ بھی ختم ہے۔ لیکن دم لازم رہے گا۔

---

[1] اشعۃ اللمعات ص ۲۰۷

for more books click on link below
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

خوفِ ازدحام کی وجہ سے وقت مکروہ میں رمی جمار کرسکتا ہے۔ خاص کر ضعیفوں اور عورتوں کے لئے رمی رات میں مکروہ نہیں۔ بلکہ عورتوں کے لئے تو رات ہی کو افضل ہے۔ یعنی لوگ آج بارہ تاریخ کو رمی سے فارغ ہو کر مکۂ مکرمہ کو روانہ ہو جاتے ہیں، ان کو اجازت ہے۔ لیکن اگر آفتاب منیٰ میں غروب ہو گیا تو اب رات یہیں گزارو۔ یہاں سے جانا اچھا نہیں۔ اور اگر تیرہ تاریخ کی صبح ہو گئی تو اب بغیر رمی کے جانا جائز نہیں۔ ورنہ دم لازم آئے گا۔

رمی جمار واجب ہے۔ اگرچہ زوال کے بعد نماز ظہر پڑھنے سے پہلے ہی رمی کرسکتا ہے۔ لیکن رمی سے پہلے نماز پڑھ لینا مستحب ہے۔ لہٰذا نماز ظہر پڑھ کر پھر رمی کرو[1]

تیرہویں تاریخ

تیرہ تاریخ کی رمی بھی واجب ہے۔ لیکن اس کے لئے یہ شرط ہے کہ بارہ تاریخ کو رمی سے فارغ ہو کر غروب سے پہلے اگر مکہ مکرمہ نہیں گیا اور تیرہویں کی صبح منیٰ میں ہو گئی تو اب رمی واجب ہے۔ اس کا وقت صبح سے غروب تک ہے۔ لیکن زوال تک وقت مکروہ، اور زوال سے غروب تک مسنون وقت ہے۔

اگر کوئی شخص بارہ تاریخ کو غروب سے پہلے روانہ ہو جائے تو اس روانگی میں اس پر کوئی گناہ نہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

فَمَنْ تَعَجَّلَ فِیْ یَوْمَیْنِ فَلَآ اِثْمَ عَلَیْهِ وَ مَنْ تَاَخَّرَ فَلَآ اِثْمَ عَلَیْهِ۔ (پ۲ رکوع ۹)

جو عید کے دن کے بعد سے منیٰ میں دو دن رہ کر جلدی کرکے مکہ چلا گیا۔ تو اس پر کوئی گناہ نہیں اور جس نے تاخیر کی اور تیرہ تاریخ تک ٹھہرا رہا۔ اس پر بھی کوئی گناہ نہیں۔

لیکن افضل یہ ہے کہ تیرہ تاریخ کو بھی منیٰ میں قیام کرکے بدستور سابق زوال کے بعد

---

[1] حیات القلوب صفحہ ۱۴۳۔

for more books click on link below
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

رمی جمار کرکے پھر مکۂ مکرمہ کو روانہ ہو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی تیرہ تاریخ تک منیٰ میں قیام فرمایا تھا۔ لہٰذا بہتر ہے کہ تیرہ تاریخ کو رمی کرنے کے بعد ہی مکۂ مکرمہ کو روانہ ہو۔

ازدہام کی وجہ سے عورتیں یا ضعیف لوگ وقت مسنون یعنی زوال کے بعد رمی نہ کرسکیں۔ تو آج زوال سے قبل ہی رمی کریں۔ کیونکہ آج کی تاریخ میں غروب آفتاب کے بعد رمی کا وقت ختم ہے۔ لہٰذا آج رات کو عورتیں بھی رمی نہیں کرسکتیں۔ اس لئے زوال سے پہلے رمی کرنے کی گنجائش دے دی گئی ہے۔ یاد رہے کہ پہلے دو دنوں میں زوال سے پہلے رمی کرنا صحیح نہ تھا۔ صرف آج اجازت ہے۔ لیکن بلا عذر مکروہ ہے۔ اگر رمی ترک کردی تو دم واجب ہوگا۔

دُعا کیلئے چھ وقوف

حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلّم کے چھ مُوقف ہیں، حج میں، آپ نے دُعا کے لئے وقوف فرمایا۔

۱۔ صفا۔ ۲۔ مروہ۔ ۳۔ عرفہ۔ ۴۔ مزدلفہ۔ ۵۔ جمرۂ اولیٰ کے پاس۔ ۶۔ جمرۂ وسطیٰ کے قریب۔

روانگیٔ مکّہ اور محصّب

اب رمی سے فارغ ہوکر مکۂ مکرمہ کو روانہ ہوجاؤ، کہ وہاں پہنچ کر طواف وداع کرکے وطن جانے کے لئے رخصت ہونا ہے۔ راستہ میں مقام محصّب آئے گا۔ سنّتِ مؤکدہ ہے کہ یہاں ٹھہرو۔ اگرچہ ایک ساعت ہی کے لئے ہو۔ کہ یہ ادنیٰ مرتبہ ہے خود اتر کر ٹھہرو یا سواری ہی کو کچھ دیر روک لو۔ اگر کوئی یہاں نہ ٹھہرا تو ترک سنّت کی وجہ سے بُرا کیا۔ افضل یہ ہے کہ عشاء تک یہاں نمازیں پڑھو۔ تھوڑی دیر عشاء کے بعد سو جاؤ۔ سو کر سُنّت مصطفیٰ میں کچھ دیر نیند کے مزے لے کر پھر مکہ کو روانہ ہو۔

for more books click on link below
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

محصب، جنت المعلیٰ کے قریب ہے۔ لیکن جنت المعلیٰ داخل محصب نہیں۔ محصب، حصباء سے بنا ہے۔ جس کے معنی سنگریزے کے ہیں۔ یہاں کنکریلی پتھریلی زمین ہے۔ محصب دو پہاڑوں کے درمیان میں ہے۔ ایک پہاڑ جنت المعلیٰ کے قریب ہے، اور دوسرا اس کے مقابل ہے۔

اگر تم مکہ سے منیٰ کو روانہ ہو تو بائیں ہاتھ پر جب تم بطن وادی سے پڑھو گے تو چڑھائی پر دونوں پہاڑوں کے درمیان ہی سے محصب شروع ہو جاتا ہے۔ محصب مکہ اور منیٰ کے درمیان میں ہے۔ یہاں سنگریزے کثرت سے ہیں۔ اس کو بطحاء اور ابطح بھی کہتے ہیں۔ اس کے قرب کی وجہ سے مکہ کو بھی بطحا کہتے ہیں۔ اور خیف بنی کنانہ بھی کہتے ہیں۔

محصب وہ مقام ہے کہ قریش اور بنی کنانہ نے یہاں باہم حلف اٹھایا تھا کہ بنی ہاشم اور بنی عبدالمطلب سے ہم اس وقت تک شادی بیاہ، اور لین دین کا معاملہ نہیں کریں گے۔ جب تک وہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہمارے سپرد نہ کردیں۔ یہ کفر پر حلف تھا۔ ایک وہ وقت تھا۔ کہ اعدائے دین کی دشمنی کا یہ عالم تھا۔ اور ایک یہ وقت ہے۔ کہ خدا نے یہ تمام سرزمین اسلام کے زیرنگیں کردی۔ اس لئے محصب میں اتر کر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نمازیں پڑھ کر اور امن کی ایک نیند بھر کر اللہ کا شکریہ ادا کیا ہے۔

لہذا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اتباع میں تم بھی اس نعمت الٰہی پر شکر خداوندی کرو۔ اور خدا کے کمال قدرت کی معرفت حاصل کرو۔ اللہ اللہ! ایک وہ خوف کا زمانہ تھا اور ایک اب یہ اطمینان کا زمانہ ہے کہ بے خوف سوتے ہیں۔ خدا تعالیٰ تو قادر مطلق ہے کہ خوف کو امن سے بدل دے۔ اس کا لاکھ لاکھ شکر ہے۔

اس لئے خلفائے راشدین نے بھی محصب کے قیام کو باقی رکھا۔ اس لئے کہ حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کا اس مقام کا یہ نزول قصداً تھا نہ کہ اتفاقی۔ امام شافعی فرماتے ہیں کہ یہاں کا ٹھہرنا اتفاقی تھا۔ اس لئے سنت نہیں ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ یہ قصداً تھا۔ لہذا سنت ہے۔

صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے

for more books click on link below
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا۔ کہ کل ہم بنی کنانہ کے خیف میں اتریں گے یعنی محصّب میں۔

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت عبدالوہاب متقی رحمۃ اللہ علیہ نے محصب میں نماز ظہر ادا کی۔ اور تھوڑی دیر سوئے۔ عصر کی نماز پڑھ کر آپ نے کہا چلو۔ اتباع میں اتنی سعادت کافی ہے۔ الحمدللہ حج تمام ہو گیا۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ بِنِعْمَتِہٖ تَتِمُّ الصَّالِحَاتُ پڑھ کر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرو۔ کہ حمد ہے اس ذات کو کہ جس کی نعمت سے تمام نیکیاں درجہ تمامیت تکمیل پہنچ گئیں رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ۔

طوافِ وداع

سوال:۔ طوافِ وداع کسے کہتے ہیں؟ اسکے متعلق بھی کچھ بیان فرمائیں؟

جواب:۔ طوافِ رخصت کو کہتے ہیں۔ حاجی۔ حج وغیرہ سے فارغ ہو کر جب وطن واپس ہونے لگے۔ تو آخر میں بیت اللہ کا طواف کرے۔ اس کو طوافِ رخصت کہتے ہیں۔ بعد طواف بیت اللہ اور ملتزم سے گلے لگ کر رخصت ہو۔ دیوارِ ملتزم (جو کہ دیوارِ کعبہ ہے) کو سینہ سے لگا کر اپنا دایاں رخسار رکھ کر خوب روئے۔ غلافِ کعبہ سے لپٹ کر آنسوؤں کے دریا بہائے۔ اللہ کی حمد و ثناء، تہلیل و تکبیر، درود اور استغفار پڑھے۔ اپنے لئے، اپنے والدین کے لئے۔ اپنے مشائخ اور تمام مسلمانوں کے لئے دعائے مغفرت مانگے اور کہے۔

اَلسَّائِلُ بِبَابِکَ یَسْئَلُکَ مِنْ فَضْلِکَ وَ مَعْرُوْفِکَ وَیَرْجُوْ رَحْمَتَکَ اَللّٰھُمَّ لَا تَجْعَلْہُ آخِرَ الْعَھْدِ مِنْ بَیْتِکَ الْحَرَامِ وَاِنْ جَعَلْتَ فَعَوِّضْنِیْ مِنْہُ الْجَنَّۃَ۔	الٰہی! ایک سائل تیرے دروازہ پر تیرے فضل و احسان کا سوال کرتا ہے اور تیری رحمت کا امیدوار ہے۔ اے اللہ بیت الحرام میں یہ ہماری آخری حاضری نہ کر اور اگر آپ نے ایسا کر دیا ہے تو پھر اسکے بدلہ مجھے جنت عطاء فرما دے۔

for more books click on link below
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

یہ طواف آفاقی حاجیوں کے لیے واجب ہے کتنا ہی قیام کرو۔ جب رخصت ہو تو یہ طواف کرکے رخصت ہو۔ یہ طواف بھی اسی طرح ہوگا۔ جیسے اب تک تمام نفل طواف ادا کیے یعنی اس میں نہ رمل ہے اور نہ اضطباع ہے اور نہ سعی ہے۔ طواف کے بعد فارغ ہوکر مقام ابراہیم پر نماز طواف پڑھے۔ اور چاہِ زمزم پر حاضر ہوکر خوب سیر ہوکر آبِ زمزم پیجئے۔

اور چاہیے تو یہ بھی کرسکتا ہے کہ طواف کے بعد ملتزم پر جانے سے پہلے دو رکعت نماز طواف مقام ابراہیم پر ادا کرلے۔ پھر چاہِ زمزم پر جائے اور خوب سیر ہوکر پیجئے۔ اس کے بعد ملتزم پر حاضر ہوکر خانہ کعبہ سے لپٹ لپٹ کر رو رو کر رخصت ہو۔ اس ترتیب میں خانہ کعبہ سے آخری روانگی ہوگی۔ بیچ میں آبِ زمزم پر جانا اور پینا کوئی چیز بھی مخل نہ ہوگی۔

جب خانہ کعبہ سے رخصت ہوکر حاجی چلے تو کعبہ شریف کی طرف رُخ کرکے اُلٹے پیر چلے، کعبہ کو پیٹھ نہ دے کہ اس میں تعظیم ہے۔ غم فراق میں اشکبار نگاہوں کے ساتھ بیت اللہ شریف کو دیکھتا ہوا چلے۔

مسجد شریف سے باہر باب حزورہ سے نکلے۔ اسی دروازہ سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے۔ یہ دروازہ کعبہ شریف سے مغرب میں ہے۔ اب اس کو باب الوداع کہتے ہیں۔ مکہ مکرمہ کی جانب اسفل، ثنیۃ السفلیٰ ہے۔ جس کو کدی (بضم کاف وبائے مقصر کے ساتھ) کہتے ہیں، اس راستہ سے روانہ ہو۔ مستحب ہے کہ روانگی کے وقت مساکین حرم پر کچھ تصدق کرتا جائے۔ اب ایک حرم کی زیارت سے فارغ ہوگئے، اب دوسرے حرم کا سفر درپیش ہے۔ اللہ تعالیٰ آداب کے ساتھ اس حرم کے برکات سے بھی بہرہ ور فرمائے۔ آمین۔

طواف وداع کرکے چلا، پھر کسی وجہ سے ٹھہر گیا۔ لیکن اقامت کی نیت نہیں کی تو یہ ہی طواف کافی ہوگا۔ روانگی کے وقت پھر طواف کرے تو مستحب ہے تاکہ سب سے آخر طواف ہے[1]

---

[1] ... ۱۱

عورت حیض و نفاس میں ہے تو اس پر یہ طواف نہیں۔

اگر کوئی شخص بغیر طواف وداع چلا گیا۔ اور ابھی میقات سے باہر نہیں ہوا۔ تو واپس آکر طواف کرے۔ اور میقات سے باہر ہو گیا تو دم دے۔ واپس آنے کی ضرورت نہیں اور اگر واپس ہوتا ہے۔ تو عمرہ کا احرام باندھ کر آئے عمرہ ادا کر کے پھر طواف وداع کرے۔ اب اس پر کوئی دم نہیں

حج سے فارغ ہونے کے بعد عمرہ کی اجازت

الحمدللہ کہ حج سے فارغ ہو کر مکہ مکرمہ میں داخلہ کی سعادت حاصل ہوئی۔ اب اگر فوراً ہی وطن واپس جانا ہے تو طواف وداع کر لو۔ ورنہ جب تک یہاں ٹھہرو نفل طواف خوب کرو۔ اور عمرے بھی کر سکتے ہو۔ صرف پانچ دن عمرہ کرنا مکروہ ہے۔ یعنی نو تاریخ، دس تاریخ گیارہ، بارہ اور تیرہ تاریخ ذی الحجہ۔ ان کو ایام تشریق بھی کہتے ہیں۔ ایام تشریق کے بعد سے عمرہ ادا کرنے کی اجازت ہے۔ اپنے لئے، اپنے والدین کے لئے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے، اور جس کے لئے بھی چاہو۔ اور جتنے چاہو عمرے کرو۔ کیونکہ یہ عبادت دوسری جگہ نہیں۔

عمرہ کے بارہ میں آپ کو علم ہو چکا ہے۔ کہ احرام کے ساتھ طواف مع اضطباع و رمل اور سعی کرنے کا نام عمرہ ہے۔ اس کا احرام حرم سے نہیں۔ بلکہ زمین حل سے بندھے گا۔ اور زمین حل میں بھی افضل تنعیم سے احرام باندھنا ہے۔ اور جعرانہ سے بھی باندھ سکتے ہیں۔ تنعیم مکہ سے شمال کی جانب تین میل کے فاصلہ پر ہے۔ اور جعرانہ مکہ سے تقریباً اٹھارہ میل دور ہے۔

مکہ کا قیام اور متعدد کام

سوال :۔ جب مکہ میں رہے تو کیا کرے ؟

جواب :۔ ۱۔ جب مکہ میں رہو تو مسجد حرام میں کثرت سے طواف کرو۔ حضور اکرم صلی

for more books click on link below
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جس نے خاموش، ذکرِ الٰہی کے ساتھ، شدتِ گرمی میں، طواف اس طرح کیا نہ کلام کیا، نہ کسی کو ایذا دی اور ہر شوط پر استلام کیا تو ہر قدم پر ستر ہزار نیکیاں لکھی جائیں گی۔ ستر ہزار گناہ محو ہوں گے اور ستر ہزار درجے بلند ہوں گے۔ لہ

٢۔ مکہ میں خوب صدقہ خیرات کرو۔

٣۔ خوب آبِ زمزم پیو، روزے رکھو۔ کیونکہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے آبِ زمزم کے ہوتے ہوئے کھجور سے افطار کیا ہے لہ لہٰذا افطار کے وقت کھجور اور آبِ زمزم دونوں ہوں تو افطار کھجور سے کرو۔

٤۔ یہاں گناہ سے بچو۔ کہ گناہ بھی نیکیوں کی طرح کئی گنا زیادہ لکھا جاتا ہے۔ جیسا کہ حضرت عبداللہ ابن عباس، حضرت مجاہد اور حضرت امام احمد حنبل کی رائے ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ یہاں بھی اور مقامات کی طرح ایک ہی گناہ لکھا جائے گا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ فَلَا يُجْزٰى اِلَّا مِثْلَهَا۔ لیکن وہ ایک گناہ بھی کیفیت میں بہت بڑا ہو گا۔ مثلاً بادشاہ کے سامنے کا جرم دوسری جگہ سے بڑا ہے۔ بہرحال اس میں کوئی شبہ نہیں۔ کہ یہاں ارادۂ گناہ بھی گناہ ہے۔ اس پر بھی عذاب دیا جائے گا۔ چنانچہ قرآن کریم میں ہے۔

وَمَنْ يُّرِدْ فِيْهِ بِاِلْحَادٍۭ بِظُلْمٍ نُّذِقْهُ مِنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ۔

(پ ۱۷ رکوع ١٠)

یعنی جس نے حرم کے اندر راہ راست سے منحرف ہو کر ظلم یعنی گناہ کا ارادہ کیا۔ تو ہم اسکو دردناک عذاب کا مزہ چکھائیں گے۔

اس بناء پر حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ یہاں عذاب کا دیا جانا صرف ارادہ کرنے پر ظاہر کیا گیا تو گناہوں کے ارتکاب کا عذاب تو اس سے بھی سخت ہوگا۔

حضرت عبداللہ بن عباس سے مروی ہے کہ حرم کی حدود کے اندر غلہ اور اناج کو بند رکھنا، گرانی کی امید پر فروخت نہ کرنا الحاد فی الحرم کے مترادف ہے۔ اسی طرح جھوٹ

لہ مرقات شرح مشکوٰۃ

for more books click on link below
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

بولنا، دھوکا، فریب دینا، چوری کرنا، جیب کاٹنا، نامحرم عورتوں کو دیکھنا، خصوصاً بحالت احرام، سخت عذاب کا مستحق بنتا ہے۔ اور گناہ کر کے حج کو غیر مبرور اور نامقبول بنانا ہے۔ کیونکہ حج مقبول کا یہی نشان ہے کہ اس میں کوئی گناہ نہ ہو۔ اسی طرح مدینہ طیبہ میں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قرب میں گناہ کرنا بھی سزائے شدید کا مستحق بنتا ہے۔ گناہ رحمت سے دُور کرتے ہیں۔ اور یہاں رحمۃ للعالمین کے دربار میں رحمتِ الٰہی سے قریب ہونے کیلئے آیا ہے۔ نہ کہ دُور ہونے کے لئے لہٰذا حرمین شریفین میں گناہ سے بچنے میں بہت اہتمام رکھو۔[1]

۵۔ حطیم اور بیت اللہ میں داخل ہوتے رہو۔ اور جب تک یہاں رہو۔ کم از کم ایک قرآن حطیم میں ختم کر لو۔

۶۔ قبولیت کے وہ پندرہ مقام جو حرم میں ہیں۔ ان پر حاضر ہو کر دعا کرتے رہو۔ ان کا ذکر آگے آتا ہے۔

۷۔ آفاقی کے لئے یعنی باہر سے آنے والے حاجی کے لئے نفل نمازوں سے نفل طواف افضل ہے۔ البتہ بعد نماز صبح ذکرِ الٰہی میں طلوعِ آفتاب تک بیٹھنا، پھر دو رکعت نماز اشراق پڑھ کر اٹھنا، یہ اس وقت کے طواف سے افضل ہے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ کہ اس میں حج اور عمرہ کا ثواب پورا پورا ملتا ہے[2] اس کے علاوہ مسجد حرام میں نماز ادا کرنے کا ثواب بھی ملے گا۔

۸۔ بارش میں طواف کرنا زیادہ فضیلت رکھتا ہے۔ ابنِ ماجہ میں حضرت ابوعقال سے مروی ہے کہ میں نے حضرت انسؓ کے ساتھ بارش میں طواف کیا۔ پھر مقام ابراہیم پر دونوں نے نماز ادا کی۔ اس کے بعد حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجھ سے فرمایا۔ "بس از سرِ نو عمل کر، خدا نے تیرے گناہ بخش دیئے" آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے بھی مجھ سے ایسا ہی فرمایا تھا۔ جبکہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ہمراہی میں بارش میں طواف کیا تھا۔ یہ گناہوں کا غسل ہے[3]

---

[1] حیات القلوب

for more books click on link below
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

۹۔ کعبہ شریف کی طرف صرف دیکھنا بھی عبادت ہے۔ جب تک مکہ شریف میں رہو۔ ایسے مقام پر بیٹھو کہ نظر کعبہ پر رہے۔ اور اسے بہ نیت قربت دیکھو۔ کعبہ کو دیکھتے رہنا اور کعبہ کے قریب رو بہ کعبہ بیٹھنا مستحب ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ رات دن میں بیت اللہ شریف پر ایک سو بیس رحمتیں اترتی ہیں۔ ساٹھ طواف کرنیوالوں پر، چالیس نماز پڑھنے والوں پر، بیس دیکھنے والوں پر،

۱۰۔ کوشش کرو کہ حطیم میں تحت میزاب بیٹھو۔ اور حجر اسود کو چومنا بھی بدون طواف عبادت ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسجد حرام سے باہر نہیں آتے تھے جب تک کہ حجر اسود کا استلام نہیں فرما لیتے تھے، اسی طرح سعید بن جبیر، ابراہیم نخعی، اور طاؤس بن مالک بن انس سے مروی ہے۔

۱۱۔ مسجد شریف میں جب تک بھی حاضر رہو۔ بہ نیت اعتکاف حاضر رہو۔ یہ نفلی اعتکاف ہے۔ یہ ایک ساعت کا بھی جائز ہے۔

۱۲۔ تیرہ تاریخ ماہ ذی الحجہ کے بعد سے یعنی حج سے فراغت کے بعد عمرے کر سکتے ہو تو عمرے بھی کرو، اپنی طرف سے، حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف سے، ماں باپ کی طرف سے جتنے چاہو۔ عمرے ادا کرو۔

۱۳۔ داخلہ بیت اللہ شریف

بیت اللہ شریف میں۔ بغیر رشوت داخلہ ممکن ہو تو ضرور حاضر ہو اس طور پر کہ غسل کرو خوشبو لگاؤ۔ اور اپنی قسمت پہ ناز کرو کہ بیت اللہ شریف کی حضوری نصیب ہو رہی ہے، اللہ تعالےٰ اپنے گھر اسی کو بلاتا ہے جس پر خاص کرم ہوتا ہے۔ لہذا خشوع و خضوع کے ساتھ بیت اللہ شریف میں حاضر ہو۔

اب تو اندر ہے۔ ادب سے سر جھکا ہے۔ نگاہیں نیچی ہیں تجھے داخلے کا شرف حاصل ہو رہا ہے۔ آنکھوں سے آنسو جاری ہیں۔ تجھ کو اللہ نے اپنے گھر میں قرب خاص میں لے لیا ہے۔ تو پھر تو کیوں رو رہا ہے؟

for more books click on link below
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

تو اس کا جواب یہ ہے۔

بلبلے برگ گلے خوش رنگ در منقار داشت

واندراں در برگ ونوا خوش نالہ ہائے زار داشت

گفتمش در عین وصل ایں نالہ وفریاد چیست؟

گفت مارا جلوۂ معشوق ایں کار داشت

ترجمہ:۔ ایک بلبل اپنی چونچ میں، ایک خوش رنگ پھول کی پنکھڑی لیے ہوئے زار زار رو رہی تھی۔ میں نے اس سے کہا عین وصل میں، یہ نالہ و فریاد کیسا؟ کہا۔ مجھ کو جلوۂ معشوق نے یہ شغل دیا۔

فراق کی تمام منزلیں طے کرلیں۔ اب قرب میں وہ بے تابی ہے کہ من و تو کی دوئی بھی برداشت نہیں رہی۔ دل کہتا ہے کہ یہ بھی منزلِ فراق ہے۔ اس دوئی سے بھی آگے گذر۔ اس توحید کے گھر سے ایسا فیضانِ توحید پہنچے کہ انا (میں) ہی مٹ جائے۔ میں بھی نہ رہوں۔ تو ہی تو ہے۔ محبوب رہے۔ اور اس کا کمال۔ محبوب رہے اور اس کا حسن و جمال، عاشق تو فانی ہے۔ فنا ہونا ہی اس کے لئے سزاوار ہے۔ عاشق چاہتا ہے کہ ان انوار میں ایسا گم ہو جاؤں۔ کہ خود اپنی بھی خبر نہ رہے۔

صدقے جاؤں، ربُّ البیت پر، کہ جس نے بذریعہ حضرت ابراہیم علیہ السلام دعوت دے کر بلایا۔ اور اپنے گھر کا مہمان خصوصی بنایا۔ اپنے گھر اور قربِ خاص میں جگہ دی۔ اور عین نعمتوں سے نوازا۔ اس کی مہمان نوازی پر شکر ادا کرتا ہوں۔

بہ ہزار ادب و نیاز آستانہ کی چوکھٹ کو چوم کر، بوسہ دے کر یہ پڑھو۔

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ الْعَظِیْمِ وَ بِوَجْهِهِ الْکَرِیْمِ وَ سُلْطَانِهِ الْقَدِیْمِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ	اللہ کی عظمت والی ذات اور رُخ کریم اور اس کی قدیم سلطنت کے ذریعہ۔ میں شیطان مردود سے پناہ مانگتا ہوں۔ اللہ کے نام کے ساتھ میں داخل ہوتا ہوں۔ اور تمام حمد اللہ ہی کیلئے ہیں۔ الہٰی درود و سلام بھیج حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

for more books click on link below
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

مُحَمَّدٍ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ ذُنُوْبِيْ وَافْتَحْ لِيْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ

اور ان کی آل پر۔ الٰہی میرے گناہ کی بخشش فرما اور مجھ پر اپنی رحمت کے دروازے کھول دے

یہ پڑھ کر اوّل داہنا پیر اندر رکھو۔ واپسی پر اوّل بایاں پیر نکالو۔ اور اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ کی بجائے اَبْوَابَ فَضْلِكَ پڑھو۔

داخلے کے وقت یہ پڑھو۔

رَبِّ اَدْخِلْنِيْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّاَخْرِجْنِيْ مُخْرَجَ صِدْقٍ وَّاجْعَلْ لِّيْ مِنْ لَّدُنْكَ سُلْطٰنًا نَّصِيْرًا۔ (پ۱۵ رکوع ۹)

(اور یوں عرض کرو) اے میرے رب مجھے صدق و صفا کے ساتھ داخل کر اور صدق کے ساتھ باہر لے جا اور مجھ اپنی طرف سے ایسا غلبہ عشق عطا فرما جو میرا مددگار ہو۔

یہ ادب کے خلاف ہے کہ خانہ کعبہ کے اندر جاکر چھت پر نظر ڈالو یا ادھر ادھر دیکھو۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی نظر موضع سجود سے نہ ہٹنے دی۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں، کہ مجھے مسلم سے تعجب ہے کہ بیت اللہ شریف میں داخل ہو کر وہ کس طرح چھت کو دیکھتا ہے اس میں ترکِ تعظیم و ادب ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کعبہ شریف میں داخل ہوئے۔ اور ان کی نظر موضع سجود سے متجاوز نہ ہوئی یہاں تک کہ ان ہی نیچی نگاہوں کے ساتھ باہر تشریف لے آئے۔[1]

نیچی آنکھوں کی شرم و حیا پہ درود
اونچی بینی کی رفعت پہ لاکھوں سلام

مستحب ہے کہ داخل ہو کر حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے مصلّٰی پر کم از کم دو رکعت ادا کرو۔ دروازہ سے داخل ہوتے ہی سیدھے چلے جاؤ۔ یہاں تک کہ سامنے کی دیوار سے تین ہاتھ کے فاصلہ پر رک جاؤ۔ یہ وہ مقام ہے۔ جہاں حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے نماز ادا کی۔ یہ ہی رب البیت جل جلالہ کے محبوب صلے اللہ علیہ وسلم کا مصلّٰی ہے۔ تم بھی یہاں دو رکعت پڑھو۔ یہاں دو چیزیں جمع ہیں۔ حضور کا مصلّٰی ہے۔ اور داخل بیت اللہ ہے۔ اس سے بہتر دنیا میں کونسی جگہ ہو گی۔

---

[1] ضیاء القلوب رواہ۔ ابن المنذر والحاکم

for more books click on link below
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

نماز کے بعد آگے بڑھ کر دیوار کعبہ پر اپنا رخسار رکھ کر اللہ کی حمد و ثنا کرو۔ مغفرت طلب کرو۔ اور درود شریف پڑھو۔ دعائیں مانگو۔ خانہ کعبہ کے چاروں گوشوں یعنی کونوں پر جاؤ ہر ایک گوشہ سے چمٹو لپٹو۔ حمد، تسبیح و تہلیل، تکبیر و استغفار اور درود شریف پڑھکر دعائیں مانگو۔ اپنے لئے والدین کیلئے، تمام مومنین اور مومنات کے لئے بخشش کا سوال کرو۔ حیات القلوب میں ہے۔ ستونوں پر بھی دعا مانگو۔ لیکن ستونوں سے لپٹو نہیں اور معانقہ بھی نہ کرو کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہیں۔[1] بیت اللہ شریف میں داخل ہونے والے کی دعا قبول ہے۔ لہذا جنت بلا حساب بلا عذاب مانگو۔ انشاء اللہ مَنْ دَخَلَهٗ كَانَ اٰمِنًا (جو اس میں داخل ہوگیا وہ امن میں آگیا)۔ کے وعدہ کے مطابق عذاب سے مامون رہو گے۔ حسن خاتمہ نصیب ہوگا۔ یہاں یہ دعا پڑھو۔

اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ وَعَدْتَ الْاَمَانَ لِدَاخِلِ بَيْتِكَ وَاَنْتَ خَيْرُ مَنْزُوْلٍ بِهٖ

اے اللہ۔ آپ نے اپنے گھر میں داخل ہونے کیلئے امان کا وعدہ فرمایا ہے۔ الٰہی۔ آپ ان سب میں بہتر ہیں کہ جن کے گھر میں اترا جاتا ہے

اَللّٰهُمَّ فَاجْعَلْ اَمَانِیْ اَنْ تَكْفِيَنِیْ مُؤْنَةَ الدُّنْيَا وَكُلَّ هَوْلٍ دُوْنَ الْجَنَّةِ حَتّٰی اُبَلِّغَهَا بِرَحْمَتِكَ

الٰہی! آپ مجھے دنیا کی ضروریات کیلئے، اور جنت سے ورے تمام ہول و دہشت کیلئے کافی ہو کر مجھے مامون کر دیجئے۔ یہانتک کہ آپ کی رحمت کے ذریعہ میں جنت میں پہنچ جاؤں۔

یہاں یہ دعا بھی پڑھو۔

اَللّٰهُمَّ كَمَا دَخَلْتَنِیْ بَيْتَكَ فَاَدْخِلْنِیْ جَنَّتَكَ يَا رَبَّ الْبَيْتِ الْعَتِيْقِ اَعْتِقْ رِقَابَنَا وَرِقَابَ اٰبَائِنَا وَاُمَّهَاتِنَا مِنَ النَّارِ يَا عَزِيْزُ يَا جَبَّارُ

الٰہی آپ نے مجھ کو جیسا کہ اپنے گھر میں داخل کیا ہے۔ جنت میں بھی داخل فرمائیے۔ اے بیت عتیق کے رب۔ ہماری اور ہمارے آباء اور امہات کی گردنوں کو دوزخ سے آزاد کیجئے۔

اَللّٰهُمَّ يَا خَفِیَّ الْاَلْطَافِ اٰمِنَّا

اے غالب، اے شکستہ حالوں کو درست کرنے

[1] حیات القلوب صہ ۱۵۵۔

for more books click on link below
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

وَمِمَّا نُخَافُ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ مِنْ خَيْرِ مَا سَأَلَكَ مِنْهُ نَبِيُّكَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ وَتُبْ عَلَيْنَا اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ط

والے، اے حقیقی طور پر لطف وکرم فرمانے والے ہم کو ان چیزوں سے امن دے جن سے ہم خوف زدہ ہیں۔ الٰہی میں ان تمام بھلائیوں کا آپ سے سوال کرتا ہوں جن کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ سے سوال کیا۔ اے رب ہمارے ہم سے قبول فرما بیشک تو ہی سنتا جانتا ہے۔ اور ہم پر اپنی رحمت کیساتھ رجوع فرما۔ بیشک تو ہی بہت قبول کرنے والا مہربان ہے۔

بیت اللہ کا داخلہ جب بھی ہو۔ وہ مستحب ہے۔ البتہ داخلہ مناسک حج میں سے نہیں ہے۔

(۱۴) کسی کو داخلہ نصیب نہ ہو تو حطیم شریف کافی ہے۔ وہ بھی کعبہ شریف ہی کی زمین ہے۔ مستحب ہے کہ جب تک مکہ شریف میں قیام ہو۔ بکثرت جلوس ونشست حطیم ہی میں رکھو۔ نماز، تلاوت قرآن، ذکر وفکر وغیرہ، حاجات یہیں ادا کرو۔ حتی المقدور تحت میزاب رہو۔ کہ یہ بھی محل اجابت ہے۔ اس دیوار کعبہ سے چمٹنا جو میزاب کے نیچے ہے مستحب ہے اور مستجار سے بھی چمٹنا مستحب ہے۔ یہ رکن یمانی کی غربی دیوار کا وہ حصہ ہے۔ جو ملتزم کے مقابل ہے۔ مسجد حرام کی عبادت کو غنیمت سمجھو۔ کیونکہ یہاں ایک لاکھ نیکیوں کا ثواب ملتا ہے۔ اس میں علماء کا اختلاف ہے کہ کہاں ثواب زیادہ ہے؟ اور مسجد حرام کا وہ کتنا حصہ مراد ہے؟ اس میں چار قول ہیں۔

۱۔ قول اول میں یہ ثواب حطیم کے ساتھ خاص ہے۔

۲۔ قول دوم میں یہ ثواب مسجد حرام کے ساتھ خاص ہے خواہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کی اصل مسجد ہو۔ یعنی مطاف یا بعد کی توسیع شدہ مسجد ہو۔ غرضیکہ تمام مسجد برابر ہے۔

۳۔ قول سوم، مکہ کی عام زمین مراد ہے۔ جہاں بھی نماز پڑھے گا۔ یہی ثواب ہے۔ اگرچہ خارج مسجد ہو۔

for more books click on link below
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

۴۔ قول چہارم، تمام ارض حرم مراد ہے۔ لہذا بہتر ہے کہ مسجد حرام میں یعنی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اصل مسجد یعنی مطاف میں نماز ادا کرنے کی کوشش کرو۔

دُعا کی قبولیت کے اوقات اور مقامات

دُعا کی قبولیت کے اوقات مندرجہ ذیل ہیں۔

(۱) روزِ عرفہ خصوصاً بعد زوال خاص کر عرفات میں۔ (۲) شب جمعہ اور جمعہ (۳) آدھی رات ہو کر خاص تجلی کا وقت ہے۔ (۴) ساعت جمعہ قبل الغروب (۵) سحر کا وقت یعنی رات کا چھٹا حصہ۔ (۶) پنجگانہ فرضوں کے بعد۔ (۷) بعد تلاوت قرآن (۸) ختم قرآن کے بعد (۹) آب زمزم پینے کے وقت۔ (۱۰) مسجد کو جاتے وقت۔ (۱۱) مسلمانوں کے مجمع میں (۱۲) شب عید الاضحیٰ۔ (۱۳) شب عید الفطر (۱۴) بدھ کے دن عصر و ظہر کے درمیان اور خصوصاً مسجد فتح میں۔

ان اوقات کا لحاظ رکھا جائے۔ کیونکہ یہ اقرب الی الاجابت کا باعث ہیں۔

مکہ میں دُعا کی قبولیت کے مقامات

۱۔ مطاف

۲۔ ملتزم، حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جب میں چاہوں جبریل کو دیکھ لوں کہ ملتزم سے چپٹے ہوئے کھڑے ہیں۔ اور کہتے ہیں۔

يَا وَاجِدُ يَا مَاجِدُ لَا تُزِلْ عَنِّيْ نِعْمَةً اَنْعَمْتَهَا عَلَيَّ۔

۳۔ تحت میزاب۔ ۴۔ داخل بیت اللہ شریف۔

۵۔ نزدیک چاہ زمزم۔ ۶۔ مقام ابراہیم کے پیچھے۔

۷۔ بالائے صفا۔ ۸۔ بالائے مروہ۔

۹۔ مسعٰی میں خصوصاً دونوں سبز میلوں کے درمیان۔

سے حیات القلوب صفحہ ۱۴۲

for more books click on link below
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

۱۰۔ عرفات میں خصوصاً موقف النبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک۔

۱۱۔ مزدلفہ میں خصوصاً مشعر الحرام پہاڑی پر ۱۲۔ منیٰ میں۔

۱۳۔ جمرات ثلاثہ کے قریب۔

۱۴۔ ہر وہ مقام جہاں سے بیت اللہ شریف نظر آئے، جیسے مدعیٰ وغیرہ۔

۱۵۔ داخلِ حطیم ۱۶۔ حجرِ اسود کے قریب۔

۱۷۔ مستجار پر، یہ کعبہ کی غربی دیوار کا وہ حصہ ہے، جو رکنِ یمانی سے کعبہ کے مسدود دروازہ تک ہے۔

۱۸۔ رکنِ یمانی پر، خصوصاً جبکہ طواف کرتا ہوا وہاں سے گزرے۔

مدینہ شریف کے مقاماتِ دُعا

۱۔ مواجہہ شریف میں مغفرت اور بخشش کیلئے دعا کرنا۔ ۲۔ منبرِ اطہر کے پاس، ۳۔ مسجد شریف کے ستونوں کے نزدیک۔ ۴۔ مسجد قُبا۔ ۵۔ مسجد الفتح خصوصاً روز چہار شنبہ میں ظہر و عصر کے وقت۔ ۶۔ مشاہد متبرکہ، مزاراتِ بقیع و اُحد[1]۔

مسجد حرام میں وہ گیارہ مقامات جہاں حضور علیہ السلام صلی اللہ علیہ وسلم نے نمازیں پڑھی ہیں

۱۔ داخل بیت اللہ، جہاں سرکار کا مصلیٰ ہے۔ ۲۔ خلف مقامِ ابراہیم۔

۳۔ حاشیہ مطاف پر، مقابل حجرِ اسود۔ ۴۔ رکنِ عراقی کے قریب حطیم اور بابِ کعبہ کے درمیان۔

۵۔ مقامِ حفرہ پر، جو بابِ کعبہ اور حطیم کے درمیان دیوارِ کعبہ کی جڑ میں ہے۔ اسی کو مقامِ امامتِ جبریل بھی کہتے ہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہاں پانچ نمازیں حضرت جبریل نے اپنی امامت میں ادا کرائیں۔ اسی مقام پر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بنائے کعبہ کے وقت مٹی گارا بنایا تھا۔ حفرہ ایک گڑھا کھدا ہوا تھا۔ یہ جگہ کعبہ کی دیوار کی جڑ میں حطیم اور بابِ کعبہ کے درمیان تھی۔ اب گڑھا نہیں ہے۔ لیکن نشان ہے۔

۶۔ بابِ کعبہ کے نزدیک، بیت اللہ سے باہر۔ ایک روایت کے مطابق یہ مقام بھی،

---

[1] حیات القلوب صـ ۱۶۵

وضع امامت جبریل علیہ السلام ہے۔

۶۔ کعبہ کی اس جانب میں، کہ جس میں دروازہ ہے۔ اس کی جہت تمام اطراف سے افضل ہے۔

۷۔ اس جہت میں کہ جدھر میزاب ہے۔ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا قبلہ ہے۔

۸۔ تمام حطیم میں، خصوصاً تحتِ میزاب۔ ۹۔ رکن یمانی اور حجر اسود کے درمیان۔

۱۰۔ رکنِ شامی کے قریب۔ اس طرح کہ باب عمرہ آپ کے پسِ پشت ہوتا تھا۔ خواہ آپ داخل حطیم ہو کر نماز پڑھتے یا خارج۔

۱۱۔ حضرت آدم علیہ السلام کے مصلّی پر، جو رکن یمانی دائیں یا بائیں طرف ہے۔ اور ظاہر تر یہ ہے کہ مصلّی آدم مستجار پر ہے۔ یعنی رکن یمانی اور کعبہ کے بابِ مسدود کے درمیان واقع ہے۔[1]

مکّہ اور اسکے ارد گرد کے قابلِ زیارت مقامات[2]

اب وہ مقامات لکھے جاتے ہیں کہ جن کی زیارت سے آپ برکت بھی حاصل کریں اور اسلامی تاریخی مقامات کی معلومات کی تکمیل بھی کریں۔ ہر مورّخ کے لئے ضروری ہے کہ اگر یہ مقامات اپنی اصلی شکل وصورت میں نہ بھی ہوں تو بھی ان جگہوں کو دیکھے۔ وہ مندرجہ ذیل اٹھائیس مقامات ہیں۔

۱۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا مکان

جب تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں رہے۔ اسی میں سکونت پذیر رہے۔ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی تمام اولاد، بطن حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے، اسی میں پیدا ہوئی۔ حضور صلے اللہ علیہ وسلم پر کثرت سے نزول وحی اسی میں ہوا۔ مسجد حرام کے بعد مکہ میں اس سے بڑھ کر افضل کوئی جگہ نہیں۔

۲۔ مولد شریف

یہ وہ گھر ہے، جس میں آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے۔ اور پیدائش سے لیکر حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے شادی تک آپ اسی میں قیام پذیر رہے۔ بعد شادی

---

[1] حیات القلوب [2] شرح لباب ملا علی القاری ص ۲۳۲۔

for more books click on link below
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

یہاں سے حضرت خدیجہ کے مکان میں منتقل ہو گئے۔ ہجرت تک اسی میں مقیم رہے۔ یہ مکان حضرت عبداللہ کا تھا۔ ان کے انتقال کے بعد یہ مکان میراث میں رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کو ملا۔ بعد ہجرت اس پر حضرت عقیل نے قبضہ کر لیا۔ جب وہ اسلام لے آئے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان ہی کو ہبہ کر دیا۔ پھر میراث میں یہ مکان پسرانِ عقیل کو منتقل ہو گیا۔ اور ان سے محمد بن یوسف ثقفی نے ایک لاکھ دینار میں خرید لیا۔ اسکے بعد خالدہ ہارون رشید نے یہاں مسجد تعمیر کرا دی۔ یہاں بھی دعا مستجاب ہے۔ اب اس مقام پر مکتبہ مکۃ المکرمہ کے نام سے لائبریری ہے۔

۳۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مکان

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اس میں بہت مرتبہ تشریف لے گئے ہیں۔ یہ وہ مکان ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ہجرت سے دو تین دن پہلے دوپہر کے وقت تشریف لائے دستک دی۔ اجازت کے بعد اندر تشریف لے گئے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ سب کو ہٹا دو۔ تم سے کچھ مشورہ کرنا ہے۔ انہوں نے عرض کی۔ آپ کے محرم حضرت عائشہ صدیقہ کے سوا کوئی نہیں۔

اس وقت آنحضرت کا عقد حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہو چکا تھا۔ آپ نے فرمایا مجھ کو ہجرت کی اجازت ہو چکی ہے۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔ مجھ کو بھی ہمرکابی کا شرف حاصل ہو گا۔ فرمایا۔ ہاں۔ ہجرت کی رات آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اسی مکان سے باہر تشریف لا کر غارِ ثور کی طرف روانہ ہوئے تھے۔ اب اس محلہ کا نام مسفلہ ہے۔ یہاں سے یہ سیدھی سڑک غارِ ثور پر جا رہی ہے۔ اب یہاں مسجد ابو بکر کے نام سے مسجد ہے۔ اسی مکان میں ہی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا تولد ہوئی تھیں۔

۴۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مکان

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا مکان، جہاں وہ پیدا ہوئے۔ اسی محلہ مسفلہ میں حضرت حمزہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا مکان بھی تھا۔ جہاں اب مسجد حمزہ کے نام سے مسجد ہے۔

۵۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا مکان

for more books click on link below
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا مکان محلہ شعب علی میں ہے۔ یہ مولد شریف کے قریب ہے یہاں ہی ابو طالب اور حضرت عبد المطلب کے مکانات تھے۔ لیکن اب یہاں پبلک کے مکانات ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی پیدائش کے سلسلہ میں دو روایتیں ہیں۔ ایک یہ کہ آپ اس گھر میں پیدا ہوئے۔ دوسری یہ کہ آپ کی ولادت خانہ کعبہ میں ہوئی۔

۶۔ حضرت ارقم کا مکان

اب اس جگہ پر ایک مدرسہ دار الارقم کے نام سے موجود ہے یہ صفا سے نزدیک اور بالکل متصل ہے۔ جب کفار کا خوف زیادہ ہوا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم اسی میں پوشیدہ طور پر رہے۔ اس گھر میں صحابہ کی ایک جماعت مشرف بہ اسلام ہوئی۔ حضرت حمزہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما اسی مکان میں داخل اسلام ہوئے۔ اسی میں۔ یٰاَیُّهَا النَّبِیُّ حَسْبُكَ اللّٰهُ وَ مَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ۔ نازل ہوئی۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مکان، اور مولد شریف کے بعد، مکہ میں اگر کسی مکان کو فضیلت حاصل ہے۔ تو اسی مکان کو ہے۔

۷۔ غار جبل ثور

یہ وہ غار ہے کہ جس کا ذکر قرآن مجید میں ہے۔ اِذْ هُمَا فِی الْغَارِ الآیہ ہجرت کے وقت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اسی میں مخفی رہے۔ تین رات اسی میں قیام رہا۔ قریش تلاش کرتے کرتے غار کے منہ پر آ گئے تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ غمزدہ ہو گئے۔ عرض کی دشمن اتنے قریب آ گئے ہیں۔ کہ اگر وہ اپنے قدموں کی طرف نظر ڈالیں۔ تو ہم کو دیکھ لیں گے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا مت غم کرو، اللہ ہمارے ساتھ ہے۔

چنانچہ یہ بھی ایک معجزہ تھا کہ اتنے قریب آنے کے بعد بھی ان کی آنکھ پہ پردہ پڑ گیا۔ اور وہ دیکھ نہ سکے۔ اور واپس چلے گئے۔ چوتھے دن آپ غار سے نکلے۔ ایک دن رات چلے۔ دوسرے دن دوپہر کے وقت جب گرمی سخت ہو گئی تو ایک چٹان کے نیچے سایہ میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی چادر بچھا دی۔ حضور صلی اللہ

for more books click on link below
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

علیہ وسلم نے آرام فرمایا۔ آفتاب ڈھلنے کے بعد جب وہاں سے روانہ ہوئے۔ تو سراقہ بن مالک، سو اونٹوں کا انعام لینے کی ہوس میں تلاش کرتا ہوا یہاں پہنچا۔ اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ لیا۔ اور حملہ آور ہونے کا ارادہ کیا۔ لیکن گھوڑے نے ٹھوکر کھائی اور گر پڑا۔ تیروں سے فال نکالی کہ حملہ کروں یا نہ کروں۔ جواب نفی میں ملا۔ لیکن انعام معمولی نہ تھا۔ جو تیر کی بات مان لیتا۔ سوار ہو کر پھر چلا۔ اب گھوڑا گھٹنوں تک زمین میں دھنس گیا۔ ہمت پست ہو گئی۔ جب حواس درست ہو گئے تو سمجھا کہ معاملہ اور ہے یہ اللہ کی حفاظت میں ہیں۔ قریب آ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے انعام کا واقعہ بیان کر کے درخواست کی کہ مجھ کو امن کی تحریر دے دیجئے چنانچہ امن کی تحریر دے دی گئی۔

الفوائد لابن قیم میں ہے کہ مکڑی نے غار ثور کے منہ پر جالا تان دیا۔ اس کے آگے اللہ تعالےٰ نے ایک درخت اگا دیا۔ جو اس سے پہلے کبھی نہ تھا۔ اس پر دو کبوتروں نے گھونسلا بنا دیا۔ دشمن ان کو دیکھ کر واپس ہو گئے۔ کہ اگر اس میں کوئی جاتا تو یہ چیزیں کیسے قائم رہ سکتی تھیں۔ کتنا بڑا معجزہ ہے کہ دشمن کو قوی لشکر سے دفع کیا جاتا ہے۔ لیکن اللہ تعالےٰ نے ایک ضعیف ترین مخلوق کے ذریعہ قوی ترین دشمن کو دور کیا۔ اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت فرمائی۔ اس درخت کے بارہ میں الفوائد میں یہ الفاظ ہیں۔

فَاَغْنَتِ الْمَطْلُوْبَ وَ — کہ اس ایک درخت نے مطلوب پہ سایہ

اَضَلَّتِ الطَّالِبَ۔ — کیا اور طالب کو راہ سے گم کیا۔

یہ غار، مکہ کے دائیں جانب مسفلہ میں تین میل کے فاصلہ پر ہے، اور ابن کا قتل اسی پہاڑی پر ہوا۔ پہاڑ کے اوپر ایک اور غار ہے۔ مشہور ہے کہ اس میں بھی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے آرام فرمایا تھا۔

۸۔ غارِ حرا

آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ظہورِ رسالت سے پہلے یہاں ذکر و فکر میں مشغول رہے ہیں۔ آنحضرت پر اوّل وحی اسی غار میں اتری۔ وہ اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ سے مَالَمْ یَعْلَمْ تک ہے آیتیں ہیں۔ یہ غار مکہ سے تین میل مشرق کی طرف

for more books click on link below
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

ہے۔ غارِ حرا غارِ ثور سے افضل ہے۔ حضور کی زیادہ صحبت اور قرب کے سبب۔ کہا جاتا ہے کہ غارِ ثور میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم تین رات رہے۔ اور غارِ حرا میں ایک ماہ۔ غار کے قریب ترکوں کے زمانہ کا بنا ہوا ایک چھوٹا سا تالاب ہے۔ یہ غار قبلہ رخ ہے۔

۹۔ مسجد رایہ

یہ مسجد سوق المعلیٰ میں واقع ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہاں نماز ادا فرمائی ہے۔

۱۰۔ مسجد جن

یہ وہ جگہ ہے۔ جہاں جنوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے قرآن سنا۔ یہ مقام کعبہ سے مشرق کی طرف ہے۔ یہ مسجد جنت المعلیٰ کے قریب ہے۔ یہاں سے ریاض اور طائف کے لیے موٹریں جاتی ہیں۔

۱۱۔ مسجد شجرہ

یہ مسجد، مکہ کے اندر مسجد جن کے مقابلہ میں ہے۔

۱۲۔ مسجد الغنم

وجہ تسمیہ یہ ہے کہ اس کے گرد بکریاں بیچی جاتی تھیں۔ اس مسجد کو آج کل مسجد اجابت کہتے ہیں۔ یہ "جودریہ" بازار میں ہے۔

۱۳۔ مسجد خالد

یہ مسجد حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مکان کی جگہ، محلہ حارۃ الباب میں واقع ہے۔

۱۴۔ مسجد شجرہ کبیرہ

یہ اس شخص کے دائیں ہاتھ کی جانب ہے جو مکہ کی جانب اترے۔ کہتے ہیں یہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز مغرب ادا کی ہے۔ یہ مسجد سات ہاتھ لمبی ہے۔

۱۵۔ مسجد سوق اللیل

سوق اللیل مولد شریف کے قریب، یہ ایک مسجد ہے۔

۱۶۔ مسجد اجابت

یہ مسجد اعلیٰ مکہ میں اس شخص کے دائیں طرف ہے۔ جو مکہ سے منیٰ کی طرف جاتا ہے۔ یہ

for more books click on link below
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

محلہ معابدہ میں ہے۔ یہ مسجد پہاڑ کے اوپر جلالۃ الملک فیصل کے مکان کے سامنے ہے

۱۷۔ مسجد جبل ابو قبیس

یہ مسجد جبل ابو قبیس کے قریب ہے۔ جبل ابو قبیس مکہ معظمہ کے مشرق میں ایک پہاڑ ہے یہ مشہور ہے کہ یہ پہاڑ تمام روئے زمین کے پہاڑوں کی اصل ہے۔ اور یہ بھی مشہور ہے۔ کہ سنگِ اسود جنت سے یہاں نازل ہوا۔

۱۸۔ ایک مسجد ذی طوی میں ہے۔ یہ مسجد مکہ معظمہ کے قریب، تنعیم کی راہ میں ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سفر حج اور عمرہ میں یہاں نزول اجلال فرمایا لیکن اس زمانہ میں بند ہے۔

۱۹۔ مسجد عائشہ

یہ مسجد تنعیم میں واقع ہے۔

۲۰۔ مسجد عقبہ

یہ منیٰ سے قریب ہے لیکن منیٰ سے خارج ہے۔ یہ مسجد اس شخص کے بائیں طرف آئے گی۔ جو مکہ سے منیٰ کو روانہ ہوگا۔ اس مسجد کو مسجد بیعت بھی کہتے ہیں۔ کیونکہ پہلی بار انصار نے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے یہاں بیعت کی تھی۔ یہاں کی دعا مستجاب ہے۔

اس کو مسجد عشرہ بھی کہتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ، دس صحابیوں نے یہاں بیعت کی تھی

۲۱۔ مسجد کوثر

یہ مسجد جمرہ اولیٰ اور وسطیٰ کے درمیان ہے۔ یہ مسجد اس شخص کے دائیں ہاتھ پر واقع ہوگی۔ جو مکہ سے عرفات جائے گا۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مسجد میں چاشت کی نماز ادا فرمائی ہے۔

حجۃ الوداع میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی مقام پر نحر فرمایا۔ آپ کے ساتھ ہدی کے سو اونٹ تھے۔ جن میں سے تریسٹھ آپ نے اپنے دست مبارک سے نحر فرمائے باقی کے لئے حضرت علی کو حکم دیا۔ انہوں نے نحر کئے۔

۲۲۔ مسجد الکبش

جبل ثبیر کے قریب، یہ مسجد منیٰ میں ہے۔ مشہور ہے کہ یہ مسجد اس مقام پر ہے۔ جو

[illegible]

for more books click on link below
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

حضرت اسماعیل علیہ السلام کا محل ذبح تھا۔ آپ کا فدیہ کا مینڈھا یہیں نازل ہوا۔ یہ موضع اجابت ہے۔ یہاں عمارت مسجد نہیں ہے۔ بلکہ پتھروں کا ڈھیر سا لگا ہوا ہے۔ مکہ سے آتے وقت بڑے شیطان کے دائیں طرف ستر یا اسی قدم کے فاصلہ پر ہے۔

۲۳۔ مسجد خیف

یہ منیٰ میں ہے۔ یہ اس پہاڑ کے قریب ہے۔ جو جبل ثبیر کے مقابلہ میں ہے۔ اس مسجد کی فضیلت احادیث میں مذکور ہے۔ یہ محل انبیائے کرام ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ستر پیغمبروں نے یہاں نماز ادا کی ہے۔ اور ستر پیغمبر یہاں مدفون ہیں۔

ایک روایت کے مطابق حضرت آدم علیہ السلام بھی یہاں مدفون ہیں۔

دوسری روایت ہے کہ آپ جبل قبیس میں مدفون ہیں۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع میں اس مسجد میں نماز ادا فرمائی ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا مصلیٰ اس قبہ میں ہے۔ جو مسجد کے درمیان واقع ہے۔ یہ مصلیٰ دروازہ کے قریب ہے۔ اور محراب قبہ کے مقام پر جہاں پتھر لگے ہوئے ہیں۔ وہاں مصلیٰ ہے۔ مسجد قدیم صرف یہ مقام قبہ تھا۔ توسیع اس کی بعد میں ہوئی ہے۔

۲۴۔ غار مرسلات

یہ اس پہاڑ پر ہے، جس کے قریب مسجد خیف ہے۔ یہ غار مسجد خیف سے شمال کی جانب ہے۔ اور اس شخص کے دائیں ہاتھ پر واقع ہوگی۔ جو عرفات جائے گا۔ یہاں اسی غار میں سورہ مرسلات نازل ہوئی، جیسا کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے۔

کہتے ہیں کہ اسی غار میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سر اقدس کا نشان ہے جب آپ سایہ لینے کے لئے اس کے نیچے بیٹھے تو آپ کا سر اقدس اس سے مس ہوا۔ یہ پتھر نرم ہو گیا۔ اور اس میں آپ کے سر مبارک کا نشان ثبت ہو گیا۔ لوگ اس نشان سر اقدس کے دائرہ میں اپنے سر لگاتے ہیں۔ کہ مس ہونے کی برکت سے اللہ آتش دوزخ سے محفوظ رکھے۔

۲۵۔ ایک مسجد عرفات میں ہے، جو موقف کے دائیں جانب ہے اور یہ مسجد نمرہ کے علاوہ

for more books click on link below
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

ہے۔ (مسجد نمرہ وہ ہے جہاں ظہر اور عصر عرفہ کے دن جمع کر کے پڑھی جاتی ہیں) درحقیقت یہ مسجد نہیں۔ بلکہ جبل رحمت کے پیچھے بائیں ہاتھ کو یہ ایک مقام ہے۔ جو چاروں طرف سے پتھروں کی ایک چھوٹی سی دیوار سے محیط ہے۔ یہ وہ مقام ہے جہاں اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ (الآیۃ) نازل ہوئی تھی۔

۲۶- مسجد جعرانہ

(جعرانہ بکسر جیم و سکون عین و تخفیف راء ہے جیسا کہ بعض نے تشدید راء کے ساتھ بھی پڑھا ہے)

طائف کے راستہ میں یہ ایک مقام ہے۔ یہ مکہ سے اٹھارہ میل کے فاصلہ پر ہے حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے عمرہ کا احرام باندھ کر یہیں سے عمرہ کیا ہے۔ فتح مکہ کے بعد طائف فتح کر کے، جب آپ واپس لوٹ رہے تھے تو آپ نے یہاں سے عمرہ کیا۔

۲۷- جنت المعلیٰ

یہ اہل مکہ کا مقبرہ ہے۔ اسے جنۃ المعلیٰ (میم پر زبر لام پر بھی زبر اور عوام میں میم کے پیش، عین کے زبر، اور لام مشدد کے زیر کے ساتھ مشہور ہے) یہ مقبرہ، مکہ مکرمہ کے نزدیک ہے۔ مدینہ کے مقبرہ، جنۃ البقیع کے بعد یہ افضل ترین، مقابر مسلمین میں سے ہے۔ ان دونوں قبرستانوں کی فضیلت میں بہت سی حدیثیں آئی ہیں۔ یہاں صحابہ، تابعین، اولیاء اور صالحین کی زیارت کی نیت کرو۔ یہاں کسی قبر کی جگہ معین کر کے بتلانا صحیح نہیں۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی قبر بھی متعین نہیں، بعض صالحین نے حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی قبر کو حضرت فضیل بن عیاض کے قریب دیکھا تھا۔ اس لئے قبہ وہیں بنایا جو اب شہید ہو گیا ہے۔ قبرستان میں جب داخل ہو تو ان لفظوں میں اہل قبور کو سلام کرو۔

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ اَھْلَ الدِّیَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُسْلِمِیْنَ وَ اِنَّا اِنْ شَاءَ اللّٰہُ بِکُمْ لَاحِقُوْنَ نَسْئَلُ اللّٰہَ لَنَا وَلَکُمُ الْعَافِیَۃَ

دیر تک ٹھہرو۔ یہاں اپنے لئے، والدین کیلئے، تمام مومنین اور مومنات کے لئے اور مدفونین جنت المعلیٰ کے لئے دعا کرو۔ اور کہو۔

for more books click on link below
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ اَهْلَ الدِّيَارِ
مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُسْلِمِيْنَ وَ
يَرْحَمُ اللّٰهُ الْمُتَقَدِّمِيْنَ مِنْكُمْ
وَالْمُتَاَخِّرِيْنَ ۔ اٰنَسَ اللّٰهُ وَ
حْشَتَكُمْ وَ رَحِمَ اللّٰهُ غُرْبَتَكُمْ
وَ ضَاعَفَ حَسَنَاتِكُمْ وَ كَفَّرَ
سَيِّاٰتِكُمْ رَبَّنَا اغْفِرْلَنَا وَ
لِوَالِدِيْنَا وَلِاُسْتَاذِيْنَا وَ لِاِ
خْوَانِنَا وَ لِاَخَوَاتِنَا وَلِاَوْلَادِنَا
وَاَحْفَادِنَا وَ لِاَقَارِبِنَا وَاَصْحَابِنَا
وَلِاَحْبَابِنَا وَ لِمَنْ لَهٗ حَقٌّ عَلَيْنَا
وَلِمَنْ اَوْصَانَا وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ
وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُسْلِمِيْنَ وَ
الْمُسْلِمَاتِ الْاَحْيَاءِ مِنْهُمْ وَ
الْاَمْوَاتِ ۔ رَبَّنَا اغْفِرْلَنَا وَلِاِ
خْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ
وَلَا تَجْعَلْ فِيْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِيْنَ
اٰمَنُوْا رَبَّنَا اِنَّكَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۝
اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى رُوْحِ مُحَمَّدٍ فِى
الْاَرْوَاحِ ۔ وَصَلِّ عَلٰى جَسَدِ مُحَمَّدٍ
فِى الْاَجْسَادِ وَصَلِّ عَلٰى قَبْرِ مُحَمَّدٍ
فِى الْقُبُوْرِ ۔ رَبَّنَا تَوَفَّنَا مُسْلِمِيْنَ
وَاَلْحِقْنَا بِالصّٰلِحِيْنَ وَاَدْخِلْنَا

اے قبروں میں رہنے والے مومنو! اور مسلمانو!
تم پر سلام ہو اور رحم فرمائے اللہ تعالیٰ تم میں سے
اگلے اور پچھلوں پر۔ اللہ تعالیٰ تمہاری وحشت
کو انس سے بدل دے، اور اللہ تعالیٰ تمہاری
غربت وبے چارگی پر رحم فرمائے، اور تمہاری
نیکیوں کو بڑھا کر کئی گنا کر دے، اور تمہاری
برائیوں کو مٹا دے۔ اے ہمارے رب!
ہماری اور ہمارے والدین، ہمارے اساتذہ،
ہمارے بھائیوں، بہنوں اور ہماری اولاد اور اولاد
کی اولاد یعنی پوتوں اور ہمارے رشتہ داروں، دوستوں
اور احباب کو اور اس شخص کو کہ جس پر ہمارا حق
ہے اور اس شخص کو جس نے ہمارے لیے وصیت
کی ہے۔ غرضکہ تمام مومنین ومومنات اور
مسلمین ومسلمات، مردوں اور زندوں سب کی
بخشش اور مغفرت فرما دے۔ اے ہمارے
رب! ہماری بخشش فرما اور ہمارے ان بھائیوں
کی مغفرت فرما جو ہم سے پہلے ایمان کے ساتھ
گزر گئے ہیں۔ اور ایمان والوں سے ہمارے
دل میں کوئی بغض اور کینہ نہ رکھ اے ہمارے رب!
آپ بہت مہربان اور رحیم ہیں۔
اے اللہ! تمام رُوحوں میں حضور اقدس صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی رُوحِ مقدس پر صلوٰۃ بھیج،
اور تمام اجسام میں سے آں حضرت کے جسم اطہر

for more books click on link below
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

الْجَنَّةَ اٰمِنِيْنَ بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ ۝ وَصَلِّ عَلٰى جَمِيْعِ الْاَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ ۝ وَعَلَى الْمَلٰٓئِكَةِ الْمُقَرَّبِيْنَ وَ عَلٰى عِبَادِكَ الصَّالِحِيْنَ وَعَلٰى اَهْلِ طَاعَتِكَ اَجْمَعِيْنَ وَارْحَمْنَا مَعَهُمْ وَاحْشُرْنَا مَعَهُمْ ۝ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ [1]

پر درود بھیج اور تمام قبروں میں سے سرکار کی قبر انور پر صلوٰۃ بھیج۔ اے ہمارے رب! بحالت اسلام ہمکو وفات دے اور ہمکو نیکوں کے ساتھ ملا اور ہمکو جنت میں اپنی رحمت کیساتھ بے خوف و خطر داخل فرما۔ اے ارحم الراحمین۔ اور تمام انبیاء و مرسلین اور تمام ملائکہ مقربین اور تمام اپنے نیک بندوں پر۔ اور اپنے تمام اطاعت کرنیوالے اور فرمانبرداروں پر صلوٰۃ بھیج اور انکے ساتھ ہم پر بھی رحم فرما اور انکے ساتھ ہی ہمارا حشر کر اور تمام حمد ہے اس اللہ کیلئے جو تمام عالمین کا رب ہے۔

یہ دعا جنۃ المعلیٰ کے لیے ہی خاص نہیں۔ بلکہ ہر قبرستان میں پڑھ سکتے ہو۔ جو کچھ قرآن میں سے میسر آئے، پڑھ کر ثواب پہنچاؤ۔ سورہ فاتحہ، سورہ بقرہ کا اول تا مُفْلِحُوْنَ، آیۃ الکرسی، اٰمن الرسول تا آخر سورہ بقرہ، سورہ یٰسین، سورہ ملک، سورہ تکاثر، سورہ اخلاص گیارہ مرتبہ یا سات مرتبہ یا تین مرتبہ پڑھ کر کہو۔

اَللّٰهُمَّ اَوْصِلْ ثَوَابَ مَا قَرَأْتُ اِلٰى فُلَانٍ يَا هٰذِهِ الْمَقَابِرِ

الٰہی۔ جو کچھ میں نے پڑھا ہے۔ اسکا ثواب فلاں کو پہنچے۔ یا یوں کہو کر ان مقبرے والوں کو پہنچے۔

جنت المعلیٰ میں حضرت عبدالمطلب کی قبر کی زیارت کریں۔ اور ابو طالب کی قبر پر نہ جائیں۔

---

[1] حیات القلوب ص ۱۸۶۔

for more books click on link below
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

جنایات

یعنی جرائم اور اُنکی سزا کا بیان

سوال :- جنایات سے کیا مراد ہے ؟

جواب :- جنایات ، جنایۃ کی جمع ہے ۔ جنایت جرم اور گناہ کو کہتے ہیں ۔ یہاں ان گناہوں اور جرموں کا ذکر ہوگا ۔ جو مُحرِم سے بحالتِ احرام ظاہر ہوئے ہیں ۔ یا وہ جرم مراد ہیں جو زمینِ حرم سے تعلق رکھتے ہیں ۔

اس میں کوئی شبہ نہیں کہ خواہ مُحرِم ہو یا غیر مُحرِم ، سب پر ہی زمین حرم کا احترام لازم ہے ۔ لہٰذا یہاں ان سب جرموں کا ذکر کرکے ان کے کفاروں کا ذکر ہوگا ۔ تاکہ جو نقصان گناہوں سے ہوا ہے ۔ کفارہ سے اس کی تلافی کرلی جائے ۔ کفارہ کے سلسلہ میں پہلے چند باتیں معلوم کرنا ضروری ہیں ، وہ یہ ہیں ۔

۱ - جرم کا ارتکاب قصداً ہو یا سہواً ، نیند میں ہو یا بیداری میں ، ہوش میں ہو یا بے ہوشی میں ۔ عذر سے ہو یا بلا عذر ۔ ہر حال میں کفارہ لازم آئے گا ۔ اس کے جرم ہونے کا علم ہو یا نہ ہو ۔

۲ - بحالتِ احرام جرم کے کفارے مختلف ہیں ، بعض وہ جرم ہیں ۔ جن سے حج فاسد ہوجاتا ہے ۔ بعض جرموں کے کفارہ میں بدنہ لازم آتا ہے ۔ بعض گناہوں میں دم لازم آتا ہے ۔ اور بعض میں بمقدارِ صدقہ فطر ، صدقہ دینا لازم آتا ہے ۔ بعض میں اس سے بھی کم صدقہ لازم آتا ہے ۔ بعض میں قیمت دینی لازم آتی ہے ۔ جیسے شکار وغیرہ میں [1] ان سب کا بیان تفصیل کے ساتھ آگے آتا ہے ۔

بہرحال جرموں کی نوعیت کو دیکھنا ہے ۔ جرم پورا ہے تو سزا بھی پوری ہوگی ۔ جرم میں کچھ کمی ہے تو سزا میں بھی کمی ہوگی ۔ بعض جرموں میں صرف کراہت ہی لازم آتی ہے کفارہ

---

[1] مراقی الفلاح صہ ۴۰۳ ۔

for more books click on link below
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

لازم نہیں آتا۔ تفصیل آگے آتی ہے۔

۳۔ مجلس کو بھی دیکھنا پڑتا ہے۔ اگر ایک مجلس میں جرم ہوتا ہے تو ایک کفارہ ہے۔ اور متعدد مجلسوں میں ہوا تو متعدد جرم شمار ہوں گے۔ مثلاً اگر چاروں ہاتھ پیر کے ناخن ایک ہی مجلس میں کاٹے تو ایک ہی دم لازم ہوگا۔ اور چار علیحدہ علیحدہ مجلسوں میں کاٹے۔ تو چار دم لازم آئیں گے یعنی ایک ہاتھ کے ناخن ایک مجلس میں کاٹے دوسرے ہاتھ کے ناخن دوسری مجلس میں اور دونوں پیروں کے ناخن دو الگ الگ مجلسوں میں کاٹے۔ تو اس طرح ناخن تراشنے سے چار دم لازم آئیں گے۔

۴۔ بعض دفعہ متعدد بار جرم ہوتا ہے۔ لیکن کفارہ ایک ہی لازم آتا ہے۔ کیونکہ سبب ایک ہے۔ مثلاً ایک پھوڑا نکلا۔ اس میں خوشبو دار مرہم لگایا۔ ابھی ہ باقی ہے کہ دوسرا بھی نکل آیا۔ دوسرے دن اس پہ لگایا۔ چونکہ علت مرض ایک ہے۔ لہذا کفارہ ایک ہوگا۔

۵۔ کفارہ میں سبب اور جنس جرم کو بھی دیکھا جاتا ہے۔ مثلاً سبب بھی ایک ہے۔ اور جرم بھی ایک ہی قسم کا ہے۔ تو کفارہ بھی ایک ہی لازم آئے گا۔ مثلاً ضرورت کی وجہ سے تمام بدن پر کپڑا پہنا۔ اور سر سے پاؤں تک گو متعدد اعضاء ہیں۔ لیکن سب پہ لباس ہے۔ اور لباس کا جرم ایک ہے۔ اور سبب بھی ایک، پھر دوسرا کپڑا پہنا تو کفارہ ایک ہی لازم آئے گا۔

۶۔ اگر سبب ایک ہے اور جنایات اور جرم کی قسم متعدد ہیں۔ تو کفارہ متعدد۔ اگر جرم ایک اور سبب متعدد ہیں۔ تو بھی کفارہ متعدد لازم آئیں گے۔ ضرورت اور بلا ضرورت دو سبب مانے گئے ہیں۔

۷۔ اور اگر سبب ایک ہے اور جنایات مختلف جنس کی ہیں۔ تو کفارے مختلف ہوں گے جیسے ضرورت کی وجہ سے بال منڈائے یا سلے ہوئے کپڑے پہنے، خوشبو لگائی، ناخن کٹائے۔ تو کفارے مختلف ہوں گے۔ کیونکہ جرائم مختلف اقسام و اجناس کے ہیں۔ کہیں لباس ہے، کہیں حلق ہے، کہیں ناخن تراشنا ہے۔ اگرچہ سبب ایک ہے یعنی ضرورت

for more books click on link below
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

لیکن جرموں کے مختلف ہونے کی وجہ سے کفارے مختلف ہوں گے۔

(ب) اور اگر سبب دو ہوں اور جرم کی جنس ایک ہے تو دو کفارے لازم آئیں گے۔ جیسا کہ سر پر کپڑا پہنا ضرورت سے اور باقی بدن پر کپڑا پہنا بلا ضرورت۔ اس طرح دو کفارے لازم آئیں گے۔ اگرچہ جرم کی قسم ایک ہے۔ یعنی لباس پہننا۔ لیکن سبب دو ہیں۔ ایک ضروری، دوسرا غیر ضروری، یعنی ایک اختیاری، دوسرا غیر اختیاری، اس لئے کفارے دو ہوں گے۔ کیونکہ سبب بھی دو ہیں۔

(ج) سبب ایک ہے۔ اور جرم بھی ایک ہی قسم کا ہے۔ تو کفارہ ایک ہوگا۔ مثلاً ضرورت کی وجہ سے تمام بدن پر کپڑا پہنا۔ تو سر سے پاؤں تک گو متعدد اعضاء کو کپڑے سے ڈھکا لیکن جرم ایک ہی قسم کا ہے۔ یعنی لباس پہننا۔ اور سبب بھی ایک ہی ہے یعنی ضرورت تو ایک ہی کفارہ لازم آئے گا۔ اور اگر جرم ایک ہی قسم کا ہے یعنی لباس پہننا لیکن سبب دو ہیں تو کفارے دو لازم آئیں گے۔ مثلاً سر پر عمامہ باندھا۔ ضرورتاً۔ اور بدن پر کرتہ پہنا۔ بلا ضرورت تو اگرچہ جرم ایک ہی ہے۔ یعنی لباس۔ لیکن سبب ایک جگہ ضرورت سے اور دوسری جگہ بلا ضرورت تو دو سبب ہونے کی وجہ سے دو کفارے لازم آئیں گے۔

۸۔ دم جرم کامل میں لازم آتا ہے اور صدقہ جرم ناقص میں۔ جس میں قلت اور کثرت کو پیش نظر رکھا گیا ہے، کہ یہ جرم قلیل ہے یا کثیر۔ کثیر میں دم ہے اور قلیل میں صدقہ تفصیل مندرجہ ذیل ہے۔

(۱) کہیں فعل کی تعداد پر کثرت و قلت کا فیصلہ کیا گیا ہے۔ مثلاً خوشبودار سرمہ کی سلائی آنکھ میں، تین یا تین سے زیادہ بار لگائی۔ تو فعل کثیر ہے، دم لازم ہوگا ورنہ صدقہ۔

(۲) کہیں وقت کی قلت و کثرت پر حکم لگایا جاتا ہے۔ مثلاً سلا ہوا کپڑا پوری رات یا دن (اس کثیر وقت میں) پہنا تو دم لازم آئے گا۔ اور اس سے قلیل وقت میں پہنا تو صدقہ لازم آئے گا

(۳) کبھی قلت و کثرت کا فیصلہ عرف و عادت سے ہوتا ہے۔ مثلاً بدن پر خوشبو لگ گئی تو اگر لوگ اس کو بہت کہتے ہیں۔ تو دم لازم آئے گا۔ ورنہ صدقہ ہے۔

(۴) کہیں کثرت و قلت کا فیصلہ مسافت پر ہوتا ہے۔ مثلاً تھوڑی خوشبو ہے۔ لیکن کسی بڑے

for more books click on link below
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

عضو مثلاً پورے چہرہ یا ران پر لگی ہوئی ہے۔ تو قلیل ہوتے ہوئے بھی اس کو کثیر کا حکم دیا جائے گا، دم لازم ہوگا۔

(۵) اسی طرح خوشبو بالشت در بالشت سے زیادہ کپڑے پر پھیلا دی جائے۔ تو اس کو بھی کثیر کہا جائے گا، دم لازم ہوگا۔

(۶) جرم میں بدن اور کپڑے کا لحاظ رکھنا بھی ضروری ہے۔ مثلاً پہنے ہوئے کپڑے پر خوشبو لگ جائے۔ جس کو عرف کثیر کہتے ہوں یا خوشبو تھوڑی ہے۔ مگر بالشت در بالشت سے زیادہ ہے تو وہ بھی حکم کثیر میں ہے۔ تو اس پر بھی دم واجب ہوگا۔ اس شرط پر کہ کامل ایک دن یا ایک رات اس پر گذر جائے۔ اور اگر بالشت در بالشت میں خوشبو لگی ہوئی ہے (جو کہ حکم قلیل میں ہے) اس پر صدقہ ہے۔ لیکن اس میں بھی ایک دن یا رات گذر جانا شرط ہے اور اس سے کم میں ایک مٹھی صدقہ ہے۔ لیکن بدن میں مدت کی قید نہیں۔ ایک لمحہ کے لئے بھی خوشبو جسم سے لگی تو کثیر پر دم ہے۔ اور قلیل پر صدقہ۔ لہذا اگر بدن میں خوشبو لگی اور اسی وقت زائل کر دیا۔ تو بھی کفارہ ہے۔ اور کپڑے میں خوشبو لگی اور اس کو اسی وقت زائل کر دیا۔ تو اس پر کفارہ نہیں ہے۔ جب تک اس پر ایک رات یا ایک دن نہ گزر جائے۔

۷۔ محل جرم کا بھی لحاظ ہوتا ہے۔ مثلاً محرم نے ایک فعل کو دو مجلسوں میں کیا تو ایک ہی دم لازم آئے گا۔ کیونکہ محل متحد ہے (یعنی فعل جرم کا مقام جرم ایک ہی ہے۔ اگرچہ مجالس متعدد ہیں)

۸۔ عضو کے کامل اور چھوٹے ہونے کا بھی لحاظ رکھا گیا ہے۔ مثلاً ران، پنڈلی، چہرہ اور سر بڑے اعضاء ہیں۔ اور ناک، کان، آنکھ چھوٹے اعضاء ہیں۔ لہذا اگر تھوڑی خوشبو پورے ناک پر لگ گئی تو دم نہیں، صدقہ ہے۔ اور پورے سر پر لگی تو دم ہے۔

۹۔ جہاں مفرد یا متمتع پر ایک دم یا ایک صدقہ لازم آئے گا وہاں قارن حاجی پر دو دم یا دو صدقے لازم آئیں گے۔

ملے لباب ص ۲۱۵

for more books click on link below
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

۱۱۔ جرم عذر سے کیا ہے یا بلا عذر ؟ یہ دو علیحدہ علیحدہ سبب مانے گئے ہیں۔ بلا عذر جو جرم کیا جائے گا۔ اس کو جرم اختیاری کہتے ہیں۔ اور عذر کے ساتھ جو جرم ہوگا۔ اس کو جرم غیر اختیاری کہتے ہیں عذر یہ ہیں۔

سخت گرمی، سخت سردی یا زخم اور پھوڑا یا بیماری یا جوؤں کی سخت ایذا کے باعث جو جرم ظہور میں آیا تو اس کو جرم غیر اختیاری کہتے ہیں۔ جو جرم کہ عذر سے ہوتا ہے۔ اس کے کفارہ میں اختیار ہے کہ کفارہ میں اگر دم دینے کا حکم ہے۔ تو دم دے یا اسکے بدلہ چھ مسکینوں کو ایک ایک صدقہ دیدے۔ یا تین روزے رکھے۔ اور اگر اس جرم میں صدقہ کا حکم ہے تو اس میں اختیار ہوگا کہ صدقہ دے یا صدقہ کے بدلہ ایک روزہ رکھ لے۔ روزوں کے رکھنے میں کوئی قید نہیں۔ جہاں چاہے رکھے۔ حرم میں یا وطن میں۔ پھر روزوں کو لگاتار رکھو یا متفرق طور پر، تم کو اختیار ہے۔

روزوں کی نیت رات سے کرنی ہوگی کہ فلاں جرم کے کفارہ کا روزہ رکھ رہا ہوں صبح صادق نکلنے کے بعد نیت کروگے تو روزہ نہیں ہوگا۔

چھ مسکینوں میں ہر ایک کو نصف صاع صدقہ دیا جائے گا۔ اس سے کم نہ ہو۔ یا ان چھ مسکینوں کو دو وقت پیٹ بھر کر کھانا کھلا دیا جائے۔ اگر چھ مسکینوں کا ایک مسکین کو دیدیا تو کفارہ ادا نہ ہوگا۔ علیحدہ علیحدہ چھ مسکینوں کو دینا ضروری ہے یا ایک ہی مسکین کو صدقہ دینا ہے تو چھ دن تک ایک ایک صدقہ دے ایک صاع سے زائد دیا تو وہ زیادہ نفل ہوگا۔ مسکین کے لئے بھی کوئی قید نہیں کہ کہیں کے ہوں۔ لیکن حرم کے ہوں تو بہتر ہے یہ تو حکم تھا غیر اختیاری کا۔

اور جرم اختیاری یعنی وہ جرم جو بغیر عذر کے کیا تو اس کا حکم یہ ہے کہ اس کو روزہ وغیرہ رکھنے کا اختیار نہ ہوگا۔ بلکہ دم یا صدقہ ہی لازم ہوگا۔ زوال عذر کے بعد بلا عذر اس امر ممنوع کو باقی رکھا کہ جس کے عذر کے سبب اجازت مل گئی تھی تو اب یہ دوسرا سبب ہو جائے گا۔ مثلاً بخار کی وجہ سے کپڑے پہنے تھے۔ بخار اتر گیا۔ بعد اترنے کے پھر بھی یہ کپڑے پہنے ہی رہا تو دوسرا دم لازم آئے گا۔

for more books click on link below
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

۱۴۔ جس جگہ بدنہ بولا جاتا ہے اس سے اونٹ یا گائے کی قربانی مراد ہے۔ اور جہاں دم بولا جاتا ہے۔ وہاں بکری یا بھیڑ کی قربانی کرنا مراد ہے۔ اور جہاں صدقہ بولا جاتا ہے وہاں صدقہ عید الفطر کی مقدار مراد ہے۔ یعنی تقریباً دو سیر یا سوا دو سیر گیہوں یا ان کی قیمت اور جہاں صدقہ سے کم لکھا ہے۔ وہاں اتنی مقدار میں جتنا لکھا ہے۔ صدقہ دے۔ مثلاً ایک مٹھی یا ٹکڑا ایک بھیڑ بکری اور بدنہ میں قربانی والی تمام شرائط معتبر ہوں گی۔

جرم کی دو قسم ہیں۔ ایک اختیاری اور دوسرا غیر اختیاری۔ غیر اختیاری میں صرف کفارہ اور اختیاری میں کفارہ بھی ہے اور توبہ بھی ہے۔

۱۵۔ بچہ پر کفارہ لازم نہیں آئے گا۔

۱۶۔ کفارے کے گوشت کو غنی نہ کھائیں یہ فقراء و مساکین کا حق ہے۔

۱۷۔ کفارہ کی قربانی حرم میں ہوگی۔ حرم سے باہر جائز نہیں۔

مفسداتِ عمرہ اور حج

سوال:۔ وہ جرم بھی بتائیں جس سے حج فاسد ہو جاتا ہے اور اس کا کفارہ کیا ہے؟

جواب:۔ وہ جماع ہے اگر محرم نے بحالت احرام وقوف عرفات سے پہلے جماع کر لیا تو حج فاسد ہو جائے گا۔ اس میں کفارہ یعنی دم لازم آئے گا۔ اور آئندہ سال قضا بھی کرنی ہوگی لیکن حج فاسد ہو جانے کے باوجود تمام افعالِ حج بدستور ادا کرے گا۔ بھول کر جماع کرے یا قصداً، ہر حال میں حج فاسد ہو جائے گا۔ اگر وقوف سے پہلے دوسری مجلس میں دوبارہ جماع کیا تو دوسرا دم لازم آئے گا۔ ہاں اس نے ترکِ حج کا ارادہ کر لیا ہے تو اب دوبارہ دم نہیں لازم آئے گا۔

سوال:۔ عمرہ کس جرم سے فاسد ہو جاتا ہے اور اس کا کفارہ کیا ہے؟

جواب:۔ عمرہ میں طواف کے چار پھیروں سے پہلے جماع کیا تو عمرہ جاتا رہا۔ عمرہ پھر کرے اور دم دے اور اگر چار پھیروں کے بعد جماع کیا تو صرف دم ہے۔ عمرہ صحیح ہو گیا۔

for more books click on link below
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

ان جرموں کا بیان جنکے کفارے میں بدنہ لازم آتا ہے

سوال :۔ بدنہ سے کیا مراد ہے؟ جواب :۔ اُونٹ یا گائے کی قربانی کرنا۔
سوال :۔ اُونٹ یا گائے کی قربانی کن کن جرموں میں لازم ہوگی۔

جواب :۔ صرف دو جرموں میں۔

۱۔ وقوفِ عرفات کے بعد اور طوافِ زیارت سے پہلے جماع کرنا۔

۲۔ عورت کا حیض و نفاس کی حالت میں یا مرد یا عورت کا بحالتِ جنابت طوافِ زیارت کرنا۔ ان جرموں کے کفارہ میں اُونٹ یا گائے کی قربانی لازم ہوگی۔ اعادہ کرلیا تو پھر اس پر بدنہ نہیں۔ مگر ایامِ نحر گذرنے کے بعد اعادہ کیا تو مرد و عورت پر دم لازم آئے گا۔ تاخیر کی وجہ سے [1]

عورت کو حیض و نفاس کے سبب تاخیر ہوئی تو اس پر دم نہیں

وہ جرائم کہ جن کے کفارہ میں قیمت لازم آتی ہے

سوال :۔ وہ کفارے کون سے ہیں جن میں قیمت لازم آتی ہے؟
جواب :۔ وہ شکار ہے کیونکہ محرم کو بحالتِ احرام شکار منع ہے۔ اگر شکار کیا تو اس پر کفارہ واجب ہے۔ اور وہ قیمت شکار ہے۔

۲۔ شکار کرنے کی سزا وہ قیمت ہے جس کو ایک یا دو عادل مقرر کردیں۔ قیمت میں یا تو اسی جگہ کی قیمت مراد ہے کہ جہاں وہ جانور شکار ہوا ہے۔ اور اگر یہاں کوئی قیمت نہ ہو تو اس جگہ کی قیمت مراد ہے۔ جو اس سے قریب جگہ ہو۔

۳۔ شکار کی قیمت ادا کرنے میں اختیار ہے کہ اس سے اگر بھیڑ بکری یا اُونٹ خرید سکتا ہے۔ تو خرید کر حرم میں ذبح کردے۔ اور گوشت فقراء کو تقسیم کردے۔ یا اس کا غلہ خرید کر مساکین پہ تصدق کرے۔ آنا آنا کہ ہر مسکین کو صدقہ فطر کی مقدار ملے۔ یہ نہ ہو سکے تو اس قیمت کے

---

[1] عالمگیری صـ۲۶۱

for more books click on link below
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

غلہ میں جتنے صدقے بنتے ہیں۔ ہر صدقہ کے بدلہ ایک روزہ رکھے۔

۴۔ شکار سے مراد خشکی کا وہ وحشی جانور ہے جو اپنی اصلی پیدائش سے وحشی ہو اور خشکی کا جانور وہ ہے جس کی پیدائش خشکی میں ہو اگرچہ وہ پانی میں ہی رہا کرتا ہو جیسے بطخ مرغابی وغیرہ اور دریائی جانور وہ ہے جس کا توالد وتناسل پانی میں ہو۔ اگرچہ وہ خشکی میں رہا کرتا ہو۔ چنانچہ مچھلی، مینڈک، کیکڑا۔ دریائی کتا۔ اگر ان جانوروں کو قتل کر دیا تو محرم پر کوئی سزا واجب نہیں۔

۵۔ اور خشکی کے وحشی جانور میں یہ قید ہے کہ وہ اپنی اصلی خلقت میں وحشی ہو۔ وحشی سے یہ مراد ہے کہ اگر کوئی اس کو پکڑنا چاہے تو وہ بھاگ جائے۔ خواہ پاؤں سے یا پروں سے۔ لہٰذا پلے ہوئے ہرن کا شکار بھی ممنوعات میں داخل ہے اگر کوئی قتل کرے گا تو سزا لازم آئے گی کیونکہ اصل خلقت میں وحشی ہے۔

۶۔ خشکی کے وحشی جانور کے شکار اور قتل پر کفارہ ہے۔ خواہ وہ حلال ہو یا حرام سب کا قتل محرم کو حرام ہے۔ سوائے ان جانوروں کے جو موذی ہیں۔ مثلاً کتا، چیل۔ سانپ، بچھو، پسو، مچھر، مکھی۔ کاٹنے والی چیونٹی، چھپکلی اور بھڑ وغیرہ اور تمام وہ درندے جبکہ وہ حملہ آور ہوں۔ جیسے لومڑی، بجو وغیرہ اور وہ درندے جن کی عادت ابتداً حملہ کرنے کی ہو جیسے چیتا۔ تیندوا۔ شیر۔ ان کے مارنے میں کوئی کفارہ نہیں۔

۷۔ جس طرح کہ شکار منع ہے اس طرح شکار پر دوسرے کو دلالت اور رہبری کرنا بھی منع ہے۔ اس میں بھی یہ ہی کفارہ ہے لیکن دلالت اشارہ میں یہ شرط ہے کہ محرم اپنے شکار کے شکار ہونے تک اپنے احرام پر باقی ہے۔ اگر بتانے کے وقت احرام ہو اور قتل کے وقت احرام اتار چکا ہو تو اس پر سزا لازم نہ ہوگی۔

۸۔ یہ بھی شرط ہے کہ شکاری پہلے سے واقف نہ ہو۔ اس کو علم اس کی دلالت اور رہبری سے حاصل ہوا ہو اور اس کو کاذب اور جھوٹا بھی نہ جانتا ہو۔

۹۔ اشارہ اور دلالت میں یہ فرق ہے کہ دلالت غیبت میں ہوتی ہے۔ اور اشارہ سامنے ہوتا ہے۔

for more books click on link below
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

۱۰۔ یہ بھی شرط ہے کہ جہاں محرم نے شکاری بتایا تھا۔ وہیں اسکو شکار کیا ہو اور اگر وہاں سے اڑ گیا اور دوسرے مقام پہ اس کو شکار کیا تو محرم پر سزا لازم نہ ہو گی۔

۱۱۔ اگر وہ شکار کسی کے ملک میں ہو تو دو قیمتیں واجب ہوں گی۔ ایک قیمت مالک کو تاوان دینے کی دوسری قیمت احرام کی سزا میں۔

حرام جانوروں کے کفارہ میں یہ بھی شرط ہے کہ کفارہ ایک بکری سے زائد نہیں ہو گا۔ اگرچہ وہ ہاتھی ہی ہو۔[1]

اگر محرم نے شکاری چیتے (سدھائے ہوئے) کو مارا تو سزا میں غیر تعلیم یافتہ چیتے کی قیمت ادا کرے اور مالک کو تعلیم یافتہ چیتے کی قیمت ادا کرے۔

۱۲۔ قیمت کے غلہ کا صدقہ ہر مسکین کو صرف ایک ہی صدقہ دے اس کے علاوہ اگر چند صدقے آج ہی اس کو دیدیئے تو ایک سے زائد سب نفل ہو گا ہاں یہ ہو سکتا ہے کہ اسی ایک مسکین کو دینا ہے تو چند دن تک ہر روز ایک ایک صدقہ کی مقدار دیتا رہے۔

۱۳۔ صدقہ کی قیمت بھی دے سکتا ہے۔

۱۴۔ یہ صدقہ بیوی کا اپنے شوہر کو یا شوہر کا اپنی بیوی کو دینا جائز نہیں۔ اور نہ اپنے اصول و فروع کو دے۔

۱۵۔ شکار کو زخمی کرنے اس کے بال اکھاڑنے اور عضو کاٹنے میں بھی سزا بقدر نقصان اس پر لازم ہو گی لیکن شرط یہ ہے کہ محرم سے یہ افعال بقصد اصلاح واقع نہ ہوں مثلاً کبوتر کو بلی سے چھڑانے میں اس کے پر ٹوٹ گئے یا ٹانگ اکھڑ گئی تو اس حال میں محرم پر کچھ واجب نہیں اگرچہ وہ اس حال میں مر بھی جائے۔

سرزمین حرم کی جنایات اور اس کا کفارہ

اس سرزمین حرم کی وہ حرمت ہے کہ یہاں کی گھاس توڑنا اور درخت کا کاٹنا اور شکار کھیلنا منع ہے۔ خواہ محرم ہو یا غیر محرم۔ لیکن اس درخت کا کاٹنا منع ہے جو کیکہ

---

[1] شامی درمختار۔

for more books click on link below
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

جیسے خودرو ہوں۔

ایک درخت وہ ہے، جو خودرو ہے۔ مگر اس قسم کا ہے جس کو انسان بوتے ہیں جیسے کھجور وغیرہ۔ ایک درخت وہ ہے جس کو انسان نے بویا ہے مگر اس قسم کا درخت نہیں ہے جس کو انسان بوتے ہیں جیسے کیکر وغیرہ کا درخت۔ ایک وہ درخت ہے جس کو انسان نے بویا ہے اور اس کو بویا بھی جاتا ہے جیسے کہ انگور کھجور وغیرہ کا درخت ہے۔

ان تینوں درختوں کے کاٹنے اکھاڑنے میں کفارہ نہیں۔ لیکن ایک وہ درخت ہے۔ کہ خودرو ہے اور اس قسم کا درخت اگایا نہیں جاتا۔ جیسے کہ گھاس کیکر وغیرہ اس کے کاٹنے اور اکھاڑنے میں البتہ کفارہ ہے۔ کہ اس درخت کی قیمت کا غلہ خرید کر تصدق کردے اور ہر مسکین کو حسب اندازہ صدقہ کے برابر صدقہ پہنچے۔ اس میں روزہ کافی نہیں۔ ان مساکین کے لئے ضروری نہیں کہ حرم کے ہی ہوں۔ اگر غلہ وغیرہ نہ خریدے تو یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اس کی قیمت ہی کو تصدق کردے یا اس قیمت کا قربانی کا جانور خرید کر حرم میں ذبح کرے۔

اس کفارے کے ادا کرنے کے بعد بھی اس درخت سے نفع لینا جائز نہیں۔ اگر درختوں کے پتے توڑے تو کوئی کفارہ نہیں، بشرطیکہ ان پتوں کے توڑنے سے درخت کو کوئی نقصان نہ پہنچے۔

سوکھے ہوئے درختوں کو کاٹ سکتا ہے اور اکھاڑ بھی سکتا ہے۔ حرم کے پیلو وغیرہ درختوں کی مسواک نہ بنائے۔

خیمہ گاڑنے میں یا چلنے میں گھاس وغیرہ اکھڑ جائے تو کوئی مضائقہ نہیں۔ جانور کے گھاس چرانے میں کوئی کفارہ نہیں۔ خود نہ کاٹے یا نہ اکھاڑے لے

جوں مارنے کی جنایات

احرام کی حالت میں جوں تک بھی مارنا منع ہے۔ اگر جوں ماری تو صدقہ میں روٹی کا ایک ٹکڑا دے۔ دو یا تین جوں ماردیں تو ایک مٹھی اناج دے اور اس سے زیادہ ماریں تو

for more books click on link below
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

صدقۂ فطر ہے۔ دھوپ میں کپڑا ڈالا تاکہ جوئیں مرجائیں تب بھی یہ ہی کفارے ہوں گے۔

بغیر احرام کے میقات سے گذرنے کا جرم اور اس کا کفارہ

باہر میقات سے جو شخص مکہ مکرمہ میں داخل ہو اس پر لازم ہے کہ حج کا زمانہ ہو تو حج کا ورنہ عمرہ کا احرام باندھ کر مکہ میں داخل ہو اگر بغیر احرام مکہ میں داخل ہو گیا تو اس پر کفارہ لازم ہے۔

اگر بغیر احرام داخل ہو گیا تو یہیں سے حج یا عمرہ کا احرام باندھ لے اور کفارہ میں دم دے اور اگر میقات تک واپس ہوا اور وہاں سے احرام باندھ کر آیا تو دم بھی ساقط ہو جاتا ہے۔ اگر چند بار میقات سے باہر جدہ وغیرہ گیا اور بغیر احرام مکہ میں داخل ہوا تو ہر بار اس پر حج یا عمرہ لازم آئے گا۔ اگر پہلی مرتبہ بغیر احرام کے پھر واپس میقات آکر اور احرام باندھ کر داخل ہوا تو اس بار جو عمرہ یا حج اس پر لازم ہوا وہ اس سے ساقط ہو گیا۔ باقی پہلے عمرے یا حج اس پر لازم رہیں گے اور دم بھی لازم ہو گا۔ (عالمگیری)

خوشبو کا استعمال اور اس کا کفارہ

احرام کی حالت میں خوشبو کا استعمال منع ہے۔

۱۔ بدن پر اگر خوشبو لگائی اگر خوشبو بہت ہے تو دم لازم آئے گا۔ بہت وہ ہے جس کو لوگ بہت اور کثیر سمجھیں یا تھوڑی اگر ہے تو اس کو کثیر کا حکم اسوقت دیں گے جب کوئی بڑا عضو جیسے ران پنڈلی چہرہ وغیرہ پورا کا پورا اس سے آلودہ ہو جائے تو اگرچہ خوشبو تھوڑی ہے لیکن اس کو بھی کثیر اور بہت کہا جائے گا۔ اور دم لازم آئے گا۔ اگرچہ ایک ہی لمحہ کے لئے ہو۔ اگر تھوڑی سی خوشبو عضو کے کسی حصے پر لگ گئی تو صدقہ ہے۔ کپڑے یا بچھونے میں اگر خوشبو لگائی تو خوشبو کو دیکھیں گے کہ اگر کثیر ہے تو دم اور قلیل ہے تو صدقہ دیں۔

اگر کپڑے میں خوشبو لگی اور بالشت در بالشت تو یہ قلیل کے حکم میں ہے۔ اگر ایک دن یا رات اس پر گزر جائے تو صدقہ فطر لازم آئے گا۔ اور اس سے کم مدت گذری تو ایک

for more books click on link below
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

مٹھی صدقہ لازم ہوگا۔ اور اگر بالشت در بالشت مقدار سے زیادہ کپڑے پر خوشبو لگی ہوئی تو یہ خوشبو کثیر ہے تو پورے یک دن یا ایک رات پہنے رہا تو دم لازم آئے گا۔ اور اس سے کم مدت میں صدقہ فطر لازم آئے گا[1]

سنگِ اسود کا بحالت احرام بوسہ لیا۔ اگر منہ پر بہت سی خوشبو لگ گئی تو دم دے اگر تھوڑی تھوڑی خوشبو بدن کے مختلف عضوں پر لگائی۔ اور اگر تمام متفرق مقامات کو جمع کرنے سے ایک بڑے عضو کی مقدار ہوجائے تو دم لازم آئے گا۔

اگر خوشبو کو سونگھا تو کوئی کفارہ نہیں۔ لیکن مکروہ ہے۔ اگر خوشبو دار سرمہ کی تین یا زیادہ سلائیاں لگائیں تو دم ہے۔ اگر پینے کی چیز میں خوشبو ڈالی اس میں اگر خوشبو کا حصہ غالب ہے یعنی اس کے اجزاء زیادہ ہیں تو دم ہے۔ اور اگر تھوڑی سی ہے لیکن تین بار یا زیادہ بار پیا تو بھی دم ہے[2]

خوشبو دُور کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ اس کو کسی لکڑی سے یا اوپر سے پانی ڈال کر دُور کرے یا کسی غیر محرم سے دُور کرالے۔ اگر محرم نے خود ہاتھ سے دُور کی تو دوسرا دم لازم آئے گا کیونکہ ہاتھ میں بھی خوشبو لگ گئی۔ کھانے میں خوشبو ملا کر پکایا یا نہیں گیا جیسے۔ کہ چٹنی اچار وغیرہ میں کوئی خوشبو ڈالی تو اگر خوشبو والا اجزاء غالب ہے تو دم واجب ہوگا۔ اگر خالص خوشبو کی چیز مثلاً زعفران الائچی مشک عنبر لونگ اتنی کھائی کہ اکثر منہ میں لگ گئی تو دم ہے[3]

تل اور زیتون کا تیل اگر کھانے کے لئے یا دواءً استعمال کیا تو اس کو خوشبو نہیں سمجھا جائے گا۔ مثلاً پھٹے ہوئے ہاتھ پیروں میں دواءً لگایا یا کھانے کے لئے استعمال کیا تو دم لازم نہیں آئے گا۔ اور اگر خوشبو کے طور پر بدن پر استعمال کیا تو دم لازم آئے گا۔ یہ حکم ان چیزوں کا ہے جو خود تو خوشبو نہیں لیکن خوشبو کے لئے اصل ہیں۔

بعض وہ چیزیں ہیں کہ نہ وہ خود خوشبو ہیں۔ نہ خوشبو کے لئے بطور مادہ اور اصل کے ہیں تو ان کے استعمال میں کسی طرح بھی دم نہیں جیسے گھی اور چربی خواہ ان کو تیل کے طور

---

[1] لباب صـ۲۱۱ ـ [2] لباب صـ۲۱۱ ـ [3] لباب صـ۲۱۵

for more books click on link below
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

پر استعمال کیا ہو یا کھانے کے لئے یا ہاتھ پیر کے پھٹنے میں دوا کے طور پر لگایا ہو۔
اگر سارے بدن پر ایک ہی مجلس میں خوشبو لگائی تو ایک ہی دم لازم آئے گا۔ اور اگر ہر عضو پر علیحدہ علیحدہ مجلس میں خوشبو لگائی تو ہر عضو پر علیحدہ دم لازم آئے گا۔ اگر خوشبودار اشنان سے نہایا تو دیکھو لوگوں نے اس کا نام اشنان ہی رکھا تو صدقہ اور خوشبو میں رکھا تو دم ہے[1] غالباً اسی پر خوشبودار صابن کا قیاس ہوگا۔

سلے ہوئے کپڑے پہننے کا کفارہ

احرام میں مرد کو سلا ہوا کپڑا پہننا منع ہے۔ اگر کسی نے سلا ہوا کپڑا پہن لیا۔ تو اس کے جرمانہ اور کفارہ کے متعلق تفصیل یہ ہے۔
محرم نے اگر رات یا ایک دن سلا ہوا کپڑا پہنا تو دم لازم آئے گا۔ اور اس سے کم وقت پہنا تو صدقہ لازم آئے گا۔
اگر لگاتار کئی دن کپڑے پہنے جب بھی ایک دم لازم آئے گا بشرطیکہ عذر کی وجہ سے پہنا اور کسی دن عذر کے سبب اور کسی دن بلا عذر تو دو دم لازم آئیں گے۔
اگر رات کو کپڑا پہنا اور دن میں اتار دیا اور رات کو پھر پہن لیا تو ایک ہی کفارہ لازم آئے گا بشرطیکہ توبہ کی نیت سے کپڑے اتارے نہ ہوں ورنہ توبہ کے بعد پھر کپڑا پہنے گا۔ تو نیا کفارہ لازم آئے گا۔
اگر کپڑا بیماری کے سبب پہنا تو جب تک یہ بیماری قائم ہے تو ایک ہی جرم ہے۔ البتہ بیماری جاتی رہی اور اس نے کپڑا نہ اتارا تو اب بلا عذر پہنے رہنے کا دوسرا کفارہ لازم آئے گا۔
بیماری کے سبب اگر تمام کپڑے پہنے تو یہ ایک ہی جرم شمار ہوگا۔ کامل ایک دن یا ایک رات گذرنے کے بعد ایک دم لازم آئے گا۔ اگر ضرورت ایک کپڑے کی تھی اور محل ضرورت میں دوسرا کپڑا اور پہن لیا تو ایک ہی کفارہ ہوگا مگر بلا ضرورت پہننے سے گنہگار ہوگا۔

---

[1] فتاویٰ قاضی خان ص ۲۶۵

for more books click on link below
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

اگر محلِ ضرورت کے علاوہ دوسرے مقام پر کپڑا بلا ضرورت پہنا تو دو کفارے لازم آئیں گے مثلاً ضرورت عمامہ کی تھی کُرتہ بھی پہن لیا تو دو دم لازم آئیں گے۔ اور اگر ضرورت تھی ٹوپی کی اور عمامہ بھی باندھ لیا تو ایک ہی کفارہ لازم آئے گا۔ کیونکہ محلِ ضرورت میں زیادتی سے ایک ہی کفارہ لازم ہوگا۔ اور محلِ ضرورت کے علاوہ دوسری جگہ پہنا تو اس کا الگ کفارہ لازم آئے گا۔

سر اور چہرہ کا چوتھائی حصّہ بھی کل کے حکم میں ہے۔ اگر چوتھائی سر یا چہرہ چوتھائی ایک کامل دن یا رات چھپایا تو دم لازم آئے گا۔ اور کم میں صدقہ ہے اور چہارم حصّے سے کم سر یا چہرہ ایک رات یا ایک دن کامل چھپائے رکھا تو صدقہ لازم آئے گا۔ اور چار پہر سے کم میں کفارہ کچھ نہیں البتہ گناہ ہے۔ ناک پر خالی ہاتھ رکھا تو کوئی حرج نہیں ہاں اگر ہاتھ میں کپڑا لے کر ناک پر رکھا تو کفارہ نہیں۔ لیکن مکروہ ضرور ہے[1] غالباً یہ گناہ کا حکم اس وقت ہوگا جبکہ بلا عذر ناک پر کپڑا رکھے اور اگر نزلہ وغیرہ کی وجہ سے رومال سے ناک پونچھے تو شاید کچھ حرج نہ ہو کیونکہ عذر کے ساتھ اس نے ایسا کیا۔ بعض حضرات نے کہا کہ نزلہ میں ناک کپڑے سے نہ پونچھے بلکہ کاغذ کے بنے ہوئے رومال آتے ہیں۔ ان سے پونچھے۔ محرم نے اگر سر کے اوپر کوئی طشت یا غلّہ کی بوری رکھی تو کفارہ نہیں ہاں کپڑے کی گٹھڑی رکھے گا تو کفارہ ہے۔

اس جرم میں قصد اور ارادہ کو دخل نہیں۔ سر چھپانے میں یا منہ چھپانے میں اگر سوتے ہوئے بھی سر اور منہ چھپ گیا تو کفارہ لازم آئے گا۔ کان اور گدی کے چھپانے میں کوئی حرج نہیں۔

بال دور کرنے کے کفارے

احرام کی حالت میں بال کی حفاظت ضروری ہے اگر بال ٹوٹ جائیں یا کاٹے جائیں تو حسب ذیل کفارہ لازم آئے گا۔ اگر کسی نے سر یا ڈاڑھی کے بال تراشے تو دم لازم کرے

---

[1] درمختار۔

for more books click on link below
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

گا۔ چوتھائی سر اور چوتھائی ڈاڑھی کا بھی یہی حکم ہے۔ اور کم میں صدقہ۔

پوری گردن یا پوری بغل کے بال لئے تو دم ہے اور کم میں صدقہ ہے۔ یہی حکم زیر ناف کا ہے۔ دونوں بغلیں پوری منڈائے جب بھی ایک ہی دم ہے اگر پورا سر چند جلسوں میں منڈایا تو ایک ہی دم واجب ہے۔

سر ڈاڑھی اور بغلیں اور سارے بدن کے بال ایک ہی جلسہ میں مونڈائے تو ایک ہی کفارہ ہے۔ متعدد عضو کے بال متعدد جلسوں میں دور کئے تو متعدد کفارے لازم آئیں گے۔ سر ڈاڑھی، بغل، گردن اور زیر ناف کے علاوہ باقی اعضاء کے بال مونڈانے میں صدقہ ہے۔[1]

اگر وضو کرنے یا کھجانے یا کنگھا کرتے وقت بال ٹوٹ گئے تو ایک بال کے لئے ایک مٹھی غلہ یا ایک ٹکڑا روٹی یا ایک چھوہارا۔ اور دو بالوں کے لئے دو مٹھی غلہ یا دو ٹکڑے روٹی یا دو چھوہارے۔ اور تین بال کے لئے تین مٹھی غلہ یا تین ٹکڑے روٹی یا تین چھوہارے صدقہ ہے اور اگر تین سے زیادہ بال گرے تو صدقہ عید الفطر کی مقدار خیرات کرے۔ اور اگر بیماری کا سبب یا خود بخود بال گرے تو اس پر کچھ نہیں۔

ناخن کترنے کا کفارہ

احرام کی حالت میں ناخن بھی نہیں ترشے جائیں گے اور اگر تراشے تو کفارہ ادا کرنا ہو گا۔ اور کفارہ کا بیان یہ ہے۔

اگر ایک انگلی کا ناخن کترے تو ایک صدقہ ہے۔ دو ناخن کترے تو دو صدقے ہیں۔ اور تین پر تین صدقہ اور چار پر چار صدقے۔ اگر ایک ہاتھ کی پانچوں انگلیوں کے ناخن ایک ہی مجلس میں کاٹے تو ایک دم ہے۔ اسی طرح ایک ہی مجلس میں سب ہاتھ پیروں کے ناخن کاٹے تو بھی ایک ہی دم لازم آئے گا۔ اگر متعدد مجلسوں میں کاٹے تو متعدد دم لازم آئیں گے۔

---

[1] شامی

حاصل یہ ہے کہ اگر ایک ہاتھ کے پانچوں ناخن ایک ساتھ نہ کاٹے علیٰحدہ علیٰحدہ انگلیوں کے ناخن کاٹے تو ہر ناخن پر صدقہ ہے۔ حتیٰ کہ سولہ انگلیوں کے ناخن کاٹے تو ہر انگلی پر علیٰحدہ علیٰحدہ صدقہ ہے۔ اور اگر ہاتھ یا پاؤں کے پانچوں ناخن ایک ساتھ کاٹے تو دم لازم آئے گا۔ اور اگر سب ہاتھ پیروں کے ناخن ایک ہی مجلس میں کاٹے تو ایک ہی دم ہے۔

اور اگر چار ہاتھ پاؤں کے ناخن چار مجلسوں میں کاٹے تو چار دم ہیں اور اگر کوئی ناخن ٹوٹا ہوا ہو اور وہ بڑھنے کے قابل نہ رہا اس کا باقی حصہ کاٹ لیا۔ تو کچھ نہیں۔ اگر محرم دوسرے محرم کے ناخن کاٹے تو اس پر صدقہ ہے۔ ناخن تراشنا، کاٹنا، دانت سے کاٹنا سب کا ایک حکم ہے۔

جماع اور بوس وکنار کی غلطی کا کفارہ

احرام کی حالت میں جماع اور بوس وکنار سے بچنا بھی ضروری ہے۔ اگر جماع کسی نے کیا تو اس کا بیان اوپر گذرا جس سے حج فاسد ہو جاتا ہے۔ مفسدات حج میں لکھا گیا۔ وہاں دیکھئے۔ بوس وکنار کے کفارہ کا حال ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔ اگر شہوت کے ساتھ بوس وکنار کیا تو اس میں دم لازم آئے گا۔ اگرچہ انزال ہو یا نہ ہو۔ خواہ مرد کے ساتھ یہ فعل کیا ہو یا عورت کے ساتھ۔ سب کا ایک حکم ہے۔ مرد عورت جس کا بوسہ لیا ہے اگر اس کو بھی لذت آئی تو اس پر بھی دم لازم ہے۔

طواف میں غلطیوں کا کفارہ

طوافِ زیارۃ یعنی طوافِ فرض کسی نے بے وضو کیا تو کفارہ میں دم لازم آئے گا۔ اگر حیض ونفاس یا جنابت کی حالت میں طواف کیا تو کفارہ میں بَدَنہ یعنی اونٹ یا گائے قربانی کرنا لازم آئے گا۔ اور طہارت کے ساتھ اگر بارہویں تاریخ تک اس کا اعادہ کر لیا تو قربانی ساقط ہے اور اگر بارہ تاریخ کے بعد اس کا اعادہ کیا تو فقط بدنہ ساقط ہو گا۔ دم لازم

for more books click on link below
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

آئے گا۔ بدنہ والی صورت میں طہارت کے ساتھ اعادہ واجب ہے۔ اگر میقات سے باہر بھی چلا گیا۔ جب بھی واپس ہو کر اعادہ کرے۔

اگر بے وضو طوافِ زیارت کیا ہے تو اس کا اعادہ کرنا مستحب ہے جب بھی اسکا اعادہ کر لیا جائے خواہ بارہویں تاریخ کے اندر اندر یا بعد میں بہر حال اعادہ کے بعد دم ساقط ہو جائے گا۔

طوافِ زیارت کو بلا عذر چل کر نہ ادا کیا بلکہ سواری پر بیٹھ کے ادا کیا یا بے ستر کیا۔ مثلاً عورت کی چہارم کلائی یا چوتھائی سر ننگا رہا تو ان سب صورتوں میں دم لازم آئے گا۔ اگر صحیح طور پر اعادہ کر لیا تو دم بھی ساقط۔ اور اگر طواف زیارت کو بارہ تاریخ ذی الحجہ گذرنے کے بعد کیا تو دم لازم ہے۔ اگر طوافِ زیارت کے علاوہ کوئی اور طواف بحالت ناپاکی کیا تو دم لازم آئے گا۔ اور بے وضو طواف کیا تو صدقہ لازم آئے گا۔ طوافِ رخصت اگر نہ کیا تو دم لازم آئے گا۔

سعی کی غلطیاں اور ان کا کفارہ

سعی کو پیدل چل کر کرے اگر بلا عذر سواری پر کی تو دم لازم آئے گا۔ سعی کے اگر چار یا چار سے زیادہ پھیرے ترک کر دیئے تو دم لازم آئے گا۔

سعی کو طواف کے بعد کرے اگر پہلے کرے گا تو دم لازم آئے گا۔ سعی میں زمانہ حج یا احرام کی شرط نہیں۔ اگر سعی ادا نہ کی ہو تو جب بھی ہو سعی ادا کر لے، ادا ہو جائیگی۔

وقوفِ عرفات کی غلطیاں اور انکا کفارہ

عرفات میں سورج کے ڈوبنے تک قیام کرے اگر سورج ڈوبنے سے پہلے عرفات سے چلا گیا تو دم لازم آئے گا۔ اور اگر غروب آفتاب سے قبل لوٹ آیا تو دم ساقط ہو گیا۔ اور اگر غروب کے بعد واپس آیا تو نہیں۔ عرفات سے باہر ہونا خواہ اپنے اختیار سے ہوا یا جانور لے بھاگا برابر ہے۔

for more books click on link below
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

وقوفِ مزدلفہ کی غلطی اور اس کا کفارہ

کسی نے قصداً بلا عذر مزدلفہ کا وقوف نہ کیا تو کفارہ میں دم لازم آئے گا۔ ہاں ضعف اور کمزوری کی وجہ سے وقوف ترک کر دیا تو کچھ نہیں۔ خواہ عورت ہو یا مرد۔

رمی کی غلطیاں اور اس کا کفارہ

رمی واجب ہے اگر کسی نے ترک کر دی کسی دن بھی رمی نہ کی تو دم لازم آئے گا اسی طرح سے کسی ایک دن کی رمی بالکل یا اکثر رمی ترک کر دی تو بھی دم لازم آئے گا۔ اگر کسی دن کی رمی نصف سے کم ترک کر دی تو ہر کنکری پر صدقہ لازم آئے گا مثلاً دس تاریخ کو تین کنکری چھوڑ دیں یا اور دنوں میں ہر روز اکیس کنکریاں مارنی ہوتی ہیں۔ اگر اس نے چھ چھوڑ دیں اور باقی اس نے ماریں تو ہر کنکری پر صدقہ ہے[1]

قربانی اور حلق میں غلطی اور اس کا کفارہ

حج کی قربانی دس تاریخ سے بارہ تاریخ تک ہے اور یہ شرط ہے کہ حرم میں ہو رمی کے بعد ہو۔ اور اگر کسی نے بارہ تاریخ گزرنے کے بعد یا سرزمین حرم سے باہر یا رمی سے قبل قربانی کی۔ ان سب صورتوں میں دم لازم آئے گا۔ حج کرنے والے نے بارہویں تاریخ کے بعد حرم سے باہر قربانی کی تو دو دم لازم آئیں گے۔ ایک دم تاریخ گذرنے کے بعد قربانی کرنے کا اور دوسرا حرم سے باہر قربانی کرنے کا۔

عمرہ کا حلق بھی سرزمین حرم میں ہونا ضروری ہے۔ اگر نہ کیا تو دم لازم ہوگا۔

احصار

سوال:۔ احصار کے کیا معنی ہیں؟ اور حج کے بیان میں احصار حج سے کیا مراد ہے؟

جواب:۔ احصار کے معنی روکنے اور منع کے ہیں۔ اور اصطلاحِ شرع میں احصار

---

[1] شامی۔

for more books click on link below
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

عبارت ہے۔ منع حج اور عمرہ سے یعنی کوئی ایسا سبب پیدا ہو جائے کہ وہ حج یا عمرہ ادا کرنے سے مانع ہو جائے۔ جو شخص احرام باندھنے کے بعد حج اور عمرہ سے عاجز ہو جائے تو ایسے شخص کو محصر کہتے ہیں۔

حج یا عمرہ سے روکنے والے اسباب یہ ہو سکتے ہیں۔ مثلاً بیماری ہے یا کسی نے قید کر لیا یا ہاتھ یا پاؤں ٹوٹ گیا یا عورت کے محرم یا شوہر کا انتقال ہو گیا۔ یا دشمن یا درندہ یا مرض نے روک دیا۔ یا سواری ہلاک ہو گئی۔ یا نفل حج سے شوہر نے عورت کو منع کر دیا۔ یا عدت لازم آگئی۔ مثلاً عورت نے احرام باندھا اس کے بعد شوہر نے طلاق دیدی۔ تو عورت محصرہ ہے اگرچہ محرم بھی موجود ہو۔ محصر کا حکم یہ ہے کہ وہ حلال ہونے کے لیے قربانی کا جانور سرزمین حرم میں بھیجے کہ وہاں ذبح ہو۔ یا قیمت بھیج دے کہ اس قیمت سے قربانی کا جانور خرید کر حرم میں ذبح کر دیا جائے۔ ذبح کے بعد یہ حلال ہو جائے گا۔ حلق اس پر شرطاً نہیں ہے۔ لیکن بہتر ہے کہ حلق کے ساتھ حلال ہو۔ جس کے ذریعے حرم میں قربانی کرائی جائے لازم ہے کہ اس سے تاریخ اور وقت ذبح کا معین کرالے۔ اس تاریخ اور وقت کے گذرنے کے بعد یہ احرام سے نکل جائے گا۔

احرام سے نکل جانے کے بعد اس کو معلوم ہوا کہ اس وقت پر قربانی نہیں ہوئی تھی تو دم لازم آئے گا۔

اور اگر حج کا وقت فوت ہو گیا اور اس کو قدرت ہو گئی۔ اس امر پر کہ مکہ مکرمہ پہنچ سکتا ہے۔ تو عمرہ کر کے حلال ہو جائے گا۔ اور اس عمرہ کو عمرہ تحلل کہتے ہیں۔ اگر عمرہ تحلل نہ کر سکے تو اس کا بدل یہ ہے کہ حرم شریف میں قربانی بھیجے بعد قربانی کے حلال ہو جائے بہر حال یہ قربانی بدل ہے اور حلال کرنے میں اصل حج یا عمرہ ہے۔ اس پر قدرت نہ ہونے کی صورت میں بدل ہے۔

احصار کے بعد اگر اس سال حج فوت ہو گیا اور عمرہ تحلل بھی نہیں کر سکا تو آئندہ سال حج اور عمرہ تحلل کی بھی قضا کرے۔ اور قران ہے تو ایک حج اور دو عمرے کرے یعنی ایک عمرہ قران کا اور ایک تحلل کا۔

for more books click on link below
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

اس نے قربانی بھیجی اور عذر احصار جاتا رہا اور اس کو امید ہے کہ مجھے حج بھی مل سکتا ہے۔ اور ہدی بھی مل سکتی ہے تو حج کرے۔ حج کے بعد یہ احرام سے نکل جائے گا۔ اور اس ہدی کو چاہے تو صدقہ کر دے یا فروخت کر دے یا کسی کو ہبہ کر دے اور اگر اس کی قربانی کر دی گئی اور یہ حلال ہو گیا تھا اور بعد میں اس کو قدرت حج پر حاصل ہو گئی تو جدید احرام باندھ کر یہ حج کرے کیونکہ قربانی کے سبب یہ حلال ہو گیا تھا یعنی احرام سے نکل گیا تھا۔

اگر عورت نے فرض حج کا احرام باندھا اور اس کے ساتھ شوہر و محرم نہیں ہے۔ تو وہ بھی شرعاً محصرہ ہے کیونکہ بغیر ان کے سفر عورت کو حرام ہے۔ اگر عورت نے حج فرض کا احرام باندھا اور اس کے ساتھ محرم بھی ہے تو شوہر منع نہیں کر سکتا البتہ اگر وقت سے بہت پہلے احرام باندھا تو شوہر کھلوا سکتا ہے۔

اگر بغیر اجازت شوہر کے کسی عورت نے حج نفل کا احرام باندھا اور اس کے ساتھ محرم بھی نہیں ہے اور شوہر نے اس کو حج کرنے سے منع کر دیا۔ اس لئے کہ اس کے ساتھ کوئی محرم نہیں ہے تو یہ بھی شرعاً محصرہ ہوئی اور اگر اس کی عورت کے ساتھ محرم ہے اور پھر اس کو شوہر نے منع کیا تو وہ محصرہ بھی بعد ہو گی۔[1]

اگر عورت کے ساتھ شوہر تھا یا محرم تھا اور وہ راستہ میں مر گیا اور مکہ معظمہ وہاں سے تین دن یا زیادہ کی راہ ہے تو وہ محصرہ ہے۔ جس کا حج فوت ہو گیا۔ اس پر طواف صدر نہیں ہے۔[2]

حج فوت ہونے کا بیان

اگر حج کرنے والا مفرد ہے اور اس کا حج فوت ہو گیا تو عمرہ تحلل کے ذریعے احرام سے باہر ہو جائے۔ اور اگر قارن ہے اور اس کا حج فوت ہو گیا تو مکہ مکرمہ میں پہنچ کر عمرہ قران کا کرلے۔ اس کے بعد پھر دوسرا طواف اور سعی اور حلق کرے۔ اسطرح یہ حلال ہو

---

[1] شامی۔ [2] عالمگیری۔

for more books click on link below
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

جائے گا۔ یہ عمرہ تحلل ہے۔ اور اس پر دم قران نہیں۔ آئندہ سال صرف حج کی قضا کرے گا۔ عمرہ کی نہیں کہ عمرہ ادا ہو چکا۔ اور اگر حاجی متمتع ہے اور اس کا حج فوت ہو گیا۔ اور قربانی کا جانور اس کے ساتھ ہے تو اس کو جو چاہے کرے۔

حج بدل یعنی حج عن الغیر

سوال:۔ کیا دوسرا شخص کسی شخص کی طرف سے حج کر سکتا ہے؟

جواب:۔ اس باب میں یہ بات معلوم کرنی ہے کہ اپنی نیکیوں کا ثواب انسان دوسرے کو پہنچا سکتا ہے یا نہیں؟ اس کا جواب یہ ہے کہ تمام نیکیوں کا ثواب پہنچا سکتا ہے۔ خواہ وہ نماز ہو یا روزہ۔ صدقہ ہو یا حج تلاوت قرآن ہو یا اذکار۔ انبیاء وشہداء اولیاء اور صالحین کی قبور کی زیارت ہو یا تکفین موتیٰ۔ تمام اعمال حسنہ اور نیکیوں کی اقسام کا ثواب پہنچانا اہل سنت والجماعت کے نزدیک جائز ہے[1] یہاں تک کوئی شک وشبہ نہیں۔ لیکن غیر کی طرف سے کوئی عبادت نائب بن کر کر سکتا ہے یا نہیں۔ اس میں تین صورتیں ہیں۔ اس کے لئے یہ سمجھنا ضروری ہے کہ عبادت تین قسم کی ہے۔

۱۔ مالی جیسے کہ زکوٰۃ۔ ۲۔ بدنی جیسے روزہ اور نماز

۳۔ بدنی اور مالی عبادت سے مرکب جیسے کہ حج۔

لہٰذا مالی عبادت میں تو مطلقاً نائب بنانا جائز ہے۔ اسلئے کہ مقصود تو محتاج کی حاجت دور کرنا ہے۔ اور وہ نائب سے بھی حاصل ہے۔ اور بدنی عبادت میں جیسے نماز اور روزہ اس میں نیابت جائز نہیں کیونکہ مقصود تو بدن کی مشقت سے روح کی صفائی اور جلا ہے۔ یہ کیفیت خود ہی ادا کرنے سے ادا ہو سکتی ہے۔

تیسری عبادت جو مالی اور بدنی عبادت سے مرکب ہے یعنی حج اس میں عاجز ہونے کے وقت میں نیابت جائز ہے لیکن اس میں کچھ شرائط ہیں۔

---

[1] عالمگیری صـ ۲۷۳ شرح لباب ملا علی القاری

for more books click on link below
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

نوٹ:۔ یہ سب شرطیں حج فرض کیلئے ہیں۔ حج نفل کے لئے نہیں۔ [1]

۲۔ یہ امر ضروری ہے کہ حج کرانے والے کے امر اور اذن سے نائب حج کر جائے۔ ورنہ بغیر اذن اس کی طرف سے حج کیا تو وہ حج اس کی طرف سے شمار نہ ہوگا۔

۱۔ عجز دوامی ہو۔ موت تک اس کو قدرت حاصل نہ ہو۔

۳۔ نائب احرام کے وقت اس کی طرف سے نیت کرکے احرام باندھے اور زبان سے یوں کہے۔ لبیک عن فلان ورنہ یہ حج خود اس نائب کی طرف سے ہوگا۔ حج بدل نہ ہوگا۔

۴۔ چوتھی شرط یہ ہے کہ بھیجنے والے کے مال سے حج کرے اگر نائب کو حج کے لئے پیسہ ملا اور اس نے اپنے پاس سے خرچ کیا۔ اس ارادہ سے کہ بعد میں اپنا یہ خرچ اصل مال سے لے لے گا تو جائز ہے ورنہ نہیں۔

۵۔ پانچویں شرط یہ ہے کہ پیدل نہ چلے، اکثر سفر سواری پر کرے۔ اور خرچ میں کمی واقع ہو جائے، تو پیدل چل سکتا ہے۔

۶۔ اگر وصی نے اپنے مال سے حج کرایا تو بھی حج بدل ہو گیا۔ اور اگر اجنبی نے اپنے مال سے حج کرایا تو حج بدل نہیں ہوگا۔ اگر مرنے والے نے وصیت کی کہ میری طرف سے حج کرا دیا جائے اور یہ نہ کہا کہ میرے مال سے حج کرایا جائے۔ تو حج ہو جائے گا۔ اگرچہ اس کی نیت مرنے والے کے مال سے پیسے لینے کی نہ ہو۔

۷۔ جس کو حکم دیا ہے وہی حج کرے اگر اس نے دوسرے سے حج کرا دیا تو حج بدل ادا نہ ہوا۔ اگر وصی سے کہا تھا کہ میری طرف سے حج کرا دینا تو وصی اس کی طرف سے خود بھی کر سکتا ہے۔ اور اگر کہا کسی کو مال دے کر میری طرف سے حج کرا دینا اور پھر وصی نے اس کے مال سے خود حج کیا تو حج بدل نہ ہوا۔ [2]

۸۔ مامور (جسکو حکم دیا گیا ہے) دو شخصوں کی طرف سے حج بدل نہ کرے اگر اس نے دونوں کی طرف سے لبیک کہا۔ تو دونوں میں سے کسی کی طرف سے نہ ہوا بلکہ خود اس

---

[1] شامی

[2] عالمگیری۔

کرنے والے کا ہوا۔ اگر دونوں نے اسے خرچ دیا ہے تو دونوں کو تاوان دے۔

۹۔ آمر (حکم دینے والے) کے حکم کی مخالفت نہ کرے۔ مثلاً کہ اس نے صرف حج کے لئے کہا تھا۔ لیکن نائب نے قران کیا یا حج مفرد اس کی طرف سے کیا اور عمرہ اپنی طرف سے کیا یا عمرہ کا ہی احرام باندھا پھر مکہ سے حج کا باندھا تو اس کی مخالفت ہوئی۔ ان سب صورتوں میں تاوان لازم آئے گا۔ حج بدل ادا نہ ہوا۔

۱۰۔ اگر مال میں گنجائش ہے تو وطنِ آمر سے حج کے لئے جائے ورنہ قبل میقات جہاں سے بھی ہو سکے وہاں سے جائے اور بہتر ہے کہ مامور وطنِ آمر میں جہاں سے گیا تھا۔ وہیں لوٹ کر آئے تاکہ نائب مثل اصل کے ہو جائے۔

۱۱۔ حج بدل کا احرام میقاتِ آمر سے باندھے اگر آمر نے حج کا حکم دیا تھا اور خود مامور نے حج تمتع کیا تو خرچہ واپس دے کیونکہ تمتع میں حج کا احرام میقاتِ آمر سے نہیں ہوگا بلکہ حرم ہی سے بندھے گا۔ ہاں اگر آمر کی اجازت سے ایسا کیا ہے تو ضمان نہیں ہوگا۔

۱۲۔ یہ شخص حج بدل دوسرے سے نہیں کرا سکتا۔ اگر راہ میں بیمار ہو گیا اور کسی دوسرے شخص کو بھیج دیا تو روپیہ واپس دے یہ حج بدل نہ ہوگا۔ ہاں اگر آمر نے اجازت دیدی ہے تو کوئی حرج نہیں۔

۱۳۔ حج بدل پر جانے والا اگر مکہ میں رہ گیا تو یہ بھی جائز ہے۔ لیکن افضل یہ ہے کہ حج بدل کرنے والا واپس آئے اور جانے آنے کے مصارف بھیجنے والے پر ہیں۔

۱۴۔ اگر جہاز یا سواری کے انتظار میں کچھ دن زائد ٹھہرنا پڑے تو ان دنوں کے مصارف بھیجنے والے پر ہیں۔ ہاں اگر جو زائد دن مکہ میں ٹھہرنا چاہے اس کا خرچہ اسی کے ذمہ ہوگا۔ یعنی مامور کے ذمہ ہوگا۔ بھیجنے والے پر نہیں جتنے دن چاہے مکہ میں ٹھہرے۔ لیکن جب واپس ہوگا۔ تو واپسی کا خرچہ بھیجنے والے پر ہوگا۔

۱۵۔ اگر احرام کے بعد کوئی جرم اس نے کیا کہ جس کی وجہ سے دم لازم آیا تو اس کا خرچہ بھیجنے والے پر نہیں۔

۱۶۔ واپسی پر جو بچا ہے سب دیدے کچھ نہ رکھے۔ اگرچہ اس نے یہ شرط کرلی ہو

for more books click on link below
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

کر بچا ہوا واپس نہ کروں گا۔ لیکن ہاں دو صورتوں میں رکھنا جائز ہے۔ اوّل یہ کہ بھیجنے والا اسے وکیل کر دے کہ جو کچھ بچے وہ خود اس کو اپنے کو ہبہ کرکے قبضہ کرلے۔

دوم یہ کہ قریب بہ مرگ ہو اوصال زائد کی خود اس کو وصیت کر دی ہو اور یہ مال زائد کی وصیت ہوگی۔ شخص معین کیلئے۔

۱۷۔ حج کے مال میں سے کسی کو کھانا کھلوانا، حمام کی اجرت دینا وغیرہ۔ اس مال سے جائز نہیں لیکن ہاں۔ میت یا وارث نے اجازت دیدی ہو۔

۱۸۔ وصیت میت کے تہائی مال میں جاری ہوگی۔ اگر تہائی مال اتنا نہیں ہے کہ وطن سے وہ سفر کرسکے تو جہاں سے وہ سفر کرسکتا ہے۔ سفر جائز ہے۔

۱۹۔ جس کی موت کا وقت قریب آ جائے اور اس نے ابھی حج نہیں کیا ہے۔ اسے لازم ہے کہ وصیت کرے۔ اگر نہ ادا کیا اور نہ وصیت کی تو گنہ گار ہوگا۔

۲۰۔ اگر وقوف عرفات کے بعد کسی شخص کا انتقال ہوگیا۔ ابھی طواف فرض اس نے ادا نہیں کیا تھا۔ اس نے وصیت کی کہ میری طرف سے طواف صدر کردیا جائے تو اس کی طرف سے بدنہ کی قربانی دی جائے گی[1]

۲۱۔ اگر وصی نے غیر وطن سے کسی کو بھیجا۔ حالانکہ وصیت کرنے والے کے تہائی مال میں اتنی گنجائش تھی کہ وطن ہی سے حج کرسکتا تھا۔ تو یہ حج میت کی طرف سے نہ ہوا۔

۲۲۔ حج بدل کے لیے جانے والے کے تمام مصارف آمر کے ذمہ ہوں گے۔ حتیٰ کہ سر میں ڈالنے کا تیل، جلانے کا تیل، صابن وغیرہ آمر کے ہی مال میں سے خریدے جائیں گے اور کھانے کے مصارف بھی آمر ہی کے مال میں سے ہوں گے۔ لیکن اس کھانے میں سے دوسرے کو نہیں کھلایا جاسکتا۔ ہاں اگر آمر نے اجازت دی ہو[2]

۲۳۔ حج بدل میں جو مال بچا ہے اس کو واپس کردینا ضروری ہے۔ خواہ کتنا ہی کم مال ہو۔ حتیٰ کہ برتن بھی واپس کردے[3]

۲۴۔ اگر کسی نے نہ خود حج کیا ہو اور نہ وارث کو وصیت کی اور مرگیا۔ اور وارث نے

---

[1] شامی۔ [2] شرح لباب۔ [3] درمختار شامی۔

for more books click on link below
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

بغیر اس کے امر کے حج بدل کرادیا تو انشاء اللہ امید ہے کہ اس کی طرف سے ادا ہو جائے گا۔[1]

۲۵۔ اپنا حج نفل ادا کرنے کی نسبت حج بدل ادا کرنے میں زیادہ ثواب ہے۔ خصوصاً جو شخص کہ ماں باپ کی طرف سے حج کرے گا۔ تو ان کا حج پورا کر دیا جائے گا۔ اور حج کرنے والے کو دس حج کا ثواب ملے گا۔

۲۶۔ اگر میّت نے وصیّت کی ہے تو اس کے موافق حج کرایا جائے ورنہ وارث یا اجنبی نے تبرّعاً اگر میّت کی طرف سے حج کیا۔ تو امید ہے کہ انشاء اللہ حج ادا ہو جائے گا۔

مدینہ طیبہ کو روانگی

سوال:۔ اب ایک حرم سے دوسرے حرم کی طرف رُخ ہے۔ مدینہ طیبہ کی طرف سفر ہے اس کے متعلق بھی کچھ ارشاد فرمائیں؟

جواب:۔ یہ سفر اللہ اور اللہ کے رسول کو مطلوب ہے۔ خود اللہ تعالیٰ حبیب کے دربار میں حاضر ہونے کی رہبری فرماتا ہے۔

وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَ اسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا۔ (پ۵ رکوع ۶)

اے حبیب! اگر وہ اپنی جانوں پر ظلم یعنی گناہ کرنے کے بعد آپ کے پاس حاضر ہو جائیں اور اللہ تعالیٰ سے استغفار کریں اور رسول بھی انکے لئے دعائے مغفرت کریں تو بیشک اللہ کو وہ توبہ کا زیادہ قبول کرنیوالا اور رحمت فرمانے والا پائیں گے۔

اللہ تعالیٰ اس حبیب کے دربار میں بھیج رہا ہے، جس کے لئے ارشاد ہے۔ اَمَّا السَّآئِلَ فَلَا تَنْهَرْ کہ سائل کو نہ جھڑکنا لہٰذا درِ کریم پر سائل بن کر جاؤ۔ انشاء اللہ اس در سے محروم

---

[1] عالمگیری۔

نہیں لوٹو گے۔ دونوں جہاں کی نعمتیں ان کے ہاتھ میں ہیں۔

حضورِ اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے بھی مطلقاً بلا قید فرمایا ہے کہ مجھ سے سوال کرو۔ ربیعہ بن کعب نے ایک رات وضو کیلئے پانی حضور کی خدمت میں پیش کیا۔ حضور کا بحرِ رحمت جوش میں آیا خوش ہو کر فرمایا۔ سَلْ جو چاہے سوال کر یعنی خواہ دین کی مراد ہو یا دنیا کی ہماری سرکار میں سب کچھ ہے۔ بغیر کسی قید و تخصیص کے فرمانے سے یہ عام مفہوم ظاہر ہوا۔ جو چاہے مانگو۔

حضرت ربیعہ بن کعب نے عرض کیا۔ اَسْئَلُكَ مُرَافَقَتَكَ فِی الْجَنَّةِ۔ میں حضور سے سوال کرتا ہوں کہ جنت میں اپنی رفاقت عطا فرمائیں۔ شعر

سائل ترا مانگتا ہے تجھ سے تجھی کو　　معلوم ہے اقرار کی حاجت تری مجھ کو

ع حیف باشد از و غیر او تمنائے

اے راہِ مدینہ کے مسافرو! تم یہ نہ سمجھنا کہ حضور کے وفات فرمانے کے بعد اب ہم کس کے پاس جائیں۔ حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

مَنْ حَجَّ وَ زَارَ قَبْرِیْ بَعْدَ مَوْتِیْ　　جس نے حج کیا اور میری قبر کی زیارت کیلئے میری وفات
كَانَ كَمَنْ زَارَنِیْ فِیْ حَیَاتِیْ　　کے بعد آیا تو وہ اس شخص کی مانند ہے جو زندگی میں
میری زیارت کو آیا۔

تم حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جا رہے ہو۔ وہ ہر آنے والے کو جانتے ہیں۔ اور سلام کا جواب دیتے ہیں بلکہ اس لئے قرآن کریم نے بھی جَآءُوْكَ مطلق فرمایا۔ حیات اور وفات کی قید سے مقید نہیں کیا۔ جب بھی کوئی تمہارے پاس آئے خواہ قبل وفات ہو یا بعد وفات وہ آپ ہی کے پاس آتا ہے۔ لہٰذا اب بھی حضور کے روضہ کی طرف جانا بمصداق جَآءُوْكَ۔ حضور ہی کے پاس آنا ہے۔ جس طرح حضور کے زمانہ میں مدینہ کی راہ کھلی ہوئی تھی حضور کے پاس وفد حاضر ہوتے تھے۔ اب بھی مدینہ کی راہ کھلی ہے۔ حضور کے لاکھوں امتی مدینے جا رہے ہیں۔

---

for more books click on link below
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

جانے والا جس قدر شوق سے اس راہ میں آگے بڑھے گا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی توجہ اسی قدر اس کی طرف زیادہ ہوتی جائے گی۔ کیونکہ سرکار متخلق باخلاق اللہ ہیں اور اللہ کی یہ صفت ہے جیسا کہ اس نے فرمایا ہے کہ جو میری طرف ایک بالشت بڑھتا ہے میں اس کی طرف دو بالشت بڑھتا ہوں اور جو میری طرف ایک ہاتھ چلتا ہے۔ میں اس سے دو ہاتھ قریب ہوتا ہوں۔ اور جو چل کر آتا ہے۔ میں اس کے پاس دوڑ کر آتا ہوں تمہارا سفر جس ذوق و شوق کے ساتھ ہوگا۔ حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلّم اس سے زیادہ شفقتوں اور رحمتوں کے ساتھ تمہاری طرف متوجہ ہوں گے۔

ع من آیم بجاں گر تو آئی بہ تن

آپ نے فرمایا۔

مَنْ جَاءَ نِیْ زَائِرًا لَا تُعْمِلُہٗ حَاجَۃٌ اِلَّا زِیَارَتِیْ کَانَ حَقًّا اَنْ اَکُوْنَ شَفِیْعًا یَوْمَ الْقِیَامَۃِ

جو خالص میری زیارت کیلئے آیا۔ اور اسکو کسی اور غرض نے اس سفر پر آمادہ نہ کیا ہو تو یہ میری زیارت کے تو مجھ پر حق ہے کہ قیامت کے دن میں اس کی شفاعت کروں۔

زرقانی[1] میں ہے کہ خواہ دخول جنّت بلا حساب کی شفاعت ہو یا رفع درجات کی یا شہود حق کی بہر حال خصوصی شفاعت کا مستحق ہوگا۔ لہٰذا آنحضرت کے سچے وعدہ کو اور اللہ کے حکم کو سامنے رکھ کر بِسْمِ اللّٰہِ کہہ کر روانہ ہو جاؤ۔ ہر قدم پر اللہ اور اس کے رسول کا قرب خاص حاصل ہوتا جائے گا۔

اس سفر میں مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت اور اس میں عبادت کی نیت بھی شامل کر لینی چاہیئے۔ کہ جہاں ایک نماز کا پچاس ہزار نمازوں کے برابر ثواب ملتا ہے اور پھر ساتھ ہی اعتکاف اور قرآن کریم پڑھنے کی بھی نیت ہو تو سوچو۔ کس قدر ثواب عظیم اس سفر میں ان نیتوں کے ذریعہ حاصل ہوگا۔ اس قدر ثواب کا حاصل کرنا بھی تو ایک سعادت ہے۔ مگر مذکورہ بالا حدیث میں یہ الفاظ بھی قابل غور ہیں۔ کہ لَا تُعْمِلُہٗ اِلَّا زِیَارَتِیْ

---

[1] زرقانی جلد ۸ ص ۲۹۵

for more books click on link below
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

یعنی حاضری کے عمل میں صرف زیارت رسول کی نیت کو دخل ہو اور کسی چیز کو اس میں دخل نہ ہو۔ ایسی زیارت کرنے والے کیلئے حضور نے فرمایا کہ یہ میری خصوصی شفاعت کا مستحق ہو گا۔ اس فرمان کے پیش نظر صاحب فتح القدیر فرماتے ہیں کہ اس عبد ضعیف کے نزدیک ایک سفر ایسا بھی ہونا چاہیئے۔ کہ خالص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی نیت سے ہو۔ اس میں اور کوئی نیت شریک نہ ہو۔ پھر زیارت سے فارغ ہو کر وہاں کے دوران قیام مسجد میں نماز پڑھنے کی نیت سے بھی حاضر ہوتا ہے۔ یا پھر دوسری مرتبہ اگر اللہ تعالےٰ توفیق عطا فرمائے تو مسجد شریف کی زیارت کی بھی نیت شامل کر لی جائے۔ لیکن ایک سفر تو خالص ہی زیارت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نیت سے ہو۔ اس میں اور کوئی نیت شامل نہ ہو۔ کیونکہ اس میں حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی زیادہ تعظیم ہے۔

صاحب فتح القدیر کے مشورہ پر اس وقت مسجد شریف کی نیت ذکر کے اتنا کثیر ثواب چھوڑنا عاشق ہی کا کام ہے۔ جو محبوب کی طلب میں کسی اور کی طلب کو شامل کرنا بھی پسند نہیں کرتا۔ یہی درس عشق ہے کہ محبوب کے معاملے میں کسی غیر کی طلب بھی نہ ہو۔ مقصود صرف روئے دوست ہو۔

عاشقاں را شد مدرس حسن دوست　　　دفتر و درس و سبق ایشاں روئے دوست ا

لہٰذا اے ماہ و مدینہ کے مسافرو! طالب صادق بن کر چلو۔ اگرچہ غیر وہ ہے جس کو محبوب سے تعلق نہ ہو جبکہ مسجد وغیرہ تو محبوب سے متعلق ہیں۔ لیکن ایک دفعہ تو ان متعلقات سے بھی تجرید نیت کر کے صرف زیارت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی نیت کرو۔ تاکہ بلا تکلف حدیث رسول پر عمل ہو جائے۔

حضور کی زیارت افضل قربات احسن مستحبات اور افضل مندوبات سے ہے اور اعلیٰ درجات قرب پر فائض ہونے کا ذریعہ ہے۔ بلکہ شرح مختار میں ہے۔ کہ قریب بواجب ہے۔ بلکہ مذہب عشق و محبت میں زیارت محبوب رب العالمین فرض عین ہے خصوصاً اس وقت جبکہ از راہ نوازش اور مزید کرم خود محبوب اپنے مشتاقوں کو بلائے اور نہ حاضر ہونے پر

for more books click on link below
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

عتاب بھی فرمائے۔ محبین کے لئے تو اشارہ ہی کافی تھا۔ چہ جائیکہ اس طرف سے صراحت فرمادی جائے۔

ع ازدوست یک اشارت واز ما بسر دویدن

حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ جس کو اللہ نے وسعت اور قدرت دی اور وہ میری زیارت کو نہ آیا۔ تو اس نے مجھ پر جفا کی یعنی ظلم کیا۔ تو اب وہ کونسا مومن ہے کہ جو اس ارشاد کو سننے کے بعد مدینہ جانے کے لئے بیقرار نہ ہو۔ اور صرف حج کر کے ہی گھر واپس ہو جائے۔ اور حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلّم کی زیارت کیلئے مدینہ شریف حاضر نہ ہو۔ کیونکہ مدینہ میں حاضر نہ ہونا آپ پر جفا کرنے کے مترادف ہے جس میں آپ کی ایذا ہے اور یہ بدیہی امر ہے کہ آپ کو ایذا پہنچانا حرام ہے۔ لہذا عشاق باوفا وہ ہیں جو جفا کا لفظ سننے کی بھی تاب نہیں رکھتے کہ ہم اور حضور پر جفا یہ کیسے ہو سکتا ہے؟

لہذا وہ پختہ عزم کے ساتھ مدینہ طیبہ کی راہ پر عشق رسول میں چل پڑتے ہیں کیونکہ اس ارشاد نبوی کے بعد شاید ہی کوئی حاجی ایسا باقی رہے کہ حج کو آئے اور اس کا رُخ مدینہ کی طرف نہ ہو۔ اور جس کے دل بیقرار کو مدینہ سے باہر قرار آئے

عشق میں صبر کہاں؟ اب تو عشاق ہیں اور مدینہ کی راہ کا چلنا جنگل اور بیابان ہیں اور شوق حبیب میں ان کا طے کرنا۔ محبوب کی طرف چلنا اس راہ کا بہترین وظیفہ ہے۔

سے
کام اپنا ہے صبح و شام چلنا چلنا چلنا مدام چلنا
ہوگا کبھی ختم یہ سفر کیا منزل کبھی آئے گی نظر کیا

عشق نبی میں کافلے کے قافلے مدینہ روانہ ہو رہے ہیں۔ مدینہ کی راہ محبین کی راہ ہے۔ راہ محبت میں اپنے پیارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم کی زیارت کے لئے چل رہے ہیں۔ اپنی امت پر حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلّم کی کسقدر شفقت ہے۔ کس قدر محبت اور چاہت ہے کہ اپنے پاس بُلا کر اپنی نوازشوں اور اپنے بے نہایت انعامات کے ساتھ نوازنا چاہتے ہیں۔ محبوب کے دربار میں کبھی رسائی نہیں ہو سکتی۔ جب تک محبوب خود نہ بلائے۔ سے

for more books click on link below
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

ہیچ عاشق خود نہ باشد وصل جو   کہ نہ معشوقش بود جویائے او

کیا شان ہے رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی کہ ان کی رحمت ہم گنہگاروں کی جویا ہے۔ غور کرو کہ جب وہ خود اپنے دربار میں تم کو بلا رہے ہیں۔ اور رب کریم بھی تم کو ان کی طرف بھیج رہا ہے تو پھر تم پر کس قدر کرم کی بارش ہو گی۔ خدا بھی کریم اور رسول بھی کریم تم ان معنٰی کریموں کے درمیان ہو۔ ؎

یا رب تو کریمی و رسول تو کریم   صد شکر کہ ہستیم میان دو کریم

پھر کس قدر محرومی اور بدبختی ہے کہ مدینہ شریف میں حاضر نہ ہو۔ قربان اس شان کریمی کے کہ دیتے ہیں اور بلا کر دیتے ہیں۔ اور کوئی نہیں آتا ہے۔ تو اس کو جفا سے تعبیر فرما کر تکلیف کا اظہار فرماتے ہیں۔

اے مدینہ کے مسافرو! تمہاری خوش نصیبی ہے کہ اپنے کریم داتا کے دربار پر حاضر ہو کر ان کے واسطے سے خدائے کریم کا فیضان خصوصی حاصل کرنے کے لئے حاضر ہوئے ہو حضور فرماتے ہیں۔

وَاللّٰهُ الْمُعْطِيْ وَاَنَا الْقَاسِمُ   کہ اللہ دیتا ہے اور میں بانٹتا ہوں۔

تم کیسے شفیق اور مکرم نبی کی طرف جا رہے ہو۔ جن کی شفقت والدین کی شفقت سے بھی بڑھ کر ہے آپ کی ذات گرامی ہی کو صحابہ کرام فِدَاكَ اَبِيْ وَاُمِّيْ کہہ کر خطاب کرتے تھے۔

صاحب فتح القدیر فرماتے ہیں کہ راستہ بھر درود شریف کی کثرت رکھو۔ دونوں عالم سے بیگانہ ہو کر تصورِ محبوب میں غرق ہو کر سفر کرو۔ ؎

با دو عالم عشق را بیگانگی   تا درو ہفتاد دو دیوانگی

ہفتاد دو سے کثرت مراد ہے لہذا مخلوق کی کثرت کے باوجود محبوب کی وحدت میں گم ہو کر سب سے بے تعلق ہو کر اس سفر میں جتنا آگے بڑھو گے شوق قرب بھی اتنا ہی بڑھتا جائے گا۔ حتیٰ کہ فراق کے ان چند لمحات میں بھی انتہائی بے تابی اور بیقراری کے ساتھ اس کی زبان سے یہ جاری ہو گا۔

for more books click on link below
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

یَا مُنِیْرَ الخَدِّ یَا رُوْحَ الْبَقَا
اِجْتَذِبْ رُوْحِیْ وَجُدْلِیْ بِاللِّقَا

اے روشنی بخشنے والے چہرے اے میری بقا و زندگی کی روح۔ جسم کے پہنچنے سے پہلے میری روح کو اپنی جانب کھینچ کر جلد اپنا دیدار اور لقا عطا فرما دیجئے۔

مبارک ہو اب انتظار کا وقت ختم ہونے کو آیا۔ صحرائے مدینہ کے درخت نظر آنے لگے۔ اس جنگل اور صحرا پر ہزار جانیں قربان۔ ؎

گرد صحرائے مدینہ بویت آید یا رسول   جانِ خود را من فدائے خاکِ آں صحرا کنم

یارسول اللہ صحرائے مدینہ کے چاروں طرف آپ کی خوشبو کی لپٹیں اٹھ رہی ہیں۔ اس صحرا اور جنگل کی خاک پر میں فدا ہو جاؤں۔ آتشِ شوق اور تیز ہو گئی۔ درود شریف کی اور کثرت کر دو۔ کچھ دیر بعد دوری اور بعد کے حجاب اٹھنے والے ہیں۔

لیجئے مدینہ شریف کا شہر اور بلدِ حبیب کی عمارتیں بھی صاف نظر آنے لگیں۔ دیارِ حبیب پر نظر پڑتے ہی عجب وجدی کیفیت طاری ہو گئی۔ خوشی اور فرحت کی آواز نظارہ کرنے والوں کے اندر سے بلند ہونے لگی۔ بار بار اس کی زبان پر یہ شعر آنے لگا ؎

نعرۂ مستانہ خوش می آیدم   تا ابد اے جاں چنیں می بایدم

اے میری جان ہمیں اس وجد میں ہمیشہ رہنا پسند ہے۔ کیا اچھا سماں ہے۔ کہ میں اپنے محبوب کا شہر دیکھ رہا ہوں اور لطف اٹھا رہا ہوں۔ اب درود شریف کا ورد اور زیادہ کر دو۔ اب تم حرمِ رسول میں داخل ہو رہے ہو۔ شور و واویلا ختم کر دو کہ یہ مقامِ ادب ہے نگاہیں نیچی کر لو۔ آنکھوں سے فرحت و مسرت کے آنسو بہاتے ہوئے ننگے پیر چلو چونکہ اب تم بلدِ رسول یعنی مدینہ منورہ میں داخل ہو رہے ہو۔ جس کے متعلق شاعر کہتا ہے۔

؎ ادب گاہیست زیرِ آسماں از عرش نازک تر
قدم لرزیدہ می آید جنید و بایزید ایں جا

حرمِ رسول میں یہ پڑھتے ہوئے داخل ہو جاؤ۔

اَللّٰھُمَّ ھٰذَا حَرَمُ نَبِیِّكَ   اے اللہ آپ کے حبیب کا یہ حرم ہے یہاں

for more books click on link below
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

فَاجْعَلْهُ وِقَايَةً لِّيْ مِنَ النَّارِ وَ اَمَانًا مِّنَ الْعَذَابِ وَ سُوْءِ الْحِسَابِ۔

کی حاضری کو ہمارے لئے دوزخ کی آگ سے بچنے۔ عذاب اور سوءِ حساب سے امان کا ذریعہ بنا۔

بہتر ہے کہ مدینہ شریف میں داخل ہونے سے پہلے یہاں اگر موقع ملے تو غسل کرکے پاک صاف کپڑوں میں معطر ہو کر شہر میں داخل ہو۔ فتح القدیر میں ہے کہ بعض حضرات مدینہ منورہ کے قرب میں سواری سے اتر کر پاپیادہ مدینہ منورہ میں داخل ہوتے ہیں۔ یہ ان کا فعل بہت اچھا ہے اور لکھا ہے۔

كُلُّ مَا كَانَ اَدْخَلَ فِي الْاَدَبِ وَالْاِجْلَالِ كَانَ حَسَنًا۔

یعنی ہر وہ طریقہ جس کو ادب اور بندگی کے اظہار میں زیادہ دخل ہو۔ وہ محبوب اور مستحسن ہے۔

یہ وہ مقام ہے جہاں بڑے بڑے اولیاء سر جھکائے ہوئے حاضر ہوتے ہیں۔
جب شہر میں داخل ہو تو یہ پڑھو۔

بِسْمِ اللّٰهِ رَبِّ اَدْخِلْنِيْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّ اَخْرِجْنِيْ مُخْرَجَ صِدْقٍ وَّ اجْعَلْ لِّيْ مِنْ لَّدُنْكَ سُلْطَانًا نَّصِيْرًا ط اَللّٰهُمَّ افْتَحْ لِيْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ وَارْزُقْنِيْ مِنْ زِيَارَةِ رَسُوْلِكَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا رَزَقْتَ اَوْلِيَاءَكَ وَاَهْلَ طَاعَتِكَ وَاغْفِرْ لِيْ وَارْحَمْنِيْ يَا خَيْرَ مَسْئُوْلٍ [1]

اے رب مجھے صدق اور خلوص کا داخلہ نصیب فرما اور باہر بھی صدق و سچائی کے ساتھ نکال اور مجھے اپنے پاس سے وہ غالب قوت عطا فرما جو ہمیشہ میری مددگار رہے۔ اے اللہ میرے لئے اپنی رحمت کے دروازے کھول دے۔ اور مجھے اپنے رسول صلے اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے وہ فیضان عطا فرما جو تُو نے اپنے اولیاء کرام اور اہلِ طاعت کو عطا فرمایا اور میرے گناہوں کو بخش دے اور مجھ پر رحم فرما۔ اے وہ ذات کہ جو بہتر ہے ان سب میں کہ جن سے سوال کیا جاتا ہے۔

---

[1] فتح القدیر ص ٣٢٩۔

for more books click on link below
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

یہ دعا یہاں ہر مقام پر اسی خلوص کے ساتھ پڑھی جا سکتی ہے۔ اب درود شریف پڑھتے ہوئے تم شہر میں داخل ہو گئے ہو۔ بہتر ہے کہ درود شریف کی اور کثرت کرو کیونکہ تم روضۂ رسول پر حاضری کے لئے جا رہے ہو۔ یہاں پہنچ کر اسباب کے رکھنے کا انتظام کر کے جلد فارغ ہو کر حاضر دربار ہو جاؤ۔ یہاں بھی افضل ہے کہ غسل کر کے پاک صاف کپڑے پہن کے خوشبو لگاؤ۔ مشک کی خوشبو ہو تو بہتر ہے کیونکہ یہ خوشبو سرکار کو پسند تھی۔ اب سراپا ادب بن کے خشوع و خضوع کے ساتھ سر نیچا کر کے چلو۔ اور بہتر ہے کہ پاپیادہ چلو۔ تم کہاں ہو؟ اپنی سعادت پر فخر کرو۔ یہ مدینۃ الرسول ہے۔ یہ ہجرت گاہِ خاتم الانبیاء ہے۔ یہ مہبطِ وحی ہے۔ یہاں حضور چلے پھرے ہیں۔ یہ تو سر کے بل چلنے کا مقام ہے۔ تو پاپیادہ چلنے ہی کو ادب سمجھ رہا ہے۔ ؎

حرم کی زمین اور قدم رکھ کے چلنا   ارے سر کا موقع ہے او جانے والے

حضرت امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کبھی یہاں سوار ہو کر نہ چلے۔ آپ فرماتے تھے۔ مجھے اللہ سے شرم آتی ہے کہ جس زمین پر سرور کائنات موجود ہوں، میں وہاں سوار ہو کر اس کو اپنے گھوڑوں کے قدموں سے روند دوں، یہاں یہ تصور کرو کہ یہ گذرگاہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ نہ معلوم یہاں کون کون سی جگہ ہیں۔ جہاں حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کا قدم مبارک پڑا ہو۔ یہاں اپنے قلب کو عظمت نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے تصور سے معمور کرو۔

لیجئے! اب مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سامنے ہے۔ اب تھوڑا سا وقفہ لیکر اور دروازہ پر اس طرح ٹھہر کر کر گویا غلام اپنے آقا سے حاضری کی اجازت لے رہا ہے پہلے دایاں قدم رکھ کر یہ پڑھتے ہوئے مسجد شریف میں داخل ہو جاؤ۔

بِسْمِ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ ذُنُوْبِيْ وَافْتَحْ لِيْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ ۔ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِي الْيَوْمَ مِنْ اَوْجَهِ مَنْ	داخل ہوتا ہوں اللہ کے نام کے ساتھ اور حمد ہے اللہ کیلئے۔ اے اللہ درود بھیج حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی آل پر۔ اے اللہ میرے تمام گناہوں کو بخشدے اور مجھ پر اپنی رحمت کے دروازے کھول دے۔ الٰہی آج کے دن مجھ کو

for more books click on link below
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

تَوَجَّهَ إِلَيْكَ وَاَقْرَبَ مَنْ تَقَرَّبَ إِلَيْكَ وَاَنْجَحَ مَنْ دَعَاكَ وَابْتَغٰی مَرْضَاتَكَ ؎۱

سب سے زیادہ اپنی طرف توجہ کرنے والا بنا۔ اور اپنے مقربین میں سب سے زیادہ مقرب بنا اور تجھ سے مانگنے والوں میں سب سے زیادہ کامیابی حاصل کرنیوالا بنا اور میں آپ کی رضا اور خوشنودی کا طالب ہوں۔

اب مسجد نبوی میں باب السلام سے داخل ہوکر رَوْضَةُ الْجَنَّةِ میں حاضر ہو۔ رَوْضَةُ الْجَنَّةِ حضور کے زمانہ کی مسجد ہے۔ اس میں جو محراب ہے اس میں کھڑے ہوکر آپ نماز پڑھاتے تھے۔ مرض وفات میں جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس مسجد میں آنے کی طاقت نہ رہی تو حکم ہوا کہ ابوبکر نماز پڑھائیں۔ جب وہ اس محراب میں کھڑے ہوئے اور جمال جہاں آرا نہ دیکھا۔ تو شدت غم سے بے تاب ہوگئے اور ایسی رقت ہوئی کہ تمام اہل مسجد رونے لگے۔ اور مسجد میں صدائے آہ و بکا سے ایک کہرام مچ گیا۔ ؎

در نمازم خم ابروئے تو یاد آمد حالتے رفت کہ محراب بہ فریاد آمد

بہرحال اس محراب شریف میں دو رکعت نماز تحیۃ المسجد اور شکرانہ حاضری ادا کرو۔ محراب شریف کے دو پہلو ہیں۔ ایک منبر شریف کی طرف دوسرا روضہ شریف کی طرف محراب شریف کے بیچ میں تھوڑا سا ہٹ کر داہنے پائے کے سامنے کھڑے ہو۔ یہ جگہ یہی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا موقف ہے۔ اس کی پشت پر اسطوانہ حنانہ ہے۔ محراب کے دائیں پائے پر لکھا ہوا ہے۔

هٰذَا مُصَلَّى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

اب اس مقام پر کہ جو قدم گاہ مصطفی ہے صلی اللہ علیہ وسلم ادب سے کھڑا ہو۔ اور دو رکعت بہ نیت تحیۃ المسجد قُلْ يَا أَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ اور قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ سے پڑھ کر اس نعمت پر سجدہ شکر بجا لاؤ۔ کہ جہاں حضور کے قدم پاک تھے۔ وہاں تمہارا اب سر ہے۔ ؎

ناز ہے اس نصیب پر مرتبۂ نیاز میں
انکے قدم پہ رکھ کے سر دئے ہم نماز میں

؎۱ فتاویٰ قاضی خاں ص ۲۹۲۔

for more books click on link below
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

اور بصد ہزار شکر عرض کرو کہ اے رب کریم آپ نے ہم پر بڑا احسان کیا کہ مسجد نبوی میں حاضری اور پھر اس جنت کی کیاری، اور بہشت کے باغ میں اور وہ بھی حضور کے نماز پڑھنے کی جگہ پر نماز پڑھنا نصیب فرمایا۔

قبر شریف اور منبر شریف کے درمیان جنت کا باغ ہے۔ یعنی یہ زمین جنت کی ہے اسکی مقدار ۲۲ میٹر ہاتھ ہے اور بروز قیامت جنت میں چلی جائے گی۔ جس طرح حجر اسود جنت سے برائے خلیل آیا۔ یہ زمین برائے حبیب آئی۔ چنانچہ حضور کا ارشاد ہے۔

بَیْنَ مِنْبَرِیْ وَقَبْرِیْ رَوْضَۃٌ مِّنْ رِّیَاضِ الْجَنَّۃِ۔

یعنی مسجد شریف کا وہ حصہ جو میرے منبر اور میری قبر کے درمیان ہے۔ وہ جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے۔ اے اللہ تعالیٰ اس پاک جگہ کے صدقہ ہمیں قبر میں بھی حضور کی زیارت اور قرب نصیب فرما اور اپنے فضل سے قبر کو بھی "رَوْضَۃٌ مِّنْ رِّیَاضِ الْجَنَّۃِ" بنا دے۔ تمہاری یہ خوش بختی ہے کہ تو نے حضور کے قرب میں رَوْضَۃُ الْجَنَّۃِ کے مقام پر نماز ادا کی۔ اس سے معلوم ہوا کہ قرب رسول ہی میں جنت ہے ؎

از برائے سجدہ اُستانے یافتم　　سرزمین منظور بود و آسمانے یافتم

مجھے سجدہ عشق کے لئے صرف آستانہ کی زمین کا ایک حصہ درکار تھا۔ مگر جب اس زمین پر پہنچا تو اتنی بلندی حاصل ہوئی کہ آسمان کا سجدہ نصیب ہو گیا۔ بلکہ اس سے بھی اونچا مقام ملا کہ جنت کی زمین پر سجدہ نصیب ہوا۔ قرب و جوارِ رسول نے جنت میں پہنچا دیا۔ اور جنت میں نماز شکر ادا کی۔ اور تَحِیَّۃُ الْمَسْجِدِ پڑھی۔ کیوں نہ ہو۔ اس مقام کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر شریف کا قرب حاصل ہے۔ جس کا رفعت میں عرش سے بھی زیادہ بلند مقام ہے۔

علمائے کرام فرماتے ہیں کہ وہ زمین مقدس کہ جس سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا جسم اطہر مَس ہو رہا ہے۔ اس کا تمام تینوں آسمانوں بلکہ خانہ کعبہ اور عرش الٰہی سے بھی اونچا مقام ہے [1]

---

[1] مرقاۃ جلد ۲ صفحہ ۱۹۔

for more books click on link below
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

قرآنِ کریم کے اتصال سے وہ کپڑا بھی مقدس ہو جاتا ہے کہ جو اس سے لپٹا ہوا اور سلا ہوا ہے۔ لہٰذا اس غلاف اور جولی کو بھی بغیر وضو ہاتھ نہیں لگا سکتے تو جسمِ اطہر کے اتصال سے اس زمین کو بھی یہ اشرفیت اور افضلیت حاصل ہو جائے تو کون سا تعجب ہے؟

اب سفر کی صعوبتیں ختم ہو گئیں۔ منزلِ مقصود آگئی اب رَوْضَۃٌ مِّنْ رِّیَاضِ الْجَنَّۃِ میں نماز پڑھ کے حضور کے مُوَاجَہَہ شریف میں حاضری کیلئے چلو۔ یہ اس مقدس مقام کی حاضری ہے کہ جہاں ستر ہزار فرشتے ہر روز نازل ہوتے ہیں۔ اور یہ نوری ہستیاں چاروں طرف سے اس نورانی روضۂ اطہر کو گھیرے ہوئے ہوتی ہیں۔ یہ وہ مقام ہے کہ جس کی ہیبت و عظمت سے بڑے بڑے اولیائے اکرام کانپتے ہوئے، علمائے عظام، محدثین اور مفسرین لرزتے ہوئے حاضر ہوتے ہیں۔ نہ آدابِ حاضری کے خلاف کہیں کوئی حرکت صادر نہ ہو جائے۔ کہیں آواز بلند نہ ہو جائے کہ تمام اعمال ہی حبط (ضائع) ہو جائیں۔ یہاں دل اور نگاہ اعضاء اور جوارح سب پر پہرہ لگائے رکھنا ہے کہ کسی عضو سے کوئی خطا غلطی میں نہ آئے۔ یہاں سخت ادب کی ضرورت ہے۔ بے خود ہو کر آنا ہے۔ کسی نے خوب کہا۔

با خدا دیوانہ باش و با محمد ہوشیار

اب تم بھی بارگاہِ رسالت میں حاضری کیلئے سراپا ادب بن جاؤ۔ گردن جھکالو نظریں نیچی کر لو۔ گناہوں پر نادم اور شرمندہ ہو کر آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تیری اور تیرے حال کی خبر ہے مگر وہ رَحْمَۃٌ لِّلْعَالَمِیْنَ ہیں۔ ان کے پائین کی طرف سے مُوَاجَہَہ شریف میں حاضر ہو کر چہرۂ انور کے مقابل کم از کم چار ہاتھ کے فاصلہ پر قبلہ کو پشت اور مزارِ انور کی طرف رُخ کرکے کھڑے ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دائیں کروٹ پر آرام فرما ہیں، نظر قدم شریف کی طرف ہے۔ تو جو پائین کی طرف سے آئے گا اس پر نظر پڑے گی۔ اور چہرۂ اقدس کے سامنے پورے طور پر مُوَاجَہَہ شریف اس وقت حاصل ہو گا جب قدرے مائل بہ قبلہ ہو کر سرکار کے روبرو کھڑے ہوں۔ یہ وہ مقام ہے کہ تمہارا سلام سرکار خود سماعت فرمائیں گے۔ سلام کا جواب دیں گے۔ اور تمہاری دعاؤں پر آمین فرمائیں گے۔

اب تم ان کی مبارک نظروں کے سامنے ہو ان کی خدمت میں صلوٰۃ و سلام پیش کرو۔ مگر نہ زور

for more books click on link below
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

سے نہ ہو کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بلند آواز کرنا بے ادبی ہے۔ جس سے حبط اعمال یعنی اعمال حسنہ کے ضائع ہونے کا اندیشہ ہے۔ نہ بہت پست آواز سے پڑھو اور نہ زیادہ آواز سے بلکہ معتدل اور درمیانی آواز سے پڑھو خشوع اور خضوع کے ساتھ آنکھیں نیچی کئے ہوئے ہاتھ باندھ کر یوں سلام پیش کرو۔

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدِيْ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدِيْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا خَيْرَ خَلْقِ اللّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ خِيَرَةَ اللّٰهِ مِنْ جَمِيْعِ خَلْقِهٖ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا حَبِيْبَ اللّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا نَبِيَّ الرَّحْمَةِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا شَفِيْعَ الْاُمَّةِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدَ الْمُرْسَلِيْنَ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا خَاتَمَ النَّبِيِّيْنَ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدَ وُلْدِ اٰدَمَ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّيْ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَنَّكَ عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اَشْهَدُ اَنَّكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَدْ بَلَّغْتَ الرِّسَالَةَ وَاَدَّيْتَ الْاَمَانَةَ وَنَصَحْتَ الْاُمَّةَ وَكَشَفْتَ الْغُمَّةَ فَجَزَاكَ اللّٰهُ عَنَّا

اے میرے سردار اور اللہ کے رسول آپ پر سلام ہو۔ اے بہترین خلائق آپ پر سلام ہو۔ اے اللہ کی تمام مخلوق میں سب سے بہتر اور پسندیدہ ذات آپ پر سلام ہو۔ اے اللہ کے حبیب آپ پر سلام ہو۔ اے رحمت والے نبی آپ پر سلام ہو۔ اے امت کی شفاعت فرمانے والے آپ پر سلام ہو۔ اے سرتاج انبیاء و رسل آپ پر سلام ہو اے خاتم النبیین آپ پر سلام ہو۔ اے سردار بنی آدم آپ پر سلام ہو۔ اے نبی آپ پر اللہ کا سلام اور اسکی برکتیں ہوں۔ یا رسول اللہ بیشک میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہی وحدہٗ لاشریک ہے۔ اور بیشک آپ اللہ کے بندہ اور اس کے رسول ہیں یا رسول اللہ میں گواہی بیشک دیتا ہوں کہ آپ نے اللہ کے پیام کو پہنچا دیا۔ اور آپ نے امانت ادا کردی اور آپ نے امت کی خیر خواہی فرمائی اور غم دور کر دیئے۔

for more books click on link below
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

جَزَاكَ اللّٰهُ عَنَّا اَفْضَلَ مَا جَازٰى نَبِيًّا عَنْ اُمَّتِهٖ اَللّٰهُمَّ اَعْطِ سَيِّدَنَا عَبْدَكَ وَ رَسُوْلَكَ مُحَمَّدَنِ الْوَسِيْلَةَ وَالْفَضِيْلَةَ وَ الدَّرَجَةَ الْعَالِيَةَ الرَّفِيْعَةَ وَ ابْعَثْهُ الْمَقَامَ الْمَحْمُوْدَ الَّذِيْ وَعَدْتَّهٗ وَاَنْزِلْهُ الْمَنْزِلَ الْمُقَرَّبَ عِنْدَكَ اِنَّكَ سُبْحَانَكَ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ[1]

اللہ تعالےٰ آپ کو ہماری طرف سے بہترین جزا عطا فرمائے۔ اور اللہ تعالیٰ آپ کو ایسی جزا عطا فرمائے جو اس جزا سے بہتر اور افضل ہو۔ جو اللہ نے نبیوں کو ان کی اُمّت کیطرف سے دی الٰہی ہمارے سردار اور آپ کے بندہ اور رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو وسیلہ فضیلت اور درجات عالیہ رفیعہ عطا فرما اور ان کو مقام محمود پر پہنچا جس کا تو نے ان سے وعدہ کیا ہے۔ اور انکو ایسی منزل پر اتار جو آپ سے قریب تر ہو بیشک آپ پاک اور عظیم فضل والے ہیں۔

اس کے بعد حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا وسیلہ پیش کر کے بارگاہ رب العزت سے اپنی حاجتوں کو طلب کرو۔ سب سے اہم سوال رضا، مغفرت، حسن خاتمہ اور جنّت بلا حساب کا ہے۔ حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں شفاعت کی درخواست پیش کرو۔ اور یوں عرض کرو۔

يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَسْئَلُكَ الشَّفَاعَةَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَسْئَلُكَ الشَّفَاعَةَ اَسْئَلُكَ الشَّفَاعَةَ وَ اَتَوَسَّلُ بِكَ اِلَى اللّٰهِ اَنْ اَمُوْتَ مُسْلِمًا عَلٰى مِلَّتِكَ وَ سُنَّتِكَ۔

یا رسول اللہ آپ سے شفاعت مانگتا ہوں آپ سے شفاعت کا طالب ہوں۔ آپ سے شفاعت کا سوال کرتا ہوں۔ اور آپ کے توسل سے بارگاہِ الٰہی میں یہ دعا کرتا ہوں کہ میں مسلمان مروں اور آپ کی ملت اور سنت پر میرا خاتمہ ہو۔

بعض حضرات سے یہ بھی منقول ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر شریف کے سامنے کھڑا ہو کر یہ آیت شریفہ پڑھے۔

---

[1] فتح القدیر ص۳۳۲۔

for more books click on link below
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

اِنَّ اللّٰہَ وَ مَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ ط یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَ سَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا۔ پھر ستر مرتبہ کہے صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْکَ وَسَلَّمَ یَا مُحَمَّدُ۔

مواہب لدنیہ میں لکھا ہے کہ یا محمد کی جگہ یا رسول اللہ پڑھے۔ فرشتہ اس کے جواب میں یوں کہتا ہے۔

صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ وَ عَلَیْکَ یَا فُلَانُ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اللہ نے درود اور سلام بھیجا اور اے فلاں تجھ پر بھی اللہ کا درود و سلام ہو۔

پھر فرشتہ اس کے لئے دعا کرتا ہے کہ الٰہی اس کی کوئی حاجت ایسی نہ رہے جس میں یہ ناکام ہو۔

اب اس کے بعد کسی نے اگر سلام پیش کرنے کے لئے عرض کیا تو اس کی طرف سے یوں سلام پیش کرو۔

اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ مِنْ فُلَانِ بْنِ فُلَانٍ۔

یا یوں کہے۔

فُلَانُ بْنُ فُلَانٍ یُسَلِّمُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ۔ یعنی یا رسول اللہ فلاں ابن فلاں آپ پر سلام پیش کرتا ہے۔

حضرت عمر بن عبد العزیز شام سے مدینہ کی طرف قاصد بھیجتے تھے۔ جو سلام لے کر حاضر ہوتا تھا اور ان کی طرف سے بارگاہ رسالت میں سلام پیش کرتا تھا۔ یہاں کے آداب میں سے ہے کہ جالی مبارک کو ہاتھ نہ لگایا جائے کہ بے ادبی ہے۔ اب صلوٰۃ و سلام سے فارغ ہو کر اپنی دائیں طرف ایک ہاتھ ہٹ کر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو۔ آپ کا سر اقدس حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے شانۂ اقدس کے مقابلہ میں ہے۔ اب یہاں یوں سلام پیش کرو۔

اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا خَلِیْفَۃَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ۔

اے رسول اللہ کے خلیفہ آپ پر سلام ہو۔
اے رسول اللہ کے ساتھ رہنے والے آپ

for more books click on link below
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا صَاحِبَ رَسُوْلِ اللّٰہِ وَثَانِیَہٗ فِی الْغَارِ وَرَفِیْقَہٗ فِی الْاَسْفَارِ وَاَمِیْنَہٗ فِی الْاَسْرَارِ۔ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا مَنْ اَنْفَقَ مَالَہٗ فِیْ حُبِّ رَسُوْلِ اللّٰہِ۔ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا سَیِّدَنَا اَبَا بَکْرِنِ الصِّدِّیْقَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ جَزَاكَ اللّٰہُ عَنْ اُمَّۃِ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خَیْرًا۔

پر۔ سلام اے غار میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دوسری ذات اور اے آپ کے سفروں کے رفیق اور محرم راز سلام ہو اس ذات پر کہ جس نے حب رسول اللہ میں اپنا تمام مال خرچ کر دیا۔ اور سلام ہو آپ پر اے ہمارے سردار ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ اللہ تعالیٰ آپ کو امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے بہترین جزا عطا فرمائے۔

پھر اپنی دائیں طرف ایک ہاتھ اور ہٹو تاکہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے حاضر ہو جاؤ۔ کیونکہ ان کا سر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شانہ کے مقابل میں ہے۔ پس ان کے سامنے حاضر ہو کر یوں سلام عرض کرو۔

اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ سَیِّدَنَا عُمَرَ الْفَارُوْقَ الَّذِیْ اَعَزَّ اللّٰہُ بِكَ الْاِسْلَامَ جَزَاكَ اللّٰہُ عَنْ اُمَّۃِ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خَیْرًا۔

اے ہمارے سردار امیر المؤمنین عمر فاروق آپ پر سلام ہو۔ وہ ذات کہ اللہ نے جس سے اسلام کو عزت دی اللہ تعالیٰ آپ کو امت محمدی کی طرف سے بہترین جزا عطا فرمائے۔

پھر ایک بالشت کی مقدار مغرب کی طرف پھرو۔ اور حضرت صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے درمیان کھڑے ہو کر عرض کرو۔

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمَا یَا خَلِیْفَتَیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمَا یَا وَزِیْرَیْ

اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں خلیفہ آپ پر سلام ہو۔ اے رسول اللہ کے معاونو

for more books click on link below
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

رَسُوْلَ اللّٰہِ وَ رَحْمَۃُ اللّٰہِ وَ بَرَکَاتُہٗ اَسْئَلُکُمَا الشَّفَاعَۃَ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَعَلَیْکُمَا وَ بَارَکَ وَسَلَّمَ ۔

وزیر آپ پر سلام ہو اور اللہ کی رحمتیں اور برکتیں آپ پر نازل ہوں۔ میں آپ دونوں سے حضور کی بارگاہ میں شفاعت کا سوال کرتا ہوں، صلوٰۃ ہو اللہ کی حضور پر اور آپ دونوں پر اور سلام اور برکت ہو۔

یہاں سے فارغ ہو کر پھر حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے مُواجہہ شریفہ میں پلٹ آؤ۔ (اگرچہ یہ پلٹنا صحابہ سے منقول نہیں ہے) یہاں کھڑے ہو کر اللہ کی حمد و ثنا اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام بھیج کر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو شفیع بنا کر آپ کے وسیلے سے اپنے لئے اپنے والدین کیلئے اور تمام محبین کے لئے خوب دعائیں مانگو۔ اور دُعا کو آمین اور صلوٰۃ و سلام پر ختم کرو اور یہ اشعار بھی اگر یاد ہوں تو پڑھو۔

غیر تو ملجا و ماویٰ نیست کس در دو جہاں
لطف کن یا سیدی حال تباہ آوردہ ام

یا سیدی مجھ پر لطف وکرم فرمائیے میں بے حد تباہ حال آپ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں۔ اور دونوں جہاں میں آپ کے سوا میرا کوئی ملجا و ماویٰ نہیں ہے۔

ز رحمت کن نظر بر حالِ زارم یا رسول اللہ
غریبم بے نوایم خاکسارم یا رسول اللہ
توئی تسکینِ دل آرامِ جاں صبر و قرارِ من
رُخِ پر نور بنما بے قرارم یا رسول اللہ

یارسول اللہ میرے حالِ زار پر نظرِ رحمت فرمائیے۔ میں غریب بے نوا اور خاکسار ہوں یارسول اللہ آپ ہی میرے دل کی تسکین میری جان کا آرام اور میرا صبر و قرار ہیں اپنا رُخِ پُر نور مجھ بے قرار کو دکھا دیجئے۔

نَفْسِی الْفِدَاءُ لِقَبْرٍ اَنْتَ سَاکِنُہٗ

لہ فتح القدیر صـ ۲۳ ۔

for more books click on link below
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

فِيْهِ الْعَفَافُ وَفِيْهِ الْجُوْدُ وَالْكَرَمُ
يَا خَيْرَ مَنْ دُفِنَتْ فِي التُّرَابِ اَعْظُمُهٗ
فَطَابَ مِنْ طِيْبِهِنَّ الْقَاعُ وَ الْاَكَمُ

میری جان فدا ہو اس قبر پر جس میں آپ ہیں یعنی اس میں جود وکرم اور عفت و پارسائی ہے۔ اے وہ بہترین ذات جو اس مٹی میں مدفون ہے اور اس کی خوشبو سے جنگل کے وسیع میدان اور ٹیلے مہک اٹھے۔ اور یہ سلام بھی پڑھے۔

يَا نَبِيَّ اللّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ
اِنَّمَا الْفَوْزُ وَ الْفَلَاحُ لَدَيْكَ

بسلام آدم جواب دہ ۔۔۔ مرہمے بر دل خرابم دہ

آپ کے سلام کے لئے حاضر ہوا ہوں جواب عطا فرمایئے اور میرے خراب اور خستہ دل پر مرہم رکھ دیجئے۔ بس بود جاہ و احترام مرا
یک علیک از تو صد سلام مرا

میرے جاہ و احترام کے لئے بس یہ کافی ہے کہ میری طرف سے سو سلام ہوں۔ اور آپ کی طرف سے ایک ہی جواب ہو۔

گرنہ رفتم طریقِ سنتِ تو ۔۔۔ ہستم از عصیانِ امتِ تو

اگرچہ میں آپ کی سنت پر نہیں چلا۔ لیکن بہر حال آپ کی گنہگار امت سے تو ہوں لہٰذا مجھ پہ کرم فرمایئے۔

زلفِ اطہر پہ مشک بار درود ۔۔۔ روئے انور پہ نور بار سلام

خیر لیں کمبل کے بے سمجھے نہیں وہ آئے
ہم کو معلوم ہے دولت تیری عادت تیری

یہاں کھڑے ہو کر یہ درود شریف پڑھو۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی رُوْحِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ فِيْ	اے اللہ روحوں میں روح محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر صلوٰۃ بھیج اور جسموں میں ہمارے

for more books click on link below
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

آپکے طریقہ اور سنت پر دے اور آپکے حوض کوثر پر ہمکو پہنچائے اور انکے جام سے ہمکو سیراب کرے۔

حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ سے اپنی حاجتیں اللہ سے طلب کرو۔ ایک اعرابی یہاں حاضر ہوا اور مواجہ شریفہ کے سامنے کھڑے ہو کر اللہ سے عرض کی کہ اے اللہ آپ نے غلاموں کو آزاد کرنے کا حکم دیا ہے۔ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے حبیب ہیں۔ اور میں آپ کا عبد اور غلام ہوں۔ مجھے دوزخ سے حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر اطہر پہ سے نثار کرکے آزاد کر دے۔ تو آواز آئی اے شخص تو نے تنہا اپنی آزادی کا سوال کیا۔ کیوں نہیں۔ یہ سب مخلوق کے لئے سوال کیا۔ جا ہم نے تجھ کو دوزخ سے آزاد کیا۔

ایک صاحب نے کہا کہ عرب میں سرداروں کی قبروں پر سے غلام آزاد کئے جاتے ہیں تو اے اللہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تمام جہاں کے سردار ہیں ان کی قبر اطہر سے مجھے آزاد فرما دے۔ حضرت اصمعی نے جب یہ کلمات سنے تو فرمایا۔ اے شخص تو اپنے اس سوال کیوجہ سے یقیناً بخشا گیا۔ ایک صاحب نے یہی اللہ سے عرض کیا کہ اے اللہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے حبیب ہیں میں آپ کا غلام ہوں اور شیطان آپ کا دشمن ہے۔ اگر آپ نے مجھے بخش دیا تو آپ کے حبیب تو خوش ہو جائیں گے آپ کا دشمن غصہ ہوگا اور آپ کا بندہ کامیاب ہو جائے گا لہذا انعام اور بخشش فرما کر مجھ بندہ کو کامیاب کریں اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو خوش کریں۔ ایک اعرابی نے یہاں آکر یوں عرض کیا یا خیرۃ الرسل اللہ نے آپ پر سچی کتاب اتاری اور اس میں یہ موجود ہے۔ وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا۔ لہذا میں گناہوں سے استغفار کرتا ہوں اور آپ کی شفاعت کا طالب ہو کر آیا ہوں۔ میرے لئے اللہ سے بخشش کی دعا فرمائیں کہ آپ کی دعا اور استغفار پر میری بخشش موقوف ہے۔ مجھ پر کرم فرما کر اللہ کی بارگاہ میں میرے واسطے دعا کے لئے ہاتھ اٹھا دیجئے اور میں یہاں سے خالی نہ لوٹوں۔

حاتم اصم نے اسی مقام پر حاضر ہو کر اپنے اللہ سے عرض کی کہ اے اللہ ہم نے آپکے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی پس یہاں سے ہمیں خائب و خاسر ناکام ر

for more books click on link below
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

نامراد ہو کر نہ لوٹنے دیجئے۔ آواز آئی کہ ہم نے قبرِ حبیب پر حاضری کی توفیق اسی لئے بخشی ہے کہ ہم نے تم کو قبول کر لیا پس تم اور جو تمہارے ساتھ ہیں سب یہاں سے مغفور ہو کر لوٹو۔ بہرحال اے زائرو! یہاں کی حاضری میں خدا کی بشارتیں سنو۔ اور اپنے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے قرب میں اللہ اور رسول کی مہربانی اور ان کی محبت کی لذت حاصل کرو اور اس نعمت پر جتنا بھی اللہ کا شکر ادا کرو کم ہے۔ اب تم ہو اور تمہارے آقا۔ ان کے سامنے اپنی عرض معروض پیش کرو اور جو کچھ تم چاہو اپنی حاجت ان سے طلب کرو۔ خدا نے اپنے خزانے ان کے تحت میں دیدئے ہیں

حضرت ربیعہ بن کعب کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "سَل" مانگ جو چاہے کسی چیز کو مستثنیٰ نہیں فرمایا ملا علی قاری مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں فرماتے ہیں کہ اس اطلاقِ سوال سے معلوم ہوا کہ

اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی مَکَّنَہٗ مِنْ اِعْطَاءِ کُلِّ مَا اَرَادَ مِنْ خَزَائِنِ الْحَقِّ

یعنی اللہ تعالےٰ نے اپنے خزانوں میں سے ہر چیز کی عطا پر آپ کو قدرت بخشی ہے۔ عطا اور بخشش پانے کی اس سے بہتر کوئی اور جگہ عالم میں نہیں۔ اب یہاں سے فارغ ہو کر پھر روضۃ الجنۃ میں حاضر ہو[1] اور اسطوانہ ابولبابہ کے پاس آکر دو رکعت نفل پڑھو اور اللہ سے اپنے گناہوں کی توبہ کرو[2] یہ وہ ستون ہے کہ جس پر حضرت ابولبابہ نے قبول توبہ ہونے تک خود کو یہاں باندھ دیا تھا۔ پھر منبر شریف حاضر ہو یہاں درود شریف پڑھو۔ پھر اسطوانہ حنانہ پر آؤ۔ غرض کہ یہاں سب ستونوں کی زیارت کرو۔ ہر ایک پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر مبارک پڑی ہے۔ صحابہ نے ان سب ستونوں کے قرب میں نماز ادا کی ہے لہٰذا یہ محل برکات ہے تم بھی یہاں نمازیں پڑھ کر برکتیں حاصل کرو اور دعائیں مانگو۔ روضۃ الجنۃ کی مکمل تفصیل ماقبل گذر چکی ہے

اس کے بعض ستونوں میں چند خصوصیتیں ہیں۔ لہٰذا ان کے احوال ذیل میں درج کئے جاتے ہیں۔

---

[1] مواہب لدنیہ اور زرقانی۔ [2] عالمگیری۔

for more books click on link below
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

روضۃ الجنۃ اور اس کے بعض ستون

۱۔ ایک ستون محراب نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے دائیں طرف دیوار قبلہ سے متصل ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تحویل قبلہ کے بعد یہاں ہی امامت فرماتے تھے جب تک آپ کا مدینہ منورہ میں قیام رہا۔ حضرت سلمہ بن اکوع ہمیشہ کوشش فرماتے تھے کہ ان کی نماز یہاں ہو۔

۲۔ اسطوانۂ عائشہ

یہ قبر شریف اور منبر شریف دونوں طرف سے تیسرا ستون ہے۔ یہ ریاض الجنۃ میں صف اوّل میں ہے۔ تحویل قبلہ کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرف دس دن سے زیادہ نماز پڑھی پھر مصلیٰ کی طرف چلے گئے۔ وہاں نماز ادا فرماتے رہے۔ اسطوانہ عائشہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تکیہ بھی لگایا۔ اور اکابر صحابہ نے بھی یہاں نماز ادا کی۔ یہاں دعا مستجاب اور مقبول ہوتی ہے۔ اس کو پشت نہ دو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہاں نماز ادا فرمائی ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک جگہ مسجد میں ایسی ہے کہ اگر لوگ اس کو جانتے تو وہاں نماز کے لئے قرعہ ڈالتے تو لوگوں نے حضرت بی بی عائشہ سے اس جگہ کی تعیین چاہی مگر آپ خاموش رہیں۔ اور آپ نے نہیں بتلایا۔ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو آپ کے بھانجے تھے۔ وہ آپ کی خدمت میں دیر تک رہے۔ حالانکہ سب لوگ وہاں سے اٹھ کر آ گئے۔ تو انہوں نے آکر اس ستون کے دائیں طرف نماز ادا کی۔ اس سے لوگوں نے یہ جانا کہ وہ مقام جس کی خبر رسول اللہ نے دی ہے وہ یہی ہے۔ اس ستون کو حضرت عائشہ کی طرف اس لئے نسبت دی گئی ہے کہ اس ستون کی فضیلت حضرت عائشہ کے ذریعہ ظاہر ہوئی۔

۳۔ اسطوانۂ حنانہ

یہ ستون حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی محراب سے متصل ہے۔
یعنی مغرب کی جانب کو ہے اور محراب شریف میں امام کے نماز کیلئے کھڑے ہونے کی صورت میں دائیں جانب ہے۔

for more books click on link below
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم منبر شریف بننے سے پہلے اس سے سہارا لگاکر خطبہ پڑھا کرتے تھے جب منبر تیار ہوگیا اور حضور منبر پر خطبہ دینے لگے تو حضور کے فراق میں یہ گریہ کرنے لگا۔

بعض صحابہ نے اپنے نفل پڑھنے کے لئے اس جگہ کو اختیار فرمالیا تھا۔

۴۔ اسطوانہ توبہ یا اسطوانہ ابولبابہ

یہ قبر مقدس سے دوسرا ستون ہے اور منبر شریف کی جانب سے چوتھا ہے یہ اسطوانہ عائشہ اور اس ستون کے درمیان ہے۔ جو جالیوں سے متصل ہے۔ جس کا نام اسطوانہ سریر ہے۔ حضور جب اعتکاف کے دنوں میں تکیہ لگاکر قبلہ رُخ بیٹھتے تو تکیہ اس ستون سے لگاتے تھے۔ اور کبھی آپ کی چارپائی بھی یہاں بچھائی جاتی تھی۔ اور چٹائی کا فرش بھی۔

اسطوانہ توبہ اس لئے نام رکھا گیا ہے کہ حضرت ابولبابہ کی توبہ کا اس سے تعلق ہے ان سے ایک تقصیر واقع ہوئی اس جرم کی سزا میں اُنہوں نے اپنے آپ کو بھاری زنجیر سے خود اس ستون سے باندھ دیا تھا۔ اور انہوں نے قسم کھائی تھی کہ اب میں کھانا پینا نہیں کھاؤں گا جب تک کہ میری بخشش نہ ہو اور اب میں اس بندش سے باہر نہیں آؤں گا۔ جب تک کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم خود اپنے دست مبارک سے مجھے نہ کھولیں گے۔ یا توبہ نازل ہو۔ نماز کے وقت وہ اس قید سے باہر آجاتے تھے۔ شدت بھوک اور پیاس کی وجہ سے ان کی سماعت میں فرق پڑ گیا تھا۔ اور قریب تھا کہ نگاہ بھی ان کی بیکار ہو جائے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر شروع میں ہی یہ میرے پاس آجاتے۔ تو میں ان کے لئے استغفار کرتا اب انہوں نے اپنا معاملہ اللہ کے ساتھ ڈال لیا۔ اس حال میں سات دن گذر گئے۔ بعض روایتوں میں آیا ہے کہ دس دن سے زیادہ ہو گئے تو اللہ تعالےٰ نے رحم فرمایا اور ان کے حق میں یہ آیت نازل فرمائی۔

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَخُونُوا اللّٰهَ وَالرَّسُولَ الآیہ

for more books click on link below
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

جب لوگوں نے اس آیت کو سنا تو ان کو کھولنے کے لئے دوڑے۔ انہوں نے کہا۔ کوئی میرے ہاتھ نہ لگائے۔ خود حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دست مبارک سے مجھے کھولیں گے۔ چنانچہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ——— نے تشریف لا کر خود ان کو اپنے دست اقدس سے کھولا۔ اور انہوں نے عہد کیا کہ اب میں بنی قریظہ کے ہاں قدم بھی نہیں رکھوں گا کہ ان کے سبب حق خدا و رسول میں مجھ سے خیانت ہوئی۔

اور وہ خطا یہ تھی کہ جب بنی قریظہ کا حضور نے محاصرہ کیا۔ تو ان سے کہا گیا کہ ہمارے حکم پہ اتر آؤ۔ اسی عہد و پیمان میں حضرت ابولبابہ بنی قریظہ کے ساتھ تھے۔ انہوں نے اپنے حلق کی طرف اشارہ کر کے یہ سمجھا دیا کہ انجام اس کا ذبح اور قتل ہے۔
اس خطا کے ظہور کے بعد یہ نادم ہوئے اور اسی جرم کی سزا میں ایک بھاری زنجیر کیساتھ اس ستون سے اپنے آپ کو باندھ دیا۔ جب ان کی توبہ قبول ہوئی۔ تو اسی ستون سے یہ علیحدہ ہوئے۔

یہاں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نفل نماز پڑھتے تھے۔ صبح کی نماز کے بعد حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم یہاں تشریف فرما رہتے۔ آپ کے چاروں طرف ضعفاء، مساکین، مولفۃ القلوب، مہمان اور اصحاب صفہ حلقہ باندھ کر بیٹھتے تھے۔ حضور کی عادت مبارکہ تھی کہ جب تشریف لاتے تو ان فقراء و مساکین میں بیٹھ جاتے تھے رات کو جو قرآن اترتا تھا۔ وہ ان کو پڑھ کر سناتے اور تعلیمی احکام فرماتے ان سے باتیں کرتے اور ان کی باتیں سنتے۔ آفتاب نکلنے کے بعد قریش کے رؤساء آتے، بیٹھنے کی جگہ مسجد شریف میں نہیں پاتے تھے۔ تو انہوں نے عرض کیا۔ حضور اب ان غرباء کو اٹھا دیجیئے۔ تو اسی وقت اللہ تعالیٰ نے یہ حکم نازل فرمایا۔

وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ۔ (پ۱۵ رکوع ۱۶)

اے حبیب! ان ضعیفوں کے ساتھ رہنا جو صبح و شام اللہ کو پکارتے ہیں۔ اور اللہ کی ذات کو چاہتے ہیں۔ تم ان سے جدا نہ ہونا نہ ان کو جدا کرنا۔

for more books click on link below
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

کبھی اعتکاف میں حضور کی چارپائی اس ستون کے پیچھے بھی بچھائی جاتی تھی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس سے تکیہ لگا کر بیٹھتے تھے۔

۵۔ اسطوانہ علی یا اسطوانہ حرس

اس کا یہ نام اسلئے ہوا کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کے پاس بیٹھتے تھے۔ اور اکثر اوقات یہاں نماز پڑھتے تھے۔ یہ اسطوانہ سریر سے بجانب شمال پشت پر واقع ہے یہ ستون حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر کے اس دروازہ کے مقابل ہے جس سے سرکار روضۃ الجنۃ میں تشریف لاتے تھے۔ حضرت علی رات کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پاسبانی کے لئے اس ستون کے پاس بیٹھتے تھے۔ اس لئے اس کو ستون حرس بھی کہتے ہیں۔

۶۔ اسطوانۃ الوفود

اس کا یہ نام اس لئے ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وفود سے ملاقات کے بعد یہاں تشریف فرما ہوتے تھے۔ اکابر صحابہ بھی حضور کے ساتھ یہاں بیٹھتے تھے یہ اسطوانہ علی سے بجانب شمال واقع ہے۔ اسطوانۂ وفود اور اسطوانۂ سریر کے درمیان اسطوانہ علی واقع ہے۔ یہ تینوں ستون جالی شریف کی دیوار میں ایک ہی لائن میں ہیں

۷۔ اسطوانہ سریر

اس ستون کا یہ نام اس لئے ہوا کہ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی چارپائی اس کے پاس ہی بچھائی جاتی تھی۔ یہ حجرہ شریف کی جالی اقدس سے بالکل متصل ہے نصف جالی شریف میں ہے اور نصف باہر اس حصے میں نماز ادا کر کے برکت حاصل کرنا ممکن ہے۔

۸۔ اسطوانہ مربعۃ القبر

اس کو مقام جبریل بھی کہتے ہیں۔ اس لئے کہ اکثر اوقات حضرت جبریل علیہ الصلوٰۃ والسلام اسی مقام پر وحی لے کر اترتے تھے۔

۹۔ اسطوانہ

ایک اور ستون ہے جو اسطوانہ مربعۃ القبر اور اسطوانہ وفود کے درمیان واقع ہے۔

for more books click on link below
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

یہ جالی شریف کے اندر ہے۔ اسلیئے لوگ اسکی برکت حاصل کرنے سے محروم ہیں۔ یہ ستون حضرت بی بی فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مکان کے دروازے کی جگہ پر واقع ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر سے باہر آتے وقت یہاں کھڑے ہو کر حضرت علی حضرت فاطمہ حضرت امام حسن و حسین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو مخاطب کر کے یوں فرمایا کرتے تھے۔

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ اَهْلَ الْبَیْتِ۔ اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْهِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَیْتِ وَ یُطَهِّرَکُمْ تَطْهِیْرًا۔

۱۰۔ اسطوانۂ تہجد

یہ بجانب شمال حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا کے مکان کی پشت پر واقع ہے۔ اس کے نزدیک ایک محراب بنی ہوئی ہے۔ اگر نمازی اس طرف متوجہ ہو تو اس کے بائیں ہاتھ پر باب جبرئیل واقع ہو گا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس ستون کے پیچھے نماز تہجد ادا فرمایا کرتے تھے۔

صاحب ضیاء القلوب لکھتے ہیں کہ یہ مسجد قدیم کی حدود سے باہر ہے۔ بنا مسجد کے ستونوں میں اس کا ذکر مسجد جدید کے اعتبار سے کیا گیا ہے۔ اس محراب پر لکھا ہوا ہے۔ وَ مِنَ الَّیْلِ فَتَهَجَّدْ بِهٖ نَافِلَةً لَّكَ۔

فائدہ :۔ یہ خاص خاص ستونوں کا ذکر جا رہا۔ مسجد شریف کے تمام ستونوں کو اس بات کی فضیلت حاصل ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ان پر نظر پڑی ہے۔ اس لئے یہاں دعائیں مانگنا اور نمازیں پڑھنا مستحب ہے۔

for more books click on link below
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

زیارتِ بقیع

سوال:۔ بقیع کے متعلق کچھ تفصیلات بیان فرمائیں؟

جواب:۔ یہ مدینہ منورہ کا قبرستان ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے فارغ ہو کر یہاں آنا مستحب ہے۔ اگر ہر روز نہ جا سکے تو ہفتہ میں ایک بار حاضر ہو جائے خواہ وہ ہفتہ کا دن ہو یا جمعہ کا۔ خصوصاً دن کے اول حصہ میں جائے اور وہ جو روایت ہے کہ جمعہ کے اول دن میں زیارت کرنا مکروہ ہے اس کی کوئی اصل نہیں بلکہ عرف عادت جمعہ ہی کے دن حاضری کی ہے۔

محمد بن واسع کہتے ہیں کہ اہل قبور کو جمعہ اور جمعرات کے دن زائرین کا کامل علم ہوتا ہے۔ یوں ہفتہ میں ایک بار زیارتِ قبور مستحب ہے۔ مگر جمعرات جمعہ ہفتہ اور پیر کو افضل ہے[1]

سوال:۔ بقیع کی حاضری کا طریقہ بیان فرمائیں؟

جواب:۔ جب بقیع میں داخل ہو تو اہل بقیع کو ان الفاظ میں سلام کرے۔

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ دَارَ قَوْمٍ مُؤْمِنِيْنَ وَ اِنَّا اِنْ شَآءَ اللّٰهُ بِكُمْ لَاحِقُوْنَ۔ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِاَهْلِ الْبَقِيْعِ الْغَرْقَدِ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَنَا وَ لَهُمْ۔	اے مومنوں کی بستی کے رہنے والو! تم پر سلام اور ہم بھی ان شاء اللہ تم سے ملنے والے ہیں۔ الٰہی "بقیع غرقد" کے بسنے والوں کی بخشش فرما۔ الٰہی ہماری اور ان کی مغفرت فرما۔

اس کے بعد ان صحابہ کی قبروں کی زیارت کرو۔ جن کا حال ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔

۱۔ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی قبر شریف بقیع سے جانبِ شرق واقع ہے۔

---

[1] شرح لباب لملا علی القاری صـ ۳۲۴۔

for more books click on link below
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

یہ مقد بقیع سے خارج ہے۔ یہاں کی تمام قبروں سے یہ قبر افضل ہے۔ زیارات میں سب سے پہلے زیارت یہاں سے شروع کرو۔ یہاں حاضر ہو کر حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالے عنہ کی خدمت میں اس طرح سلام پیش کرو۔

اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ۔ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا ثَالِثَ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِیْنَ۔ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا ذَا النُّوْرَیْنِ۔ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا مُجَهِّزَ الْجَیْشِ الْعُسْرَةِ بِالنَّقْدِ وَالْعَیْنِ۔ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا صَاحِبَ الْهِجْرَتَیْنِ۔ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا مَنْ جَمَعَ الْقُرْاٰنَ بَیْنَ الدَّفَّتَیْنِ وَ غَالِبًا خَتَمَ فِیْ رَكْعَةٍ اَوْ رَكْعَتَیْنِ وَ ضَرَبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَنْهُ بَیْعَتِ الرِّضْوَانِ بِاِحْدٰی یَدَیْهِ عَلَی الْاُخْرٰی فَكَانَ خَیْرًا لَّهٗ مِنْ بَیْعَتَیْنِ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا صَبُوْرَ الْاَخْدَارِ۔ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا شَهِیْدَ الدَّارِ۔ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا مَنْ بَشَّرَهُ النَّبِیُّ الْمُخْتَارُ بِدُخُوْلِ الْجَنَّةِ مَعَ الْاَبْرَارِ فَجَزَاكَ اللّٰهُ تَعَالٰی جَزَاءً عَنْ رَسُوْلِهٖ وَعَنْ سَائِرِ الْمُسْلِمِیْنَ وَرَضِیَ اللّٰهُ عَنْكَ وَعَنِ الصَّحَابَةِ اَجْمَعِیْنَ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ۔

۲۔ دوسری زیارت حضرت ابراہیم یعنی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحبزادہ کی قبر شریف کی زیارت ہے یہاں ایک لمبا سا چبوترہ ہے۔ جس میں سات صحابی مدفون ہیں ۱۔ بی بی رقیہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی۔ ۲۔ عثمان بن مظعون حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے برادر رضاعی۔ ۳۔ عبدالرحمٰن بن عوف۔ ۴۔ سعد بن ابی وقاص دسوم اور چہارم یہ دونوں عشرہ مبشرہ میں سے ہیں، ۵۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رض جو خلفائے اربعہ کے بعد جلیل القدر اور فقہائے صحابہ میں سے ہیں۔ ۶۔ خنیس بن حذافہ یہ صحابی بنی فہم کے قبیلہ سے ہیں۔ ۷۔ اسعد بن زرارہ۔ یہ ایک جلیل القدر انصاری صحابی ہیں۔

۳۔ زیارت گاہ حضرت سیدنا عباس بن عبدالمطلب عم پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم اور اسی

for more books click on link below
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

مقام پر حضرت عباس کے قدموں کے پاس حضرت امام حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما بھی ہیں اور حضرت زین العابدین اور ان کے صاحبزادہ حضرت محمد باقر اور ان کے صاحبزادہ حضرت جعفر صادق کی قبریں بھی یہاں ہی ہیں بعضوں نے کہا ہے۔ حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی قبر شریف بھی حضرت امام حسن کے پہلو میں ہے۔ بعضوں نے کہا ہے کہ حضرت امام حسین کا سر اقدس بھی اسی جگہ ہے۔ لہذا یہاں ان سب پر سلام بھیجو۔

۴۔ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی زیارت گاہ ہے۔ اس میں حضور کی تمام ازواج مطہرات مدفون ہیں۔ لیکن حضرت خدیجہ کا مزار مکہ میں جنت المعلیٰ میں ہے اور حضرت میمونہ کی قبر مکہ معظمہ سے دس میل کے فاصلہ پر مقام سرِس میں ہے

۵۔ زیارت گاہِ حضرت عقیل بن ابی طالب یہیں حضرت ابو سفیان بن حارث بن عبدالمطلب کی قبر ہے اور حضرت عبداللہ بن جعفر طیار کی بھی قبر ہے۔ حضرت عقیل کی قبر میں اختلاف ہے

۶۔ مشہد عقیل اور مشہد عائشہ کے قرب میں ایک اور زیارت گاہ ہے جس میں حضرت رقیہ حضرت زینب اور حضرت ام کلثوم کی قبریں ہیں۔

۷۔ زیارت گاہ حضرت فاطمہ بنت اسد یہ حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہٗ کی والدہ ماجدہ ہیں۔ اور یہ مشہد فاطمہ کے نام سے مشہور ہے مگر اس کی اصل نہیں صحیح یہ ہے کہ یہ مشہد حضرت سعد بن معاذ کا ہے۔ حضرت فاطمہ کی قبر میں اختلاف ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ اسی مقام پر آپ کی قبر ہے اور بعضوں نے کہا ہے کہ سرائے عقیل میں حضرت عباس کی قبر کے قریب آپ کا مزار ہے اور بعضوں نے کہا ہے کہ آپ کی قبر حضرت ابراہیم بن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کے قریب ہے۔

۸۔ زیارت گاہ بی بی صفیہ بنت عبدالمطلب یہ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی کی قبر ہے۔

۹۔ زیارت گاہِ حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ۔

۱۰۔ نافع مولیٰ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبر ہے۔ جو اکابر تابعین میں سے ہیں۔ یہ وہ نافع نہیں جو قرائے سبعہ میں مشہور ہیں۔

for more books click on link below
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

بقیع سے باہر تین زیارت گاہیں

زیارت بقیع سے فارغ ہو کر مقام مرتفع پر قبروں کی طرف رُخ کر کے سب کو سلام کہو اور یوں کہو۔

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ یَا آلَ وَ اَصْحَابَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِنَ الْمُھَاجِرِیْنَ وَالْاَنْصَارِ۔ اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ وَ نِعْمَ عُقْبَی الدَّارِ۔

حضرت امام مالک فرماتے ہیں کہ جنت البقیع میں تقریباً دس ہزار صحابہ مدفون ہیں۔ بقیع کی زیارت سے فارغ ہو کر ان تین زیارت گاہوں پر بھی جاؤ۔

۱۔ حضرت اسماعیل بن جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی قبر جو مدینہ سے جانب ربض مدینہ منورہ میں واقع ہے۔

۲۔ دوسری زیارت گاہ حضرت مالک بن سنان کی ہے جو حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے والد ماجد ہیں۔ جو شہدائے احد میں سے ہیں۔ یہ مدینہ شریف کے مغرب کی جانب ربض غربی کے متصل واقع ہے۔

۳۔ محمد بن عبداللہ بن حسن بن حسین بن علی مرتضیٰ کی قبر ہے۔ یہ جعفر کے عہدِ خلافت میں شہید ہوئے۔

آدابُ زیارتُ المقابر

۱۔ اوّل تو مستحب ہے کہ ہر ہفتہ میں ایک بار زیارت قبور کرے زیارت کے لئے افضل ایام جمعہ ہفتہ پیر اور جمعرات ہیں۔ مستحب ہے کہ مقابر میں پا برہنہ داخل ہو کیونکہ مقابر میں جوتیوں کے ساتھ داخل ہونے کی ممانعت بہت زیادہ وارد ہوئی ہے۔

۲۔ جب کسی قبر پر جائے تو افضل یہ ہے کہ میت کے قدموں کی جانب سے آئے۔ سر کی جانب سے نہ آئے اور میت کے چہرہ کے سامنے کھڑا ہو کر یوں کہے۔

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ دَارَ قَوْمٍ اے قوم مومن کے گھر میں رہنے والو!

for more books click on link below
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

مُؤْمِنِيْنَ وَ اِنَّا اِنْ شَاءَ اللّٰهُ بِكُمْ لَاحِقُوْنَ اَسْئَلُ اللّٰهَ لِيْ وَلَكُمُ الْعَافِيَةَ۔ تم پر سلام ہو اور ہم انشاء اللہ تم سے ملنے والے ہیں۔ میں اللہ سے اپنے لئے اور تمہارے لئے عافیت کا سوال کرتا ہوں۔

۳۔ اس کے بعد دیر تک تلاوت قرآن اور دعا میں مصروف رہے اور وہ سب ہو تیں پڑھے جو جنت المعلیٰ کی زیارت میں بتلائی گئی ہیں۔

۴۔ اصل یہ ہے کہ بوقتِ زیارت کھڑا رہے اور یہ ممکن نہ ہو تو بیٹھ جائے۔

۵۔ کھڑا ہونا اور بیٹھنا اتنے فاصلہ پر ہو جتنا قرب اور بعد کو اس کی حالتِ حیات میں اختیار کرتا تھا۔

۶۔ فتح القدیر میں ہے کہ قبروں کے اوپر سے چلنے اور ان پر بیٹھنے سے احتراز کرو کہ یہ مکروہ ہے۔

زیاراتِ مدینہ (ذکرِ مساجد)

سوال:۔ ان مساجد کا بھی ذکر فرمایئے جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب ہیں، خواہ وہ مدینہ میں ہیں یا نواحِ مدینہ میں براہِ کرم ان سب کی تعداد اور قدرے ان کے حالات سے مطلع فرمائیں؟

جواب:۔ یہ تعداد میں تقریباً بائیس مسجدیں ہیں۔ ذیل میں ان کو درج کیا جاتا ہے

۱۔ مسجد قبا

یہ مسجد مدینہ شریف کے جنوب میں دو تین میل کے فاصلہ پر ہے۔ اسلام میں یہ اول مسجد ہے جو بعثت کے بعد تعمیر ہوئی۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے مبارک دست سے اس کا سنگ بنیاد رکھا۔ پھر حضرت ابوبکر پھر حضرت عمر اور اس کے بعد حضرت عثمان نے برابر برابر پتھر رکھے۔

لَمَسْجِدٌ اُسِّسَ عَلَى التَّقْوٰى یہ آیت اسی مسجد شریف کے بارہ میں نازل ہوئی ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی تعمیر میں خود پتھر اٹھائے۔ یہ مسجد مساجد

for more books click on link below
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

ثلاثہ[1] کے بعد روئے زمین کی تمام مساجد سے افضل ہے۔

سوال:۔ کیا اس کی زیارت کے لئے بھی کوئی دن مخصوص ہے؟

جواب:۔ جی ہاں۔ اس کی زیارت کے لئے افضل ہفتہ کا دن ہے۔ بخاری اور مسلم میں ہے۔ حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم اس کی زیارت کیلئے ہفتہ کے دن آتے تھے کبھی سواری پر کبھی پا پیادہ اور یہاں دو رکعت نماز نفل ادا فرماتے تھے۔ یہ بھی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے۔ دوشنبہ کے دن اور ماہ رمضان کی ترہویں تاریخ کو بھی آپ تشریف لائے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ دوشنبہ اور جمعرات کو قبا کی زیارت کے لئے آیا کرتے تھے۔

سوال:۔ مسجد قبا میں نماز ادا کرنے کی فضیلت بھی تحریر فرمائیں؟

جواب:۔ حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسجد قبا میں نماز پڑھنے کا ثواب عمرہ ادا کرنے کے برابر ہے اور پھر اس میں اختلاف ہے کہ کتنی رکعت پڑھنے میں یہ فضیلت حاصل ہوتی ہے۔ بعضوں نے کہا ہے کہ چار رکعت بعضوں نے کہا ہے کہ دو رکعت۔

ابن ابی شیبہ اور حاتم نے سعد بن وقاص سے روایت کیا ہے کہ آپ نے فرمایا کہ اگر میں مسجد قبا میں دو رکعت پڑھوں تو مجھے یہ زیادہ پسند ہے۔ اس سے کہ بیت المقدس میں دو مرتبہ آؤں۔

ایک اور روایت یہ ہے کہ جس نے وضو کیا اور اچھا وضو کیا۔ پھر مسجد قبا میں داخل ہو کر چار رکعت پڑھیں تو یہ عمرہ کے برابر ہے۔ دوسری حدیث میں آیا ہے۔ کہ جس نے وضو کیا اور اچھا وضو کیا اور پھر مسجد قبا میں داخل ہو کر دو رکعت پڑھیں تو عمرہ کے برابر ہے۔ ملا علی القاری نے مرقاۃ میں جمع بین الروایتیں اس طرح کیا ہے کہ اول چار رکعت میں اس ثواب کو محدود کیا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر اپنی رحمت کو اتنا وسیع کیا۔ اور معاملہ اس قدر سہل اور آسان کر دیا کہ اسی ثواب کو دو رکعت پر مترتب فرما دیا۔ ملا علی القاری کہتے ہیں کہ علماء نے فرمایا کہ اللہ تعالےٰ نے حج اور عمرہ کا بدل مدینہ

---

[1] مسجد حرام مسجد نبوی مسجد اقصیٰ۔ ۱۲

for more books click on link below
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

کو بھی عطا فرمایا ہے۔ عمرہ تو یہی مسجد قبا میں نماز پڑھنا ہے۔ اور حج کے لئے ابن جوزی سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو کوئی طہارت کر کے میری مسجد میں نماز پڑھنے کی نیت سے نکلا اور یہاں حاضر ہو کر نماز پڑھی تو یہ حج کے برابر ہے۔

سوال:۔ مسجد قبا میں حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کا مصلیٰ کہاں ہے؟

جواب:۔ اس مسجد میں دو جگہ مصلے ہیں ایک تحویل قبلہ سے پہلے کا دوسرا تحویل قبلہ کے بعد کا۔ قبل از تحویلِ قبلہ مصلیٰ وہاں ہے جہاں محراب اوّل ہے۔ یہ جگہ تیسرے ستون کے پاس صحنِ مسجد میں ہے مسجد قبا میں یہ پہلی جگہ ہے جہاں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز ادا کی بعد از تحویل قبلہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا قبلہ محراب ثانی کے پاس ہے جو دیوار قبلہ کے پاس واقع ہے۔ لیکن وہ مرتفع مقام کہ جس کی محراب میں ایک پتھر لگا ہوا ہے۔ اور جس پر لکھا ہوا ہے ھٰذَا مَقَامُ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم وہ مقام مصلیٰ نہیں ہے۔ بلکہ صحن قبا میں جو چبوترہ بنا ہوا ہے۔ اس کے متعلق یہ کہا جاتا ہے کہ یہ ناقۂ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹھنے کی جگہ تھی۔ جبکہ آپ ہجرت کرکے یہاں تشریف لائے تھے۔

سوال:۔ کیا اس مسجد کے قرب میں کچھ اور زیارتیں بھی ہیں؟

جواب:۔ جی ہاں ہیں۔ جو مندرجہ ذیل ہیں۔

۱۔ مسجد کی جانب سعد بن خیثمہ کا مکان تھا۔ جہاں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے آرام فرمایا تھا۔ یہ قبا سے قبلہ کی جانب ایک مقام ہے جس کو عوام مسجد علی کہتے ہیں۔ یقین یہ ہے کہ یہ مسجد سعد ہے۔ چونکہ حضرت سعد اپنے گھر میں اس جگہ نماز ادا کرتے تھے۔ اور ممکن ہے کہ دونوں میں سے ہر ایک نے یہاں نماز ادا کی ہو۔

۲۔ مسجد شریف سے قبلہ کی جانب حضرت کلثوم بن ہدم کا مکان تھا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اوائل ہجرت میں یہاں نزولِ اجلال فرمایا تھا۔

۳۔ مسجد قبا کے نزدیک بئر اریس بھی ہے اس کی بھی زیارت کرو۔

۲۔ مسجد کبیر

قبیلہ بنی سالم میں دو مسجدیں ان میں سے ایک بڑی مسجد ہے جس کو مسجد کبیر

for more books click on link below
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

کہتے ہیں۔ حضرت عتبان بن مالک یہاں حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ میری نظر کمزور ہے۔ بارش کے زمانہ میں ندی نالے چڑھے ہوئے ہوتے ہیں جس کی وجہ سے میں مسجد میں حاضر نہیں ہو سکتا۔ حضور میرے گھر کسی جگہ نماز پڑھ لیں تاکہ میں بوقت ضرورت اس کو مصلیٰ بنا ڈوں اور اس مقام پر نماز پڑھوں ہو سکتا ہے کہ یہ بڑی مسجد اسی مقام پر ہو۔

۴۔ مسجدِ جمعہ

یہ مسجد قبا کے شمال کی جانب ہے۔ یہ مسجد کبیر سے چھوٹی ہے۔ روایت ہے کہ پہلا جمعہ حضور نے یہاں ادا فرمایا جمعہ کے دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ طیبہ کو روانہ ہوئے اور راستے میں قبیلہ بنی سالم بن عوف میں پہنچے تھے کہ جمعہ کا وقت ہو گیا آپ نے جمعہ یہیں ادا فرمایا۔ مدینہ کے سفر میں یہ پہلا جمعہ تھا۔ اس کو مسجد الوادی بھی کہتے ہیں۔

مسجد الفضیح

یہ فصاحت سے فعیل کے وزن پر ہے جس کے معنی روشنی اور ظہور کے ہیں اسی کو مسجد شمس بھی کہتے ہیں۔ شاید اس کی وجہ یہ ہو کہ یہ بلند مقام پر ہے۔ سب سے پہلے سورج اسی پر طلوع ہوتا ہو۔ جس وقت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی نضیر کا محاصرہ کیا تھا۔ حضور کا قبہ یہیں نصب ہوا تھا۔ یہاں چھ روز حضور نے نمازیں ادا فرمائیں۔ بعد اس کے مسجد تعمیر کر دی گئی۔

بعض لوگ اس مقام کو وہ مقام سمجھتے ہیں۔ جہاں کہ مولا علی کرم اللہ وجہہ کیلئے ردِ شمس ہوا۔ مگر یہ صحیح نہیں کیونکہ یہ واقعہ بلاد خیبر کے ایک مقام صہبا میں پیش آیا تھا صہبا خیبر کے شہروں میں سے ایک شہر تھا۔

۵۔ مسجدِ بنی قریظہ

محاصرہ بنی قریظہ کے وقت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہاں نزول فرمایا تھا۔ غزوہ خندق سے ... [illegible] ... تھے کہ حضرت جبریل حاضر

for more books click on link below
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

ہوئے اور عرض کیا کہ ابھی ملائکہ نے ہتھیار اپنے جسم سے علیحدہ نہیں کئے ہیں۔ اور اللہ کا حکم یہی ہے کہ بنی قریظہ پر حملہ کیا جائے چنانچہ اسی حال میں حضور بھی روانہ ہو گئے۔ اور منادی کرادی کہ سب بنی قریظہ میں نماز عصر ادا کریں پچیس روز محاصرہ رہا۔ یہ مسجد شمس کے جانب شرق ہے۔ اس روز مدینہ کے گلی کوچوں میں ملائکہ کے گھوڑوں کے سبب غبار طلبہ ہو رہا تھا۔

۶۔ مسجد ابراہیم

یہ مدینہ کے طرف عالیہ میں واقع ہے۔ حضور نے اس جگہ نماز ادا فرمائی ہے۔ آپ کے صاحبزادہ حضرت ابراہیم یہیں متولد ہوئے۔ یہ مسجد قریظہ سے جانب شمال واقع ہے۔

۷۔ مسجد ظفر

یہ انصار کے ایک قبیلہ کی طرف منسوب ہے اس کو مسجد البغلۃ بھی کہتے ہیں۔ یہ بقیع سے مشرق کی جانب واقع ہے۔ حضور نے یہاں نماز ادا فرمائی ہے۔ کہتے ہیں کہ اس مسجد کے قریب ایک پتھر کے سم کا نشان ہے اور کہنی اور انگلیوں کا بھی نشان ہے۔ اس کے متعلق یہ مشہور ہے کہ یہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی کہنی اور انگلیوں کا نشان ہے اور یہ سم حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بغلۃ یعنی خچر کا نشان ہے۔ اسی لئے اس کو مسجد بغلۃ کہتے ہیں۔ لوگ یہاں برکت حاصل کرتے ہیں۔

۸۔ مسجد الاجابت

اس کو مسجد بنی معاویہ بھی کہتے ہیں۔ یہ مسجد بقیع سے شام کی جانب واقع ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہاں دو رکعت نماز ادا فرمائی اور بہت لمبی دعا کی۔ آپ محراب کی دائیں جانب دو ہاتھ ہٹ کر کھڑے ہوئے آپکا یہی مصلیٰ ہے۔ آپ نے فرمایا۔ میں نے یہاں تین دعائیں مانگی تھیں جن میں سے ایک یہ کہ میری اُمت قحط میں مبتلا نہ ہو۔ دوسری یہ کہ غرق سے ہلاک نہ ہو۔ اور تیسری یہ کہ ایک دوسرے کو قتل نہ کریں۔ جن میں سے دو قبول ہوئیں تیسری قبول نہیں ہوئی۔ اجابت دعا کی وجہ سے اس کو مسجد الاجابت کہتے ہیں حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ کہ عبادت اور دعا ذکرو

for more books click on link below
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

مراقبہ سے فارغ ہو کر اس مسجد سے نکل رہا تھا۔ کہ اسی استغراق میں یکایک قبہ شریف پر نظر پڑی اس وقت جو کیفیت و سرور، ذوق و فوز حاصل ہُوا وہ بیان سے باہر ہے اور خاص اسی وقت سے تعلق رکھتا ہے۔

۹۔ مسجد فتح

یہ مسجد "جبل سلع" جو کہ ایک پہاڑ کا نام ہے اس کے ایک حصّہ پر واقع ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلّم نے اس مسجد میں تین دن (پیر، منگل اور بُدھ) دُعا کی اور بُدھ کے دن نمازِ ظہر اور عصر کے درمیان قبولیت دعا کی بشارت پائی۔ یہاں تک کہ خوشی کا اثر آپ کے چہرۂ مبارک پر ظاہر ہُوا۔ یہاں آپ کا مصلّی صحنِ مسجد کی محراب کے مقابل ہے۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھ پر جب کوئی مہم پیش آتی ہے۔ میں اسی دن اور اسی وقت یہاں حاضر ہو کر دُعا کرتا ہوں۔ دُعا قبول ہو جاتی ہے۔

خندق کے دن جب لڑائی سخت ہوئی تو آپ نے یہاں دُعا فرمائی تو اللہ تعالےٰ نے سخت آندھی بھیجی۔ تمام کفار بھاگ گئے اور مسلمانوں کو فتح حاصل ہوئی۔ اسی لئے اس کو مسجد فتح احزاب کہتے ہیں۔ قرآن کریم میں سُورۃ احزاب میں اس کی تفصیل ہے۔ حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی آبائی سند کے ساتھ بیان فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم یہاں تشریف لائے۔ ایک قدم چلے پھر ہاتھ اٹھا کر ایسے دُعا میں مشغول اور منہمک ہوئے کہ چادر شریف کندھے سے زمین پر گر گئی۔ لیکن آپ بدستور دعا میں مشغول رہے۔

اس مسجد فتح میں مشرق اور شمال کی طرف سیڑھیاں ہیں۔ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں کہ دوسری روایات کے ملانے سے معلوم ہوتا ہے کہ صحنِ مسجد میں مغرب سے قریب تر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلّم نے قیام فرمایا اور آپ کا سجدہ شمالی جانب سے ہُوا تھا۔ جب دو قدم کی مقدار بڑھیں گے تو موضع قیام کو پائیں گے۔

۱۰-۱۱-۱۲- اسی مسجد فتح کے قرب میں تین مسجدیں اور ہیں۔

روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم نے ان تینوں مسجدوں میں نماز پڑھی ہے

for more books click on link below
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

ایک کا نام مسجد سلمان فارسی ہے دوسری کا نام مسجد علی ہے تیسری کا نام مسجد ابوبکر ہے۔ جو چھوٹی مسجد پہاڑ کی جڑ میں ہے۔ علامہ سمہودی نے لکھا ہے کہ میں ان ناموں کی وجہ تسمیہ سے واقف نہیں ہوا کہ ان مساجد کے یہ نام کس طرح ہوئے مگر جذب القلوب میں ہے۔ کہ احزاب کے ایام میں شاید یہ ان حضرات کے منازل تھے۔

۱۲۔ مسجد بنی حرام

یہ انصار کے ایک قبیلہ کی جانب منسوب ہے۔ یہ مسجد بنی حرام کی گھاٹی میں واقع ہے۔ اس میں اختلاف ہے کہ حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے اس میں نماز ادا کی ہے یا نہیں بہر حال یہ اختلاف زیارت کے لئے مانع نہیں۔ مسجد بنی حرام کے نزدیک جبل سلع پر ایک غار ہے اس میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت طویل اور لمبا سجدہ کیا ہے طبرانی میں ہے کہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے جب حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کو مکان شریف پر نہیں پایا تو تلاش کرتے ہوئے یہاں آئے۔ دائیں بائیں نظر ڈالی تو اس غار میں آپ کو سجدہ ریز پایا۔ ہیبت کی وجہ سے نہ ٹھہر سکے اور پہاڑ سے نیچے اتر آئے اس غار میں وحی بھی نازل ہوئی ہے۔ غزوہ خندق کی راتیں حضور نے اس میں گذاریں۔ یہ غار اس شخص کے دائیں ہاتھ پر واقع ہے۔ جو مدینہ منورہ سے مسجد فتح کی طرف قبلہ کی راہ سے روانہ ہوگا۔

۱۳۔ مسجد القبلتین

تحویل کعبہ کا حکم بحالت نماز اسی میں اترا آپ ظہر کی نماز صحابہ کے ساتھ جماعت سے ادا کر رہے تھے۔ آپ نے دو رکعت بیت المقدس کی طرف رخ کرکے نماز پڑھی تھی۔ کہ اثنائے نماز میں وحی اتری کہ

فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ
فَوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ شَطْرَهٗ (پ ۲ سورۂ بقرہ)

پس تعمیل حکم میں نماز ہی میں آپ اور تمام صحابہ پھر گئے اور سب نے کعبہ کی طرف رخ کرکے نماز ادا کی۔ ظہر کی چار رکعتوں میں سے دو رکعت بجانب بیت المقدس ہوئیں

for more books click on link below
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

اور دو بجانب کعبہ شریف۔ یہاں دو محرابیں بنی ہوئی ہیں۔ ایک بجانب بیت المقدس اور دوسری بجانب کعبہ مگر صحیحین میں ہے کہ تحویل قبلہ کا واقعہ مسجد قبا میں ہوا۔ مگر ترجیح قول اوّل ہی کو ہے۔

۱۵۔ مسجد اسقیا

یہ مسجد بیرِ سقیا سے بجانب شام واقع ہے۔ سقیا مدینہ شریف میں ایک موضع ہے۔

۱۶۔ مسجد ذباب

اس کو مسجد الرایہ بھی کہتے ہیں۔ ذباب نام ایک پہاڑ کا ہے۔ اس کے ایک قطعہ پر یہ مسجد واقع ہے۔ مدینہ منورہ سے بجانب شمال۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مسجد میں نماز ادا کی ہے۔

۱۷۔ مسجد صغیر

یہ مسجد جبل احد کے راستہ میں راہ سافلہ پر واقع ہے۔ یہ وہ راہ ہے۔ جو حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزارِ اقدس کے دائیں ہاتھ کی طرف سے مشرق کی طرف جا رہا ہے۔ یہ مسجد تقریباً آٹھ ہاتھ کی ہو گی بہت چھوٹی مسجد ہے۔ اس میں آپ نے نماز ادا کی ہے۔ یہ بھی مشہور ہے کہ یہ مسجد حضرت ابوذر غفاری کی تھی۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں دو رکعت نماز ادا کی ہے اور سجدہ طویل کیا۔ اور وحی بھی اسی میں نازل ہوئی۔

۱۸۔ مسجد البقیع

یہ اس شخص کے دائیں ہاتھ پر واقع ہو گی۔ جو مدینہ سے براہ بقیع حضرت عثمان کے مزار کی جانب مغرب جائے یہ ابی بن کعب کی مسجد ہے۔ روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ابی بن کعب کی مسجد میں تشریف لائے اور نماز ادا کی۔ ایک دو بار نہیں بہت بار نماز ادا کی ہے۔

۱۹۔ مسجد فاطمہ

یہ مسجد بقیع میں ہے۔ مشہور ہے کہ حضرت فاطمہ کا مزار اقدس یہاں ہے لیکن

صحیح یہ ہے کہ یہاں نہیں، یہ بیت الاحزان کے نام سے مشہور ہے۔

۲۰۔ مسجد مصلی العید

اس میں پانچوں وقت نماز ہوتی ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اکثر یہاں عید کی نماز ادا کی ہے۔ وفات تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب سفر سے واپس آتے اور یہاں سے گزرتے تو روبہ قبلہ ہو کر دعا فرماتے۔ یہ مسجد نبوی سے مغرب میں واقع ہے۔ دونوں مسجدوں کے درمیان ایک ہزار ہاتھ کا فاصلہ ہے۔

۲۱۔ مسجد ابوبکر

یہ مصلی عید کے شمال کی جانب ہے اور مائل بہ مغرب واقع ہے۔ مسجد ابوبکر کے نام سے یہ مشہور ہے۔ شاید آپ نے اپنی خلافت کے زمانہ میں یہاں نماز عید ادا کی ہو یا ممکن ہے کہ بعض اوقات نوافل ادا کرتے ہوں۔

۲۲۔ مسجد علی

مصلی عید کے جانب شمال ایک اور مسجد واقع ہے جس کو مسجد علی کہتے ہیں شاید آپ نے حضرت عثمان کے محصور ہونے کے وقت میں یہاں عید کی نماز ادا کی ہو۔ یا خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہاں نماز عید ادا کی ہو۔ جبکہ مسلمان تھوڑی تعداد میں تھے۔ جب زیادہ ہوگئے تو عیدگاہ میں نماز ادا فرمائی۔

۲۳۔ مسجد عینین

یہ مسجد سید الشہداء کے مزار سے قبلہ کی جانب ہے اس پہاڑ کو جبل رباب کہتے ہیں۔ روز احد تیرانداز یہاں کھڑے ہوئے تھے۔ کہتے ہیں کہ حضرت سید الشہداء کے نیزہ یہاں لگا تھا۔ احد کے دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جبل عینین پر نماز ظہر ادا کی۔

۲۴۔ مسجد الوادی

یہ جبل عینین کے کنارہ شامی پر ہے۔ کہتے ہیں کہ یہ محل شہادت حضرت حمزہ کا ہے۔ زخم کھا کر یہاں گرے ابن شیبہ نے نقل کیا ہے۔ کہ حضرت کی وفات یہاں ہی ہوئی حضور کے حکم سے بطن وادی میں لا کر یہاں دفن کیا یعنی مسجد عینین میں نیزہ لگا۔ اور یہاں

for more books click on link below
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

اس مقام پر آکر آپ گرے بعض اس مسجد کو مسجد عسکر بھی کہتے ہیں لہ

اُحد

سوال:۔ اُحد کے بارہ میں بھی کچھ فرمائیں؟

جواب:۔ یہ ایک پہاڑ ہے جو مدینے سے باہر ہے۔ یہ پہاڑ مدینہ سے مشرق کی جانب بطرف شام واقع ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اُحُدٌ جَبَلٌ یُحِبُّنَا وَنُحِبُّہٗ۔ اُحد وہ پہاڑ ہے کہ وہ ہم سے محبت کرتا ہے اور ہم اس سے محبت کرتے ہیں۔

ایک روایت میں ہے کہ یہ جنت کے دروازوں میں سے ایک دروازہ پر ہے۔

سوال:۔ کیا اس کی بھی زیارت کرے؟

جواب:۔ اس کی زیارت بھی مستحبات میں سے ہے۔ وہاں کے شہداء اور رہنے والوں کی زیارت کرو۔ زیارت کے لئے جمعرات کو اور وہ بھی اوّل دن میں جاؤ۔ تاکہ واپسی پر جماعت کے ساتھ نماز ظہر مسجد نبوی میں ادا کر سکو لہ کہ فضیلت نماز جو اس مسجد میں ہے۔ وہ کہیں نہیں۔ علامہ مناوی نے شرح تحفہ منح المناسک میں لکھا ہے کہ جمعرات کو جانے کی وجہ یہ ہے کہ اصحاب کو زائرین کا علم جمعرات جمعہ اور ہفتہ کو ہوتا ہے۔ اس سے زیادتی علم مراد ہے نہ کہ نفس علم اور اوپر جیسا کہ مذکور ہوا ہے۔ کہ زیارت بقیع کیلئے جمعہ کا دن بہتر ہے اور ہفتہ کا دن زیارت قبا کیلئے ہے۔ پس جمعرات کا دن اُحد کیلئے متعین رہ گیا لہ

مسجد قبا میں مستحب ہے کہ حضور کی اقتداء میں ہفتہ کے دن آئے۔ اسلئے کہ آپ ہر ہفتہ کو پیدل یا سوار ہو کر قبا تشریف لاتے تھے لہ

سوال:۔ اُحد جانے کا طریقہ بیان فرمائیں؟

جواب:۔ اوّل اُحد پہنچ کر سید الشہداء حضرت حمزہ بن عبد المطلب کے مزار اقدس

لہ جذب القلوب ... لہ ... فتح ... لہ ... لہ ... لہ فتح القدیر صـ ۳۳۴ ۔

for more books click on link below
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

پر حاضر ہو جو حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے چچا ہیں۔ ادب و انکسار کے ساتھ یوں سلام پیش کرو۔

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا حَمْزَةُ۔ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا عَمَّ رَسُوْلِ اللّٰهِ۔ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا اَسَدَ اللّٰهِ وَ اَسَدَ رَسُوْلِهٖ۔ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا فَاعِلَ الْخَيْرَاتِ۔ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا كَاشِفَ الْكُرُبَاتِ۔ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا ذَابًّا عَنْ وَجْهِ رَسُوْلِ اللّٰهِ۔

اے حمزہ آپ پر سلام ہو۔ اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا آپ پر سلام ہو۔ اے اللہ اور اسکے رسول کے شیر آپ پر سلام ہو۔ اے خیر کے کام کرنے والے آپ پر سلام ہو۔ اے تکالیف کے دور کرنے والے آپ پر سلام ہو۔ اے وہ ذات جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ اقدس پر حملہ کرنے والے کو دفع کیا۔ آپ پر سلام ہو۔

اور یہاں ان کے قریب ہی حضرت عبداللہ بن جحش مدفون ہیں۔ جو حضرت حمزہ کی بہن حضرت صفیہ کے صاحبزادہ ہیں۔ حضور کی پھوپھی کے بیٹے ہیں۔ بی بی زینب بنت جحش کے بھائی ہیں۔ ان پر بھی سلام بھیجو اور یہاں ہی حضرت مصعب بن عمیر ہیں۔ جو حضرت حمزہ کی قبر میں ہی مدفون ہیں۔ ان پر سلام بھیجو اور بقیہ شہداء بھی ہیں۔ کل ستر صحابہ اُحد میں شہید ہوئے وہ سب یہاں ہیں۔ سب پر ایصالِ ثواب کرو مگر وہ قبر جو سید الشہداء کے قدموں میں ہے وہ شہدائے اُحد میں سے نہیں۔ بلکہ وہ یہاں کے متولی کی قبر ہے۔ اسی طرح صحن مسجد میں بھی شہداء نہیں ہیں۔ بلکہ یہ بعض امرائے مدینہ کی قبریں ہیں۔ اسی طرح جبلِ اُحد اور قبر حضرت حمزہ کے مابین احاطہ میں جو قبریں ہیں وہ بھی شہدائے اُحد کی نہیں ہیں۔

مساجد اُحد

سوال :- کیا حوالی (اردگرد) اُحد میں کوئی مسجد ہے؟

for more books click on link below
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

جواب:۔ جی ہاں، ہے اس کا ذکر ذیل میں کیا جاتا ہے۔

مسجدِ فسح

اس کا نام یہ اس لئے ہوا کہ آیہ کریمہ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا قِیْلَ لَکُمْ تَفَسَّحُوْا فِی الْمَجٰلِسِ فَافْسَحُوْا یَفْسَحِ اللّٰہُ لَکُمْ کا اس میں نازل ہونا بتلایا جاتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہاں جنگِ اُحد سے فارغ ہونے کے بعد نمازِ ظہر اور عصر ادا کی ہے۔ کہتے ہیں قبلہ کی جانب سے اس مسجد کا کچھ حصہ کھدا ہوا ہے۔ پہاڑ میں سر انسان کے برابر ایک مقام کھدا ہوا ہے۔ کہتے ہیں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک پتھر پر یہاں بیٹھے تھے۔ وہ پتھر اس مقام پر دفن ہے۔

کنوئیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب ہیں

سوال:۔ مدینہ شریف میں وہ کنویں کتنے ہیں۔ جو سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب ہیں؟

جواب:۔ بہت ہیں اور متیقن نہیں۔ مگر گیارہ کنویں متیقن ہیں۔ ان کے حالات ذیل میں درج کئے جاتے ہیں۔

ا۔ بئرِ اریس

اس کو بئرِ خاتم بھی کہتے ہیں۔ کیونکہ اس میں حضرت عثمان کی خلافت کے زمانہ میں حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی انگوٹھی گر گئی تھی۔ جو آپ کے ہاتھ میں تھی۔ اور اس میں گم ہو گئی تھی۔ خود حضرت عثمان اور آپ کے اصحاب نے تلاش کی مگر نہ ملی۔

مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کنویں کے کنارہ پر بیٹھے مگر یہ بھی ایک روایت ہے کہ خود سرکار اس میں اُترے اور بعد وفات اس کے پانی سے آپ کو غسل بھی دیا گیا دائرہ کو چاہئے کہ اس کے پانی سے وضو کرے اور پئے بھی۔ اس کے لئے بھی کہا جاتا

for more books click on link below
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

ہے کہ لِمَا شُرِبَ لَہٗ ہے یعنی جس مقصد کے لیے پیئے گا۔ اللہ تعالیٰ اس میں کامیاب کرے گا۔ اور انشاء اللہ وہ کام پورا ہو جائے گا۔

ایک باغ میں حضورِ اکرم صلے اللہ علیہ وسلّم تشریف لے گئے۔ اور دروازہ پر ابوموسیٰ اشعری کو دربانی کے لیئے مقرر کیا اور حکم دیا بغیر اجازت کسی کو نہ آنے دو۔ حضرت ابوبکر صدیق آئے۔ ان کی اجازت طلب کرنے کے لیئے ابوموسیٰ حاضر ہوئے فرمایا آنے دو اور جنّت کی بشارت دو۔ حضرت عمر آئے تو ان کے لیئے بھی یہی فرمایا۔ اجازت ہے اور جنّت کی بشارت دو۔ حضرت عثمان بھی حاضر ہوئے۔ حضرت ابوموسیٰ نے طلبِ اذن کیا۔ فرمایا۔ اجازت ہے اور جنّت کی بشارت دو۔ مع ان بلاؤں کے جو ان کے سر پہ آ رہی ہیں۔ یہ واقعہ جس باغ کا ہے اس میں بئرِ اریس تھا[1]

۲۔ بئرِ غُرس (بفتح غین معجمہ وسکون رائے مہملہ ودر آخر سین مہملہ)

یہ کنواں بھی قبا کی جانب ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم نے اس کنویں کے پانی سے وضو کیا۔ اس کا پانی پیا۔ آپ نے اپنا لعاب مبارک بھی اس میں ڈالا اور اپنے وضو اور غسل کا پانی بھی اس میں ڈالا۔ اور فرمایا کہ بئرِ غرس چشمہ ہے۔ بہشت کے چشموں سے۔ بروایت صحیحہ شرح حین العلم میں ملا علی القاری نے غُرس بضم غین لکھا ہے۔ حضرت انس نے اس کا پانی یہ کہہ کر طلب کیا کہ میں نے دیکھا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلّم کو اس کا پانی پیتے تھے اور وضو فرماتے تھے۔

بروایت صحیحہ ثابت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلّم نے حکم دیا کہ مجھ کو سات مشکیزے پانی سے نہلاؤ۔ چنانچہ تعمیل حکم میں نہلایا گیا۔ وہ پانی اسی کنویں کا تھا۔ یہ بھی روایت ہے کہ بعد وفات حضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کو اسی کنویں کے پانی سے غسل دیا گیا۔ کیونکہ آپ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا تھا کہ بعد وفات مجھے اس کے سات مشکیزے پانی سے نہلانا[2] مگر اوپر معلوم ہوا کہ بئرِ اریس کے پانی سے غسل دیا گیا لعلّ روایتین

---

[1] شرح سفر السعادت۔ [2] زین العلم ص۲۰۸۔

for more books click on link below
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

میں یوں تطبیق ہو سکتی ہے کہ ممکن ہے کہ دونوں کنوؤں کا پانی بروقت غسل شریف کے لئے کام میں لایا گیا ہو۔

۳۔ بئرِ رعہن (بکسر میں و سکون ہا و در آخر نون)

حوالی مدینہ میں یہ ایک پہاڑ پر ہے کہتے ہیں کہ بئرِ یسیرہ بھی یہی ہے۔ اس کا نام عسیرہ تھا۔ بدل کر آنحضرت نے یسیرہ رکھ دیا۔ اس کے پانی سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو فرمایا اور اس میں لعاب دہن بھی ڈالا۔ اور اس کے حق میں دعائے برکت کی۔

۴۔ بئرِ بصّہ (بضم الموحدہ وتشدید المہملہ)

یہ ایک کنواں ہے جو بقیع کے قریب ہے۔ مسجد قبا کے راستہ پر ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت ابو سعید خدری کے پاس تشریف لاکر فرمایا آج جمعہ ہے تمہارے پاس بیری کے پتے ہیں۔ میں سر دھوؤں گا۔ چنانچہ آپ نے اپنے موئے مبارک کو دھویا۔ نیچے ہوئے غسالہ کو اور موئے مبارک سے جو پانی گرا۔ ان سب کو آپ نے اس کنویں میں ڈال دیا۔ اس کے قریب ہی ایک اور بئرِ صغیر ہے۔ جس میں سیڑھی ہے۔ بعض اس کو کہتے ہیں۔ ملا علی القاری فرماتے ہیں کہ دونوں کی زیارت کرلو۔ دونوں قول جمع ہو جائیں گے۔

۵۔ بئرِ بضاعہ (بضم الموحدہ)

یہ کنواں مدینہ طیبہ کے ایک محلہ میں واقع ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے پانی سے وضو فرمایا ہے۔ اور لعاب دہن اس میں ڈالا ہے۔ اور اس کے حق میں دعا فرمائی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں لوگ اس کنویں کے پانی سے مریضوں کو تین دن تک نہلاتے تھے۔ وہ شفایاب ہوتے تھے۔

۶۔ بئرِ حا

یہ بئرِ بضاعہ کے قریب ہے اور مسجد نبوی سے جانب قبلہ واقع ہے۔ اس سے

for more books click on link below
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی نوش فرمایا۔ بخاری اور مسلم میں ہے کہ یہ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بہترین اموال میں سے تھا۔ حضرت ابوطلحہ کا تمام انصار میں سب سے زیادہ کھجوروں کا باغ تھا۔ یہاں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لاتے تھے۔ اور اس کا پانی پیتے تھے[1]

۷۔ بئر رُومہ (بضم رائے مہملہ و سکون واؤ)

یہ وہ مقدس کنواں ہے۔ کہ جس کے بارہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

مَنِ اشْتَرٰی بِئْرَ رُوْمَۃَ فَلَہُ الْجَنَّۃَ کہ جس نے اس کو خریدا وہ جنتی ہے

حضرتِ عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کے مالک یہودی سے ۳۵ ہزار درہم میں خرید کر عام مسلمانوں پر اس کو وقف کر دیا۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

نِعْمَ الصَّدَقَۃُ صَدَقَۃُ عُثْمَانَ۔ اچھا صدقہ، عثمان کا صدقہ ہے۔

۸۔ بئر اِہاب (بکسر ہمزہ)

یہ کنواں مدینہ شریف کے قرب میں مغرب کی جانب واقع ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں لعاب دہن ڈالا۔ اہل مدینہ میں یہ زمزم کے نام سے مشہور ہے۔ کہ تبرکاً لوگ اس کا پانی دُور دُور زمزم کی طرح لے جاتے ہیں۔

۹۔ بئر ابی عِنَبہ (بکسر عین مہملہ و فتح نون و بائے یک نقطہ)

اس کو بئر ودی بھی کہتے ہیں۔ یہ مدینہ سے تقریباً ایک میل کے فاصلہ پر ہے غزوہ بدر کی روانگی کے وقت لشکرِ اسلام کا پڑاؤ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہیں کرایا۔

۱۰۔ بئر انس بن مالک

یہ کنواں داخل مدینہ منورہ ہے۔ مسجد نبوی سے شمالی اور غربی جانب کے مابین ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا پانی پیا۔ اور دودھ میں ملا کر بھی پیا۔ اور لعاب

---

[1] شرح عین العلم صہ ۲۰۶۔

for more books click on link below
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

دہن اس کنویں کے اندر ڈالا۔

۱۱۔ بئرِ سُقیا

(بضم سین مہملہ و سکون قاف)

یہ کنواں مدینہ شریف کے قرب میں اس شخص کے دائیں ہاتھ پر واقع ہوگا۔ جو بئر علی کی طرف جائے گا۔ اس کنویں کو بئر علی کہہ کر حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہٗ سے منسوب کرنا صحیح نہیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں سے پانی نوش فرمایا۔

فائدہ:۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت سے یہ سات کنویں مشہور ہیں۔

۱۔ اریس۔ ۲۔ غرس۔ ۳۔ رومہ۔ ۴۔ بضاعہ۔ ۵۔ بصّہ۔ ۶۔ بئر حاء۔ ۷۔ عہن

موجودہ زمانہ میں ان میں سے بھی بعض رہ گئے ہیں۔ اور بعض بے نشان ہوگئے۔

مساجد منسوب بآنحضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ مابین مکہ معظمہ و مدینہ منورہ

۱۔ مسجدِ ذوالحُلیفہ

اس کو مسجد شجرہ بھی کہتے ہیں۔ یہاں کیکر کا درخت تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس جگہ نماز ادا کی۔ اور احرام باندھا۔ اب اس کو مسجد علی کہتے ہیں[1]۔ یہ مسجد رابغ بستی میں ہے

۲۔ مسجدِ معرس

یہ مسجد ذوالحلیفہ میں ہے اور مدینہ منورہ سے چار چھ میل کے فاصلہ پر ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس مسجد کو تلاش فرما کر اس میں رات کو آرام فرمایا کرتے تھے۔

۳۔ مسجد عَرق الظَّبیَہ

(بفتح عین و رائے مہملتین و قاف است و ظبیہ بفتح ظائے معجمہ و سکون بائے یک نقطہ و فتح یائے تحتانیہ)

رَوْحا ایک مقام ہے۔ یہاں سے یہ تقریباً دو میل کے فاصلہ پر ہے۔ یہاں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور ستر پیغمبروں نے نماز پڑھی ہے یہ اب غیر آباد ہے۔

---

[1] معلم صاحب۔

for more books click on link below
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

۴۔ مسجد شرف الروحا

یہ مسجد چاہِ روحا کے قریب واقع ہے۔ مدینہ شریف سے تقریباً تیس چالیس میل کے فاصلہ پر۔ یہاں دو مسجدیں ہیں۔ صغیر اور کبیر۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم نے صغیر میں نماز ادا کی۔ یہ مدینہ منورہ سے مکّہ شریف کو جاتے ہوئے راہ میں دائیں طرف واقع ہے۔ مسجد صغیر کے پاس قبورِ شہداء بھی ہیں۔

۵۔ مسجد الغزالہ

یہ مسجد روحا کے کنارے پر ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ نہیں۔ بلکہ اس سے دو تین میل کے فاصلہ پر ہے۔ یہ مکّہ اور مدینہ کے راستہ میں ہے۔ جو شخص مدینہ سے مکہ کو آئے گا۔ تو یہ اس کے بائیں ہاتھ پہاڑ کے قریب واقع ہے۔ اس میں آپ کا اترنا اور وضو کرنا مروی ہے۔

ملا علی القاری فرماتے ہیں کہ غزالہ کے نام سے موسوم کرنے کی یہ وجہ معلوم ہوتی ہے کہ اس صحرا میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کو ہاتف کی آواز آئی۔ یا رسُولَ اللہ! اور تین بار آواز آئی۔ آپ نے التفات فرمایا تو دیکھا کہ ایک ہرنی جال میں لپٹی ہوئی پڑی ہے۔ اور ایک اعرابی بھی اس کے پاس اپنے کپڑوں میں سورج کی گرمی میں لپٹا ہوا سو رہا ہے۔ آپ نے اس ہرنی سے پوچھا کہ تیری حاجت کیا ہے؟ اس نے کہا مجھے اس شخص نے شکار کیا ہے اور میرے اس پہاڑ میں دو بچے ہیں۔ مجھ کو اتنی دیر کے لئے چھوڑ دیجئے کہ میں ان کو دودھ پلا کر واپس آجاؤں۔ آپ نے کہا تو اپنا وعدہ پورا کرے گی؟ اس نے کہا۔ اگر نہ آؤں تو اللہ تعالٰی مجھے سخت عذاب دے۔ آپ نے اس کو چھوڑ دیا۔ اعرابی بیدار ہوا تو اس نے پوچھا۔ ہرنی کا کیا ہوا؟ آپ نے اس کے حال سے اس کو خبر دی حتیٰ کہ وہ واپس آگئی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم نے اس کو اس مقام پر باندھ دیا جہاں پہلے تھی۔ اعرابی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم سے سوال کیا۔ کہ آپ کی مجھ سے کوئی حاجت ہے؟ آپ نے فرمایا اس ہرنی کو چھوڑ دو۔ اس نے رہا کر دیا۔ وہ خوشی سے اچھلتی کودتی

for more books click on link below
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

زمین پر پیر مارتی ہوئی چل گئی۔ اور اَشْهَدُ اَنْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ پڑھتی جا رہی تھی۔

۶۔ مسجدِ صفراء

یہ مکہ اور مدینہ کے درمیان ہے۔ مدینہ شریف سے تین دن کی مسافت پر یہاں صفراء نامی ایک قریہ ہے۔ لوگ اس مسجد سے برکت حاصل کرتے ہیں۔ صفراء میں حضرت عبیدہ بن حارث کی قبر ہے۔ غزوۂ بدر میں وہ زخمی ہو گئے تھے۔ اور یہاں انتقال ہوا۔ لوگ ان کی قبر کی زیارت کرتے ہیں اور برکت حاصل کرتے ہیں۔ بعض اس کو حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبر بتاتے ہیں۔ یہ غلط ہے۔ ان کی قبر ربذہ میں ہے۔

۷۔ مسجدِ بدر

اس مسجد کے قریب وہ عریش بھی تھا کہ غزوہ بدر کے موقع پر دھوپ اور گرمی سے بچنے کے لئے کھجوروں کی شاخوں کا مکان سا بنا دیا تھا۔ بدر میں جب حاضر ہو تو شہدائے بدر پر بغیر تفصیل کے سب پر سلام بھیجے۔ امام قسطلانی نے مواہب میں ذکر کیا ہے کہ یہاں پہاڑ میں شگاف ہے۔ وہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز ادا کی۔ یہاں ایک جگہ ہے جہاں سے نقارہ کی آواز آتی ہے۔ عوام کہتے ہیں کہ ملائکہ کے نقارہ کی آواز آتی ہے۔ لیکن ملا علی القاری نے کہا ہے کہ یہ سب باطل ہے۔ قسطلانی کے ذکر سے دھوکا نہ کھائیں۔

۸، ۹۔ مسجدِ جُحفہ

مسجد جحفہ دو ہیں۔ ایک مدینہ کی جانب ہے اور دوسری جحفہ کے آخر میں ہے وہاں حدِ میقات ظاہر کرنے کے لئے ایک علامت بھی نصب کر رکھی ہے۔

۱۰۔ مسجد

یہ جحفہ سے تقریباً تین میل کے فاصلہ پر ہے اور اس شخص کے بائیں طرف واقع ہو گی۔ جو مدینہ سے مکہ کو جائے گا۔ صاحبِ خلاصۃُ الوفاء کہتے ہیں کہ میرا گمان ہے کہ یہ "مسجد غدیر خم" ہے۔ امام احمد سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز

for more books click on link below
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

ظہر اس میں ادا فرمائی۔ اس مسجد کے قریب ایک درخت کے نیچے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا۔

مَنْ کُنْتُ مَوْلَاہُ فَعَلِیٌّ مَوْلَاہُ۔ کہ جس کا میں مولا اس کا علی مولا۔

۱۱۔ مسجد مُکَّہ

یہ مسجد عُقبہ خُلیّص کے نزدیک واقع ہے۔ یہ مدینہ کی جانب سے تین میل کے فاصلہ پر راستہ کے اوپر عُقبہ خُلیّص سے پہلے واقع ہے۔

۱۲۔ مسجد مَرّ الظّہران

(م پر پیش، ر پر تشدید ظا پہ زبر)

مُلّا علی القاری فرماتے ہیں کہ شاید فتح مکہ کے سال حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مسجد میں نماز پڑھی ہے۔ علامہ اسدی کہتے ہیں کہ مکہ اور مَرّ الظہران کے درمیان سات میل کا فاصلہ ہے۔ یہ کہ معظمہ سے ایک مرحلہ کی مسافت پر وادیٔ فاطمہ میں واقع ہے۔ اس وادی کی نسبت حضرت بی بی فاطمہ کی طرف نہیں ہے۔ بلکہ عسفان کی ایک عورت کے نام سے یہ وادی موسوم ہے۔ اس مسجد کا نام مسجد فتح بھی ہے۔

۱۳۔ مسجد سَرِف

(بفتح سین بکسر راء نے پہلو)

مقام سرف مکہ سے دس میل کے فاصلہ پر ہے۔ اور یہاں ہی مسجد کے قریب اُم المومنین حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی قبر شریف ہے۔ اسی سرف میں حضرت میمونہ کا گھر تھا۔ یہیں آپ سے حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا نکاح ہوا۔ اور وفات بھی اور اسی گھر میں آپ کی وفات ہوئی۔ اور یہ عجائبات میں سے ہے کہ ایک ہی مقام تہنیت کا بھی ہے تعزیت کا بھی ہے۔ وصال کا بھی ہے اور فراق کا بھی ہے۔ مکہ کے قرب و جوار میں کسی صحابی کی قبر عَلَی التَّحقِیق معلوم نہیں۔ مگر حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی قبر معلوم ہے۔

for more books click on link below
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

۱۴۔ مسجد تنعیم

ایک مسجد تنعیم میں بھی ہے۔ موضع تنعیم مکہ سے تین میل کے فاصلہ پر ہے۔ اور سَرِف تنعیم سے سات میل کے فاصلہ پر ہے پس سَرِف مکہ سے دس میل کے فاصلہ پر ہوا۔

تنبیہ :۔ ملا علی القاری نے شرح لباب میں لکھا ہے کہ کنویں، مساجد اور مقامات جو کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب مشہور ہیں بعض ان میں سے معین طور پر معلوم ہیں اور بعض معین طور معلوم نہیں ہاں جہت اور سمت معلوم ہے۔ زیارت کے استحباب میں سب برابر ہیں۔ حضرت عبداللہ ابن عمر نماز میں، نزول میں اور گذرنے میں اس بات کی کوشش کرتے تھے کہ جہاں نبی کریم نے نماز پڑھی یا نزول اجلال فرمایا ہو یا حضور گذرے ہوں۔ وہاں نزول کریں۔

شفائے قاضی عیاض میں ہے کہ وہ سب چیزیں، وہ سب جگہیں اور اشیاء عزت واحترام کے لائق ہیں۔ جہاں حضور نے سکونت اختیار فرمائی یا نزول فرمایا یا مس کیا یا حضور کا پہلو مس ہوا یا قدم یا عضو دیگر لگا ہو۔ یہ سب جگہیں تعظیم کے لائق ہیں۔ خواہ وہ مشہور ومعروف ہوں یا ان کا ثبوت منقول ہو۔ بہر حال ان کی تعظیم وتکریم ہم پر لازم ہے۔ اور یہ ... حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہی تعظیم وتکریم ہے۔

ہدایات

۱۔ جب تک مدینہ طیبہ میں حاضر رہو۔ اکثر وقت مسجد شریف میں با طہارت حاضر رہو۔ نماز تلاوت اور درود شریف میں مشغول رہو۔ دنیا کی باتوں میں یہاں کی قیمتی ساعت کو ضائع نہ کرو دنیا کی باتوں میں یہاں کی قیمتی ساعت کو ضائع نہ کرو۔

۲۔ جب تک مسجد میں حاضر رہو۔ بہ نیتِ اعتکاف رہو۔ یہاں ہر عبادت جیسے روزہ نماز صدقات اور ہر نیکی کے بجا لانے میں زیادہ سے زیادہ کوشش کرو۔ کیونکہ ہر نیکی پچاس ہزار نیکیوں کے برابر لکھی جاتی ہے۔ خصوصاً گرمی کا روزہ اگر یہاں نصیب ہو تو اس پر وعدہ

for more books click on link below
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

شفاعت ہے۔

۳۔ یہاں کی حاضری میں کم سے کم ایک قرآن ضرور ختم کر لیا جائے۔

۴۔ اندر ہو تو حجرہ شریف پر نظر ہے اور باہر رہو تو روضہ شریف کے گنبد پر کہ اسکا دیکھنا مثل کعبہ شریف کے دیکھنے کے ہے۔ جب نظر پڑے تو درود شریف پڑھو۔

۵۔ مواجہہ شریف میں پانچوں وقت صلوٰۃ و سلام عرض کرنے کے لئے حاضر رہو ورنہ کم از کم صبح و شام تو ضرور حاضر رہو۔

۶۔ کوشش کرو کہ چالیس نمازیں تو ضرور ہی مسجد شریف میں ادا ہوں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ کہ جس نے میری مسجد میں چالیس نمازیں پڑھی ہوں اور ایک بھی فوت نہ ہوئی ہو تو اس کے لئے دوزخ سے برأت ہے اور عذاب و نفاق سے بھی برأت ہے۔ پس ان چالیس نمازوں کو جماعت سے مسجد شریف میں ادا کرو۔ بلکہ جب تک رہو۔ ہر نماز مسجد شریف میں جماعت کے ساتھ پابندی سے ادا کرو۔

۷۔ جب روضۂ شریف سے باہر خواہ شہر کے اندر ہو یا شہر کے باہر جب بھی گنبد شریف پر نظر پڑے۔ فوراً دست بستہ روضہ شریف کی طرف منہ کر کے صلوٰۃ سلام عرض کرو۔ بدوں اس کے گزر جانا بے ادبی ہے۔

۸۔ بقیع، احد اور قبا کی زیارت سنت ہے۔ مسجد قبا کی دو رکعت کا ثواب ایک عمرہ کے برابر ہے۔

۹۔ زیارت کے لئے جاؤ تو افضل یہ ہے کہ صبح ہی صبح جاؤ تاکہ واپس ہو کر ظہر کی نماز مسجد شریف میں ادا کر سکو۔

۱۰۔ وضو کرو اور مسجد شریف میں جا کر دو رکعت نماز حاجت روضۃ الجنۃ میں پڑھو اور مواجہہ شریف میں حاضر ہو کر یوں عرض کرو۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ وَ	اے اللہ میں آپ سے سوال کرتا ہوں۔ اور
اَتَوَجَّہُ اِلَیْکَ بِنَبِیِّکَ مُحَمَّدٍ	آپکی طرف متوجہ ہوتا ہوں۔ آپکے نبی صلی اللہ

۱؎ وفاء الوفاء

نبی الرحمۃ یا محمد انی اتوجہ بک الی ربی فی حاجتی لیقضی لی اللھم فشفعہ فی ۔

علیہ وسلم کے واسطے سے جن کا نام پاک محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے اور جو "نبی الرحمۃ" ہیں، اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں آپکے واسطہ اور وسیلہ سے اپنے رب کیطرف اپنی اس حاجت میں متوجہ ہوتا ہوں۔ تاکہ میری یہ حاجت پوری کر دی جائے اے اللہ میرے حق میں حضور کی شفاعت قبول فرما۔

اس کے بعد اللہ سے اپنی حاجت کا سوال کرو۔ اللہ تعالے تمہاری حاجت کو پورا کر دے گا۔

۱۱۔ جہاں تک ہو اس حصۂ مسجد میں زیادہ نمازیں پڑھا کرو۔ جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں تھی۔ جس کی مقدار سو ہاتھ لمبائی اور سو ہاتھ چوڑائی ہے۔

۱۲۔ اگر ہو سکے تو وہاں اجازت لے کر ایک رات مزید مسجد شریف میں گزارے کہ اس کا مرتبہ شب قدر سے کم نہیں۔ بلکہ زیادہ ہے۔ (۲) اگر اس رات کے حاصل کرنے میں حکام اور خدام کی طرف بھی جانا آنا پڑے تو اس کو بھی سعادت سمجھے۔ اس رات درود شریف کا ورد بکثرت رکھے۔ اگر نیند کا غلبہ ہو تو حضور کے جمالِ اقدس کا خیال کر لے اور چشم دل کو حضور کے جمال کا مشتاق بنالے۔ مشتاقینِ جمال کے لئے نیند کہاں اور خیال کرے کہ میں حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حضوری میں حاضر ہوں۔

چوں با حبیب نشینی و بادہ پیمائی
بیاد آر محبان بادہ پیما را

اس وقت اگر اس بے کس حقیر کو بھی کتاب سے فائدہ اٹھانے والا یاد کرے تو زہے سعادت۔

۱۳۔ اس مقام کے آداب سے ہے کہ قلب و زبان اعضاء و جوارح کو مسجد شریف کے داخل ہونے کے وقت سے مسجد سے باہر آنے تک حتی الامکان ہر مکروہ اور خلاف ادبی چیز سے بچاؤ اور ہمیشہ حضور کے تصور میں غرق رہو۔

۱۴۔ اس کا بھی خیال رہے کہ عوام الناس میں سے بعض لوگ کبوتر کو مسجد شریف میں کھلا کر

for more books click on link below
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

اس کی گٹھلیوں کو مسجد شریف میں ہی پھینک دیتے ہیں۔ ایسا نہ کرے کیونکہ رعایتِ تعظیم اور نگہداشتِ ادبِ مسجد سے یہ فعل دور ہے۔ یہ چیز بتحقیق وارد ہے کہ مسجد میں تھوڑی چیز ڈالنے سے بھی اس کو ایذا ہوتی ہے۔ جیسا کہ آنکھ میں تنکا اور کنک پڑنے سے ایذا ہوتی ہے

۱۵۔ اس کا بھی خیال رہے کہ مسجد شریف میں کسی مخصوص جگہ پر مصلیٰ ڈال کر جگہ کو نہ روکے اور لوگوں پر جگہ کو تنگ نہ کرے اگر فضیلت حاصل کرنے کی غرض ہے تو سب سے پہلے آکر اپنی جگہ پر بیٹھ جائے ورنہ علماء نے اس فعل پر کراہت کا فتویٰ دیا ہے۔ اسی طرح کہ لوگ صبح کو مسجد شریف کے دروازے شریف کے کھلنے کے انتظار میں باہر منتظر کھڑے ہوتے ہیں جیسے ہی دروازہ کھلتا ہے لوگ دوڑتے ہیں اور صفِ اوّل میں جا کر جگہ حاصل کر کے سجادہ بچھا کر پھر متوجہ زیارت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہوتے ہیں۔ ایسا نہ کرے کہ اس میں سکون و وقار اور مسجد کا ادب فوت ہوتا ہے۔ شاید اس جلدی اور ردا عدی میں زیارت بھی زیادہ مفید نہ ہو۔

حافظا علم و ادب ورز کہ در حضرت شاہ
ہر کہ را نیست ادب لائق قرب بنود

۱۶۔ مسجد وغیرہ کو تھوک سے بھی آلودہ نہ کرے کہ فتویٰ اس کی حرمت کا صادر ہو چکا ہے

۱۷۔ جہاں تک ہو سکے۔ قرآن شریف کی تلاوت یا ان کتابوں کے مطالعہ میں اپنا وقت گزارے جس میں فضائل و شمائل حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے موجود ہیں۔ تاکہ حضور کی لقا کا اور آپ پر درود بھیجنے کا شوق قوی ہو۔

۱۸۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کے بعد زیادہ تر مقامات کی طرف متوجہ ہو۔ مثلاً بقیع کی زیارت کے لئے جائے۔ اس میں اختلاف ہے کہ ہر روز ہی بقیع کی زیارت کے لئے جائے یا جمعہ کے لئے خاص رکھے۔

حضرت امام نووی اور ان کے متبعین ہر روز زیارت کرنے کے حق میں ہیں۔ بعض نے اس میں بلا دلیل ان سے مناقشہ کیا ہے۔ لیکن شیخ ابوالحسن رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ زیارتِ قبور ہر حال میں سنت مؤکدہ اور یہ ہر روز کی زیارت کو بھی شامل ہے۔ غایت ما فی

سلہ جذب القلوب۔

for more books click on link below
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

الباب یہ ہے کہ جمعہ کے دن زیارت کی زیادہ فضیلت ہے اور زیادہ موکد بات ہے۔

۱۹۔ جب تک سب مدینہ کے رہنے والوں کو بنظرِ عظمت دیکھے اور ان کی عزت کرے کہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے قرب و جوار کا شرف ان کو حاصل ہے۔ اگرچہ ان کا فسق کھلا ہوا محسوس ہو۔

۲۰۔ مولانا سندھی رحمۃ اللہ علیہ نے منسک متوسط میں اور ملا علی قاری نے اس کی شرح میں لکھا ہے کہ ان تمام مساجد مکانوں اور آثار کی زیارت مستحب ہے جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب منسوب ہیں۔ شفاء قاضی عیاض میں ہے کہ ان کی تعظیم و اکرام حضور کی تعظیم و اکرام ہے۔ آپ کی نسبت کے سبب اگرچہ وہ چیزیں معدوم ہیں۔ تو ان کی نیت کر کے اس جہت اور سمت کی ہی زیارت کرو کہ ان میں برکتیں ہیں۔

مدفن شریف

جہاں حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر شریف ہے۔ وہاں دو قبریں اور ہیں۔ ایک حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اور ایک حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اصل میں یہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا گھر تھا جس کو حضور اکرم نے آپ کے لئے بنایا تھا۔ کیونکہ حضور کا وصال اسی گھر میں ہوا۔ حضرت علی سے مروی ہے کہ پیغمبر کی جہاں وفات ہوتی ہے۔ اس کو اسی جگہ دفن کیا جاتا ہے۔ لہذا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی گھر میں دفن کیا گیا۔ بعد میں حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق کو بھی اسی میں دفن کیا گیا۔

حضرت ابوبکر صدیق کو اس طرح دفن کیا گیا کہ آپ کا سر اقدس حضور کے شانہ مبارک کے مقابل ہی ہے۔ حضرت عمر کو بھی اسی میں دفن کیا گیا۔ اس طرح کہ آپ کا سر حضرت ابوبکر صدیق کے شانہ کے مقابل ہے یہ گھر حضور کے زمانے میں کچی اینٹوں کا بنا ہوا تھا اس کے دو دروازے تھے۔ ایک غربی جانب میں مسجد کی طرف اور ایک دروازہ شام کی طرف تھا ۹۱ھ میں حضرت عمر بن عبدالعزیز نے ولید بن عبدالملک کے حکم سے اس گھر کی از سر نو

for more books click on link below
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

منقش پتھروں سے تعمیر کی اور اس میں توسیع بھی کر دی۔ اور اس حجرے کے ارد گرد ایک اور پختہ پتھر کا حجرہ تعمیر کرایا گیا۔ غربی جانب میں دونوں حجروں کی دیواروں کو متصل کر دیا گیا لیکن شرقی شمالی اور جانب قبلہ (جنوبی) دیواروں کے درمیان خالی جگہ رکھی۔ ان دونوں حجروں میں کسی کے اندر بھی کوئی سوراخ اور کوئی دریچہ نہ رکھا۔ جس سے زائر کو قبور مقدسہ کی زیارت ہو جاتی۔ اسی وجہ سے زائر کو قبورِ مقدسہ کی زیارت ممکن نہیں۔ البتہ اس باہر والے حجرے کی چھت کی جانب ایک دریچہ رکھا۔ اور اس حجرے کی دیواروں کو مسجد کی چھت سے چار ہاتھ نیچے رکھا۔ حجرہ شریف میں جو غلاف ڈالا جاتا ہے وہ اسی دوسرے حجرے پر ہی ڈالا جاتا ہے۔ دیوار حجرے کے اوپر مسجد کی چھت تک لکڑی کا جنگلا یعنی شباک لگا دیا گیا ہے۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے سے اسی صورت میں یہ حجرے موجود ہیں۔ اس کے بعد ۵۴۸ھ میں خلیفہ مستنصر باللہ کے زمانہ میں شرقی دیوار میں کچھ شکستگی پیدا ہو گئی تھی تو قیمتی پتھروں سے اس حصے کی مرمت کرا دی گئی۔ باقی منقش پتھروں کی دیواریں اپنی اصلی حالت پر ہیں۔ ایک مرتبہ دو نصرانیوں نے گستاخی کرنا چاہا تھا۔ اس کے لئے انہوں نے اندرونِ زمین سے سرنگ مزار شریف تک لگائی تھی۔ اس واقعہ کے بعد ۵۵۷ھ میں بادشاہِ وقت نورالدین زنگی کے حکم سے چاروں طرف روضہ شریف کے سیسہ پگھلا دیا گیا۔ ۶۷۸ھ تک اس پر کوئی گنبد نہ تھا۔ ۶۷۸ھ میں سلطان منصور قلاوون نے گنبد خضراء تعمیر کرایا۔ اور پیتل کا جنگلا چاروں طرف لگایا۔ اور اس میں چاروں طرف دروازے رکھے۔ مشرقی دروازہ پر روضہ وغیرہ کھلتا ہے۔ صفائی اور جھاڑو وغیرہ کے لئے اور دوسرے دروازے کبھی کبھی کھلتے ہیں۔ اگرچہ بعد میں بھی متعدد بار تجدید و تعمیر ہوتی رہی۔ مگر سب سے اوّل جس نے گنبد تعمیر کرایا وہ سلطان منصور ہے۔ حجرہ شریف کے چاروں طرف نحاسی پیتل کی جالیاں بعض سلاطین کے اہتمام سے لگائی گئیں۔

زیارت حضرت فاطمہ خاتونِ جنت رضی اللہ عنہا

جب روضہ شریف پر صلوٰۃ وسلام سے فارغ ہو جاؤ تو حجرہ شریف کی پشت کی طرف حاضر ہو کر آپ پر سلام پیش کرو۔ آپ کی قبر شریف کے بارے میں تین قول ہیں۔

for more books click on link below
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

ایک یہ کہ آپ کی قبر شریف بقیع میں مشہد حضرت عباس میں ہے۔
دوسرا قول یہ کہ مسجد فاطمہؓ میں ہے۔ جس کا نام بیت الاحزان ہے لیکن ظاہر تر قول یہ ہے جیسا کہ فتح القدیر میں ہے۔ کہ آپ کا مزار حجرہ شریف کی پشت پر ہے۔ جو آپ کا گھر تھا اس میں آپ مدفون ہیں۔ اس کی طرف ایک محراب بنی ہوئی ہے۔ جس جگہ ایک محراب سی جالی بنی ہوئی ہے۔ یہاں آکر یوں سلام پیش کرے۔

اَلسَّلَامُ عَلَيْكِ يَا بِنْتَ رَسُوْلِ اللّٰهِ۔ اَلسَّلَامُ عَلَيْكِ يَا بِضْعَةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ۔ اَلسَّلَامُ عَلَيْكِ يَا فَاطِمَةَ الزَّهْرَاءِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكِ يَا سَيِّدَةَ نِسَاءِ اَهْلِ الْجَنَّةِ۔ اَلسَّلَامُ عَلَيْكِ يَا حَبِيْبَةَ حَبِيْبِ اللّٰهِ جَزَاكِ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنِ الْاِسْلَامِ وَ اَهْلِهٖ خَيْرًا لْجَزَاءِ وَرَضِيَ عَنْكِ اَحْسَنَ الرِّضَاءِ جِئْنَاكِ زَائِرِيْنَ مُسْتَشْفِعِيْنَ بِكِ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاشْفَعِيْ لَنَا عِنْدَهٗ وَ يَشْفَعُ لَنَا عِنْدَ رَبِّنَا اَعْظَمِيْ فَيَمُنَّا عَلَى مِلَّتِهٖ وَ يَحْشُرُنَا فِيْ زُمْرَتِهٖ وَيَجْعَلُنَا فِي الْجَنَّةِ وَيَسْقِيْنَا مِنْ حَوْضِهٖ الْمَوْرُوْدِ مَشْرُوْبًا رَوِيًّا سَائِغًا هَنِيْئًا لَا نَظْمَاُ بَعْدَهٗ اَبَدًا - آمِیْن۔ آمِیْن آمِیْن۔

مدینہ شریف سے وطن کو واپسی

سوال:۔ براہ کرم مدینہ طیبہ سے رخصت ہونے کا طریقہ تحریر فرمائیں۔

جواب:۔ دل از سنگ باید بسر راہ وداع
تا تحمل کند آں لحظہ کہ محمل برود

تمام زیارتوں سے فارغ ہونے کے بعد جب وطن واپس ہونے لگو تو وداع اور رخصت کے لئے مسجد نبوی میں حاضر ہو یہ وہ ساعت ہے کہ جسم کا روح سے اور روح کا جسم سے جدا ہونا آسان معلوم ہوتا ہے بمقابل اس کے کہ حضور کے دربار میں حضور سے رخصت ہونے کے لئے حضور کا غلام حاضر ہوتا ہے۔ یہ ساعت قیامت کی ہے بچھڑنے کا فراق سہل ہے۔ مگر حضور کا فراق ناقابل برداشت ہے دل کا حال بیان سے باہر

for more books click on link below
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

ہے۔ دل بیقرار ہے۔ آنکھیں اشکبار ہیں اور رخصت ہونے کے لئے اب اپنے پیارے اور محبوب نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے رخصت ہونے کے لئے حاضر ہوا ہے۔ اس کو چاہئے کہ اوّل مسجد شریف میں نماز پڑھے۔ اس کے بعد دعا مانگے۔ اللہ سے امید خیر طلب کرے۔ سب سے بہتر اس دعا کے لئے جگہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا مصلی شریف ہے اور اس کے بعد ہر وہ جگہ بہتر ہے جو اس مصلی سے قریب ہو۔ جب نماز اور دعا سے فارغ ہو جاؤ تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام پیش کرو۔ اسی طرح صحابہ پر سلام پیش کرو۔ جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے اور دعا مانگو۔ اپنے لئے والدین کے لئے اولاد کے لئے عزیز واقارب دوستوں اور پڑوسیوں کے لئے اور ہر اس شخص کے لئے جس نے دعا کے لئے وصیت کی ہو اور تمام مسلمانوں کے لئے دعا کرو اور اللہ سے سوال کرو کہ اللہ تعالیٰ تم کو خیر و عافیت سے اور برکتوں کے ساتھ پہنچاوے۔

اور کہو۔

اَللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلْ هٰذَا آخِرَ الْعَهْدِ بِنَبِيِّكَ وَمَسْجِدِهٖ وَحَرَمِهٖ وَيَسِّرْ لِيَ الْعَوْدَ اِلَيْهِ وَالْعُكُوْفَ لَدَيْهِ وَارْزُقْنِي الْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَرُدَّنَا اِلٰى اَهْلِنَا سَالِمِيْنَ غَانِمِيْنَ آمِنِيْنَ بِفَضْلِكَ وَكَرَمِكَ يَا رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ وَبِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ۔

الٰہی! حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم آپ کی مسجد اور آپکے حرام کی حاضری کو آخری حاضری قرار نہ دے اور اسکی طرف دوبارہ آنیکی اور آپکے پاس ٹھہرنے کی دوبارہ توفیق عطا فرما اور دنیا و آخرت میں مجھے عفو و عافیت سے نواز مجھے یا ارحم الراحمین اپنی رحمت سے، یا رب العالمین اپنے فضل و کرم سے ہمیں سلامتی، امن و سکون اور غنیمتوں کے ساتھ واپس جانے گھر لوٹا۔

اور کوشش کرو کہ وداع اور رخصت کے وقت آنکھیں اشکبار ہوں۔ یہ علامت قبول ہے۔ اور اس کے بعد پھر پہلے مقام پر لوٹ کر جہاں حسرت کے ساتھ خوب روؤ۔ آنکھوں سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے فراق میں آنسو بہاؤ۔ روانگی کے وقت مساکین کو صدقہ دو۔

for more books click on link below
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

رخصت ہونے والے کو جائز ہے کہ مدینہ شریف کی کچھ خاک یا سنگریزے بطور تبرک کے لے جب یہاں سے واپس ہونے لگے تو یہ پڑھے۔ اپنے شہر کے قریب پہنچے تب بھی پڑھے بلکہ اگر ہو سکے تو برابر راستہ میں پڑھتا رہے۔

آیِبُوْنَ تَائِبُوْنَ عَابِدُوْنَ سَاجِدُوْنَ لِرَبِّنَا حَامِدُوْنَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ صَدَقَ اللّٰهُ وَعْدَهٗ وَنَصَرَ عَبْدَهٗ وَهَزَمَ الْاَحْزَابَ وَحْدَهٗ

ہم اپنے سفر سے لوٹنے والے ہیں۔ اپنے گناہوں سے توبہ کرنے والے ہیں۔ اپنے رب کی عبادت اور اسی کے لئے سجدے کرنے والے ہیں۔ اسکی حمد کرنے والے ہیں۔ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ وہ ایک ہے۔ اسکا کوئی شریک نہیں ہے بادشاہی کے لئے ملک ہے اور اسی کے لئے حمد ہے۔ وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ اللہ نے اپنا وعدہ سچ کر دکھایا اور اپنے بندہ کی مدد کی اور اس اکیلے نے لشکروں کو شکست دے دی

راستہ میں سفر کے آداب وہی اختیار کرو جو شروع میں اختیار کئے تھے۔

جب اپنے شہر میں داخل ہو تو افضل یہ ہے کہ اپنے شہر میں اوّل دن میں داخل ہو یا دن کے آخر میں رات میں داخل نہ ہو یا داخل ہو تو پہلے سے اطلاع کردو۔ جب شہر میں آؤ تو اوّل مسجد میں دو رکعت نماز ادا کرو۔ اگر وقت کراہت نہ ہو تو اس میں نیت تحیۃ المسجد یا سنت القدوم کی کرو اپنے اہل وعیال میں داخل ہو تو یہ پڑھو۔

تَوْبًا تَوْبًا لِرَبِّنَا اَوْبًا لَا يُغَادِرُ عَلَيْنَا حَوْبًا۔

ہم بار بار توبہ استغفار کرتے ہیں۔ ہمارا لوٹ کر آنا صرف اللہ تعالیٰ ہی کیلئے ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم میں کسی گناہ کو بھی باقی نہ چھوڑے۔

جب گھر میں داخل ہو تو گھر میں دو رکعت نماز ادا کرو یہ نماز تحیۃ المنزل ہے۔ تاکہ ختم سفر بھی عبادت پر ہو۔ جیسا کہ ابتدائے سفر بھی عبادت سے ہوئی تھی۔ حاجی پر لازم ہے کہ اپنی بقیہ عمر بھی نیکیوں میں اور گناہوں کے ترک میں گزارے۔ کہ حج مقبول کی نشانی

for more books click on link below
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

یہ ہے۔ کہ سابق سے بہتر اس کا لاحق ہو جائے یہی حج مبرور کی علامت ہے۔ حضرت حسن بصری نے فرمایا کہ حج مبرور کی علامت یہ ہے کہ آخرت میں راغب اور دنیا میں زاہد ہو کر رہے۔

هٰذَا اٰخِرُ الْكَلَامِ وَبِاسْمِهٖ تَعَالٰى الْمَبْدَأُ وَالْخِتَامُ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلَى الْاِتْمَامِ وَاَفْضَلُ الصَّلَوٰاتِ وَاَشْرَفُ السَّلَامِ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ شَفِيْعِ الْاَنَامِ وَقَائِدِهِمْ اِلَى الْجَنَّةِ فِيْ يَوْمِ الْقِيَامِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَزْوَاجِهٖ وَصَحْبِهِ الْكِرَامِ مَا دَامَتِ اللَّيَالِيْ وَالْاَيَّامُ وَالشُّهُوْرُ وَالْاَعْوَامُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ۔

حاجی کا خیر مقدم

جب حج سے وطن کی طرف واپس آئے تو جو آتے وقت اس نے دعائیں پڑھی تھیں۔ انہی وظائف و دعوات کے ساتھ سفر شروع کرے۔ سفر میں یہ دعا پڑھتا رہے۔

گھر والوں کو اپنی آمد کی تاریخ اور وقت سے پہلے اطلاع کر دے۔ جہاں تک ہو سکے دن کو پہنچے۔ رات میں نہ پہنچے اور پہنچنے کے لئے بہتر ہے کہ چاشت کے وقت پہنچے۔

جب لوگ سنیں کہ حاجی حج کر کے آتا ہے تو انہیں چاہیئے کہ اس کے استقبال کے لئے جائیں۔ وہ گناہوں سے مغفور اور پاک ہو کر آ رہا ہے اس کو تعظیم اور تکریم کے ساتھ لائیں۔ اور لوگ اس سے مصافحہ کریں۔ اس لئے کہ یہ ہاتھ حجر اسود اور خانہ کعبہ کے غلاف وغیرہ سے مس ہوئے ہیں۔ حاجی کو چاہیئے کہ وطن واپس پہنچتے ہی محلہ کی مسجد میں دو رکعت نماز بہ نیت تحیۃ المسجد ادا کرے۔ پھر خندہ پیشانی سے احباب سے ملے ملاقات کرے۔ دوست احباب کو چاہیئے کہ اس کے گھر میں داخل ہونے سے پہلے پہلے اس سے اپنے لئے دعا بخشش کرائیں۔ حضور اکرم نے فرمایا۔

اِذَا لَقِيْتَ الْحَاجَّ فَسَلِّمْ عَلَيْهِ

جب تم حاجی سے ملاقات کرو تو سلام کرو۔ اس سے مصافحہ کرو۔ اور اسکے گھر میں داخل

for more books click on link below
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

وَمُصَافِحَهُ وَمُرْهُ اَنْ يَسْتَغْفِرَ لَكَ قَبْلَ اَنْ يَدْخُلَ بَيْتَهُ فَاِنَّهُ مَغْفُوْرٌ لَهُ[1]

ہونے سے پہلے اس سے اپنی بخشش کی دعا کے طالب ہو۔ اس لئے کہ وہ مغفور اور گناہوں سے پاک ہو کر آیا ہے اور اسکی دعا مستجاب ہے۔

قَبْلَ اَنْ يَدْخُلَ بَيْتَهُ کی قید اس لئے ہے کہ گھر میں داخل ہونے سے پہلے وہ ماہ تجلا میں ہے پس اس کی دعا اقرب بہ اجابت ہے اور دوسری روایت میں ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اے اللہ! حاجی کی بخشش فرما اور جس کے لئے وہ دعا کرے۔ اس کی بخشش فرما[2]۔ حضرت عبداللہ بن عباس فرماتے ہیں کہ اگر مقیم لوگ یہ جان لیں کہ ان پر حاجی کا کیا حق ہے تو وہ ان کی سواریاں کہ پیروں کو چومتے ہوئے آئیں۔ اس لئے کہ وہ اللہ کے وفد ہیں۔ اور پھر اس سے کہو۔ اے عازم حبیب کی زیارت کرنے والے۔

اَفِيضُوْا عَلَيْنَا مِنَ الْمَاءِ نَحْنُ عِطَاشٌ وَاَنْتُمْ بُرُوْدٌ

کہ اے حاجی تم دیار حبیب سے آ رہے ہو جو تم نے وہاں سے فیض حاصل کیا ہے ہمیں بھی فیض پہنچاؤ کہ ہم اس کے پیاسے ہیں۔

فَاِنْ لَمْ تَرَ الدِّيَارَ بِعَيْنِي فَلَعَلِّي اَرَى الدِّيَارَ بِسَمْعِي

اگر مجھے دیار حبیب کا دیکھنا آنکھوں سے نصیب نہیں ہوا تو مجھے وہاں کی باتیں سنا کر بچشم تصور اس کو دکھا دو۔ کہ میں کان کے ذریعہ ہی لذت حاصل کر لوں۔ اے حاجی مجھے محبوب کے گھر کی باتیں سنا مجھے میٹھی معلوم ہوتی ہیں۔

حَدِّثُوْنِيْ عَنِ الْعَقِيْقِ حَدِيْثًا

اَنْتُمْ بِالْعَقِيْقِ اَقْرَبُ عَهْدًا

اے حاجی مجھے محبوب کے گھر کی باتیں سنا کیونکہ تم قریب ہی زمانہ میں وہاں ہو کر آئے ہو۔

---

[1] مشکوٰۃ۔ اشعۃ اللمعات جلد دوم۔ [2] لطائف المعارف صـ۲۹۹

for more books click on link below
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

عقیق مدینہ کی وادیوں میں سے ایک وادی کا نام ہے اس کا ذکر اشعار اور احادیث میں بہت آتا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم وہاں جاتے تھے اور وہاں نماز پڑھتے ہیں چنانچہ حضرت عمر سے منقول ہے کہ حضور وادی عقیق میں تھے کہ آپ نے فرمایا آج کی رات میرے رب کے پاس سے فرشتہ آیا اور اس نے کہا کہ اس مبارک وادی نماز پڑھو اور کہو کہ عمرۃ وحجۃ یعنی ثواب اور فضیلت میں یہ نماز عمرہ اور حج کے برابر ہے۔

لوگوں کو چاہیئے کہ حاجی کو یوں دعا دیں۔

قَبِلَ اللّٰہُ حَجَّکَ وَ غَفَرَ ذَنْبَکَ وَ اَخْلَفَ نَفَقَتَکَ	اللہ تعالیٰ تمہارے حج کو قبول فرمائے اور تمہارے گناہ کی بخشش فرمائے اور جو کچھ حج میں خرچ ہوا ہے اس کا اللہ تعالیٰ تجھ کو نعم البدل عطا فرمائے۔

حاجی کو چاہیئے کہ اب اس نعمت عظمیٰ پر جو اللہ تعالیٰ نے اس کو عطا فرمائی۔ وَ اَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ کے طور پر وہاں کے حالات بیان کرے کہ تحدیث نعمت بھی اللہ کا شکر ہے اب گھر میں یہ پڑھتا ہوا آئے

تَوْبًا تَوْبًا لِرَبِّنَا اَوْبًا لَا يُغَادِرُ عَلَيْنَا حَوْبًا۔	ہم اپنے رب سے اپنے گناہوں کی توبہ کرتے ہیں ہمارا لوٹ کر آنا صرف اللہ کے لئے ہے اللہ تعالیٰ ہم پر کسی گناہ کو باقی نہ چھوڑے۔

گھر میں داخل ہونے کے بعد اپنے خاص حجرے یا کمرے میں جاکر دو رکعت نماز تحیۃ المنزل پڑھے تاکہ اس کا سفر نماز ہی پر ختم ہو کہ اس نے اسی مقام پر نماز سے ہی اپنا سفر شروع کیا تھا۔ الحمدللہ افضل طاعت پر سفر شروع ہوا اور افضل طاعت ہی پر سفر ختم ہوا۔ گھر میں جو سب سے محبوب ہو پہلے اس سے ملے کیونکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب سفر سے مدینہ شریف لاتے تھے تو حضرت بی بی فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ملتے تھے۔ پھر گھر میں سب سے ملے۔

حاجی کے سامنے جب کھانا پکایا جائے تو اس میں سے کچھ صدقہ بھی دے دے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب مدینہ شریف لاتے تھے۔ تو ایک اونٹ یا گائے ذبح

for more books click on link below
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

کرنے اپنے اصحاب احباب پڑوسیوں اور خصوصًا فقراء کو کھانا کھلاتے تھے۔ حاجی پر لازم ہے کہ باقی جیسی عمر نیز میں گزارے گناہوں سے پرہیز کرے اور آخرت کی طرف رغبت پیدا کرے اگر پہلے خراب صحبتیں تھیں تو اب اچھی صحبتوں کو اختیار کرے۔ اگر پہلے گناہوں میں تھا تو اب طاعتوں میں مشغول ہو جائے۔ کہ قبولِ حج کی علامت یہ ہے کہ بہتر حال میں تبدیل ہو جائے۔ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے۔ حج مبرور کی علامت یہ ہے کہ دنیا سے زاہد اور آخرت کی طرف راغب ہو جائے۔ حاجی اس دعا کو پڑھتا ہے

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ بِنِعْمَتِهٖ تَتِمُّ الصَّالِحَاتُ۔ حمد ہے اس ذات کے لئے کہ جس کے فضل و انعام سے نیکیاں پوری ہوتی ہیں۔

اور اپنے گھر میں وظیفہ شریف اور درود شریف داخل کرے۔ عالم تصوف میں کلمہ شریف بیٹھ کر کلمہ شریف پڑھے اور خرچ شریف میں بیٹھ کر درود شریف پڑھے لہٰذا اب درود اور کلمہ شریف کے فضائل لکھے جاتے ہیں۔

کلمہ شریف اور درود شریف کے فضائل

کلمہ شریف کے فضائل

سوال۔ حج سے واپس آنے کے بعد کن وظائف میں مشغول رہنا چاہیے۔ ان سے آگاہ فرمایا جائے۔

جواب۔ چونکہ بیت اللہ شریف اور مدینہ طیبہ کی زیارت کر کے آیا ہے۔ لہٰذا کلمہ طیبہ اور درود شریف کا زیادہ ورد رکھے۔ ہر ایک کے فضائل بیان کئے جاتے ہیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے۔ اَفْضَلُ الذِّکْرِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ سب سے افضل ذکر لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ہے۔ اس وظیفہ میں مشغول رہے اور اس پر مداومت اور پابندی کرنے میں خواص عجیب اور اسرار غریب ظاہر ہوتے ہیں۔ خصوصًا تطہیر باطن اور تصفیہ قلب میں اس کو وہ دخل ہے کہ مشائخ عظام نے مریدین کی تربیت کے لئے اس کلمہ شریف کو منتخب فرمایا۔ وہ کلمہ ہے کہ اس سے بندہ اور اللہ کے درمیان جتنے حجابات ہیں

for more books click on link below
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

ہیں سب اٹھ جاتے ہیں۔ اور حجابات قلبی وہ نقوش ماسوا اللہ ہیں۔ جن کی طرف قلب متوجہ ہوتا ہے اور اللہ کی طرف جانے کے لیے ضروری ہے کہ قلب میں کوئی تعلق علمی یا حبّی ایسا باقی نہ رہے جو اپنی جانب کھینچے۔ اور خدا کی طرف جانے سے روکے۔ لہٰذا قلب کو ان موانعات سے پاک کرنے کے لیے لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کو خاص دخل ہے۔ حضرت مرزا مظہر جان جاناں اپنے مکتوبات میں فرماتے ہیں جب لا کو نفی کہو تو قلب سے ماسوا کی نفی کر دو اور جب اِلَّا اللّٰہ کہو تو خدا کے تصور کو قلب میں ثابت اور قائم کرو اور نیز مجبور کر دو کہ یہی اللہ ہی اللہ ہے۔ باطن اس کے نور سے معمور ہے۔

حضور اکرم نے ارشاد فرمایا۔

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ لَیْسَ لَھَا حِجَابٌ دُوْنَ اللّٰہِ حَتّٰی تَخْلُصَ اِلَیْہِ۔

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ پڑھنے والے کے لیے اب اللہ سے وصل میں کوئی حجاب باقی نہیں رہا کہ جس کو عبور کرنے میں دیر لگے۔ کلمہ کی رو سے بلا حجاب اللہ تک پہنچ جائے گا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی اے رب مجھے کوئی ایسا خاص وظیفہ عطا فرمایئے کہ جس کے ذریعہ میں آپ کو یاد کروں اور اس کے ذریعہ آپ سے دعا مانگوں۔ ارشاد ربانی ہوا اے موسیٰ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ پڑھا کرو۔ تو آپ نے عرض کیا۔ اے رب یہ تو آپ کا ہر بندہ پڑھتا ہے۔ میں تو آپ سے کوئی خاص وظیفہ اپنے لئے طلب کرتا ہوں ارشاد الٰہی ہوا اگر ساتوں آسمان اور ان میں رہنے والے سوائے میرے اور ساتوں زمین اور زمین والوں کو ایک پلڑے میں رکھو اور لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کو دوسرے پلڑے میں رکھو تو یہ ایک پلڑا سب سے زیادہ وزنی ہوگا۔ اور جھک جائے گا۔[1] لہٰذا لازم ہے کہ وظیفہ میں اس کلمہ توحید کو شامل کیا جائے اور کم از کم تین تسبیح یعنی تین سو مرتبہ پڑھ لیا جائے اور جتنا زیادہ کر سکو کرنا چاہئے۔

حضرت مرزا جان جاناں نے اس کو پڑھنے کی ترکیب یہ بتائی ہے کہ ۹۹ مرتبہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ پڑھو۔ اور جب سو کی تعداد پوری ہو تو ایک دفعہ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ

---

[1] اشعۃ اللمعات صفحہ ۳۲۵۔

اللہ ہو اس ذکر کے ذریعے خالص اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہو۔ غیر اور خیال غیر سے قلب کو پاک کرو۔ لا الٰہ کے ذریعہ سے ماسوا کی نفی کر کے الا اللہ کے ذریعہ اللہ کے ذکر کا اثبات کیا جائے تاکہ باطن خدا کے جلووں سے معمور ہو کر خانۂ خدا بن جائے۔

درود شریف کے فضائل اور فوائد

درود شریف وہ شئے ہے کہ جس کے پڑھنے کی ترغیب ہم کو اللہ تعالیٰ نے دی اور فرمایا۔

اِنَّ اللّٰهَ وَ مَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ؕ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَ سَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا۔

ترجمہ:۔ بے شک اللہ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں اس غیب بتانے والے (نبی) پر۔ اے ایمان والو ان پر درود اور خوب سلام بھیجو۔

لہٰذا درود پڑھنا قرآن مجید پر عمل ہے۔ اللہ کے حکم کی بجا آوری ہے۔ اللہ اور اس کے ساتھ موافقت ہے۔ چونکہ اس آیۂ کریمہ میں ہم کو صلوٰۃ و سلام پڑھنے کا حکم دیا گیا ہے تو چاہیئے ایسا درود پڑھیں جس میں صلوٰۃ اور سلام دونوں ہوں۔ درود شریف سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی معنوی صحبت حاصل ہوگی اور اس صحبت اور قرب کے باعث آپ کے اوصاف و اخلاق سے متصف ہو گا۔

حدیث شریف میں ہے۔ حضور کا اُمتی جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک مرتبہ درود بھیجتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس پر دس مرتبہ درود بھیجتا ہے اور حضور بھی اپنے اُمتی کو سلام کا جواب دیتے ہیں۔

ایک دفعہ حجاج ایک شخص کے در پے قتل ہو گیا۔ وہ شخص چھپ چھپا کر ایک روز حجاج کے پاس پہنچا اور حجاج سے کہا بے شک میں مجرم ہوں۔ سزائے موت کا مستحق ہوں لیکن میرے قتل سے پہلے میرے ایک سوال کا جواب دیدو میرا سوال یہ ہے کہ سلام کا جواب کیا ہے۔ حجاج نے کہا وعلیکم السلام یعنی تجھ پر سلامتی ہو اس شخص نے کہا۔ آپ کی زبان سے سلامتی کا لفظ نکل گیا۔ پس اب مجھے امن و سلامتی مل گئی۔ کیونکہ بڑے

for more books click on link below
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

اپنی زبان سے کہہ کر نہیں پڑھتے تو حجاج نے کہا کہ تو نے اپنے علم سے اپنے آپ کو بچا لیا۔ غور کرو کہ جب حجاج کے جوابِ سلام میں سلامتی ہے۔ تو اللہ اور اللہ کے رسول کے سلام میں درود و سلام پڑھنے والے پر کتنی سلامتیاں نازل ہوں گی۔ یہ سلامتی اہل و عیال، کاروبار، دین و ایمان، اصحاب و احباب سب کو شامل ہے۔ درود کے پڑھنے پر قرآن کریم نے اس انداز میں ترغیب دی۔ کہ پہلے اس کو اللہ کا فعل کہلایا۔ اور پھر فرشتوں کا درود بھیجنا ظاہر کیا۔ ان افعال سے اس فعل کی تاکید دکھلائی۔ پھر جملہ کو "اِنَّ" حرفِ تاکید کے ساتھ دیا گیا اور وہ بھی جملہ اسمیہ لائے جو دوام و استمرار پر دلالت کرتا ہے اور اس کی خبر "یُصَلُّوْنَ" مضارع لائے۔ جس کی دلالت تجدد پر ہے لہذا یہ اشارہ ہے اس طرف کہ ملائکہ اور اللہ تعالیٰ کی صلوٰۃ آنحضرت پر بار بار اور عَلَی الاِسْتِمْرَار جاری ہے۔ اور اس میں انقطاع نہیں ہے۔

اللہ اور فرشتوں کا حضور پر ہر وقت درود نازل ہوتا رہتا ہے۔ کس قدر تعظیم شانِ مصطفےٰ کا اظہار ہوا۔ غور کیجئے کہ آدم علیہ السلام کو جن کو ملائکہ کے ذریعے سجدے کی تعظیم حاصل ہوئی وہ تھوڑی دیر کے لئے تھی اور یہاں ملائکہ کا ہمیشہ صلوٰۃ و سلام بھیجنا ہے اور وہ بھی تنہا نہیں بلکہ اللہ تعالےٰ کا بھی صلوٰۃ و سلام فرشتوں کے ساتھ عَلَی الاِسْتِمْرَار شامل ہے۔

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اپنے ایک مکتوب میں تحریر فرماتے ہیں کہ اس وقت سب سے قریب تر طریقہ جو موصل الی اللہ ہے۔ وہ درود شریف ہے آپ کی طرف متوجہ ہو کر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصی توجہ کا فیض حاصل کرو۔

حدیث شریف میں ہے۔

مَا مِنْ مُسْلِمٍ يُسَلِّمُ عَلَيَّ اِلَّا رَدَّ اللّٰهُ عَلَيَّ رُوْحِيْ حَتّٰى اَرُدَّ عَلَيْهِ السَّلَامَ۔

جب کوئی مسلمان مجھ پر سلام بھیجتا ہے تو میری روح کو مجھ پر اللہ لوٹاتا ہے۔ یہاں تک کہ میں اس کے سلام کا جواب دوں۔

له زرقانی ص ۳۲۹

for more books click on link below
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

اس کا مطلب یہ ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی روح اقدس کو جو قرب خداوندی میں استغراق حاصل ہے اس مقام قرب سے آپ سلام بھیجنے والے کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔ لہٰذا جہاں حضور ہیں۔ اس قرب خاص کے مقام کا فیض حضور کی خاص توجہ کے ذریعے صلوٰۃ وسلام پڑھنے والوں کو حاصل ہوتا ہے۔ لہٰذا درود سلام کے ذریعہ فیضانِ محمدی سے مستفیض ہوتے رہو۔ اور یہ اللہ کا قرب خاص حاصل کرنے کا بہترین ذریعہ ہے۔ ہر روز کم سے کم تین سو مرتبہ درود شریف ضرور پڑھ لیا کرو۔ باقی جتنا بھی پڑھ سکو بہتر ہے۔

مااثبت بالسنۃ میں ہے کہ ہر روز ایک ہزار سے کم نہ پڑھے ورنہ پانچ سو سے تو کسی حالت میں کم نہ ہو۔ بہر حال ہر نماز کے بعد سو مرتبہ پڑھ لینا چاہیئے۔ اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو تین سو مرتبہ صبح کے وقت ضرور پڑھ لیا جائے۔

حدیث نمبر ۱۱

حدیث شریف میں ہے کہ لَا تَجْعَلُوْا بُیُوْتَکُمْ قُبُوْرًا وَّلَا تَجْعَلُوْا قَبْرِیْ عِیْدًا وَّصَلُّوْا عَلَیَّ فَاِنَّ صَلٰوتَکُمْ تَبْلُغُنِیْ حَیْثُ مَا کُنْتُمْ۔ اپنے گھروں کو قبروں کی طرح نہ بناؤ کہ مردوں کی طرح ہو سکے یہ بھی فرمایا میری قبر کو عید نہ بناؤ کہ سال میں صرف ایک دو مرتبہ ہی حاضر ہو۔ اس میں کثرت زیارت کی ترغیب ہے۔ فراق و وصل میں دونوں سے یہاں آنے والوں کے لئے حضور کا ارشاد گرامی ہے کہ اس کو آخری حاضری نہ سمجھو۔ عید کی طرح میری زیارت کو سال میں صرف ایک بار ہی حاضر ہو۔ بلکہ بار بار حاضری کا مستقل ارادہ رکھو۔ ہمت مردانہ سے کام لو۔ اللہ تعالیٰ تمہیں خود بار بار حاضری کی توفیق عطا فرمائے گا۔ اور جب تک حاضری نصیب نہ ہو مشتاقوں کی تسلی کے لئے فرمایا صَلُّوْا عَلَیَّ مجھ پہ درود شریف پڑھا کرو کہ تم جہاں بھی ہو گے وہاں سے تمہارا درود میرے پاس پہنچ جائے گا۔ اگر دوری کے سبب قرب صوری سے محروم ہو تو غمگین نہ ہو۔ درود شریف کے وسیلے سے میری نزدیکی اور قرب معنوی کو حاصل کر لیا کرو میں صلوٰۃ وسلام کا خود جواب دیتا ہوں اور تم کو دعا دیتا ہوں۔

for more books click on link below
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

در راہِ عشق مرحلہ قرب و بعد نیست
می بینمت عیاں و دعا می فرستمت!
جب قرب روحانی حاصل ہے تو بعد مکانی سہل ہے۔
چو قرب جانی چوں بود بعد مکانی سہل است

لہٰذا مشتاقِ مصطفوی کو چاہیے کہ بکثرت درود شریف پڑھا کریں۔ اور حضور کی معنوی صحبت میں حاضر رہا کریں۔ اور یہ ترکیب جمع میں گذرا کہ جس کو دعائیں طواف کی یاد نہ ہو اس کے لئے درود شریف پڑھنا کافی ہے۔

حدیث نمبر (۲)

حضرت ابی بن کعب نے حضور سے جب عرض کیا کہ میں اپنے تمام اوراد وظائف کے وقت میں صرف درود شریف ہی پڑھا کروں گا۔ تو آپ نے فرمایا۔
اِذًا تُکْفٰی ھَمَّکَ وَ یُغْفَرُ لَکَ ذَنْبُکَ۔

کہ اب تو کفایت کیا جائے اپنی تمام مہمات دینی و دنیوی میں اور تیرے تمام گناہ بخش دیئے جائیں گے۔ یعنی تیرے مقاصد دارین کے لئے درود شریف ہی کافی ہے۔

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب میرے مرشد شیخ عبدالوہاب متقی رحمۃ اللہ علیہ نے مدینہ طیبہ کے لئے رخصت کیا تو فرمایا کہ اس راہ میں فرائض کے بعد کوئی عبادت نہیں ہے۔ سوائے درود شریف کے۔
عرض کیا۔ حضور کوئی تعداد معین ہے؟
فرمایا نہیں۔ بلکہ تمام اوقات میں اسی کو پڑھتے رہو۔ اسی میں مستغرق رہو۔

حدیث نمبر (۳)

حضرت ابوطلحہ سے روایت ہے کہ ایک روز حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بہت خوش تشریف لائے فرمایا کہ جبریل میرے پاس آئے اور کہا کہ آپ کا رب فرماتا ہے

for more books click on link below
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

کہ کیا آپ خوش نہ ہوں گے اس بات سے اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کہ آپ کا کوئی امتی اگر آپ پر ایک مرتبہ درود بھیجے گا تو میں اس پر دس مرتبہ درود بھیجونگا اور جو کوئی آپ پر ایک مرتبہ سلام بھیجے گا ۔ میں اس پر دس مرتبہ سلام بھیجوں گا ۔
وَلَا يُسَلِّمُ عَلَيْكَ اَحَدٌ مِّنْ اُمَّتِكَ اِلَّا سَلَّمْتُ عَلَيْهِ عَشْرًا ۔
درود شریف کے فوائد میں معلوم ہوا کہ اس کے پڑھنے والے پر اللہ اور اس کے رسول کے سلام پہنچتے ہیں ۔ جس میں سلامتی ہی سلامتی ہے ۔ اور مقاصد دارین کی کامیابی ہی کامیابی ہے ۔

تمت بالخير

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِمُؤَلِّفِهٖ وَلِنَاشِرِهٖ وَلِكَاتِبِهٖ وَلِمَنْ سَعٰى فِيْهِ

گذارش

اس کی تصحیح میں کافی کوشش کی گئی ہے ۔ پھر بھی ہو سکتا ہے کہ کچھ غلطیاں رہ گئی ہوں ۔ اہل علم حضرات سے التماس ہے کہ جو غلطی دیکھیں اس سے مطلع فرمائیں تاکہ آئندہ اشاعت میں درستی ہو جائے ۔

---

for more books click on link below
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

ارکانِ دین

توضیح العقائد (رُکنِ دین : حصہ اوّل)

اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتوں، کتابوں، رسُولوں، یوم آخرت اور تقدیر پر ایمان کی مستند تفصیلات اس میں موجود ہیں۔

کتاب الصلوٰۃ (رکنِ دین : حصہ دوم)

ہر قسم کی ناپاکی سے طہارت، وضو، غسل نیز نمازوں کے اوقات و مسائل اور تمام دنوں اور سال بھر کی نفلی نمازوں کے فضائل و فوائد، باحوالہ

کتاب الزکوٰۃ (رکنِ دین : حصہ سوم)

زکوٰۃ و عشر کی فرضیت، فضائل و مسائل اور مصارف و فوائد وغیرہ پر تحقیقی کتاب ہے۔ اس کا مطالعہ بڑا مفید ہے۔

کتاب الصیام (رکنِ دین : حصہ چہارم)

رمضان المبارک اور پورے سال کے ہر قسم کے فرض اور نفل، روزوں کے فضائل و مسائل اور فوائد پر جامع کتاب ہے۔

کتاب الحج (رکنِ دین : حصہ پنجم)

حج و عمرہ اور زیارتِ مدینہ منورہ کے مستند فضائل و مسائل اور ہر عمل کی شرعی حیثیت اور اسرار محبت بھرے انداز میں تحریر فرمائے ہیں۔

— تمام حصے سوال و جواب کے طرز پر آسان زبان میں لکھے ہوئے ہیں۔
— ٹائیٹل چار رنگا — طباعت عمدہ، کاغذ سفید

اسلامی کتب خانہ ○ اقبال روڈ، سیالکوٹ

for more books click on link below
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari